خزینۂ اخلاق

علامہ عالم فقری

جامعہ علامہ فقری

دار الفقر [illegible] کالا خطائی روڈ ضلع شیخوپورہ

اچھا اخلاق سیرت و کردار کا حسین آئینہ ہے

خزینۂ اخلاق

ہم مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ دُنیائے اخلاق کی بُنیاد کتاب و سُنّت اور سیرت اولیا ہے لہٰذا غیروں نے جو اخلاق سیکھا ہے وہ مسلمانوں سے سیکھا ہے۔ دُوسری طرف ہم اپنی کتابوں میں غیر مسلم ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودیوں کے اقوال درج کر کے ان کو اسلام کے ہم پلّہ ثابت کرتے ہیں، لیکن اس کتاب میں صرف قرآن، احادیث، اولیاء اور اکابرین کا اخلاق پیش کیا گیا ہے تاکہ مسلمان سرمایہ مسلمانی کو پہچان سکے۔

علامّہ عالم فقری

نام کتاب : ———— خزینہ اخلاق
موضوع : ———— اسلامی اخلاق کا مخزن
مؤلف : ———— علامہ عالم فقری
تعارف : ———— مولانا محمد شفیع
کتابت : ———— محمد نعیم گیلانی
پروف ریڈنگ : ———— جاوید فقری
ناشر : ———— ملک شبیر حسین
طابع : ———— پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور
ادارہ : ———— شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
تعداد : ———— گیارہ سو
ایڈیشن : ———— اوّل
تاریخ : ———— ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۴ء

تعارف

اخلاق مذہب اسلام کی روح ہے کیونکہ جس قوم کا اخلاق اچھا ہو جائے وہ سب سے اچھی قوم بن جاتی ہے اس لیے دینِ اسلام میں اخلاق سنوارنے پر بہت زور دیا ہے اخلاق کے موضوع پر اگرچہ اسلامی ادب میں بہت کچھ موجود ہے مگر میری دلی خواہش تھی کہ اسلامی اخلاق کے جواہر پارے ایک خوبصورت کتاب میں جمع ہو جائیں جس میں صرف کتاب وسنت، اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کی اخلاقی تعلیمات ہوں جس کا رنگ خاص کر صوفیانہ ہو۔ ایک روز اتفاقاً جناب عالم فقری صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں اخلاق کے موضوع پر ایک کتاب ترتیب دے رہا ہوں اس میں کیا ہونا چاہیے۔ میں نے کہا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ میرے دل کی ترجمانی کرنے لگے ہیں مگر کتاب میں خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھیں کہ موضوع میں صرف اسلامی اخلاق کے مختلف پہلوؤں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق اجاگر کریں۔ انہیں میری یہ بات بہت پسند آئی لہٰذا انہوں نے کتاب لکھتے ہوئے صوفیانہ اخلاق کو واضح کرنے کی ازحد کوشش کی ہے کیونکہ ان کی سوچ بزرگان دین کی طرف خصوصی طور پر مائل ہے۔ آپ نے خزینہ اخلاق میں قرآن احادیث، صحابہ اور اولیاء کرام کے اقوال بیان کرنے پر بہت زور دیا ہے جس کی بنا پر پڑھنے والے کو بہت سی عقل باتیں اور علمی نقطے حاصل ہوتے ہیں ان کی زبان سادہ ہے اس لیے ہر خاص وعام بخوبی اس کتاب سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کام سے لوگوں کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد شفیع لاہور

ابتدائی بات

تمام حمد و ثنا اسی پروردگارِ عالم کی ہے جس نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا ہے ان پر لاکھوں صلوٰۃ و سلام. کیونکہ انہی کے وسیلہ سے قیامت تک کے لیے انسانیت کو سیدھی راہ میسر آئی ہے جو انسان کے لیے باعث نجات ہے. اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بہت ہی قربت سے نوازا. اور آپ کو انسانیت کی سب سے بلند و بالا اخلاقی تعلیم سے آراستہ فرمایا. اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق بے مثل ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر پہلو پر اخلاقِ حسنہ کا عملی نمونہ پیش کیا جو وحی الٰہی کی عین تعبیر ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق ہی دراصل اسلام کا ضابطۂ اخلاق ہے.

انسانی تخلیق سے لے کر آج تک ضابطہ حیات کی دو ہی صورتیں چلی آ رہی ہیں. ایک ضابطہ حیات انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دینِ حق کی صورت میں ملا ہے جس کے اصول پیغمبرانِ حق کے ذریعے رائج ہوئے. دوسرا ضابطہ حیات انسانی عقل کی ارتقاء کا نتیجہ ہے جو انسان کا خود ساختہ ہے اور اسے اختیار کرنے کی بنا پر انسان اپنے تخلیقی مقصد یعنی اللہ تعالیٰ کو پوجنے کی بجائے دوسروں کا پجاری بنا. اس خود ساختہ ضابطہ حیات نے انسانیت کو بہت نقصان پہنچایا ہے. انسانی اخلاق کا جنازہ تک نکالا جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا ظلم و ستم کیا. یہ ایسا معاشرہ ہے جس میں نہ اچھے اصول تھے اور نہ ہی

انصاف یعنی ایسا معاشرہ ہر لحاظ سے برا ہی برا تھا۔ طلوع اسلام کے وقت انسانی معاشرہ کی حالت کچھ ایسی تھی دین حق کا نام تو موجود تھا مگر اس میں لوگوں نے اپنی طرف سے بے جا باتیں داخل کر رکھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کو منسوخ کرتے ہوئے وحی الٰہی کے مطابق انسانی زندگی بسر کرنے کا ضابطہ دیا جو ہمارے معاملے اسلامی نظامِ زندگی کی صورت میں موجود ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں اطاعتِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے اصول موجود ہیں اور خاص کر ایک دوسرے انسان سے ہر قسم کے تعلقات کے لیے اخلاق موجود ہے یہ اخلاق اسلامی اخلاق ہے۔

اسلام نے اپنی نشو و نما اسی اخلاق کی بنا پر بہت جلد پائی اور بہت تھوڑے عرصہ میں اسلام دنیا کے بہت بڑے حصے پر چھا گیا اور اس کی خصوصی وجہ مسلمانوں کا اعلیٰ اخلاق ہی تھا۔ مسلمانوں کی ترقی اور عظیم فتوحات کی بنیاد بھی اسلامی اخلاق ہی ہے کیونکہ اسلامی اخلاق اتنا جامع اور کشادہ ہے کہ جہاں بھی اسلام کا پیغام پہنچا وہاں ہی لوگ اسلامی اخلاق سے متاثر ہوئے اور خاص کر صوفیا نے جب اسلامی اخلاق کے عملی نمونے پیش کیے تو اسلام کو بہت وسعت حاصل ہوئی مگر جوں ہی مادہ پرستی کا دور شروع ہوا تو مسلمان اپنے اخلاقی پہلو میں کمزور ہو گئے تو دوسری قوموں نے اسلام ہی کے اخلاقی اصولوں کو اپنا کر غلبہ پایا اور خوب ترقی کی اور ہمارے مسلمان بھائی ان اچھے اخلاقی اعمال کو جو درحقیقت اسلام کا سرمایہ ہیں غیروں سے منسوب کرتے ہیں اور ہمارے سامنے ان کی مثالیں پیش کرتے اور اپنی کتابوں میں غیر مسلموں کی اخلاقی تعلیمات اور اقوال درج کر کے ان کو بڑا ظاہر کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت ناانصافی ہے کہ جو باتیں انھوں نے ہم سے لی ہیں انہیں ہم اپنے بزرگوں کے حوالے سے ظاہر کریں چہ جائے کہ ہم انہیں کسی غیر مسلم سے منسوب کریں۔ اس چیز کی کمی محسوس کرتے ہوئے میں نے زیر نظر کتاب کو تالیف کیا ہے کہ اسلام کی بنیادی اخلاقی تعلیمات کو قرآن سنت اور بزرگانِ دین

کے حوالے سے پیش کیا جائے تاکہ مسلمان بھائی اپنی اخلاقی حالت کو سنواریں اور عظمتِ رفتہ کو پا سکیں۔

اخلاقِ حسنہ اسلامی تصوف کا ایک مستقل حصہ ہے کیونکہ تزکیہ نفس اچھے اخلاق اپنائے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ حضرات جو سلوک کی منازل طے کر رہے ہوں یا کرنا چاہتے ہوں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صوفیا کے اخلاقی نظریات اور اعمال سے باخبر ہوں تاکہ ان پر عمل پیرا ہو کر حصول معرفت میں آسانی پیدا ہو۔ اس غرض کے پیش نظر بھی اس کتاب میں خاص طور پر اللہ والوں کے اقوال درج کیے ہیں جو حقیقت قادر ہوتی ہے ان کی ایک بات ان کی ساری زندگی کا نچوڑ ہے۔ پھر ان کی باتیں چونکہ دل سے نکلتی ہیں اس لیے ان کے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ آپ کو پڑھتے وقت محسوس ہوگا کہ واقعی اللہ والوں کی باتیں کتنی پُر اثر ہیں کہ پڑھتے ہوئے انسان کی قلبی کیفیات بدل دیتی ہیں۔ انسانی سوچ کا دھارا بدل کر اللہ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کتاب یعنی خزینہ اخلاق میں بزرگوں کی تعلیمات کو خصوصاً اجاگر کیا گیا ہے تاکہ ہر پڑھنے والا سلوک راہ اختیار کرنے میں آسانی محسوس کر سکے۔

علاوہ ازیں اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ کا ہر فرد یہ جان جائے کہ اسلامی اخلاق کا اصل خزینہ قرآن پاک اور احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اسی پر ہر مسلمان کو عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے اس لیے ہمیں اپنے چھوٹے بڑوں کو اسلامی اوصافِ حمیدہ سے متعارف کرانے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کروانا چاہیے تاکہ بچوں اور خصوصاً طالب علموں کو پتہ چلے کہ اسلامی اخلاق کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

یہ کتاب ۲۱ ردسمبر ۱۹۹۱ء کو مکمل ہوئی۔

عالم فقری

گلی نمبر ۹ مکان ۵-۲-۵ چاہ میراں لاہور

فہرست

زکواۃ کے مدلل مسائل

احکامِ زکوٰۃ

زکوٰۃ و عشر کی فرضیت، فضائل، مسائل، نصابِ زکوٰۃ، مصارف و فوائد پر دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق منہ بولتا زندہ شاہکار۔

علامہ عالم فقری

ہر خاص و عام اور واعظین کے لیے نادر تحفہ



رمضان المبارک کے مسائل اور فضائل پر مقبولِ عام کتاب۔

علامہ عالم فقری

احکامِ الٰہی

اللہ کی کتاب قرآن مجید لاریب کتاب ہے جو اہل تقویٰ کے لیے رہنمائی فرماتی ہے۔

اگر کسی کو قرآن مجید میں جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل فرمایا ہے شک ہو تو تم بھی اس کی ایک سورت کی مانند کوئی ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی گئی ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کی تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ کہہ دو اگر تم سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو تم بلا سکتے ہو بلا لو۔

اے پیغمبر فرما دیجیے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مل جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں گے تو پھر بھی اس جیسا نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے جو تمہارا رب ہے اور تم سے پہلے تمہارے آباؤ اجداد کا رب ہے۔

پس تم اللہ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر اس بات کو نہیں مانتے۔

اے لوگو تم اللہ ہی سے مانگنے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تعریف کیا گیا غنی ہے۔
جو شخص محنت کرتا ہے بے شک وہ اسی کے لیے ہے بے شک اللہ دنیا والوں سے غنی ہے۔
جو تمہیں اچھی طرح جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے۔
تو تم اپنے آپ کو پاک نہ کہو جو اہل تقویٰ ہیں انہیں وہ خوب جانتا ہے۔
اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔
اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔
اے ہمارے پروردگار تو رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے۔
کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم بوسیدہ ہڈیوں کو ہرگز جمع نہ کریں گے کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے پوروں کو درست بنا دیں۔
جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا وہ زمین میں اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں۔
بے شک اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔
بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔
وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے تو وہ اس کے لیے اسے بڑھا دے اور اس کے لیے عزت والا اجر ہے۔
جسے اللہ ہدایت عطا فرما دے وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرے ان کے لیے کوئی راہ بتانے والا دوست نہیں۔

بے شک اللہ اہل ایمان ہی کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بنا دیتا لیکن یہ اس لیے نہیں ہے تاکہ وہ تمہیں ان چیزوں میں آزمائے جو اس نے تمہیں دے رکھی ہیں تاکہ تم اچھے کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔

اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے اور کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اولاد نہیں دیتا بے شک وہ قدرت والا ہے۔

تمہارا پروردگار تمہیں خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اگر چاہے تو عذاب دے۔

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرما دیتا ہے اور جسے حکمت عطا کر دی جائے اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی اس بات سے عقل والے نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔

اگر تمام درخت جو زمین میں ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر ان کی سیاہی بن جائیں اور مزید سات سمندر بھی اگر سیاہی بن جائیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف ختم نہ ہو گی بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اے اللہ کے محبوب تیرے پروردگار کے لشکر سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا اور آنے والا وقت تو لوگوں کے لیے ظاہر ہو کر رہے گا۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے۔

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس تکلیف کو سوائے اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تجھے کوئی فائدہ پہنچانے کا ارادہ کرے تو کوئی اس کے فضل کو مٹانے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ان دونوں باتوں میں سے ایک پہنچا دے اور وہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے جن کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روک لیتا ہے تو اس کے بعد کوئی اس کا چھوڑنے والا نہیں ہے وہی غالب حکمت والا ہے۔

تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔

جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کے بعد اس کے لیے کوئی دوست نہیں ہے۔

بے شک سب قوت اللہ ہی کی ہے اور وہ سخت عذاب والا ہے۔

عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافقوں کو اس حقیقت کا علم نہیں۔

کسی جان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر موت نہیں آتی لکھا ہوا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

اے میرے محبوب جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو بے شک میں ان کے قریب ہوں اور ہم ان سے ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

جو کچھ کسی کے پاس ہوتا ہے اللہ نے اسے گھیر رکھا ہے اور ہر شے کی گنتی کر رکھی ہے۔

پس تم جس طرف بھی اپنا چہرہ کرو اسی طرف اس کی ذات موجود ہے۔

جو بھلائی تمہیں پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف تجھے پہنچتی ہے وہ تیری ذات کی طرف سے ہے۔

تم ملک کی سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا برا ہے۔

کتنی بستیاں ہیں کہ جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ رات کو سوتے وقت ان پر ہمارا عذاب آیا یا اس وقت جب کہ وہ دوپہر کو سو رہے تھے۔ سو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت انہوں نے یہی کہا کہ بے شک اپنے اوپر خود ظلم کرنے والے ہیں۔

یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے جو آخرت کا گھر ہے وہی اصل زندگی ہے کاش کہ لوگ اس بات کو جان لیں۔

ہر شخص موت کا مزا چکھنے والا ہے اور قیامت کے روز تمہیں پورا پورا اجر دیا جائے گا پس جو شخص آگ سے دور رکھا گیا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہی درحقیقت کامیاب ہوا۔ یہ دنیا تو صرف دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں مگر نیک عمل صرف ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور ثواب کے لحاظ سے نیک عمل بہت بہتر ہے۔

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مال اور بیٹے جن کے ساتھ ہم ان کی مدد کرتے ہیں اس سے ان کے لیے نیکیوں میں جلدی کر رہے ہیں انہیں حقیقت کا شعور نہیں۔

لوگو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف فتنہ یعنی آزمائش ہیں مگر اجر عظیم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

ایسا شخص جو اللہ کی رضا پر چلتا ہے۔ اس جیسا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے غصے کی طرف رجوع کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بری جگہ ہے ان کے لیے اللہ کے ہاں بہت درجات ہیں۔ اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

مسلمانو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی انہیں اپنا دوست بنائے گا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ان ہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تو وہ فوراً ہی واضح طور پر جھگڑالو بن گیا۔

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں اپنی کروٹ پر لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا گویا کہ ہر حالت میں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ ایسا

ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے پہلے کبھی کسی تکلیف کے وقت جو اسے پہنچی تھی پکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح حد سے باہر نکل جانے والوں کو ان کے اعمال جو وہ کرتے ہیں اچھے دکھلائے گئے ہیں۔

انسان جس طرح اپنے حق میں بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح برائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

بے شک انسان بڑا بے صبرا پیدا کیا گیا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب اس کے ہاتھ کچھ آجاتا ہے تو بڑا کنجوس بن جاتا ہے۔

انسان کو جب اس کا رب آزمائش میں ڈالتا ہے مگر اس آزمائش میں نعمت کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری بڑی عزت کی ہے مگر جب اس کا رب اسے آزمائش میں ڈال دے کہ اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے اور تم مردوں کا مال بلا جھجک کھا جاتے ہو اور مال سے بڑی محبت رکھتے ہو۔

اے لوگو! اللہ، اس کے رسول اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اس سے پہلے اتاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمت تم پر نازل فرمائی ہے اسے یاد رکھو اور اس نے جو تم کو کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے تاکہ اس کے ذریعے تمہیں نصیحت کرے اسے بھی یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

وہ عورتیں جن کی بدخوئی سے تم ڈرتے ہو انہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں ان سے علیٰحدہ رہو اور انہیں مارو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت دیتا ہے اگر تم مومن ہو تو پھر خلاف اسلام کوئی بات نہ کرو۔

جس نے سیدھی راہ اختیار کی تو وہ اس نے اپنے ہی لیے اختیار کی اور بھٹک جاتا ہے تو وہ بھٹک کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور میں تم پر مسلط تو ہوں نہیں۔

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے کیا تو اس کا نگران ہو سکتا ہے۔

فرما دیجیے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پس جس کا دل چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے اسے تسلیم نہ کرے۔

مسلمانوں تم وہ بات کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت بری ہے کہ جو تم خود نہیں کرتے اسے دوسروں کو کرنے کا حکم دیتے ہو۔

شاعروں کی اتباع گمراہی ہے کیونکہ وہ اپنی سوچ میں حیران پھرتے ہیں۔

وہ جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور جو نہیں کیا اس پر اپنی تعریف چاہتے ہیں ان کو عذاب سے بچا ہوا تصور نہ کرو بلکہ ایسے خوشامدی لوگوں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے گا اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بری بات میں سفارش کرے گا اس سے اس پر وبال پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایمان دار مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اچھی بات کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور بری بات سے منع کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے

اپنا رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو اللہ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی نا امید نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اگر کسی پر اپنی رحمت کرے اور پھر اسے اللہ تعالیٰ آزمائش کے لیے چھین لے تو اس پر اسے نا امید نہیں ہونا چاہیے۔

ہم نے آدم سے پہلے عہد کیا تھا سو وہ اسے بھول گیا اور ہم نے اس میں کچھ عزم نہ پایا۔

اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض سارے آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ جو پرہیز گاروں کے لیے بنائی گئی ہے۔

اچھے لوگ وہ ہیں جو نیکیوں کی طرف جلدی کرتے ہیں اور ان کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

بری بات کو ہوا دینا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

اپنی عورتوں سے حسن سلوک کرو اور اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب نہیں تمہیں ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت برکت دے۔

ایمان والوں کو اپنی جان کی خود حفاظت کرنی چاہیے جب تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی حیثیت سے زیادہ آزمائش میں نہیں ڈالتا بلکہ آنے والے مستقبل میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

اگر تمہیں محتاجی کا خوف ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں عنقریب مال سے نواز سکتا ہے اگر وہ چاہے۔

اللہ کی رحمت اور مغفرت اس سے بہتر ہے جو تم دنیا میں جمع کرتے ہو۔

اپنے رب کو ہر ایک سے منہ موڑ کر یاد کرتے رہو۔

جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔

مسلمانو! اسلام میں پورے پورے آ جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

کیا انسان کو من مانی مراد بھی ملی ہے؟ سو آخرت اور دنیا سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

لوگو اپنی بہت پاکیزگی نہ جتایا کرو۔ پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے۔

جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا اُس کے لیے نہ دنیا میں کوئی ڈر ہے اور نہ وہ آخرت میں ہی غمگین ہو گا۔

لوگوں نے خدا تعالیٰ کی جیسی قدر جاننی چاہیے تھی جانی ہی نہیں۔ بے شک اللہ تو بڑا زبردست، سب پر غالب ہے۔

کیا اس وجہ سے تم لوگ حد عبودیت سے باہر ہو گئے ہو کہ ہم تمہاری اصلاح سے بے تعلق ہو کر نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے۔

اس قرآن کا مقصود لوگوں کو سمجھانا ہے لیکن ہدایت اور نصیحت تو اس سے وہی لوگ پکڑتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہے۔

جو شخص خدا کے لیے مشقت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لیے اٹھاتا ہے ورنہ خدا تو دنیا جہان کے سب لوگوں سے بے نیاز ہے۔

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں سے کہہ دو کہ میرا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے نپی تلی۔ مگر اکثر لوگ تقسیم رزق کی مصلحتوں سے واقف نہیں۔

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے تفرقہ کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ تجھے ان کے بارے میں کوئی اختیار نہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے حضور پیش ہے۔ اور ان کو ان کے افعال سے

خبر دے گا۔

جب تمہیں سلام کے ذریعے سے دعا دی جائے تو تم اس کے جواب میں بہتر دعا دو یا وہی کلمہ جواب میں کہہ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

جہان کا مال و متاع آب باراں کے ہے۔ یعنی بارش اگر ضرورت کے موافق برسے تو نافع ہے۔ اور اگر زیادہ برسے تو باعث بربادی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مال بقدر ضرورت نافع اور فائدہ مند ہے اور زائد از ضرورت باعث گرفتاری معصیت ہے۔

لوگوں کو دنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں کے ساتھ دل بستگی بھی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ تو دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے ہیں اور ہمیشہ کا اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے۔

مسلمانو! ہم نے جو مال دے رکھا ہے، اس میں سے راہ خدا تعالیٰ میں بھی کچھ خرچ کرتے رہا کرو۔ مگر اس دن سے پہلے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت موجود ہو۔ اور اس وقت کہنے لگے کہ کاش میرا پروردگار مجھ کو تھوڑی سی مہلت اور دیتا، اور میں خیرات کرتا، اور دوسرے نیک بندوں میں سے ایک نیک بندہ میں بھی ہوتا۔

مسلمانو! خدا کی راہ میں عمدہ چیزوں میں سے خرچ کرو، وہ چیزیں جو تم نے تجارت وغیرہ سے آپ کمائی ہوں، یا ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہوں اور ناکارہ چیز کے دینے کا ارادہ تک بھی نہ کرنا کہ اس میں خرچ کرنے لگو۔ حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تم کو دینا چاہے تو تم اس کو کبھی خوشی دلی سے نہ لو۔ مگر ہاں دیدہ دانستہ چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے۔ اور جانے رہو کہ اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔

مسلمانو! جب تم ایک میعاد مقرر تک کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اس کو

لکھ لیا کرو۔ اور تم کو لکھنا نہ آتا ہو تو تمہارے درمیان میں تمہاری باہمی قرارداد کو کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھ دے اور لکھنے والے کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح خدا نے اسے لکھنا پڑھنا سکھایا ہے، اسی طرح اس کو بھی چاہیے کہ وہ بے عذر لکھ دے۔

مومنین ایسے نیک دل ہوتے ہیں کہ بہ تقاضائے بشریت جب ان سے کوئی بُرا کام، یا کوئی اور بے جا بات کر کے اپنا دینی نقصان ہو جاتا ہے تو فوراً خدا تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں۔ اور خدا کے سوا بندوں کو معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور جو بے جا بات کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔



اخلاقِ قرآن

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اخلاق درست رکھنے کی بہت ترغیب دی ہے اور اچھے اخلاق کو اپنانے کی بارہا تاکید کی ہے۔ کلامِ الٰہی کی اخلاقی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

اچھا اخلاق

○ اللہ وہ ہے جس نے غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاکیزہ یعنی اچھا اخلاق سکھاتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں۔ بے شک وہ اس سے پہلے واضح طور پر بے علمی میں تھے۔
(پ ۲۸، جمعہ ۲)

○ جنت ان کے لیے ہے جو حَسَنہ یعنی اچھے اخلاق سے برائی کو دفع کرتے ہیں۔ پ۱۳، رعد ۲۲)

○ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی لہٰذا اے سننے والے برائی کی بھلائی سے اچھے انداز میں تدبیر کر تو دیکھ لے گا کہ دشمن بھی گہرے دوست کی مانند ہو جائے گا۔ (پ ۲۴ حٰم سجدہ ۳۴)

○ کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (پ ۲۳، زمر ۹)

اتفاق

○ اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے اسے یاد کرو۔ جب تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو اس کے فضل سے آپس میں بھائی بن گئے حالانکہ تم آگ کے غار

کے کنارے پر پہنچ گئے تھے تو اس نے تمہیں بچایا۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے، جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے۔ (پ ۴ آلِ عمران ۱۰۳، ۱۰۴)

○ بے شک تم ایک اُمت ہو جو اُمتِ واحد ہے۔ میں تمہارا رب ہوں پس میری بندگی کرو۔ اوروں نے اپنے کام میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیے۔ ان سب نے ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (پ ۱۷، انبیاء ۹۲-۹۳)

○ اس نے تمہارے لیے دین کی وہ راہ مقرر کی جس کا حکم اس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے۔ اسی کا حکم حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو بھی دیا تھا، بے شک ایک دین پر قائم رہو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ جس بات کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے ہیں یہ ان پر بہت گراں ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی قربت کے لیے چن لیتا ہے اور جو رجوع کرے اسے اپنی راہ کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ (پ ۲۵ شوریٰ ۱۳)

احسان

○ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرنے والے بن جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۲ البقرہ ۱۹۵)

○ طلاق حسن دو مرتبہ کی ہے، پھر خواہ احسان کرتے ہوتے روک لو یا اچھے طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔ (پ ۲ البقرہ ۲۲۹)

○ احسان کیا کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۲ بقرہ ۱۹۵)

○ احسان کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے یا اس سے بھی زائد بھلائی ہے۔ ان کے چہروں پر سیاہی نہ چھائے گی اور نہ ہی ذلت، وہی جنت والے ہیں، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

(پ ۱۱، یونس ۲۶)۔

○ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔

○ جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کرو اور دُنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو اور احسان کر جیسا کہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ ڈالو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ ۲۰، قصص ۷۷)

○ اگر تم بھلائی کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے، اور اگر تم بُرا کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا بُرا ہوگا۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۷)

○ احسان کا بدلہ احسان ہے تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (پ ۲۷۔ رحمٰن ۶۰-۶۱)

○ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اس چیز میں ان پر کچھ گناہ نہیں جو انہوں نے کھایا جبکہ ان میں اللہ کا خوف تھا۔ ایمان رکھیں، نیک اعمال کریں، پھر تقویٰ اختیار کریں اور ایمان پر رہیں پھر تقویٰ اختیار کیے رہیں اور نیک کام کرتے رہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (پ ۷ مائدہ ۹۳)

○ بے شک اللہ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (پ ۱۳، یوسف ۹۰)

○ ایسے شخص سے کس کا دین بہتر ہوگا جس نے اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور وہی محسن ہے، اور ملتِ ابراہیمؑ کا اِتباع کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا۔ (پ ۵، نساء ۱۲۵)

○ ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم اہلِ احسان کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (پ ۲۰ قصص ۱۴)

○ بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کے ساتھ ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہے جو احسان کریں۔ (پ ۱۴۔ نحل ۱۲۸)

○ بے شک اللہ کی رحمت اہلِ احسان کے قریب ہے۔ (پ ۸، اعراف ۵۶)

○ اللہ تعالیٰ ان کے قول کے بدل میں انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ اہلِ احسان کا بدلہ ہے۔ (پ ۷، مائدہ ۸۵)

اولوالعزمی

- بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو بے شک یہ اولوالعزمی ہے۔ (پ ۲۵ شوریٰ)
- بے شک ہم نے آدمؑ کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا۔ (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۱۵)
- اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے، اور بُری بات سے منع کر، جو مصیبت آئے اس پر صبر کر بے شک یہ عزم والے کام ہیں۔ (پ ۲۱۔ لقمان ۱۷)
- تم صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے کیا اور جلدی نہ کرو۔ (پ ۲۶۔ محمد ۳۵)
- بے شک تمہاری ضرور تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں آزمائش ہوگی، تم پہلے کتاب والے مشرکوں سے بڑا کچھ سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور ڈرتے رہو تو یہ اولوالعزمی ہوگی۔

(پ ۴۔ آل عمران ۱۸۶)

توکّل

- تو کیسی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے ماحول سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو، اور کاموں میں ان سے مشورہ لو، اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو، بے شک توکّل کرنے والوں تو اللہ پسند کرتا ہے۔ (پ ۴، آل عمران ۱۵۹)
- جب تم میں سے دو گروہوں نے دل ہارنا چاہا، تو اللہ ان کا ساتھی تھا یعنی سنبھالنے والا تھا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (پ ۴، آل عمران ۱۲۲)
- ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کریں تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب ان پر اس

کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان تقویت پا جاتا ہے، اور اپنے رب پر بھروسہ کرو۔ (پ ۹ انفال ۲)

○ اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور اسی کی طرف ہر کام کا رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو، اور اسی پر توکّل کرو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

(پ ۱۲، ہود ۱۲۳)

○ کافروں اور منافقوں کے پیچھے نہ چلو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر توکّل کرو۔ اور اللہ کارساز ہے۔ (پ ۲۲۔ احزاب ۴۸)

○ تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے میں نے اسی پر توکّل کیا اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۱۰)

○ اس پر توکّل کرو جو زندہ ہے، جسے موت نہیں۔ اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر رہنے کے لیے کافی ہے۔ (پ ۱۹۔ فرقان ۵۸)

○ اے محبوب! ان سے چشم پوشی کرو، اور اللہ پر توکّل کرو اور اللہ تمہارے کام سیدھے کرنے کے لیے کافی ہے۔ (پ ۵، نساء ۸۱)

○ دو مرد اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اللہ نے انہیں اپنی نعمتیں عطا فرما دیں۔ بولے کہ زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے اور اللہ ہی پر توکّل کرو، اگر تم ایمان والوں میں سے ہو۔ (پ ۶، مائدہ ۲۲)

○ اگر صلح کی طرف آئیں تو تم بھی صلح کی طرف جھکو اور اللہ پر توکّل کرو، بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔ (پ ۱۰، انفال ۶۱)

○ اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر توکّل کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

○ آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میرا رجوع اسی کی طرف ہے۔ (پ ۱۳، رعد ۳۰)

○ ہمیں کیا ہُوا کہ اللہ پر توکّل نہ کریں، اُس نے ہماری راہیں دکھادیں اور تم جو ہمیں اذیت پہنچا رہے ہو اس پر ضرور صبر کریں گے اور توکّل کرنے والوں کو صرف اللہ ہی پر توکّل کرنا چاہیے۔

(پ ۱۳، ابراہیم ۱۲)

صبر

○ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔

(پ ۲ - بقرہ ۱۵۳)

○ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ (پ ۲ - بقرہ ۱۵۵)

○ اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف اُنہوں نے پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔ اور اے محبوب صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے تنگی محسوس نہ کرو۔ (پ ۱۴، النحل ۱۲۶-۱۲۷)

○ ان لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی جان پر صبر کرو، جو اللہ تعالیٰ کو صبح شام پکارتے ہیں۔ صرف اُس کی رضا کے طالب ہیں۔ تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں، کیا تم دُنیا کی زینت چاہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔ (پ ۱۵، کہف ۲۷-۲۸)

○ اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمّت کے کام ہیں (پ ۲۱، لقمان ۱۷)

○ اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو، اور رابطہ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ (پ ۴، آل عمران ۲۰۰)

○ تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کرو جس میں اللہ کی حمد ہو اور رات کے وقت بھی اس کی پاکیزگی بیان کرو اور دن کے

دونوں کناروں پر بھی تسبیح کرو تاکہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔ (پ ۱۶، طٰہٰ ۱۳۰)

○ پس صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں سبک نہ کر دیں۔ (پ ۲۱، روم ۶۰)

○ پس ان کے کہنے پر صبر کرو اور اپنے رب کی سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اللہ کی حمد کی تسبیح کرو۔ (پ ۲۶۔ قٓ ۳۹)

○ اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک آپ ہماری پناہ میں ہیں، اور اپنے رب کی تعریف کرتے رہو۔ اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔ (پ ۲۷۔ طور ۴۸)

مہمان نوازی

○ بے شک ہمارے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت دینے کے لیے آئے بولے سلام، حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں سلام کہا۔ پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے کر آگئے۔ (پ ۱۲، ہود ۶۹

○ اے محبوب! کیا تمہارے پاس حضرت ابراہیمؑ کے مہمانوں کی خبر آئی ہے جب اُنہوں نے اس کے پاس آکر کہا سلام، وہ بولا سلام، یہ ناشناسا لوگ ہیں۔ (پ ۲۶۔ ذریت ۲۴-۲۵)

○ اللہ سے ڈرو اور مجھے مہمانوں میں رُسوا نہ کرو، تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں (پ ۱۲ ہود ۷۸)

○ شہر والے خوشیاں مناتے آئے حضرت لُوط علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ مجھے فضیحت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رُسوا نہ کرو۔ (پ ۱۴ ، حجر ۶۷ تا ۶۹)

○ اُنہوں نے اس کے مہمانوں کو پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ (پ ۲۷، قمر ۳۷)

ایفائے عہد

○ اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔ (پ ۶ مائدہ ۱)

○ اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا، میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ اور خاص کر مجھ ہی سے ڈرو۔ (پ ۱، بقرہ ۴۰)

○ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو اچھا ہے یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچے عہد پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں سوال ہوگا۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۳۴)

○ مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا، پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کو چاہتا ہے۔ (پ ۱۰۔ توبہ ۴)

○ اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم عہد کر لو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بیشک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ (پ ۱۴، نحل ۹۱)

○ اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور مصیبت اور سختی میں صبر کرنے والے اور جہاد کے وقت۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بات کو سچا کیا اور یہی درحقیقت اہلِ تقویٰ ہیں۔ (پ ۲، بقرہ ۱۷۷)

○ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیزگاری کی اور بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہوں۔ (پ ۳۔ بقرہ ۷۶)

○ جس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا تو وہ بہت جلد اجرِ عظیم پائے گا۔ (پ ۲۶، فتح ۱۰)

○ بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے کیے ہوئے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (پ ۲۱۔ احزاب ۱۵)

عفو

○ جو تم میں فضیلت والے ہیں یا وسعت والے ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ قرابت والوں، مسکینوں اور اللہ کی راہ اور ہجرت کرنے والوں کو نہیں دیں گے، چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان

ہے۔ (پ ۱۸، نور ۲۲)

○ اور بُرائی کا بدلہ اسی برابر بُرائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ (پ ۲۵۔ شوریٰ ۴۰)

○ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو، اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو، (پ ۹ اعراف ۱۹۹)

○ پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(پ ۱۔ بقرہ ۱۰۹)

○ بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔ (پ ۱۴، حجر ۸۵)

○ اور چاہیئے کہ درگزر کریں اور معاف کریں۔ کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۸۔ نور ۲۲)

○ اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے محتاط رہو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (پ ۲۸، تغابن ۱۴)

○ اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر کرو یا کسی کی بُرائی سے درگزر کرو، تو بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔ (پ ۶ نساء ۱۴۹)

○ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خوشی اور غمی میں غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اللہ اس طرح احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۴۔ آل عمران ۱۳۴)

شُکر

○ اگر تم اللہ کا شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا، اور اللہ صلہ دینے والا اور جاننے والا ہے۔ (پ ۵۔ نساء ۱۴۷)

○ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں باخبر کردیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب شدید ہے۔ (پ ۱۳، ابراہیم ۷)

○ پس اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (پ ۱۴، نحل ۱۱۴)

○ ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی کہ میں اسے پل مارنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا، پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس ہی کے لیے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی ہے کرم والا ہے۔ (پ ۱۹، نمل ۴۰)

○ پس تم میرا ذکر کرو، تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

(پ ۲، بقرہ ۱۵۲)

○ اے ایمان والو! کھاؤ اور پیو۔ جو پاکیزہ رزق میں نے تمہیں دیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔ (پ ۲ بقرہ ۱۷۲)

○ بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے، وہ اپنے ہی لیے شکر کرے گا جو ناشکری کرے گا تو بے شک اللہ بے پروا، حمد والا ہے۔ (پ ۲۱۔ لقمٰن ۱۲)

○ اے آلِ داؤد شکر کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر والے ہیں۔ (پ ۲۲۔ سبا ۱۳)

○ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر، اور معاف کرنیوالا رب ہے۔ (پ ۲۲ سبا ۱۵)

اطاعت

○ آپ فرما دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر منہ پھیر لیں، تو اللہ کو انکار کرنے والے اچھے نہیں لگتے۔ (پ ۳، آل عمران ۳۲)

○ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا جس میں نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ ۴، نساء ۱۳)

○ پس اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (پ ۱۴، نحل ۱۱۴)

○ ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی کہ میں اسے پل مارنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر کردوں گا، پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس ہی کے لیے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی ہے کرم والا ہے۔ (پ ۱۹، نمل ۴۰)

○ پس تم میرا ذکر کرو، تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

(پ ۲، بقرہ ۱۵۲)

○ اے ایمان والو! کھاؤ اور پیو۔ جو پاکیزہ رزق میں نے تمہیں دیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔ (پ ۲ بقرہ ۱۷۲)

○ بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے، وہ اپنے ہی لیے شکر کرے گا جو ناشکری کرے گا تو بے شک اللہ بے پروا، حمد والا ہے۔ (پ ۲۱۔ لقمن ۱۲)

○ اے آلِ داؤد شکر کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر والے ہیں۔ (پ ۲۲۔ سبا ۱۳)

○ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر، اور معاف کرنیوالا رب ہے۔ (پ ۲۲ سبا ۱۵)

اطاعت

○ آپ فرما دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر منہ پھیر لیں، تو اللہ کو انکار کرنے والے اچھے نہیں لگتے۔ (پ ۳، آل عمران ۳۲)

○ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا جس میں نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ ۴، نساء ۱۳)

○ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو پھر اگر تم میں سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو بشرطیکہ تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔ (پ ۵ نساء ۵۹)

○ اے محبوب آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تمہیں چاہے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۳ آل عمران ۳۱)

○ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ پھیرو جبکہ تم سنتے ہو اور ان جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور انہوں نے نہ سنا تھا۔ (پ ۹ انفال ۲۰، ۲۱)

○ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

○ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں (پ ۱۸ نور ۵۲)

صبر

○ اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے (پ ۲ بقرہ ۱۵۳)۔

○ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے (پ ۲ بقرہ ۱۵۵)۔

○ اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف انہوں نے پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے اور اسے محبوب صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے تنگی محسوس نہ کرو (پ ۱۴ نحل ۱۲۶ ۔ ۱۲۷)۔

○ ان لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی جان پر صبر کرو جو اللہ تعالیٰ کو صبح شام پکارتے ہیں صرف اسی کی رضا کے طالب ہیں تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پہ نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زینت چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا. اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا (پ ۱۵ کہف ۲۷۔۲۸)

○ اے میرے بیٹے نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں (پ ۲۱ لقمان ۱۷)۔

○ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور رابطہ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ (پ ۴ ال عمران ۲۰۰)۔

○ تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کرو جس میں اللہ کی حمد ہو اور رات کے وقت بھی اسی کی پاکیزگی بیان کرو اور دن کے دونوں کناروں پر بھی تسبیح کرو تاکہ تم سے راضی ہو جائے (پ ۱۶ طٰہٰ ۱۳۰)۔

○ پس صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں سبک نہ کر دیں (پ ۲۱ روم ۶۰)۔

○ پس ان کے کہنے پر صبر کرو اور اپنے رب کی سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اللہ کی حمد کی تسبیح کرو (پ ۲۶ ق ۳۹)۔

○ اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک آپ ہماری پناہ میں ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو (پ ۲۷ طور ۴۸)۔

مہمان نوازی

○ بے شک ہمارے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت دینے کے لیے آئے بولے سلام حضرت ابراہیم نے جواب میں سلام کہا پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے کر آگئے (پ ۱۲ ھود ۶۹)۔

○ اے محبوب کیا تمہارے پاس حضرت ابراہیم کے مہمانوں کی خبر آئی ہے جب انہوں نے اس کے پاس آکر کہا سلام وہ بولا سلام یہ ناشناسا لوگ ہیں (پ ۲۶ - ذریٰت ۲۴ - ۲۵)۔

○ اللہ سے ڈرو اور مجھے مہمانوں رسوا نہ کرو تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں (پ ۱۲- ھود ۷۸)۔

○ ٹھہر والے خوشیاں مناتے آئے حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو (پ ۱۴ حجر ۶۷ تا ۶۹)۔

○ انہوں نے اس کے مہمانوں کو پھسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں بند کردیں (پ ۲۷ قمر ۳۷)۔

تقویٰ

○ یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ ہاں البتہ نیکی تو تقویٰ میں ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم

فلاح پاؤ(پ بقرہ ۱۸۹)۔

○ جو تم بھلائی کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور زادِ راہ ساتھ لے کر جاؤ اور سب سے اچھا زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو(پ ۲ بقرہ ۱۹۷)۔

○ تم اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو جایا کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاکیزہ رہنا چاہتے ہیں اور اللہ طاہر لوگوں کو چاہتا ہے کیا جس نے اپنی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی بنیاد گر جانے والے گڑھے کے کنارے رکھی جو اسے دوزخ کی آگ میں لے گرا اور اللہ ظالموں کو راہ ہدایت نہیں دیتا(پ ۱۱ توبہ ۱۰۸۔۱۰۹)۔

○ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود اس پر قائم رہو ہم تجھ سے کچھ روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور عاقبت اہل تقویٰ کے لیے ہے(پ ۱۶ طٰہٰ ۱۳۲)۔

○ بات یہ ہے کہ جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ قلوب کا تقویٰ ہے(پ ۱۷ حج ۳۲)۔

○ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جس طرح کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور مسلمان ہوئے بغیر نہ مرنا(پ ۴ آل عمران ۱۰۲)۔

○ اے عقل والو اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ(پ ۷ مائدہ ۱۰۰)۔

○ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے(پ ۲۶ حجرات ۱۳)۔

○ جو سچی بات لایا اور جس نے سچ کو مانا تو ایسے لوگ ہی متقی ہیں(پ ۲۴ زمر ۳۳)

○ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں داخل ہوں گے وہاں جو چاہیں گے ملے گا اللہ اہل تقویٰ کو اسی طرح کا صلہ دے گا(پ ۱۴ نحل ۳۱)

غور وفکر

○ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہمی تبدیلیوں میں اہل عقل کے لیے غور کرنے والی باتیں(پ ۴ ال عمران ۔ ۱۹۰)

○ اس پانی سے تمہاری کھیتی اگاتا ہے اس کے علاوہ زیتون کھجور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی اگاتا ہے بے شک اس میں غور فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں(پ ۱۴ نحل ۴۴)۔

○ اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن اتارا ہے تاکہ ان لوگوں میں بیان کر دیا جائے جو ان کی طرف اترا ہے تاکہ وہ اس میں تفکر کریں(پ ۱۴ نحل ۴۴)

○ آپ فرما دیجیے کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے لیے دو دو یا اکیلے اکیلے کھڑے رہو پھر سوچو(پ ۲۲ سبا ۴۶)۔

○ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے بے شک فکر کرنے والوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں(پ ۲۵ جاثیہ ۱۳)۔

○ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوتا دیکھ لیتا یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ غور وفکر کریں ۔(پ ۲۸۔ حشر ۲۱)۔

○ کیا انہوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ ان میں ہے بے شک بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں (پ ۲۱ روم ۸)۔

سچائی

○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (پ ۱۱ توبہ ۱۱۹)۔

○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے (پ ۷، مائدہ ۱۱۹)۔

○ مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دیا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اب وہ ذرہ بھر بھی نہ بدلے گا تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اجر کرے اور منافقوں کو عذاب کرے گا اللہ چاہے تو انہیں توبہ کرنے کی توفیق عطا کر دے بےشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پ ۲۱۔ احزاب ۲۳۔۲۴)۔

○ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی لوگ سچے ہیں۔ (پ ۲۶ حجرات ۱۵)۔

○ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہی لوگ سچے ہیں (پ ۲۸ حشر ۸)۔

○ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر کریں کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔ (پ ۱۶ مریم ۴۱)۔

٭ ٭ ٭

پابندی وقت

○ جب موسیٰ علیہ السلام مقررہ شدہ وقت پر پہنچے تو اس کے رب نے ان سے کلام کیا(پ ۹ اعراف ۱۴۳)۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے وعدے کے وقت لانے کے لیے اپنی قوم سے ۷۰ آدمی چنے(پ ۹ اعراف ۱۵۵)۔

○ جب تم نالے کے کنارے تھے اور کافر پرے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے ترائی میں اترا اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لیے اللہ کام کو پورا کرے جو کام ہونا ہے(پ ۱۰ انفال ۴۲)۔

○ مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو بے شک اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو دوست رکھتا ہے(پ ۱۰ توبہ ۴)۔

○ تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک میدان میں وعدہ مقرر کر دو اس کے خلاف نہ ہم کریں اور نہ تم موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں۔ (پ ۱۶ طٰہٰ ۵۸۔۵۹)۔

○ بے شک مسلمانوں میں نماز مقررہ وقت پر ہے(پ ۵ نساء ۱۰۳)۔

عاجزی

○ ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی تاکہ اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن جھکاؤ اور تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ (پ ۱۷ حج ۳۴)۔

○ زمین پر اترا کر نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا یہ جو کچھ گزرا اس میں سے بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۳۷، ۳۸)۔

○ مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو (پ ۱۴ حجر ۸۸)۔

○ اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ جنہیں علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل جھک جائیں بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے (پ ۱۷ حج ۵۴)۔

○ زمین پر اتنا کر نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ کو اترانے والا فخر کرنے والا پسند نہیں (پ ۲۱ لقمان ۱۸)۔

○ کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں تاکہ اللہ کا ذکر ہو اور اللہ نے جو اتارا ہے وہ حق ہے (پ ۲۷ حدید ۱۶)۔

○ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں (پ ۱۹ فرقان ۶۳)۔

صلہ رحمی

○ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی لوگ خسارے میں ہیں (پ ۱ البقرہ ۲۷)۔

○ وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے ہیں (پ ۱۳ رعد ۲۱)۔

○ وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے

کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان پر لعنت ہے اور ان کا ٹھکانا بہت برا ہے (پ ۱۳ رعد ۲۵)

○ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے (پ ۴ نساء ۱)

○ اللہ کی کتاب میں رشتے دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (پ ۲۱ احزاب ۶)

○ کیا تمہاری یہ سوچ نظر آتی ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کو قطع کر ڈالو (پ ۲۶ محمد ۲۲)

شفقت

○ بے شک تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان ہیں۔ (پ ۱۱ توبہ ۱۲۸)

○ جب تمہارے حضور میں وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہو سلام علیکم تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے (پ ۷ انعام ۵۴)

انصاف

○ آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے (پ ۸ اعراف ۲۹)

○ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں (پ ۲۵ شوریٰ ۱۵)

○ بے شک اللہ تعالیٰ نے انصاف اور احسان کا حکم دیا ہے (پ ۱۴ نحل ۹۰)

○ بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا انہیں کتاب دی عدل کی ترازو اتاری تاکہ لوگوں میں انصاف ہو (پ ۲۷ حدید ۲۵)

○ پس اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کروا دو اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(پ ۲۶ حجرات ۹)

○ اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (پ ۶ مائدہ ۴۲)

○ ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو (پ ۸ اعراف ۱۵۲)

○ اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دو اس میں خواہ تمہارا نقصان ہو خواہ ماں باپ یا رشتہ داروں کا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔

(پ ۵ نساء ۱۳۵)

شیریں زبانی

○ لوگوں سے اچھی بات کہو (پ ۱ بقرہ ۸۳)

○ ان سے معروف بات کہو (پ ۴ نساء ۵)

○ میرے بندوں سے فرما دو وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۵۳)

○ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اے محبوب آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے (پ ۴ آل عمران ۱۵۹)

○ تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا کہ اللہ انہیں چاہے گا اور وہ اللہ کو چاہیں گے جو مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت دل ہوں گے (پ ۶ مائدہ ۵۴)

○ تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف تک نہ کرو اور انہیں نہ جھڑکو اور ان سے نرم انداز میں بات کرو۔

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۲۳)

○ اگر تم ان سے منہ پھیرو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان بات کرو۔ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۲۸)

○ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ متوجہ ہو یا کچھ ڈرے۔ (پ ۱۶ طٰہٰ ۴۴)



اللہ سے امید رکھو

○ آپ فرمائیے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ (پ ۲۴ زمر ۵۳)

○ آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور جب اسے برائی پہنچے تو ناامید مایوس ہو جاتا ہے۔ (پ ۲۴ حم سجدہ ۴۹)

○ اگر ہم کسی آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ دیں پھر وہ اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید اور ناشکرا ہے (پ ۱۲ ھود ۹)

○ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے یہ اس کی وجہ سے ہے جو اس کے ہاتھوں نے کیا اسی وجہ سے وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔ (پ ۲۱ روم ۳۶)

دانشمندی

○ آپ فرما دیجئے کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ گندے کی شدت لوگوں کو اچھی لگے اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(پ ۷ مائدہ ۱۰۰)

○ تو کیا وہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے رب نے تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے وہ شخص اس جیسا ہے جو اندھا ہے بے شک دانشمندی سے کام لینے والے اسے مانتے ہیں۔

(پ ۱۳ رعد ۱۹)

○ ہم نے اسی قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم اسے سمجھو۔

(پ ۱۲ یوسف ۲)

○ بے شک آخرت کا گھر پرہیز گاروں کے لیے بہتر ہے کیا تمہیں عقل نہیں۔

(پ ۱۳ یوسف ۱۰۹)

○ ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہاری ناموری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے

(پ ۱۷ انبیاء ۱۰)

○ وہی جلائے اور مارے دن رات کو بدلنا اسی کے اختیار میں ہے کیا تمہیں سمجھ نہیں

(پ ۱۸ مومنون ۸۰)

○ یوں اللہ تعالیٰ آیتیں بیان کرتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔

(پ ۱۸ نور ۶۱)

○ جو اللہ کے پاس ہیں وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

(پ ۲۰ قصص ۶۰)

☆ ☆ ☆

تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

○ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو ان پر خوب درود اور سلام بھیجو (پ ۲۲ احزاب ۵۶)

○ بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پ ۲۲ احزاب ۵۷)

○ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اللہ سے ڈورو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ ۲۶ حجرات ۱)

میانہ روی

○ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ سبھی کچھ دے دو ملامت کیا ہوا اور تھکا ہوا ہو کر بیٹھ جائے (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۲۹)

○ آپ فرما دیجئے کہ اسے اللہ یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے پکارو گے وہ سب اچھے ہیں نماز نہ بلند آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیانی راستہ اختیار کرو۔ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۱۰)

○ میانہ چال چل اور اپنی آواز کو کچھ پست کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے (پ ۲۱ لقمٰن ۱۹)

○ وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال میں رہیں۔

(پ ۱۹ فرقان ۶۷)

جسمانی طہارت

○ اللہ نے تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم اس سے طاہر ہو جاؤ اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے تاکہ تمہارے قدم جم جائیں

(پ ۹ انفال ۱۱)

○ ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل کو تاکید کی کہ میرے گھر کو طواف والوں اعتکاف والوں، رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے خوب صاف ستھرا رکھو۔

(پ ۱ بقرہ ۱۲۵)

○ اپنے بدن کا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (پ ۱۷ حج ۲۹)

○ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ اے نبی کے گھر والو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔

(پ ۲۲ احزاب ۳۳)

○ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں پسند کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو بھی پسند کرتا ہے۔ (پ ۲ بقرہ ۲۲۲)

○ اس میں ایسے لوگ ہیں کہ جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور طہارت رکھنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔ (پ ۱۱ توبہ ۱۰۸)

استقامت

○ اے ایمان والو صبر کرو اور استقامت رکھو اور سرحدوں پہ جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (پ ۴ ال عمران ۲۰۰)

○ تو قائم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے۔ اے لوگو سرکشی نہ کرو بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (پ ۱۲ ھود ۱۱۲)

○ بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف ہے نہ ان کو غم وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ ان کے اعمال کا انعام ہے

(پ ۲۶۔ احقاف ۱۳۔۱۴)

○ بے شک وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت سے خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(پ ۲۴ حم سجدہ ۳۰)

○ جالوت کے لشکر نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر ہماری مدد کر (پ ۲ بقرہ ۲۵۰)

○ وہ اس دعا کے سوا کچھ بھی نہ کہتے تھے کہ ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے کاموں میں جو اسراف ہوا ہے معاف کر دے ہمیں ثابت قدم کر دے اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔

(پ ۴ ال عمران ۱۴۷)

○ اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (پ ۱۰ انفال ۴۵)

○ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑا سا جھک جاتے

(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۴)

اخوت

○ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں فرقہ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں

میں الفت ڈال دی تو اس کے فضل سے تم آپس بھائی بھائی بن گئے حالانکہ تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا اللہ تم پر یونہی اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ (پ ۴ ال عمران ۱۰۳)

○ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں ہم اپنی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں تاکہ قوم جان جائے (پ ۱۰ توبہ ۱۱)

○ ے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد ہیں۔ اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا البتہ جو دل کے ارادے سے کرو وہ گناہ ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پ ۲۱ احزاب ۵)

○ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پ ۲۶ حجرات ۱۰)

○ آپ سے یتیموں کے بارے میں معلوم کرتے ہیں تو آپ وضاحت فرما دیجئے کہ ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے اگر اپنا اور ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

(پ ۲ بقرہ ۲۲۰)

مشورہ

○ اے محبوب یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اگر آپ سخت مزاج ہوتے تو وہ تمہارے ماحول سے پریشان ہو جاتے ہیں آپ انہیں معاف فرماتے اور ان کی شفاعت کریں اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں (پ ۴ ال عمران ۱۵۹)

○ (ملکہ سبا) نے کہا اے میرے سردار مجھے اس معاملے میں مشورہ دو میں کسی

معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر ہو۔

(پ ۱۹ نمل ۳۲)

○ وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کے اپنے کام آپ کے مشورے ہوتے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں (تو وہ نیک ہیں)

(پ ۲۵ شوریٰ ۳۷)

ایثار

○ جب تک تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو تم بھلائی کو ہرگز نہیں پا سکتے تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے

(پ ۴ آل عمران ۹۱)

○ آپ فرمایئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

○ جنہوں نے پہلے اس شہر اور ایمان میں اپنا گھر بنا لیا اور جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے انہیں دوست رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے جو کچھ انہیں دیا گیا اور اپنی جانوں پر ان کے لیے ایثار کرتے ہیں اگرچہ وہ بذات کتنے ہی تنگ کیوں نہ ہوں تو جو اپنے نفس کو لالچ سے بچائے تو وہی فلاح یافتہ ہے (پ ۲۸ حشر ۹)

○ اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے فرمان سنو اور حکم مانو اور اپنی بھلائی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح والا ہے۔

(پ ۲۸ تغابن ۱۶)

احترام والدین

○ تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال ہو تو اس کے متعلق اپنے ماں باپ عزیز و اقارب کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے یہ اہل تقویٰ کے لیے ضروری ہے (پ ۲ بقرہ ۱۸۰)

○ آپ سے خرچ کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ فرمایئے کہ والدین رشتہ داروں یتیموں مساکین اور مسافروں کی بہتری کے لیے خرچ کریں اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے بہتر جانتا ہے (پ ۲ بقرہ ۲۱۵)

○ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ والدین کے ساتھ احسان کرو (پ ۵ نساء ۳۶)

○ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کی ہیں تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو میں تمہیں اور انہیں رزق دوں گا اور بے حیائی کے پاس نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہے یا چھپی ہوئی ہے اور جسے قتل کرنا منع ہے اسے ناحق نہ مارو۔

(پ ۸ انعام ۱۵۱)

○ اے میرے رب میرے ماں باپ کو بخش دے اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب ہو۔ (پ ۱۳ ابراہیم ۴۱)

○ ہم نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان تم نے میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم جو کچھ کرتے ہیں۔

(پ ۲۰ عنکبوت ۸)

امانت

○ اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو کوئی چیز قبضہ نہیں دے کر رہن رکھ لو اگر تم کو ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو کوئی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

(پ ۳ بقرہ ۲۸۳)

○ اہل کتاب میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک بہت بڑی امانت رکھے تو وہ پھر بھی تجھے واپس کرے گا اور ان میں سے کوئی وہ بھی ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ بھی تجھے واپس نہ کرے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا نہ رہے یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر دانستہ طور پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ (پ ۳ ال عمران ۷۵)

○ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں، انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں خوب نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔ (پ ۵ نساء ۵۸)

عورتوں سے اچھا سلوک

○ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے سکون حاصل ہو پھر جب مرد اس پر چھایا تو اسے ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھری پھر جب بوجھل ہو گی تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور صالح بچہ دیں گے بے شک ہم شکر گزار ہوں گے (پ ۹ اعراف ۱۸۹)

○ اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تمہاری جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے تاکہ تم آرام پاؤ تم میں آپس میں محبت اور رحم رکھ دیا بے شک غور و فکر کرنے والوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ (پ ۲۱ روم ۳۰)

○ عورتوں کا بھی مردوں پر ویسا ہی حق شرع کے مطابق ہے۔ اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے (پ ۲ بقرہ ۲۲۸)

○ ان سے اچھا سلوک کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ تمہیں کوئی چیز پسند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو (پ ۴ نساء ۱۹)

○ پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں میں انصاف نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

(پ ۴۔ نساء ۳)

○ عورتوں کے مہر خوشی سے انہیں دے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے ضرورت کے مطابق استعمال میں لاؤ۔

(پ ۴ نساء ۴)

پاکیزگی

○ اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ لو جس سے تم انہیں طاہر اور پاکیزہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ ۱۱ توبہ ۱۰۳)

○ اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور انہیں آگے سے برے کاموں کی عادت پڑ گئی تھی کہا یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے طاہر ہیں اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں سے ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔

(پ ۱۲ هود ۷۸)

○ اور جو تم ان سے استعمال کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو کیونکہ اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے یہ بات درست نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی کسی بیوی سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے (پ ۲۲ احزاب ۵۳)

○ اے ایمان والو جب تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کہنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت ہی پاکیزہ ہے پھر اگر تم میں صدقہ دینے کی طاقت نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ ۲۸ مجادلہ ۱۲)

○ اللہ کا رسول جو ان پاکیزہ صحیفوں کو پڑھ کر سناتا ہے (پ ۳۰ بینہ ۲)

اظہار حق

○ پس اللہ پر بھروسہ کرو بے شک آپ واضح طور پر حق پر ہیں۔

(پ ۱۹ نمل ۷۹)

○ حق کو باطل سے مت ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو مت چھپاؤ۔

(پ ۱ بقرہ ۴۲)

○ اس زمانے کی قسم کہ بے شک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی

(پ ۳۰ عصر ۱ - ۳)

○ اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو اپنی بہتری کے لیے ایمان لاؤ اور انکار نہ کرو بے شک جو زمین و آسمان میں ہے اللہ ہی کا ہے اللہ علم اور حکمت والا ہے۔ (پ ٦ نساء ۱۷۰)

○ ہماری مخلوق میں سے اگر گروہ وہ ہے جو حق بتاتے ہیں اور انصاف کرتے ہیں۔

(پ ۹ اعراف ۱۸۱)

بردباری

○ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے پس نیک لوگوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

(پ ۴ آل عمران ۱۳۴)

○ جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔ (پ ۲۵ شوریٰ ۳۷)

○ حضرت ذوالنون کو یاد کرو جب وہ غصے کی حالت میں چلا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے مگر اس نے اندھیرے میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پ ۱۷ انبیاء ۸۷)

○ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غصہ کی حالت میں بردباری آئی تو انہوں نے تختیاں اٹھا لیں ان کی تحریر میں ان کے لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں

(پ ۹ اعراف ۱۵۴)

مساوات

○ اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لیے چوپایوں سے آٹھ جوڑے اتارے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بنایا ایک صورت کے بعد دوسری صورت میں تین اندھیروں میں بنایا یہ تمہارا اللہ ہے اور اسی کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (پ ۲۳ زمر ۶)

○ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم پہچان سکو (پ ۲۶ حجرات ۱۳)

○ مسلمان امت قوم کے لحاظ سے واحد یعنی برابر ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔ (پ ۱۸ مومنون ۵۲)

نصیحت

○ اس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں تمہارا ناصح ہوں (پ ۸ اعراف ۲۱)

○ اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ (پ ۸ اعراف ۶۲)

○ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں مگر تم نصیحت کو پسند نہیں کرتے ہو (پ ۸ اعراف ۷۹)

○ ضعیفوں پر، بیماروں اور جن کے پاس خرچ نہیں ان پر کچھ حرج نہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسول کی نصیحت پر چلنے والے ہوں نیکوں پر کوئی راہ نہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۰ توبہ ۹۱)

○ تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگرچہ میں تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ رکھوں جب تک کہ اللہ کو تمہارا گمراہ رہنا منظور ہو وہ تمہارا رب ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (پ ۱۲ ھود ۳۴)

○ اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے ہم تو اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ (پ ۱۲ یوسف ۱۱)

○ شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ بے شک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو یہاں سے نکل جائیں میں آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں (پ ۲۰ قصص ۲۰)

طہارت کے مسائل کا مجموعہ

احکامِ طہارت

آداب رفع حاجت۔ استنجا۔ غسل۔ وضو۔ تیمم۔ حیض و نفاس کے مسائل کا مکمل مجموعہ۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا ہر فرد کیلیے جاننا ضروری ہے

علامہ عالم فقری

احکامِ نماز

نماز کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں عام فہم زبان میں مسائلِ نماز پر مکمل کتاب۔

علامہ عالم فقری

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

یقین، ایمان کامل ہے۔ (بیہقی)

ہر سخت مزاج اور مغرور جہنمی ہے۔ (بخاری)

میری امت کی افضل عبادت تلاوتِ قرآن ہے۔ (ابو نعیم)

نکاح کرو، نسل بڑھاؤ۔ (احیاء العلوم)

چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

بلاشبہ، تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

خبردار! مبالغہ آرائی کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ (مسلم)

آپس میں صلح کرا دینا افضل صدقہ ہے۔ (طبرانی در کبیر)

صبر آدھا ایمان ہے۔ نادم ہونا، توبہ ہے۔ (ابن ماجہ، حاکم)

آخر زمانے میں عابد جاہل ہوں گے اور عالم فاسق۔ (حاکم)

بات، تمہارے درمیان امانت ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے حیا والے بُردبار کو۔ (طبرانی)

حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

غائب کی دعا غائب کے حق میں جلد مقبول ہوتی ہے۔ (ابو داؤد)

اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اپنی خوش آوازی سے قرآن کو زینت دو۔ (ابو داؤد، نسائی)

اطاعتِ الٰہی میں درازیٔ عمر افضل سعادت ہے۔ (ترمذی)

تو درگزر کر تیرے یلے درگزر کی جائے گی۔ (طبرانی)

تعریف (خوشامد) کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ (مسلم)

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، مفلس نہیں ہوتا۔ (احمد، طبرانی)

برائی کے پیچھے بھلائی اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ (ترمذی)

کسی چیز کو تیرا چاہنا تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ (ابو داؤد)

اللہ تعالیٰ جمال والا ہے، جمال کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم)

مومن کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے۔ (مسلم)

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔ اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

فرائض کے بعد رزق حلال طلب کرنا (بھی) فرض ہے۔ (طبرانی بیہقی)

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ (مشکوٰۃ)

درشت مزاج اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ (ابو داؤد)

تم میں بہتر وہ ہے کہ جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (بخاری)

مہمانی تین دن ہے جو اس سے زیادہ ہو وہ صدقہ (خیرات) ہے۔ (بخاری و مسلم)

میں اور میری امت کے پرہیز گار تکلف سے بری (دُور) ہیں (احیاء العلوم)

اللہ دوست رکھتا ہے مفلس، پارسا صاحب عیال کو۔ (ابن ماجہ)

سچا سوداگر قیامت میں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ (ترمذی)

اللہ کے نزدیک بہتر وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے۔ (ترمذی)

آدمی کے لیے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ (مسلم)

اپنے اموات (مرے ہوؤں) کا ذکر سوائے اچھائی کے نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ (ترمذی)

آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ (تحفہ) دو اور محبت پیدا کرو۔ (بیہقی)

جو شخص نصیحت (مشورہ) طلب کرے تو اس کو بہتر بات بتادو۔ (ترمذی)

جب کوئی شخص بات کر کے چلا جائے، تو وہ بات امانت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اگر تم اپنے بھائی (مسلمان) کو دیکھ کر مسکرا دو، تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

ہم اس علم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جو نافع (مفید) نہ ہو۔ (ابن عبدالبر)

جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرے۔ (ترمذی)

کھا کر شکر کرنے والا (اجر و ثواب کے لحاظ سے) بمنزلہ روزہ دار صابر کے ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

قاضی (منصف جج) غضب (غصہ) کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرے (بخاری و مسلم)

جو چیز تجھے شبہ میں ڈالے اس کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شبہ میں

نہ ڈالے۔ (ترمذی)

وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس کی مالک (حکمران) عورت ہو جائے۔ (بخاری)

کوئی جاندار ہرگز نہ مرے گا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرلے، خبردار، اللہ سے ڈرو

اور حصولِ رزق میں حلال ذریعہ اختیار کرو۔ (بیہقی)

مومنوں میں سے ایمان میں کامل تر وہ ہے جس کا خلق بہتر ہو، اور اپنی بیوی سے

برتاؤ میں زیادہ ملائم ہو۔ (ترمذی، نسائی)

جو شخص تونگری کے ہوتے ہوئے سوال کرے وہ گویا چنگاری کا سوال کرتا ہے،

اب چاہے سوال کم کرے یا زیادہ۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرتے رہو، بلاشبہ اللہ پسند فرماتا ہے یہ کہ

اس سے سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

اگر شیطان بنی آدم کے دلوں کے گرد نہ پھرتے ہوتے تو ان کو آسمان کے

فرشتے اور اسرار دکھائی دیتے۔ (امام احمد)

سن لو، تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

جو اپنے چھوٹے بچوں کو پرورش کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا۔ اس بستی سے اللہ کی حفاظت و نگرانی کا وعدہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

تونگری چاہو، اللہ تعالیٰ اپنے غیر سے بے نیاز کر دے گا۔ صحابہ نے پوچھا وہ تونگری کیا ہے؟ فرمایا۔ دن کا کھانا اور رات کا کھانا۔ (مسند فردوس)

سخی، اللہ سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، اور بخیل اللہ اور مخلوق سے دور ہے جہنم سے قریب ہے۔ (ترمذی)

میری امت کے بُرے لوگ وہ ہیں جو دولت (عیش و عشرت) میں پلے رنگا رنگ کھانے اور کپڑے تلاش کرتے ہیں۔ (طبرانی)

اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تم کو لے جائے اور دوسری خلقت لے آئے جو گناہ کریں اور بخشے جائیں کیونکہ اس کی صفت غفور و رحیم ہے۔ (مسلم)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑی سی روزی پر راضی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے۔ (مسند فردوس)

بھلائی پر رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے کے مانند ہے۔ یعنی اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اس کے عذاب سے ان کو بے خوف نہ کرے۔ (ابن عبدالبر)

راستبازی اختیار کرو، باہمی محبت کو بڑھاؤ، لوگوں کو اللہ کی طرف سے بشارت پہنچاؤ، عمل کسی کو بھی جنت میں نہیں لے جا سکتا۔ (بخاری، کتاب الرقاق)

اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ اور (دوسری) خلقت پیدا کر دے کہ وہ گناہ کریں اور ان کے قصور بخش دیے جائیں۔ (مسلم)

آپس میں ایک دوسرے کو لعنت نہ کرو، اللہ کی لعنت سے، نہ اس کے غضب سے نہ جہنم سے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔ (بخاری و مسلم)

بدی میں حد سے گزر جانے والے ہر شخص کو جنت میں داخل ہونا حرام ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سے مبغوض ترین شخص لیچڑ اور جھگڑالو ہے۔

(بخاری)

جس نے دنیا میں ریشم کا کپڑا پہنا اسے آخرت میں ریشمی لباس نصیب نہ ہوگا۔

(ترمذی)

بلاشبہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اس کو موت تلاش کرتی ہے۔

(مشکوٰۃ)

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

جس شخص نے میری امت سے اعراض کیا (منہ موڑا)، تو وہ مجھ سے نہیں۔ (بخاری و مسلم)

آدمی جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ (داخل خیرات) ہے۔ (بخاری و مسلم)

آدمی سب خطاوار ہیں اور خطاواروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کریں اور بخشش کے طلبگار ہوں۔ (ترمذی)

جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، بشرطیکہ اسراف اور اتراہٹ میں ان دونوں چیزوں سے بچتے رہو۔ (بخاری)

نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے اعراض کیا۔ (ابویعلیٰ)

آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے بڑا گناہ نہ لے جائے گا کہ اس کے اہل وعیال جاہل ہوں۔ (مسند الفردوس)

حسد، نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا (برباد کر دیتا) ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی (جلا دیتی) ہے۔ (ابوداؤد)

اللہ کے نزدیک سب سے بدتر معبود جس کی پرستش زمین میں کی جاتی ہے وہ خواہش نفس ہے۔ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے بڑا مبغوض (دشمن) لیچڑ جھگڑالو ہے۔ (بخاری و مسلم)

مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑے اور مجاہد وہ ہے جو خواہش نفس سے لڑے۔ (ابن ماجہ، نسائی)

اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ فقیر (غریب تنگدست) صاحب عیال کو جو سوال نہ کرتا ہو۔ (ابن ماجہ)

میری امت کے فقیر (محتاج، تنگدست) اپنے مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ (ترمذی)

ہر ایک عمارت قیامت کے دن اپنے مالک پر وبال ہوگی، مگر جو گرمی اور سردی سے بچائے۔ (ابوداؤد)

جو شخص اللہ کے خوف سے رو یا وہ جہنم میں نہ جائے گا، حتیٰ کہ دودھ پستان میں

لوٹ جائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے ملنا چھوڑے رکھا، گویا اس نے اس کا خون کر دیا۔ (ابوداؤد)

تین آدمی ہوں تو ان میں سے تیسرے سے الگ راز کی بات (سرگوشی) نہ کریں۔

(ترمذی)

سونا اور ریشم، میری امت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے لیے حرام ہے۔

(مشکوٰۃ)

تمام لوگوں سے بدتر وہ شخص ہے، جس کی تعظیم اس کے خوف کی وجہ سے کی جائے۔

(بخاری، مسلم)

جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہے۔

(مسلم)

مال و جاہ کی محبت، دل میں نفاق کو ابھارتی ہے جس طرح پانی ساگ کو بڑھاتا ہے۔

(مسند الفردوس)

سوار، پیدل کو سلام کرے، اور پیدل، بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ (مشکوٰۃ)

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھا چکنے کے بعد ہاتھوں کو دھونا مفلسی کو دور کرتا ہے۔ (اوسط طبرانی)

اللہ کے نزدیک وہ نیک اعمال زیادہ محبوب ہیں جو ہمیشہ کیے جاتے رہیں۔ اگرچہ کم ہی ہوں۔ (بخاری، مسلم)

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

وہ شخص ہم سے نہیں جو ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

مہربانی کرو ان مخلوقات پر جو زمین میں ہیں تاکہ مہربانی کرے تم پر وہ جو آسمان میں ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

اللہ تعالےٰ نے تم لوگوں کا تکبر دور کر دیا، تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنا ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

جب تم کسی شخص سے سنو کر وہ کہتا ہے۔ سب لوگ ہلاک ہو گئے۔ تو سمجھ لو کر سب سے زیادہ ہلاک وہی ہو گا۔ (مسلم)

جو بندہ دوسرے کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (مسلم)

اپنے بھائی کی بات مت کاٹ، اور نہ اس سے ٹھٹھا کر، اور نہ ایسا وعدہ کر جسے تو پورا نہ کرے۔ (ترمذی)

جس شخص نے دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول نہ کیا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

پوشیدہ طور سے دیا جانے والا) صدقہ (خیرات) اللہ کے غضب کو بجھاتا (ٹھنڈا کرتا ہے۔ (طبرانی)

جو چپ رہا نجات پا گیا۔ (طبرانی) خاموشی حکمت (دانائی) ہے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں۔ (مسند الفردوس)

مومن، طعنہ زنی کرنے والا، لعنت کرنے والا، اور زبان دراز نہیں ہوتا۔

(نسائی، ابن ابی الدنیا)

مونچھوں کو ترشواؤ اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔ یعنی مونچھوں کو کتراؤ، داڑھی

بڑھاؤ۔

جو شخص اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اور مر جائے تو جہنم میں جائیگا۔

(ابو داؤد)

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چرو، (فائدہ اٹھاؤ) عرض کی گئی "جنت کے باغ کیا ہیں"؟ فرمایا۔ ذکر کی مجلسیں۔ (ترمذی)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے سب سے اچھا ہو، اور میں تم سب سے زیادہ اپنی ازدواج کے لیے اچھا ہوں۔ (ترمذی)

جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (خیرات کرنے) سے ہو اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر ہی بچو۔ (بخاری و مسلم)

پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک، دور کرتی ہیں، ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوں، اگر بڑے گناہوں سے پرہیز رکھا جائے۔ (مسلم)

جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو ضروری ہے کہ تیرے (ظاہر کے) اوپر اس کی نعمت اور کرم فرمائی کا اثر بھی محسوس کیا جائے۔ (ابو داؤد، نسائی)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے مگر اس صورت میں کہ اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہو۔ (ابن عدی)

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی سنا ہے، وہ بھی یہی فرماتے تھے۔ (طبرانی، بیہقی، درتیب)

جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک نصیحت کرنے والا اس کے دل ہی سے کھڑا کر دیتا ہے۔ (مسند الفردوس)

جو شخص لوگوں سے (بھیک) مانگنے کا عادی ہو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ (بخاری)

اس پر نظر کرو جو تم سے کمتر ہو، اس کو نہ دیکھو جو تم سے برتر ہو کہ یہ امر اس بات کا شایان تر ہے کہ تم اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر حقیر نہ بتاؤ۔ (مسلم)

جو شخص اپنے بھائی کو اس گناہ پر شرمسار کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے۔ نہ مرے گا یہاں تک کہ وہ خود بھی وہی گناہ نہ کرے۔ (ابن ابی الدنیا)

آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ جو چیز (امور دین میں) اس کی مددگار و مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ (ابن ماجہ، امام مالک)

جب مومن کے دل پر اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزہ پڑ جاتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (طبرانی، بیہقی)

تم میں سے میرے نزدیک بُرے اور مجلس میں مجھ سے دور تر، بکی (بک بک کرنے والے) اور پرگو (باتونی) اور کلام میں بناوٹ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

جو شخص کسی جھگڑے میں جانے بُوجھے بغیر جائے (دخل دے) ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس جھگڑے سے نکل جائے۔ (ابن ابی الدنیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی)

اس دوست سے پناہ مانگو جو برائی دیکھے تو ظاہر کر دے اور بھلائی دیکھے تو اسے پوشیدہ رکھے۔ (کیمیائے سعادت)

تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

دغابازی (فریب) اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا اور

ہڈی وغیرہ کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی)

اے ابوذر، جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر دو، پھر اپنے ہمسایہ کے گھر والوں کو دیکھو، اور اس میں سے ان کو پہنچاؤ۔ (مسلم)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔ (بخاری)

مصافحہ کیا کرو کہ اس سے کینہ جاتا رہے گا، اور تحفہ دیا کرو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی اور بخل جاتا رہے گا۔ (موطا امام مالک)

صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ گناہ توبہ کر لینے سے کچھ بھی نہیں رہتا۔ (منبہات ابن حجر عسقلانی)

جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے، اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ (ترمذی)

تین دعائیں مقبول ہیں (۱) والد کی دعا، (اولاد کے حق میں) (۲) مسافر کی دعا (مقیم کے حق میں) اور (۳) مظلوم کی دعا، (ظالم کے حق میں) (ابو داؤد)

تم اپنے آپ کو فحش (بے حیائی کی باتوں) سے بچاؤ کہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش (بیہودہ بکنے) کو پسند نہیں کرتا۔ (نسائی حاکم)

جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ کو پست کرتا ہے اور جو شخص فروتنی (عاجزی) اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے (ابن ماجہ)

اپنے بھائی کی مدد کر، ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کی گئی (ہم ظالم کی مدد کیونکر کریں)؟ فرمایا اسے ظلم سے منع کرو۔ (بخاری و مسلم)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، ان دونوں کی مانند ہیں اور اشارہ (ہاتھ کی) دو انگلیوں کی طرف فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

لوگوں میں بدترین وہ ہے جو (دو رُخا ہے) ان کے پاس ایک رُخ سے آتے اور ان کے پاس دوسرے رُخ سے آئے۔ (بخاری، ابو داؤد)

جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کرے، اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ (حلیہ ابونعیم)

جب تو اپنے گھر میں جائے تو سلام کر کیونکہ تیرا سلام تیرے لیے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہے۔ (ترمذی)

تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک معتبر نہیں جب تک وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

میری امت کے اکثر شہید بستر پر مرنے والے ہوں گے اور بہت سے قتیل دو صفوں کے درمیان ہیں، خدا جانے ان کی نیت کیا تھی۔ (رواہ احمد)

بہت سے لوگوں میں عزیز نیک بخت لوگ کم تر ہیں اور خلق میں ان سے بغض رکھنے والے بہت ہوتے ہیں بہ نسبت ان سے دوستی رکھنے والوں کے۔ (امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ غرور فرماتے اور نہ تکبر فرماتے اس سے کہ وہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ جا کر اس کی حاجت روائی کریں۔ (نسائی حاکم)

جو شخص مجھے اپنی دو جبڑوں کی بیچ میں زبان ہے اور دو ٹانگوں کی درمیانی چیز یعنی شرمگاہ کی ضمانت دے دیں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے، اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ (ابن حبان)

عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر اس میں کوئی شخص تمہارے عمل و اعتقاد کے دسویں حصہ ہی کو اختیار کرے گا تو نجات پا جائے گا۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ امر زیادہ محبوب ہیں، مومن کا دل خوش کرنا، اس سے

کسی غم کو ٹالنا، اس کا قرض ادا کرنا۔ اور بھوکا ہو تو کھانا کھلانا۔ (طبرانی)

جس کی نماز اچھی ہو، عیال بہت ہو۔ مال کم ہو، اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرے تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ ان دو انگلیوں کی طرح۔ (ابویعلے)

نکاح کرو اس عورت سے جو محبت والی ہو، اور اس کے ہاں بچے زیادہ پیدا ہوں کیونکہ میں اپنی امت کی زیادتی سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (نسائی)

اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کا حق ہے، تو وہ تمہیں ضرور رزق دیتا جیسے کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں، اور شام کو پیٹ بھر کے لوٹتے ہیں۔ (ترمذی)

وہ شخص ایک گونہ نفاق کی حالت میں مرا جس نے موت تک اللہ کی راہ میں سخاوت نہ کی اور نہ اس کے دل میں اس کا کوئی ارادہ پیدا ہو۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

مومن کی ازار نصف ساق تک ہوتی ہے اس سے لے کر ٹخنوں تک بھی کچھ گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہو تو دوزخ میں ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

ہر چیز کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین کی محبت ہے اور صابر فقیر (محتاج تنگدست) بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔ (ابن عدی در کامل)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسی مغفرت کرے گا کہ کبھی کسی کے دل پر نہ گزری ہو یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا کہ شاید مجھ کو بھی یہ مغفرت پہنچ جائے (ابن ابی الدنیا)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے اور جو ملاقات میں پہل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری، مسلم، طبرانی)

جب تو لوگوں کو بخل کی پیروی کرتے ہوئے، ہوائے نفسانی کا اتباع کرتے ہوئے اور اہل رائے کی خود رائی دیکھے تو تو ان سے علیحدہ ہو جاؤ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ (خیرات) دو، نہ اسراف کے ساتھ نہ تکبر کے ساتھ اور

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر بھلا لگتا ہے۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

جو شخص پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری صف میں اس لیے کھڑا ہو کہ دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچے تو اللہ اس کو پہلی صف والوں سے دُگنا ثواب دے گا (طبرانی)

جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو نہایت رغبت کے ساتھ مانگو اور فردوس اعلیٰ کی درخواست کرو۔ اس لیے کہ اس کے نزدیک کوئی چیز (ایسی) بڑی نہیں جس کو وہ نہ دے سکے۔ (مسلم)

ایک گروہ جب چل رہا ہو تو کافی ہے کہ ان میں سے صرف ایک شخص ہی سلام کہے اور اسی طرح ایک جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک ہی کا سلام کافی ہے۔ (ابوداؤد)

جاہل کو جہل کی بنا پر معذور نہیں رکھا جائے گا، جاہل کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے جہل پر ٹھہرا رہے، اور نہ عالم کو یہ جائز ہے کہ وہ اپنے علم پر سکوت کرے۔

(اوسط طبرانی)

کوئی درد (مرض) ایسا نہیں جس کی دوا نہ ہو، جانتا ہے اس کو جو جانتا ہے۔ اور نہیں جانتا، جو نہیں جانتا، سوائے موت کے۔ یعنی موت سے بچانے کی کوئی دوا نہیں۔

(مسلم، ترمذی، طبرانی در کبیر)

بلا شبہ جو آدمی ایسی بات کہتا ہے جس سے اپنے ہم نشینوں کو ہنسائے تو وہ اس کی وجہ سے ثریا سے دور جا گرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے اونچے مقام (مرتبہ) کو کھو بیٹھتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا)

تین باتیں نجات دینے والی ہیں۔ ایک خوفِ خدا ظاہر و باطن میں، دوم میانہ روی تونگری و مفلسی میں، سوم، اعتدال بحالت رضا و غضب میں۔ (طبرانی، ابونعیم، بیہقی، در شعب)

دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے۔ وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اگر اس کو سیدھا رکھنا چاہتا ہے تو سیدھا رکھتا ہے اور کج کرنا چاہتا ہے

تو کج کر دیتا ہے۔ (حاکم)

میری ساری امت معاف کر دی جائے گی۔ سوائے علانیہ گناہ کرنے والوں کے۔ اور وہ شخص بھی علانیہ گناہ کرنے والا شمار ہوگا جو بُرا کام خفیہ کرے، پھر لوگوں کو بتا دے۔

(بخاری ومسلم)

آدمی کا حق صرف تین چیزوں میں ہے۔ ایک کھانا کہ اس کی پشت کو سیدھا رکھے دوم کپڑا کہ اس کی برہنگی کو چھپا دے، سوم گھر کہ اس کو پناہ دے، اور جو زیادہ ہے وہ حساب کی چیز ہے۔ (ترمذی)

جو شخص قیامت کے روز کرب واضطراب سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ تنگ حال مقروض کی مشکلات رفع کرے، یا اس سے جو مطالبہ ہو اس میں کچھ کمی کر دے۔

(مسلم)

اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم زیر معاہدہ (رعایا) شخص کو قتل کرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی سونگھنے نہ پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آنے لگتی ہے۔ (بخاری کتاب الجزیہ)

اس شخص پر خدا اپنے رحم وکرم کی بارش کرے جو خرید وفروخت میں خوشدلی اور سلیقہ مندی برتتا ہے اور قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی سے پیش آتا ہے۔

(بخاری، ترمذی)

اللہ فرشتہ کو بھیجتا ہے جو شکم مادر میں بچے کے لیے چار کلمات لکھتا ہے اس کا عمل، اس کی مدت عمر، اس کا رزق، اور اس کا سعید (نیک) یا شقی (بد) ہونا، پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن پر زیادہ رحم کرتا ہے، بہ نسبت مادر شفقت کے رحم کے اپنی اولاد

اولاد پر۔ (بخاری و مسلم)

جب صبح ہوتی ہے۔ آدمی کے سارے اعضا زبان سے کہتے ہیں۔ ہمارے بارے میں خدا کا خوف رکھنا، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہمارا بھی یہی حال ہو گا۔ (طبرانی، ابن ابی الدنیا)

تین چیزیں باعث ہلاکت ہیں۔ اول یہ کہ آدمی صفت بخل کا مطیع ہو جائے، دوم اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے، سوم، خود بینی میں مبتلا ہو جائے (اور خود پر ناز کرنے لگے۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

میں نے اپنی رحمت شفاعت اپنی اُمت کے گنہگاروں کے لیے چھپا رکھی ہے، کیا تم یہ جانتے ہو کہ شفاعت اہل تقویٰ و طاعت ہی کے لیے ہے؟ نہیں، بلکہ آلودگان عصیان کے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم)

کوئی بندہ ایماندار ایسا نہیں کہ اس کی آنکھ سے کوئی آنسو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو خدا کے خوف سے بہہ کر رخسار پر کچھ رواں ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے آتش جہنم حرام نہ کر دے۔ (طبرانی، بیہقی)

نہیں کم ہوا مال صدقہ (خیرات دینے) سے اور نہیں بڑھایا۔ اللہ نے کسی شخص کو معاف کرنے (کی وجہ) سے بجز عزت کے، اور نہیں تواضع (اختیار) کی کسی نے اللہ کی خاطر مگر یہ کہ بلند کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے۔ (مسلم)

حضور کی مجلس میں ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی، حضور نے فرمایا۔ ہلاکی ہو تجھ کو، تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی، اگر وہ اس (تعریف) کو سن لے تو فلاح نہ پائے (مغرور ہو جائے) (بخاری و مسلم)

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین وجہ سے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوم وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، اور سوم نیک اولاد، جو اس کی

مغفرت کے لیے دعا مانگتی رہے۔ (ترمذی)

جس نے تنگ حال مقروض کو مہلت دی یا اس کے لیے (اصل قرض میں سے) کچھ کمی کر دی۔ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے لے لے گا جب کہ اس دن بجز اس کے سایہ کے کوئی سایہ میسر نہ ہوگا۔ (ترمذی)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ آپس میں ملیں تو ایک ادھر کو منہ پھیرے اور ایک اُدھر کو، ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔ (بخاری و مسلم)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو کہے الحمد للہ اور سننے والا اس کا بھائی یا ساتھی ہے کہے یَرْحَمُكَ اللهُ، اور جب وہ اس کے لیے یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اس کے لیے کہے یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (مشکوٰۃ)

دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بہتر کوئی چیز نہیں، اللہ پر ایمان لانا اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا، اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بُری کوئی چیز نہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا۔ (منبہات)

جو مسلمان کثرت سے استغفار کو لازم کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نجات کی صورت بنا دیتا ہے، اور ہر غم و گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے، اور اس کو ایسے طور پر رزق پہنچاتا ہے جہاں سے کہ اسے گمان تک نہیں ہوتا۔ (ابو داؤد)

جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو کافر کہتا ہے تو کفر ان دونوں میں سے ایک پر عائد ہو جاتا ہے اگر وہ شخص کافر ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اسے کہا گیا، اور اگر وہ کافر نہیں تو اس کو کافر کہنے کی وجہ سے کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ (مسند الفردوس)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے اور ان سے نیک برتاؤ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ کوئی

ایسا کام کرے جو اس کی مغفرت میں مانع ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تم یقین کو سیکھو، اس کے معنے یہ ہیں کہ یقین والوں کے پاس بیٹھو اور ان سے علم یقین کو سنو۔ اور ان کی پیروی پر مداومت کرو، تاکہ تمہارا یقین قوی ہو جائے، جیسا ان کا یقین قوی ہو گیا، اس لیے کہ تھوڑا سا یقین بہت سے عمل سے بہتر ہے۔ (ابونعیم)

مفرد لوگ سبقت لے گئے۔ عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ، یہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے باعث پاک وصاف ہو گئے ہیں، ذکر الٰہی نے ان کے بوجھ (گناہ) اتار دیے، اور قیامت میں وہ ہلکے پھلکے پہنچے۔ (مسلم، ترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ۔ نجات کی کیا صورت ہے؟ فرمایا۔ اپنی زبان کو روک اور چاہیے کہ گنجائش کرے تجھ کو تیرا گھر (گھر سے باہر مت نکل) اور اپنی خطا پر گریہ کر۔ (بخاری)

بہت سے پراگندہ مو) غبار آلود، ایسے دو چادروں والے جن کی (دنیا داروں کی نگاہ میں) کچھ قدر نہیں ہوتی، ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو (کسی امر پر) کچھ قسم دیں تو اللہ (ان کی بات پوری کر کے) انہیں سچا کر دے۔ (مسلم)

جب آدمی علم سیکھیں اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور زبان سے دوست بنے رہیں اور دلوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں، اور قرابتوں (رشتہ داریوں) کو قطع کریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرتا ہے، ان کو بہرا اور اندھا بنا دیتا ہے۔ (طبرانی)

جھگڑے میں گالی دینے والے جو کچھ کہتے ہیں وہ (گالی) اسی پر پڑتی ہے جس نے ابتدا کی ہو، بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ بڑھ جائے۔ (مسلم)

جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے، اس پر اللہ کی پھٹکار ہے (احمد، طبرانی، ابویعلیٰ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ تم کو معلوم ہے کہ دوزخ کس شخص پر حرام ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا۔ اس پر

حرام ہے جو نرم (خو) منکسر (المزاج) آسان گیر (سخت گیر نہ ہو) اور ملنسار ہو۔ (طبرانی، ترمذی)

ایسا ہرگز نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس ایسے وقت آؤ کہ جب وہ کسی اور دلچسپی میں مشغول ہوں اور تم اس وقت انہیں وعظ سنانا شروع کردو، اور اس کا نتیجہ بیزاری ہو۔ ایسے موقعہ پر خاموش رہو۔ یہاں تک کہ لوگ تم سے اس کی خواہش ظاہر کریں کہ تم انہیں کچھ سناؤ تاکہ وہ رغبت کے ساتھ سنیں۔ (بخاری)

ہر جھوٹ (نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، سوائے اس (جھوٹ) کے کہ آدمی جنگ میں جھوٹ بولے کہ جنگ فریب ہے۔ یا یہ کہ (مصلحتاً) دو آدمیوں کے درمیان جھوٹ بولے اور ان دونوں میں صلح کرا دے، یا یہ کہ آدمی اپنی بیوی کو راضی (خوش) کرنے کے لیے جھوٹ بول دے۔ (مسلم)

حضور سے پوچھا گیا۔ وہ کونسی چیز ہے جس کے سبب لوگ کثرت سے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا۔ خوف خدا اور حسن خلق۔ پھر پوچھا گیا۔ وہ کونسی چیز ہے جس کے باعث لوگ کثرت سے جہنم میں جائیں گے؟ فرمایا۔ دو جوف دار چیزوں کے سبب، منہ اور فرج۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے اس کا عمل جنت میں پہنچا دے یا دوزخ سے بچا دے (یعنی اللہ کی رحمت کے بغیر عمل کارآمد نہیں) لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ آپ بھی ایسے نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ میں بھی ایسا نہیں، اِلَّا یہ کہ مجھ کو میرے پروردگار کی رحمت ڈھانپ لے۔ (بخاری و مسلم)

تمام کبیرہ گناہوں سے کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کی۔ آدمی اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دے گا۔ فرمایا۔ کوئی شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے ماں باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (بخاری و مسلم)

ایک اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں التجا کی۔ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا اللہ سے ڈرتا رہ، اور اگر تجھ میں کوئی بات دیکھ کر کوئی تجھ کو عار دلائے تو تو اس کی کوئی بات دیکھ کر اس کو عار نہ دلا، اس طرح اس پر وبال رہے گا اور تجھے ثواب ملے گا، اور کسی چیز کو گالی مت دینا۔ (احمد، ابن ابی الدنیا)

تمہاری عورتوں میں بہتر وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے، اور جب شوہر اس کو حکم دے تو وہ اطاعت کرے، اور شوہر کی غیر حاضری میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ (نسائی)

نہیں انتقام لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کے لیے کبھی بھی مگر یہ کہ ہتک کی جائے اللہ کی حرمت کی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف کر دے اللہ اس سے آسانی سے حساب لے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو اس دن اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ (مسلم)

امیری (تونگری) کثرت مال و اسباب سے نہیں بلکہ امیری دل کی غنا سے ہے۔

(بخاری و مسلم)

دل کی غنا سے مراد قناعت و صبر اور رضا بر قضا ہے، حریص مالدار فقیر ہے، قناعت والا غریب امیر ہے۔ (مرآت)

اسلام شروع ہوا غریب (تنہا) اور عنقریب (تنہا) ہو جائے گا، جیسے کہ شروع ہوا، پس خوشخبری ہے غرباء کے لیے۔ آپ سے پوچھا گیا غرباء کون ہیں؟ فرمایا جو اصلاح کرتے ہیں میری سنت کی کہ لوگوں نے اسے بگاڑ دیا ہو، اور جس سنت کو لوگوں نے فنا کر دیا ہو، اس کو قائم کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، صاف ستھرا ہے اور صفائی ستھرائی

اسے پسند بھی ہے، وہ خود کریم ہے۔ اور رحم و کرم کو محبوب رکھتا ہے، وہ سخی ہے اور اسے سخاوت پسند ہے، لوگو، تم اپنے (مکانوں کے) صحنوں کو صاف ستھرا رکھا کرو، اور یہود کی طرح گندے نہ ہو جاؤ۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگتے تھے۔ یا اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس عمل کی محبت جو تیری محبت کے قریب کر دے اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی کی محبت سے زیادہ محبوب کر دے

(ترمذی)

جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ دوزخ سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ ایسے حال میں مرے کہ لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے رہا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ کام (برتاؤ) کرے جس کو خود اپنے لیے دوسروں سے چاہتا ہو۔

(مسلم)

بچہ کو حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو، وہ جنت کے دروازے پر توقف کرے گا اور غصہ میں بھر کر کہے گا۔ میں جنت میں جب ہی جاؤں گا کہ میرے ماں باپ میرے ساتھ ہوں۔ حکم ہوگا اس کے ماں باپ کو اس کے ساتھ جنت میں داخل کر دو۔ (نسائی، ابن حبان)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے، راست گفتاری، ایفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، ہمسایہ کی رعایت، یتیم پر رحم، نرم گفتاری، سلام کرنے اور تواضع (انکساری) کی۔ (ابو نعیم در حلیہ)

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، خلق کے فرشتوں کے علاوہ، جب وہ ذکر کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ چلو تمہارا مطلب یہاں ہے، پس ذکر والوں کے پاس آتے ہیں اور انہیں گھیر لیتے ہیں۔

اور ذکر سنتے ہیں، آگاہ رہو، اللہ کا ذکر کیا کرو، اور اپنے نفسوں کو سمجھایا کرو۔
(مسلم، ترمذی)

عورت مثل پسلی کی ہڈی کے ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرو گے تو اسے توڑ دو گے (نوبت (طلاق تک جا پہنچے گی) پس اس کو چھوڑ دو اور اس کے ٹیڑھے پن میں ہی اس سے تمتع (فائدہ) حاصل کرو۔ (بخاری و مسلم)

بندے کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کے پڑوسی اس کے شر اور بلاؤں سے امن میں نہ ہوں۔ (شعب الایمان بیہقی)

جب دو مسلمان تلواریں لے کر آپس میں لڑنے کے لیے آمنے سامنے ہوتے ہیں تو وہ دونوں جہنمی ہیں۔ عرض کی گئی۔ یہ جہنمی ہونا تو قاتل کے لیے ہوا پس مقتول کیوں جہنمی ٹھہرا؟ کیونکہ مقتول تو بظاہر مظلوم ہے) فرمایا۔ بلاشبہ مقتول کا ارادہ بھی یہی تھا کہ وہ اپنے بالمقابل کو قتل کر ڈالے۔ (بخاری)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی۔ انسان کی آنکھیں تو رہبر ہیں۔ کان محافظ، زبان ترجمان، دونوں ہاتھ لشکر کے ہر دو اطراف ہیں اور پاؤں قاصد اور دل بادشاہ ہے۔ پس جب بادشاہ اچھا ہوگا تو اس کے ماتحت بھی اچھے ہوں گے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، محتاجی سے پہلے تونگری کو، اور مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔ (ترمذی)

غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں سے کچھ کمائی کر لو بار بار یہ مواقع نہیں ملتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا۔ کون ہے؟

میں نے کہا میں ہوں۔ آپ باہر تشریف لائے اور میں، میں، فرماتے تھے گویا یہ جواب آپ کو ناپسند آیا۔ (نسائی)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ، ایک ادنیٰ آدمی مجھ کو گالیاں دیا کرتا ہے، تو آیا اس میں کچھ مضائقہ تو نہیں کہ میں بھی اس سے (گالی کا جواب گالی سے دے کر) بدلہ لے لوں۔ فرمایا۔ گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور تہمت لگاتے ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ فلاں شخص کا کیا حال ہے، اللہ کی اس پر لعنت ہو۔ میں نے عرض کی۔ وہ مر گیا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا۔ تو اللہ اس پر رحم کرے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مردوں کو گالی نہ دو کہ وہ اپنے کیے کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے۔ حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے۔ (یعنی پانچ چیزوں کا حساب دیے بغیر انسان بارگاہِ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا) اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں خرچ کی، اس کی جوانی کے بارے میں کہ کاہے میں گزری، اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کاہے میں خرچ کیا، اور اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔ (ترمذی)

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں جمع ہوں وہ خالص منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے اور روزے رکھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اگر ان چار چیزوں میں سے ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک شاخ ہے، جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔

(۱) جو شخص جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔

(۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(۴) اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔

(بخاری و مسلم)

اخلاق نبوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس انسانی کمالات اور اچھے اوصاف کا کامل نمونہ ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو معراج انسانیت کی منہ بولتی تصویر ہے احکامِ الٰہی کے مطابق جس حد تک انسان میں اچھی خوبیاں ہونی چاہئیں آپ کے اسوہ حسنہ میں وہ تمام خوبیاں منہاج پر ہیں۔ انسانی زندگی کے شب و روز کا بیشتر حصہ انسانی برادری کے تعلقات پر مبنی ہے۔ اسے اطاعت الٰہی کے مطابق سرانجام دینا ہی اچھا اخلاق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی برادری کے ساتھ عمدہ سلوک کی وہ روشن مثالیں یادگار چھوڑی ہیں جو تا قیامت انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں کیونکہ آپ کی ذات گرامی حسن اخلاق کی تمام انواع کی جامع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے اسی لیے آپ نے خلوت اور جلوت گھر اور میدان تجارت اور سیاست، امن اور جنگ، غربت اور امیری سفر اور قیام غرضیکہ ہر حالت میں قرآن کے اخلاقی ضابطوں پر خود عمل کیا اور دوسروں کو ان پر عمل کی دعوت دی۔ آپ نے جس اخلاق کے عمل کا پرچار کیا ہے وہ عین احکام الٰہی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور کا اخلاق قرآن مجید ہے۔ یعنی آپ کا ہر عمل قرآن کے مطابق ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ آپ کا اخلاق خلق عظیم ہے یعنی جیسا اخلاق آپ کا تھا نہ آج تک ہوا اور نہ آئندہ کسی کا ہوگا۔

اخلاق نبوی کے سب سے نمایاں اور روشن پہلو یہ ہیں کہ آپ علم و عفو میں بے مثل ہیں عدل و انصاف میں یکتائے زمانہ ہیں۔ رحم و کرم میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ ایثار و قربانی میں آپ کی انتہا کو کوئی نہ پہنچا۔ آپ کی جود و سخا مشہور زمانہ ہے۔ آپ مہمانوازی میں بے نظیر ہیں۔ آپ حسن معاملہ صبر و قناعت تواضع و انکساری کی بلند منزلوں پر فائز تھے۔ آپ کی شجاعت مشہور زمانہ ہے۔ آپ کا ایفائے عہد تنویر قرآن ہے۔ آپ کا حیا پیغام عرفان ہے۔ آپ نے مسکینوں سے محبت فرمائی۔ غریبوں میں رہ کر خوش ہوئے۔ کسی تنگ دست کو حقیر نہ جانا بلکہ اس کی ہمیشہ دستگیری کی۔ دکھ دینے والوں کے دکھ پر ہمیشہ صبر کیا جو خدا سے ملا۔ اس پر گزر کر کے ہر دم اس کا شکر ادا کیا۔ جس سے بات کی اتنی نرمی سے کی کہ گفتگو کرنے والا ہمیشہ گرویدہ ہوا۔ غرضیکہ آپ کی سیرت طیبہ پر جس رخ ہی سے نظر ڈالی جائے۔ اسی رخ میں بنی نوع انسان کے لیے ہمہ گیر اخلاق کا پیغام مضمر ہے۔ اخلاق نبوی کے چند درخشاں پہلو آپ کی خدمت میں پیش ہیں خدا آپ کو اور مجھے عمل کی توفیق بخشے۔

۱۔ حُسنِ اخلاق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔ آپ کا چہرہ ہنستا تھا۔ وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے۔ کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق انسانیت کی معراج ہے اور آپ سراپا نمونہ حسن اخلاق ہیں۔ جس طرح آپ کی ذات اقدس بے مثل ہے۔ اسی طرح آپ کا اخلاق بھی بے مثل ہے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ملا وہ ہی آپ کے حسن اخلاق کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ یہ آپ کا حسن خلق ہی ہے کہ آپ جس قوم میں مبعوث ہوئے انہیں دنیا کی اعلیٰ ترین قوم بنا دیا۔ آپ کے حسن خلق کے بارے میں معروف روایات

حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جس کی کثرت لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا کہ وہ خوف الہٰی اور خوش خلقی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف اس لیے مبعوث ہوا ہوں کہ حسن اخلاق کو پورا کروں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اس شخص کا ایمان کامل ہے جو ان سب میں خوش خلق ہو۔

حضرت ام الدرداسے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز میزان عمل میں حسن خلق سے زیادہ وزن دار نہ ہو گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے حسن خلق کی وجہ سے قائم اللیل (جو راتوں کو نماز میں کھڑے رہیں) اور صائم النہار (جو دن کو روزہ رکھیں) کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد خلقی اعمال کو ایسا ہی خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں مجھ کو اس سے زیادہ محبت ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ! فلاں عورت نہایت کثرت سے عبادت کرتی ہے اور صدقہ و خیرات بھی بہت کرتی ہے۔ لیکن اس کے ہمسائے اس کی زبان درازی سے نالاں رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ عورت دوزخ

کا کنبہ ہے۔ پھر سائل نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بی بی نماز و روزہ اور صدقہ و خیرات تو واجبی طور پر ادا کرتی ہے مگر اس کے حسنِ اخلاق کی بدولت اس کے ہمسائے اس سے بہت خوش ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ خوش نصیب جنت میں جائے گی۔

آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی سے ملتے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے۔ کوئی شخص جھک کر آپ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ ہٹالے۔ مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا۔ یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے۔ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہمنشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

ایک دفعہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ دیکھا تو کسی نے مسجد میں ناک صاف کی ہے۔ آپ نے خود دست مبارک سے ایک کنکر لے کر اس کو کھرچ ڈالا اور آئندہ لوگوں کو اس فعل سے منع فرمایا۔

اکثر نوکر چاکر، لونڈی، غلام، خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ اس میں ہاتھ ڈال دیں۔ تاکہ متبرک ہو جائے۔ جاڑوں کے دن اور صبح کا وقت ہوتا تاہم آپ کبھی انکار نہ فرماتے۔

ایک دفعہ آپ سعد بن عبادہ سے ملنے گئے۔ واپس آنے لگے تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ قیس کو ساتھ کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس سے کہا تم بھی میرے ساتھ اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے بے ادبی کے لحاظ سے تامل کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا سوار ہو جاؤ یا گھر واپس جاؤ۔ وہ واپس چلے گئے۔

ایک دفعہ نجاشی کی طرف سے چند سفیر آئے۔ آپ نے انہیں اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بنفس نفیس مہمان نوازی کے تمام کام انجام دیے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔ ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے،

اس لیے میں خود ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

عتبان بن مالک رضؓ جو اصحاب بدر میں سے تھے، ان کی بینائی میں فرق آ گیا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ میں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو مسجد تک جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر آپ میرے گھر میں تشریف لاکر نماز پڑھ لیتے تو میں اسی جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتا۔ دوسرے دن صبح کے وقت آپ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ان کے گھر گئے اور دروازہ پر ٹھہر کر اذن مانگا۔ اندر سے جواب آیا تو گھر میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے جگہ بتادی۔ آپ نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد لوگوں نے کھانے کے لیے اصرار کیا۔ خزیرہ ایک کھانا ہوتا ہے۔ قیمے پر آٹا چھڑک کر تیار کرتے ہیں، وہ سامنے آیا۔ محلہ کے تمام لوگ کھانے میں شریک ہوئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا مالک بن دخشن نظر نہیں آتے۔ ایک نے کہا وہ منافق ہے۔ ارشاد فرمایا یہ نہ کہو، وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ان کا میلان منافقین کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لا الہ الا اللہ کہتا ہے، خدا اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

ابوشعیب ایک انصاری تھے، اُن کا غلام بازار میں گوشت کی دکان رکھتا تھا۔ ایک دن وہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ آپ صحابہ کے حلقے میں تشریف فرما تھے، اور چہرہ سے بھوک کا اثر پیدا ہوا تھا۔ ابوشعیبؓ نے جا کر غلام سے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔ کھانا تیار ہو چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ صحابہ کے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں۔ کل پانچ تھے۔ راہ میں ایک اور شخص ساتھ مل گیا۔ آنحضرت نے ابوشعیب سے کہا کہ یہ شخص کہنے کے بغیر ساتھ مل گیا ہے اگر تم اجازت دو تو یہ بھی ساتھ آئے، ورنہ رخصت کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا آپ ان کو بھی ساتھ لائیں۔

یہود کا دستور تھا کہ عورتوں کو جب ایام آتے تو ان کو گھروں سے نکال دیتے، اور اُن کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے تے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو انصار نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا، اس پر آیت اُتری کہ اس حالت میں مقاربت ناجائز ہے۔ اس بنا پر آپ نے حکم دیا کہ مقاربت کے سوا کوئی چیز منع نہیں۔ یہودیوں نے آپ کا حکم سنا تو بولے کہ یہ شخص بات بات میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ صحابہ آپؐ کی خدمت میں آئے کہ یہود جب یہ کہتے ہیں تو ہم مقاربت بھی کیوں نہ کریں۔ رخسار مبارک غصہ سے سُرخ ہو گیا۔ دونوں صاحب چلے گئے۔ آپ نے اُن کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں بھیجیں۔ اُس وقت ان کو تسکین ہوئی کہ آپ ناراض نہ تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا، جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور قرضہ ادا نہ ہو سکا۔ اس پر پورا سال گزر گیا۔ بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کیا کہ اس مرتبہ بھی پھل کم آئے۔ میں نے آئندہ فصل کی مہلت مانگی، اس نے انکار کیا۔ میں نے آنحضرتؐ سے آکر تمام واقعات بیان کیے۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ خود یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ مہلت دے دو۔ اس نے کہا "ابوالقاسم! میں کبھی مہلت نہ دوں گا۔" آپ نخلستان میں تشریف لے گئے اور ایک چکر لگا کر پھر یہودی کے پاس آئے اور اس سے گفتگو کی، لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ بالآخر آپ نے مجھے فرمایا کہ چبوترہ پر (جو سقف تھا) فرش بچھا دو۔ اس پر آرام فرمایا اور سو گئے۔ سو کر اُٹھے تو پھر یہودی سے خواہش کی کہ مہلت دے دے۔ وہ شقی اب بھی نہ مانا۔ آپ درختوں کے جھنڈ میں کھڑے ہو گئے اور جابر سے کہا کھجوریں توڑنی شروع کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ یہودی کا قرضہ ادا کر کے بچ رہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ ہم لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ جاتے

اور باتیں کرتے۔ جب اٹھ کر گھر میں جاتے تو ہم بھی چلے جاتے۔ ایک دن حسب معمول مسجد سے نکلے، ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر اس زور سے پکڑ کر کھینچی کہ آپ کی گردن سرخ ہو گئی۔ آپ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، بولا کہ میرے اونٹوں کو غلہ سے لاد دے تیرے پاس جو مال ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے میری گردن کا بدلہ دو، تب غلہ دیا جائے گا۔ وہ بار بار کہتا تھا، خدا کی قسم میں ہرگز بدلہ نہ دوں گا آپ نے اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لدوا دیں اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔

حضرت ابو ذرؓ مشہور صحابی ہیں، ایک دفعہ ان کو بلا بھیجا تو وہ گھر میں نہیں ملے، تھوڑی دیر کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو آپ لیٹے ہوئے تھے اور اپنے سینہ سے لگا لیا۔ حضرت جعفرؓ بھی جب حبشہ سے واپس آئے تھے تو آپ نے ان کو گلے لگا لیا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔



۲۔ حلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حلیم الطبع تھے۔ دوسرے لوگوں نے آپ کو بے شمار دکھ دیئے اور ہر قسم کی تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس کے باوجود آپ نے ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کی اور بڑی کشادہ دلی کے ساتھ دشمنانِ دین کو پیش آتے رہے۔ آپ کی اس حلیم الطبعی نے اسلام کے بدترین دشمنوں کو بھی آپ کے قدموں پر جھکا دیا۔

جنگ احد کی شکست سے زیادہ رنج طائف کے تحقیر آمیز برتاؤ کی یاد خاطر اقدس پر گراں تھی تاہم دس برس کے بعد غزوہ طائف میں جب وہ ایک طرف منجنیق سے مسلمانوں پر پتھر برسا رہے تھے، تو دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جو سراپا حلم و عفو تھے دعا مانگ رہے تھے کہ خدایا انہیں کچھ عطا کر اور ان کو آستانہ اسلام پر جھکا دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سنہ ۹ھ میں جب ان کے وفد نے مدینہ کا رخ کیا

تو آپ نے صحن مسجد میں ان سے مہمان کی حیثیت سے پیش آئے اور ان کی بے پناہ عزت حرمت کی۔

قریش نے آپ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکی دی، راستوں میں کانٹے بچھائے۔ جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں۔ گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کیں، نعوذ باللہ کبھی جادوگر کبھی پاگل، کبھی شاعر کہا۔ لیکن آپ نے کبھی ان کی باتوں پر برہمی ظاہر نہیں فرمائی۔ غریب سے غریب آدمی بھی جب کسی مجمع میں جھٹلایا جاتا ہے تو وہ غصے سے کانپ اٹھتا ہے۔ ایک صاحب جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضور فرما رہے تھے کہ "لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے۔" پیچھے پیچھے ابوجہل تھا، وہ آپ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا، لوگو! اس شخص کی باتیں تم کو اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کر دیں، یہ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کو چھوڑ دو۔ راوی کہتا ہے کہ آپ اس حالت میں اس کی طرف مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔

(مسند احمد)

زید بن سعنہ جس زمانہ میں یہودی تھے۔ لین دین کا کاروبار کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ قرض لیا۔ میعاد ادا میں ابھی کچھ دن باقی تھے، تقاضے کو آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچی اور سخت سست کہہ کر کہا عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ یونہی حیلے حوالے کیا کرتے ہو۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بے تاب ہو گئے، اس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "او دشمن خدا تو رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "عمر! مجھ کو تم سے اور کچھ امید تھی اس کو سمجھانا چاہیے تھا کہ نرمی سے تقاضا کرے، اور مجھ سے کہنا چاہیے تھا کہ میں اس کا قرضہ ادا کر دوں۔" یہ فرما کر حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ قرضہ ادا کر کے بیس صاع کھجور کے اور زیادہ دے دو۔

ایک دفعہ آپ کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑا رہ گیا تھا کہ اور وہ بھی موٹا اور گندہ تھا پسینہ آتا تو اور بھی بوجھل ہو جاتا۔ اتفاق سے ایک یہودی کے ہاں شام سے کپڑے آئے حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ ایک جوڑا اس سے قرض منگوا لیجیے سا نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس گستاخ نے کہا۔ میں سمجھا۔ مطلب یہ ہے کہ میرا مال یوں ہی اڑالیں اور دام نہ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناگوار جملے سن کر صرف اس قدر فرمایا کہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں سب سے زیادہ محتاط اور سب سے زیادہ امانت ادا کرنے والا ہوں۔

سب سے بڑھ کر طیش اور غضب کا موقع افک کا واقعہ تھا، جب کہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی محبوب ترین ازواج اور حضرت ابوبکرؓ جیسے یار غار اور افضل الصحابہ کی صاحبزادی تھیں۔ شہر منافقوں سے بھرا پڑا تھا جنہوں نے دم بھر میں اس خبر کو اس طرح پھیلا دیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ دشمنوں کی شماتت، ناموس کی بدنامی، یہ باتیں انسانی صبر و تحمل کے پیمانے میں نہیں سما سکتیں۔ تاہم رحمت عالم نے ان سب باتوں کے ساتھ کیا کیا؟ تہمت کا تمام تر بانی، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا، اور آپ کو اس کا بخوبی علم تھا باایں ہمہ آپ نے صرف اس قدر کیا کہ مجمع عام میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ مسلمانو! جو شخص میرے ناموس کے متعلق مجھ کو ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے؟ حضرت سعد بن معاذ غصہ سے بے تاب ہو گئے اور اُٹھ کر کہا میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ آپ نام بتائیں تو اس کا سر اڑا دوں سعد بن عبادۃ نے جو عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے، مخالفت کی اور اس پر دونوں طرف کے حمایتی کھڑے ہو گئے۔ قریب تھا کہ تلواریں کھینچ جائیں، آپؐ نے دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ واقعہ کی تکذیب خود خدا نے کر دی اور تہمت لگانے والوں کو شرعی سزا دی گئی۔ تاہم عبداللہ بن ابی اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اس کو تہمت لگانے کا اقرار نہ تھا اور ثبوت

کے لیے شرعی شہادت موجود نہ تھی۔ تہمت لگانے والوں میں جن کو سزا دی گئی ۔ ایک صاحب مسطح بن اثاثہ تھے ۔ ان کی معاش کے کفیل حضرت ابوبکرؓ تھے تہمت کے جرم میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کا روزینہ بند کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (نور)	تم میں سے جو بزرگ صاحب فضیلت اور ذی مقدور ہیں ان کو یہ قسم نہیں کھانا چاہیے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مجاہدوں سے سلوک نہ کریں گے تم کو عفو اور درگزر سے کام لینا چاہیے، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ خدا غفور رحیم ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان کا روزینہ بدستور جاری کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ رک گئے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ صبر کرو۔ وہ آپ کو پہچانتی نہ تھی گستاخی کے ساتھ بولی، ہٹو تم کیا جان سکتے ہو کہ مجھ پر کیا کیفیت ہے؟ آپ چلے گئے۔ لوگوں نے عورت سے کہا تو نے نہیں پہچانا، وہ رسول اللہ تھے۔ دوڑی ہوئی آئی اور کہا میں حضور کو پہچانتی نہ تھی۔ ارشاد فرمایا، صبر وہی ہے جو عین مصیبت کے وقت کیا جائے۔

حضرت انسؓ جو خادم خاص تھے، ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کسی کام کے لیے بھیجا، میں نے کہا نہ جاؤں گا۔ آپ چپ رہ گئے۔ میں یہ کہہ کر باہر چلا گیا۔ دفعتہً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آ کر میری گردن پکڑ لی، میں

نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں۔ پھر پیار سے فرمایا "انیس! جس کام کے لیے کہا تھا اب تو جاؤ" میں نے عرض کی اچھا جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ نے اسی واقعہ کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے سات برس آپ کی ملازمت کی، کبھی یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا، یا یہ کیوں نہیں کیا۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے۔ آپ عیادت کو سواری پر تشریف لے گئے راہ میں ایک جلسہ تھا، آپ ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا۔ وہ بھی جلسے میں موجود تھا۔ آپ کی سواری کی گرد اڑی تو اس نے چادر ناک پر رکھ لی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا دیکھو گرد نہ اڑائیے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچے تو اس نے کہا "محمد اپنا گدھا ہٹاؤ، تمہارے گدھے کی بدبو نے میرا دماغ پریشان کر دیا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا، پھر سواری سے اتر کے اسلام کی دعوت دی۔ عبداللہ بن ابی نے کہا "ہمارے گھر آکر ہم کو مت ستاؤ۔ جو شخص خود تمہارے پاس جائے اس کو تعلیم دو" عبداللہ بن رواحہ جو مشہور شاعر تھے انہوں نے کہا آپ ضرور تشریف لائیں۔ بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ تلواریں نکل آئیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا) جلسہ سے اٹھ کر آپ سعد بن عبادہ کے پاس آگئے اور ان سے کہا تم نے عبداللہ کی باتیں سنیں۔ سعد بن عبادہؓ نے عرض کی کہ آپ کچھ خیال نہ فرمائیں، یہ وہ شخص ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ نے اس کے لیے ریاست کا تاج تیار کر لیا تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ پس ایک اعرابی آپ سے ملا اور آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو نہایت سختی سے کھینچا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینہ تک کھنچ آگئے اور میں نے رسول اللہ کی گردن مبارک کو دیکھا تو اس میں اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے۔

پھر اس اعرابی نے کہا۔

اے محمدؐ اللہ کا جو مال تیرے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

جس زمانہ میں آپ فتح مکہ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے اس بات کی خاص احتیاط فرما رہے تھے کہ قریش کو ہمارے ارادوں کی خبر نہ ہو۔ حاطب بن بلتعہ ایک صحابی تھے، انہوں نے چاہا کہ قریش کو اس کی اطلاع کر دیں۔ چنانچہ ایک خط لکھ کر انہوں نے چپکے سے ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا، آپ کو اس کی خبر ہوگئی، حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اسی وقت بھیجے گئے جو قاصد کو مع خط کے گرفتار کر لائے۔ حاطب کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے صاف صاف اپنے قصور کا اعتراف کیا اور معذرت چاہی۔ یہ وہ موقع تھا کہ ہر سیاست مآب، مجرم کی سزا کا فتویٰ دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ان کو معاف کر دیا کہ وہ شرکائے بدر میں سے تھے عورت جو اس جرم میں شریک تھی اس سے بھی کسی قسم کا تعرض نہ فرمایا۔ حالانکہ یہ خط اگر دشمنوں تک پہنچ جاتا تو مسلمانوں کو سخت خطرات کا سامنا ہو جاتا۔

ایک دفعہ ایک بدو خدمت اقدس میں آیا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، اس کو پیشاب کی حاجت معلوم ہوئی، آداب مسجد سے واقف نہ تھا وہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے کہ اس کو سزا دیں۔ آپ نے فرمایا "جانے دو" اور پانی کا ایک ڈول لا کر بہا دو، خدا نے تم لوگوں کو دشواری کے لیے نہیں، بلکہ آسانی کے لیے بھیجا ہے۔

۳۔ صداقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت شہرہ آفاق ہے اپنے اور بیگانوں یعنی سبھی نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں۔ آپ کی یہی صداقت آپ کے

پیغام حق لانے کی دلیل بنی۔ آپ قول اور فعل میں سچے تھے جو بات زبان اقدس سے بیان فرمائی اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی حیات طیبہ میں صداقت کی بے شمار ایسی روشن مثالیں ہیں جو تا قیامت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ایک روز قریش کے بڑے بڑے رؤسا جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کا ذکر ہو رہا تھا۔ نضر بن حارث نے جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ تھا، کہا اے قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔ محمدؐ تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھا اب جب اس کے بالوں پر بزرگی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، مجنوں ہے۔ خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں، محمد میں یہ کوئی بات نہیں۔

حضرت ابوسفیانؓ حالت کفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اس زمانے میں قیصر روم سے ان کا مکالمہ بہت مشہور ہے۔ قیصر روم نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر منجملہ دوسری باتوں کے ان سے پوچھا۔ کیا تم نے اس مدعی نبوت کو کبھی دروغ گو بھی پایا ہے۔ ابوسفیان نے جواب دیا "نہیں"

گویا آپ کی راست گوئی کا سکہ بدترین دشمنوں کے دلوں پر بھی ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ ان کو اس سے انکار کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن بھی آپ کی صداقت امانت اور دیانت کے قائل تھے۔ ان اوصاف کی بدولت تمام قوم نے بچپن ہی سے آپ کو "صادق" اور "امین" کا خطاب دے رکھا تھا۔ جب حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو حق کی طرف بلائیں تو آپؐ ایک دن کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور بآواز بلند تمام قبائل قریش کو بلایا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو مخاطب

ہو کر فرمایا۔ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرو گے ؟ اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا بے شک ہم یقین کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک تمہیں جھوٹ بولتے نہ کبھی سنا نہ کبھی دیکھا۔

حضورؐ نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی، اور آپؐ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت و امانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضورؐ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ سے بڑھ کر امین نہ سمجھتے تھے ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔

ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ تو آپؐ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپؐ نے غلے کے مالک سے پوچھا "یہ کیا بات ہے" اس نے کہا، یا رسول اللہ اس پر کچھ بارش ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ اس (بھیگے ہوئے غلے) کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھتے۔ جو شخص دھوکا دے وہ میرے طریقے پر نہیں۔

طارق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہمارے قبیلے کے چند لوگ جن میں میں بھی تھا۔ مدینہ سے کھجوریں خریدنے گئے اور شہر سے باہر ستانے کے لیے ٹھہر گئے۔ اتنے میں شہر سے ایک شخص آیا جس کا لباس دو پرانی چادروں پر مشتمل تھا اس نے سلام کے بعد ہم سے پوچھا کہ آپ لوگ کدھر سے آئے ہیں اور کدھر جائیں گے ہم نے جواب دیا کہ ربذہ سے مدینہ کی کھجوریں خریدنے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کو مہار ڈالی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یہ اونٹ بیچتے ہو۔ ہم نے کہا۔ ہاں۔ کھجوروں کی اتنی مقدار کے عوض ہم دے دیں گے۔ اس شخص نے اونٹ

کی مہار پکڑی اور شہر کے اندر چلا گیا۔ بعد میں ہمیں خیال آیا کہ ہم نے اپنا اونٹ ایک ایسے آدمی کو دے دیا ہے جسے ہم جانتے تک نہیں ۔اب ہم اونٹ کی واپسی یا قیمت کی وصولی کا کیا انتظام کریں۔ ابھی ہم اسی فکر میں تھے کہ شہر سے ایک اور آدمی کھجوروں کی کثیر مقدار لے کر آیا اور کہا۔

تب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ اپنے اونٹ کی قیمت کے برابر کھجوریں ناپ کر پوری کر لو۔ باقی تمہاری ضیافت کے لیے ہیں۔ کھاؤ پیو۔"

ہم کھا پی کر شہر میں داخل ہوئے تو وہی پہلے صاحب مسجد کے منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں جوان آدمی ہوں اور اتنا مقدور نہیں کہ نکاح کروں۔ نہ اپنے نفس پر اطمینان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے پھر انہی الفاظ کا اعادہ کیا، آپ چپ رہے۔ تیسری بار کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا کا حکم ٹل نہیں سکتا۔

۴۔ پابندی وعدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سختی سے وعدہ کی پابندی فرماتے تھے۔ آپؐ نے جب کبھی بھی جس کسی سے وعدہ کیا اسے ہر حال میں پورا کیا۔ آپ نے وعدہ کی پابندی کے سلسلے میں مسلمان اور غیر مسلم میں کبھی امتیاز نہ کیا یعنی انسان سے وعدہ کرتے اسے ایفا کرتے۔ پابندی وعدہ کا وصف آپ کے اخلاق حسنہ میں اتنا نمایاں تھا کہ آپ کی اس خوبی کا اعتراف آپ کے دشمن بھی کرتے تھے آپؐ کی اس خوبی کے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ سے روایت ہے کہ نبوت سے پہلے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا اور ان کو ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا کہا ابھی آکر حساب کر دوں گا۔ میرے آنے تک آپ یہیں بیٹھیے گا۔ حضورؐ نے وعدہ کر لیا لیکن مجھے اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔ تین دن کے بعد یاد آیا تو دوڑا دوڑا اس جگہ پہنچا جہاں رسول کریمؐ کو بٹھا آیا تھا۔ دیکھا تو حضورؐ اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ میں سخت شرمندہ ہوا اور عذر خواہ ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اگرچہ تم نے مجھے تکلیف دی ہے لیکن میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف فرمائے۔

صلح نامہ حدیبیہ تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مکہ سے مسلمانوں کے پاس مدینہ جائے گا تو اہلِ مکہ (کفار) کے مطالبہ پر مسلمان اسے مکہ واپس بھیج دیں گے۔ عین اس وقت جب یہ معاہدہ معرض تحریر میں آیا۔ مکہ کے ایک سعید نوجوان ابو جندلؓ پاؤں میں زنجیریں پہنے ہانپتے کانپتے رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اہلِ مکہ نے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں قید کر رکھا تھا۔ کسی طریقہ سے قید سے نکل بھاگے اور حدیبیہ پہنچ گئے۔ مسلمان انہیں اس حال میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور ابو جندلؓ کو اپنی پناہ میں لینے کے لیے بے تاب ہو گئے۔ لیکن رسولِ اکرمؐ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ابو جندلؓ۔ صبر کر۔ ہم اپنا عہد توڑ نہیں سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی تیرے لیے کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمانؓ اور ابو حسیلؓ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ہم مکہ سے آ رہے ہیں۔ راستے میں

کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا۔ ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

قبولِ اسلام سے پہلے صفوان بن امیہ اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ انہیں فتح مکہ کے وقت حضورؐ نے واجب القتل قرار دیا تھا۔ مکہ فتح ہوتے ہی وہ بھاگ کر جدہ چلے گئے۔ ان کے عم زاد بھائی حضرت عمیر بن وہبؓ نے سفارش کی اور حضورؐ نے وعدہ فرمایا کہ صفوان کو ساتھ لے کر مکہ واپس آئے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان نے پوچھا کیا آپ نے مجھے امان دی ہے؟

حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں یہ سچ ہے میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ صفوان نے اسلام قبول کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت طلب کی۔ حضورؐ نے انہیں چار ماہ کی مہلت دے دی لیکن جنگِ حنین کے موقع پر وہ حضورؐ کی شفقت اور لطف و کرم کو دیکھ کر اس میعاد کے ختم ہونے سے پہلے ہی مشرف باسلام ہو گئے۔

حضرت ابو رافع مشہور صحابی ہیں۔ قبول اسلام سے پہلے ایک دفعہ وہ قریش کے سفیر بن کر رسولِ اکرمؐ کے پاس مدینہ آئے۔ حضور کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ کفر سے نفرت ہو گئی۔ حضورؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ اب میں مکہ واپس نہیں جاؤں گا۔

حضورؐ نے فرمایا میں نہ تو عہد توڑتا ہوں اور نہ سفیروں کو اپنے پاس روکتا ہوں۔ اس وقت تم واپس جاؤ۔ بعد میں چاہو تو آ جانا۔

چنانچہ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ابو رافع واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد مدینہ آ کر اسلام قبول کر لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا تمام کاروبار حضرت بلال کے سپرد تھا۔ روپیہ

پیسہ جو کچھ آتا تھا اُن کے پاس رہتا۔ ناداری کی حالت میں وہ بازار سے سودا سلف قرض لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی تو اس سے ادا کر دیا کرتے۔ ایک دفعہ بازار جا رہے تھے، ایک مشرک نے دیکھا، ان سے کہا تم قرض لیتے ہو تو مجھ سے لیا کرو۔ انہوں نے قبول کیا۔ ایک دن اذان دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ مشرک چند سوداگروں کے ساتھ آیا اور ان سے کہا "او حبشی" انہوں نے اس بدتمیزی کے جواب میں "لبیک" کہا، بولا "کچھ خبر ہے؟ وعدہ کے چار دن رہ گئے ہیں، تم نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو تم سے بکریاں چروا کے چھوڑوں گا۔" یہ عشاء پڑھ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ خزانہ میں کچھ نہیں ہے، کل وہ مشرک آکر مجھ کو فضیحت کرے گا، اس لیے مجھ کو اجازت ہو کہ میں کہیں نکل جاؤں، پھر جب قرضہ ادا کرنے کا سامان ہو جائے گا تو واپس آجاؤں گا۔ غرض رات کو جا کر سو رہے اور سامانِ سفر یعنی تھیلا، جوتی، ڈھال سر کے نیچے رکھ لی، صبح اٹھ کر سفر کا سامان کر رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ یہ گئے تو دیکھا کہ چار اونٹ غلے سے لدے ہوئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مبارک ہو، یہ اونٹ رئیس فدک نے بھیجے ہیں انہوں نے بازار میں جا کر سب چیزیں فروخت کیں اور مشرک کا قرضہ ادا کر کے مسجد نبوی میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ سارا قرضہ ادا ہو گیا۔

غزوۂ بدر میں سواریوں کا سامان بہت کم تھا تین تین آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک اونٹ تھا۔ لوگ باری باری سے چڑھتے اترتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو اور آدمیوں کے ساتھ شریک تھے۔ ہمراہ جانثارانہ اپنی باری پیش کرتے، اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپ سوار رہیں، حضور کے بدلے ہم پیادہ چلیں گے۔ ارشاد ہوتا کہ "نہ تم مجھ سے زیادہ پیادہ چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔"

جب سب صحابہ مل کر کوئی کام کرتے تو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور معمولی مزدوروں کی طرح کام انجام دیتے۔ مدینہ میں جا کر سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود آنحضرتؐ بھی بہ نفس نفیس شریک تھے۔ خود اپنے دستِ مبارک سے اینٹ اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہماری جانیں قربان آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں؟ لیکن آپ اپنے فرض باز نہ آتے۔

غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی جب تمام صحابہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے، آپ بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح کام کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہہ جم گئی تھی۔

قریش اپنے فخر و امتیاز کے لیے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن آنحضرت صلعم نے اس تفوق کو بھی پسند نہ فرمایا۔ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد بھی ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ مقام کرتے تھے۔ علاوہ بریں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ منیٰ میں خاص طور سے کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آپ کے لیے مخصوص کر دی جائے اور وہاں سایہ کے لیے کوئی چھپر ڈال دیا جائے۔ صحابہ نے یہ تجویز پیش کی تو فرمایا "جو پہلے پہنچ جائے اسی کا مقام ہے"۔

مجلس میں جو چیزیں آتیں ہمیشہ داہنی طرف سے اس کی تقسیم شروع فرماتے اور ہمیشہ اس میں امیر و غریب، صغیر و کبیر سب کی مساوات کا لحاظ ہوتا۔

ایک دفعہ خدمتِ اقدس میں صحابہ کا مجمع تھا۔ اتفاق سے داہنی طرف حضرت عبداللہ بن عباس بیٹھے ہوئے تھے، جو بہت کمسن تھے۔ بائیں جانب بڑے بڑے معمر صحابہ تھے۔ کہیں سے دودھ آیا، آپ نے نوش فرما کر عبداللہ بن عباسؓ سے کہا تم اجازت دو تو ان لوگوں کو دوں۔ انہوں نے عرض کی اس عطیہ میں میں ایثار نہیں کر سکتا چونکہ وہ داہنی جانب تھے اور ترتیب مجلس کی رُو سے انہی کا حق تھا آپ نے انہی کو

ترجیح دی۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے مکان پر تشریف لائے اور پینے کو پانی مانگا۔ میں نے بکری کا دودھ پیش کیا۔ مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ بائیں جانب، حضرت عمرؓ سامنے اور ایک بدو داہنی طرف تھا۔ آپ نے پی لیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بقیہ ان کو عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا پہلے داہنی طرف والے کا حق ہے۔ یہ کہہ کر بچا ہوا دودھ بدو کو عنایت فرمایا۔

۵۔ تواضع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا ہوتے کے باوجود حد درجہ متواضع اور سادہ مزاج تھے۔ مجلس میں آپ کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا اسے سلام کرنے میں خود سبقت کرتے تھے۔ صحابہؓ کو اکثر نام کی بجائے کنیت کے ساتھ پکارتے تھے غلاموں مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے۔ غریب سے غریب آدمی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔ خچر اور گدھے پر بھی خوشی سے سوار ہو جاتے اور دوسروں کو ساتھ بٹھا لیتے۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ جاتے اور کسی امتیازی نشست یا نشان کی ضرورت نہ سمجھتے۔ بازار سے خود سودا خرید کر لے آتے اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے اونٹ کے بدن پر تیل ملتے۔ گھر کے دوسرے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور دودھ دوھ لیتے تھے۔ یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی شان تواضع تھی جس کے ایک اشارے پر ہزاروں لوگ کٹ مرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا تو دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ اتر رہا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ جب وہ فرشتہ اترا اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کے پاس آپ کے رب نے بھیجا ہے اور کہلا بھیجا ہے میں آپ کو بادشاہ اور نبی بناؤں یا بندہ اور رسول بناؤں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ کا بندہ اور رسول رہ کر خوش ہوں۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس پر کپکپی چڑھ گئی۔ حضورؐ نے فرمایا اپنے پر نرمی کر (یعنی ڈر مت) میں بادشاہ نہیں ہوں، میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھاتی تھی۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں کے سامنے فحش گو اور بڑی بے حیا اور بے باک تھی۔ اس کا گزر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ آپؐ ایک اونچے چبوترے پر ثرید کھا رہے تھے۔ اس عورت نے کہا اس کی طرف دیکھو ایسا بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ غلام بیٹھتا ہے اور اس طرح کھا رہا ہے جس طرح غلام کھاتا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ کون بندہ مجھ سے زیادہ بندگی کرنے والا ہے۔ یہ سن کر وہ بولی کہ خود کھا رہا ہے ہمیں نہیں کھلاتا۔ آپ نے فرمایا تو بھی کھا لے۔ اس عورت نے کہا اپنے ہاتھ سے مجھے دو۔ چنانچہ آپؐ نے اس کو دیا۔ اس عورت نے کہا مجھے تو اس میں سے دو جو آپ کے منہ میں ہے چنانچہ آپؐ نے اسے دیا۔ اور اس عورت نے کھا لیا۔ اس کے بعد سے اس پر حیا غالب ہو گئی پھر مرتے دم تک اس نے کسی کو فحش نہیں بکا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ مسجد کی طرف چلا۔ آپؐ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا میں نے آپؐ کا جوتا لے لیا کہ اس کی اصلاح کر دوں۔ آپؐ نے اسے میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا کہ یہ بڑائی کی بات ہے اور میں بڑائی کو پسند نہیں کرتا اور خود ہی تسمہ درست کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ خزاعی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحابؓ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے اور ایک کپڑے سے آپؐ نے اپنے پر پردہ ڈال رکھا تھا، جب حضورؐ نے سایہ دیکھا تو اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے صحابیؓ نے آپؐ پر کمبل سے سایہ کر رکھا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اسے علیحدہ کرو اور کپڑا لیا اور اپنے سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے (پا پیادہ) تشریف لائے نہ کسی خچر پر سوار تھے اور نہ کسی ترکی گھوڑے پر۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تمام لوگ آپؐ کے دیکھنے کے لیے آئے۔ آپ نے اپنا سر خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر رکھ لیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ پر حج کیا اور جس پر ایک پرانی چادر تھی جس کی قیمت چار درہم بھی نہ ہوگی اور آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! اس کو ایسا حج کر! جس میں ریاکاری اور شہرت نہ ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضورؐ کے ہمراہ بازار گیا آپ کپڑا بیچنے والوں کے پاس بیٹھے اور ان سے ایک پاجامہ چالیس درہم کا خریدا، تاجروں کے پاس تولنے والا تھا آپؐ نے اس سے کہا تول، اور جھکتا تول، تولنے والے نے کہا کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ میں نے اس کو کسی سے نہیں سنا تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس سے کہا تیرے لیے دین کے بارے میں جہالت اور سختی کی یہی بات کافی ہے کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا ہے، یہ سن کر اس نے ترازو ڈال دی اور حضورؐ کے دستِ مبارک کی طرف جھپٹا اس کا ارادہ تھا کہ آپؐ کے ہاتھ کو چومے، آپ نے اس سے اپنا ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے فرمایا یہ کیا ہے؟ ایسا کام تو عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تمہیں میں سے ایک انسان ہوں۔

مسند احمد ابن حنبل ؒ میں دو صحابیوں سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضورؐ کے خانۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ دیکھا تو آپ خود مکان کی مرمت کر رہے ہیں، ہم بھی حضورؐ کا ہاتھ بٹانے لگے۔ جب کام ختم ہو گیا تو حضورؐ نے ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ایک دفعہ حضورؐ کے پاس کہیں سے چادریں آئیں۔ آپ نے ان میں سے اکثر تقسیم فرما دیں اور پھر خانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک صحابی حضرت مخرمہ رضؓ اپنے بیٹے مسورؓ کے ہمراہ اپنا حصہ لینے پہنچے۔ مخرمہؓ نے اپنے فرزند سے کہا، حضورؐ کو آواز دے کر بلاؤ۔ مسورؓ نے کہا ابا جان میری کیا حیثیت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دوں۔

مخرمہؓ نے کہا، بیٹے رسول اللہ جبار نہیں ہیں، اس پر مسورؓ نے جرأت کر کے آواز دی۔ حضور فوراً باہر تشریف لے آئے اور ان کو دیا کی ایک قبا عنایت فرمائی۔

جنگ حنین کے بعد جب اسیرانِ جنگ حضورؐ کی خدمت میں پیش ہوئے تو ان میں سے ایک بی بی نے عرض کی میں حلیمہ سعدیہ کی دختر شیما ہوں۔ اور آپ کی رضاعی بہن ہوں، حضور نے اس کا ثبوت مانگا تو انہوں نے کہا میں بچپن میں آپ کو کھلایا کرتی تھی۔ حضورؐ نے فوراً اپنی ردائے مبارک زمین پر بچھا دی اس پر نہایت عزت سے بٹھایا اور فرمایا میں تمہارا بھائی ہوں، میرے پاس رہو یا اپنے قبیلے میں جانا پسند کرو تمہاری توقیر میں فرق نہ آئے گا۔ شیما نے قبیلہ میں جانا پسند کیا۔ حضورؐ نے انہیں ایک کنیز ایک غلام اور بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ عنایت فرمایا۔ وہ حضورؐ کی تواضع اور اعانت سے متاثر ہو کر اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

۶۔ حیاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی شرم و حیاء کا ایک کامل نمونہ ہیں کیونکہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو بہت اہمیت قرار دی ہے اور اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے آپ بذاتِ خود بے حد حیا دار تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں بیٹھی رہتی ہو۔ جب آپ کسی ناگوار بات کو دیکھتے تو ہم اسے آپ کے چہرہ مبارک سے معلوم کر لیتے تھے۔ کیونکہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا۔ (صحیحین)

شرم و حیا کا اثر آپ کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی۔ بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ تبسم کے سوا کبھی لب مبارک خندہ و قہقہہ سے آشنا نہیں ہوتے۔

بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے چہرہ سے ظاہر ہوتا اور صحابہ متنبہ ہو جاتے۔

عرب میں اور ممالک کی طرح شرم و حیا کا بہت کم لحاظ تھا۔ ننگے نہانا عام بات تھی۔ حرم کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعاً یہ باتیں سخت ناپسند تھیں۔

ایک دفعہ فرمایا کہ حمام سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ حمام میں نہانے سے میل چھوٹتا ہے۔ اور بیماری کو فائدہ ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ نہاؤ تو پردہ کر لیا کرو عرب میں حمام نہ تھے لیکن شام و عراق کے جو شہر عرب کی سرحد سے ملے ہوئے تھے وہاں کثرت سے حمام تھے۔ اس بنا پر آپ نے فرمایا کہ تم جب عجم فتح کر دگے تو وہاں حمام ملیں گے ان میں جانا تو چادر کے ساتھ جانا۔

ایک دفعہ کچھ عورتیں حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئیں۔ انہوں نے وطن پوچھا بولیں حمص (شام کا ایک شہر ہے) حضرت اُم سلمہؓ نے کہا تمہیں وہ عورتیں ہو جو حمام میں

نہاتی ہیں۔ بولیں کیا حمام کوئی بری چیز ہے؟ فرمایا کہ میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ جو عورت اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں کپڑے اتارتی ہے خدا اس کی پردہ دری کرتا ہے۔
ابو داؤد میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حمام میں نہلانے کو مطلقاً منع کر دیا تھا۔ پھر مردوں کو پردہ کی قید کے ساتھ اجازت دی۔ لیکن عورتوں کے لیے وہی حکم قائم رہا۔
عرب میں جائے ضرور نہ تھے۔ لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے لیکن پردہ نہیں کرتے تھے، بلکہ آمنے سامنے بیٹھ جایا کرتے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے آنحضرتؐ نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔
معمول تھا کہ رفع حاجت کے لیے اس قدر دور نکل جاتے کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے۔ مکہ معظمہ میں جب تک قیام تھا، حدود حرم سے باہر چلے جاتے۔ جس کا فاصلہ مکہ معظمہ سے کم از کم تین میل تھا۔
جب کوئی خطاکار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوتا تو حضورؐ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے تھے۔ (ترمذی)

۷۔ عفو

دشمنوں کی زیادتیوں اور مخالفت کو فراموش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر انہیں معاف کر دینا عفو کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں عفو کا وصف اتنا نمایاں ہے کہ غیروں کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا عفو تھے۔ ساری عمر آپ نے کسی سے بھی ذاتی انتقام نہیں لیا بلکہ ہر کسی سے پہنچے ہوئے دکھ کا بدلہ اچھائی سے دیا۔ آپ نے عمر بھر کسی کو بددعا نہ دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر بدترین دشمنوں سے بھی درگزر فرمایا اور ہر کسی کو معاف کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔
ایک دفعہ رسول اکرمؐ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک کافر غورث

بن الحارث شمشیر بدست آپ کو شہید کرنے کے ارادہ سے آیا اور گستاخانہ جگا کر پوچھا "اب تم کو کون بچائے گا" حضورؐ نے فرمایا "اللہ" یہ سن کر غورث کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضورؐ نے یہی تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا "اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔ فرط دہشت سے اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ حضورؐ نے فرمایا "جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔"

صفوان بن امیہ، قریش کے روسائے کفر میں سے اور اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ انہوں نے عمیر بن وہب کو انعام کے وعدے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر مامور کیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے ڈر سے جدہ بھاگ گئے اور قصد کیا کہ سمندر کے راستے سے یمن چلے جائیں۔ عمیر بن وہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! صفوان بن امیہ اپنے قبیلہ کے رئیس ہیں، وہ ڈر سے بھاگ گئے ہیں کہ اپنے کو سمندر میں ڈال دیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو امان ہے۔ مکرر عرض کی یا رسول اللہ امان کی کوئی نشانی مرحمت فرمایئے۔ جس کو دیکھ کر ان کو میرا اعتبار آئے۔ آپ نے اپنا عمامۂ مبارک ان کو عطا فرمایا۔ جس کو لے کر وہ صفوان کے پاس پہنچے۔ صفوان نے کہا مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا ڈر ہے۔ عمیر نے جواب دیا "صفوان ابھی تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و عفو کا حال معلوم نہیں" یہ سن کر وہ عمیر کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ عمیر کہتے ہیں کہ تم نے مجھے امان دیا ہے، فرمایا "سچ ہے" صفوان نے کہا "تو مجھے دو مہینے کی مہلت دو" ارشاد ہوا کہ "دو نہیں تم کو چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے۔

ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیے ابو سفیان جو ان دنوں حضورؐ کے بدترین دشمن تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا محمدؐ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو، تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے اپنے خدا سے دعا

کیوں نہیں کرتے۔ گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ کے دستِ مبارک دعا کے لیے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ایک ہو گئے اور قحط دور ہو گیا۔

ہبار بن الاسود وہ شخص تھا جس کے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینبؓ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں اور مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہی تھیں کہ کفار نے مزاحمت کی۔ ہبار بن الاسود نے جان بوجھ کر ان کو اونٹ سے گرا دیا۔ جس سے ان کو سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بعض جرائم کا مرتکب ہوا۔ اور اسی بنا پر فتح مکہ میں داخل تھا چاہا کہ بھاگ کر ایران چلا جائے کہ داعی ہدایت نے خود آستانۂ نبوت کی طرف جھکا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں بھاگ کر ایران چلا جانا چاہتا تھا، لیکن پھر مجھے حضور کے احسانات اور علم و عفو یاد آئے۔ میری نسبت آپ کو جو خبریں پہنچی تھیں وہ صحیح تھیں۔ مجھے اپنی جہالت اور قصور کا اعتراف ہے۔ اب اسلام سے مشرف ہونے آیا ہوں۔ رحمت العالمین کی شان رحمت جوش میں آئی اور اسے مسلمان کر لیا کیونکہ آپ کے ہاں دوست و دشمن کی تمیز یکسر مفقود تھی۔

ابوسفیان اسلام سے پہلے جیسے کچھ تھے۔ غزوات نبوی کا ایک ایک حرف اس کا شاہد ہے۔ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنی لڑائیاں اسلام کو لڑنی پڑیں ان میں سے اکثر میں ان کا ہاتھ تھا۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب وہ گرفتار کر کے لائے گئے اور حضرت عباسؓ ان کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ اُن کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ حضرت عمرؓ نے گزشتہ جرائم کی پاداش میں اُن کے قتل کا ارادہ کیا لیکن آپ نے منع فرمایا، اور نہ صرف یہ بلکہ اُن کے گھر کو امن و امان کا حرم بنا دیا۔ فرمایا کہ "جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اس کا قصور معاف ہو گا۔ کیا دنیا کے کسی

فاتح نے اپنے دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟

عرب کا ایک ایک قبیلہ اطاعت اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہو رہا تھا۔ اگر کسی قبیلہ نے آخر تک سرتابی کی تو وہ بنو حنیفہ کا قبیلہ تھا، جس میں مسیلمہ نے ادعائے نبوت کیا تھا۔ ثمامہ بن آثال اس قبیلہ کے روساء میں تھا۔ اتفاق سے وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا، گرفتار کر کے مدینہ لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مسجد کے ستون میں باندھ دیا جائے، اس کے بعد آپ مسجد میں تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا کہتے ہو، اس نے کہا "اے محمدؐ! اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو ایک خونی کو کرو گے اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکرگزار پر احسان ہو گا اور اگر زرِ فدیہ چاہتے ہو تو تم مانگو، میں دوں گا"۔ یہ جواب سن کر آپ خاموش رہے۔ دوسرے دن بھی یہی تقریر ہوئی۔ تیسرے روز بھی جب اس نے یہی جواب دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ثمامہ کی رسی کھول دو، اور آزاد کر دو۔ ثمامہ پر اس خلافِ توقع لطف و عنایت کا یہ اثر ہوا کہ قریب ایک درخت کی آڑ میں جا کر غسل کیا اور مسجد میں واپس آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اور عرض کی "یا رسول اللہ دنیا میں کوئی شخص میری نظر میں آپ سے زیادہ مبغوض نہ تھا اور اب آپ سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی محبوب نہیں۔ کوئی مذہب آپ کے مذہب سے زیادہ میری آنکھوں میں برا نہ تھا، اور اب وہی سب سے پیارا ہے۔ کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند نہ تھا، اور اب وہی پسندیدہ ہے۔

عکرمہ، دشمن اسلام ابوجہل کے فرزند تھے اور اسلام سے پہلے باپ کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے۔ فتح مکہ کے وقت مکہ سے بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھیں۔ وہ یمن گئیں اور عکرمہ کو تسکین دی اور ان کو مسلمان کیا، اور خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو فرطِ مسرت سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ

جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی، اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

مرحبا بالراکب المهاجر — اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو

ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کیا اور دل وجگر کے ٹکڑے کیے، فتح مکہ کے دن نقاب پوش آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہچان نہ سکیں اور بے خبری میں بیعت اسلام کرکے سند امان حاصل کرلے۔ پھر اس موقع پر بھی گستاخی سے باز نہ آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کو پہچان لیا، لیکن اس واقعہ کا ذکر تک نہ فرمایا۔ ہندہ اس کرشمہ اعجاز سے متاثر ہوکر بے اختیار بول اُٹھی۔ یارسول اللہ آپ کے خیمے سے مبغوض تر خیمہ کوئی میری نگاہ میں نہ تھا، لیکن آج آپ کے خیمے سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میری نگاہ میں دوسرا نہیں۔

ایک دفعہ آپ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے۔ راہ میں ایک میدان آیا۔ دھوپ تیز تھی۔ لوگوں نے درختوں کے نیچے بستر لگا دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا، اور تلوار درخت کی شاخ سے لٹکا دی۔ کفار موقع کے منتظر رہتے تھے۔ لوگوں کو غافل دیکھ کر ناگاہ ایک طرف سے ایک بدو نے آکر بے خبری میں تلوار اتار لی۔ دفعتہ آپ بیدار ہوئے تو دیکھا ایک شخص سرہانے کھڑا ہے اور ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو بیدار دیکھ کر بولا "کیوں محمدؐ! اب بتاؤ تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا "اللہ"۔ یہ آواز سُن کر اس نے تلوار نیام میں کرلی۔ اتنے میں صحابہ آگئے، آپ نے ان سے واقعہ دہرایا، اور بدو سے کسی قسم کا تعرض نہیں فرمایا۔

ایک دفعہ ایک اور شخص نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ صحابہ اس کو گرفتار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے۔ وہ آپ کو دیکھ کر ڈر گیا۔ آپ نے اس کو مخاطب کرکے فرمایا "ڈرو نہیں، اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے تبھی تو نہیں کرسکتے تھے کیونکہ

میرا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے۔

ہجرت کے دن قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی قیمت مقرر کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ جو محمدؐ کا سر لائے گا یا زندہ گرفتار کرے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ سراقہ بن جعشم پہلے شخص تھے جو اس نیت سے اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لیے آپ کے قریب پہنچے۔ آخر دو تین دفعہ کرشمۂ اعجاز دیکھ کر اپنی نیت بد سے توبہ کی، اور خواہش کی کہ مجھ کو سند امان لکھ دی جائے چنانچہ سند امان ان کو لکھ کر دی گئی۔ اس کے آٹھ برس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اس جرم کے متعلق ایک حرف سوال بھی درمیان میں نہیں آیا۔

جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملوں سے عفو و درگزر کا واقعہ پیغمبروں کے صحیفۂ اخلاق کے سوا اور کہاں مل سکتا ہے۔ جس شب کو آپ نے ہجرت فرمائی ہے۔ کفار قریش کے نزدیک یہ طے شدہ تھا کہ صبح کو محمدؐ کا سر قلم کر دیا جائے۔ اس لیے دشمنوں کا ایک دستہ رات بھر خانۂ نبوی کا محاصرہ کیے کھڑا رہا۔ اگرچہ اس وقت ان دشمنوں سے انتقام لینے کی آپ میں ظاہری قوت نہ تھی، لیکن ایک وقت آیا جب ان میں سے ایک ایک شخص کی گردن اسلام کی تلوار کے نیچے تھی، اور اس کی جان صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر موقوف تھی، لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی شخص اس جرم میں کبھی مقتول نہیں ہوا۔

فرات بن حیان ایک شخص تھا۔ ابوسفیان کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ پکڑا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کو پکڑ کر لے چلے۔ جب انصار کے ایک محلے میں پہنچا، تو بولا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے آکر اطلاع دی کہ وہ کہتا ہے

کہ مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ایمان کا حال ہم انہیں پر چھوڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرات بن حیان ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ وہ بعد کو صدق دل سے مسلمان ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمامہ میں ایک زمین عنایت فرمائی جس کی آمدنی ۴۲۰۰ درہم تھی۔

وحشی جو اسلام کے قوت بازو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا، مکہ میں رہتا تھا۔ جب مکہ میں اسلام کی قوت نے ظہور کیا، وہ بھاگ کر طائف آیا۔ طائف نے بھی آخر سر اطاعت خم کیا، اور وحشی کے لیے یہ بھی مامن نہ رہا۔ لیکن اس نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفیروں سے کبھی سختی کے ساتھ پیش نہیں آتے ناچار خود در رحمتِ عالم کے دامن میں پناہ لی۔ اور اسلام قبول کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس قدر فرمایا کہ "میرے سامنے نہ آیا کرنا کہ تم کو دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آتی ہے۔

۸۔ مہمان نوازی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی مشہور زمانہ ہے۔ آپ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ خود بھوکے رہ کر مہمان کو کھانا کھلا دیتے تھے اور مہمانوں کی ہر طرح سے خدمت کرتے اور ان کے آرام کا بھی خیال کرتے بیان کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس ان مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع فرماتے تھے۔ یوں بھی جو لوگ حاضر ہوتے تھے، بغیر کچھ کھائے پیئے واپس نہ آتے تھے۔ فیاضی میں کافر مسلمان کا امتیاز نہ تھا مشرک وکافر سب آپ کے مہمان ہوتے اور آپ یکساں ان کی مہمان نوازی کرتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل وعیال فاقہ کرتے۔ آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے مہمانوں کی خبر گیری کرتے تھے۔

۹ھ میں نجران سے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل نصاریٰ کا ایک وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دے دی۔ آپؐ نے ان لوگوں کی نہایت اہتمام سے خود مہمان داری کی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو حضورؐ نے مباہلہ کی دعوت دی۔ لیکن وہ اسے قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اسی طرح بنو ثقیف کا وفد جب طائف سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے خود بہ نفس نفیس اس کی نہایت خاطر و تواضع کی۔ حالانکہ یہ لوگ بدترین اسلام دشمنی کا مظاہرہ کر چکے تھے۔

ایک دفعہ مسلمانوں کے محسن نجاشی شاہ حبشہ نے حضورؐ کی خدمت میں ایک سفارت بھیجی۔ آپؐ نے ان سفیروں کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور بنفس نفیس ان کی مہمانداری کی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ ان کی خدمت کے لیے ہم موجود ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ساتھیوں (مہاجرین حبشہ) کی مہمانداری کی تھی۔ اس لیے ان کی خدمت میں خود کرنا چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک کافر حضورؐ کے ہاں مہمان ہوا۔ آپ نے اسے ایک بکری کا دودھ پلایا۔ وہ سیر نہ ہوا۔ پھر آپ نے دوسری بکری کا دودھ پلایا وہ بھی کافی نہ ہوا۔ پھر آپؐ نے تیسری چوتھی حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ اسے پلایا اور وہ سیر ہو گیا۔ اس سارے عرصے میں آپ نہایت مطمئن اور کشادہ رُو رہے اور نہ تو آپؐ کی جبین مبارک پر شکن آئی اور نہ کوئی حرف استعجاب آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اتنا بڑا پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے جس کو غرا کہا جاتا تھا، جب قربانی کا دن ہوتا اور نماز سے لوگ فارغ ہو جاتے تو وہ بڑا پیالہ لایا جاتا اور اس میں ثرید تیار رہتا۔ لوگ

اس کے گرداگرد جمع ہوتے جب مجمع کثیر ہوتا حضورؐ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتے، ایک اعرابی نے یہ دیکھ کر کہا یہ کون سی بیٹھک ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ پاک نے مجھ کو کرم کرنے والا بندہ بنایا ہے اور مجھ کو جبر اور سرکشی کرنے والا نہیں بنایا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کنارے کنارے سے کھاؤ اور اس کے بیچ کا اونچا حصہ چھوڑے رکھو اس میں برکت دی جائے گی۔

مقدادؓ کا بیان ہے کہ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے بینائی جاتی رہی۔ ہم لوگوں نے اپنے تکفل کی درخواست کی لیکن کسی نے منظور نہیں کیا۔ آخر ہم لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ دولت خانے پر لوا گئے اور تین بکریوں کو دکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم میں سے ہر شخص نے دودھ دوہ کر اپنا اپنا حصہ پی لیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایک کافر حضورؐ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ رات کو سوتے ہوئے اس کے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہوگئی اور بستر ہی میں پاخانہ نکل گیا۔ صبح کو شرمندگی کے باعث حضورؐ کے تشریف لانے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں یاد آیا کہ جلدی کی وجہ سے تلوار وہیں بھول آیا ہوں۔ تلوار لینے کے لیے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سرورِ کائنات خود بستر کو صاف کر رہے ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم یہ کام کرلیں گے۔ لیکن آپؐ فرماتے ہیں "نہیں نہیں وہ شخص میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا چاہیے۔ پھر حضورؐ کی نظر اس شخص پر پڑی تو فرمایا "بھائی تم اپنی تلوار یہیں بھول گئے تھے اسے لے جاؤ۔"

حضورؐ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر اس شخص کے دل سے کفر و شرک کا زنگ فی الفور اتر گیا اور وہ اسی وقت مشرف باسلام ہوگیا۔

صحابہ میں سب سے مفلس اور نادار گروہ اصحاب صفہ کا تھا وہ مسلمانوں کے مہمان عام تھے لیکن ان کو زیادہ تر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوتا

ایک بار آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو، وہ ان میں سے تین آدمی کو اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو، وہ ان میں سے پانچ آدمی کو ساتھ لے جائے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ تین آدمی کو ساتھ لائے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ہمراہ لے گئے۔

اصحاب صفہ میں حضرت ابوہریرہؓ اپنے فقر و فاقہ کی داستان نہایت دردانگیز طریقہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز شدت گرسنگی کی حالت میں گزرگاہ عام پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ راستے سے گزرے تو میں نے بطور حسن طلب کے اُن سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی، لیکن وہ گزر گئے، اور میری حالت کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا، اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ آپ گھر میں پہنچے تو دودھ کا ایک پیالہ نظر آیا، آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیۃً بھیجا ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا تو آپ نے مجھ کو دودھ کا وہ پیالہ دیا کہ سب کو تقسیم کر دو۔ میں نے تقسیم کر کے خوب پیا پھر بھی بچ گیا یہ آپ کی نگاہ کرم تھی۔

۹۔ حسن معاملہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عادت مبارک یہ تھی کہ دنیوی لین دین میں حسن معاملہ سے کام لیتے تھے آپ جب کسی سے کوئی چیز لیتے اسے واپس کرتے اور حساب کو بے باک رکھتے۔ اگر کسی سے قرض لیتے تو اسے واپس کرتے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حد سے زیادہ سخی تھے۔ اس لیے بعض اوقات دوسروں سے قرض لے کر بھی آنے والے کی ضرورت پوری کر دیتے اور بعد میں ادا کر دیتے۔ ایسے ہی جس وقت آپ تجارت کیا کرتے تھے تو آپ اپنا لین دین بے باک رکھتے۔ اس لیے اعلان نبوت سے پہلے

جن لوگوں سے آپ کے تاجرانہ تعلقات تھے، انہوں نے ہمیشہ آپ کی دیانت اور حسن معاملہ کا اعتراف کیا ہے، اسی لیے قریش نے متفقاً آپ کو امین کا خطاب دیا تھا۔ نبوت کے بعد بھی گو قریش بغض و کینہ کے جوش سے لبریز تھے۔ تاہم ان کی دولت کے لیے مامون مقام آپ ہی کے پاس امانت رکھتا تھا۔

عرب میں سائبؓ نامی ایک تاجر تھے، وہ مسلمان ہو کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں نے مدحیہ الفاظ میں آپ سے ان کا تعارف کرایا۔ آپ نے فرمایا "میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں"۔ سائبؓ نے کہا میرے ماں باپ فدا، آپ میرے ساجھی تھے، لیکن ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔

ایک دن ایک بدو آیا جس کا کچھ قرضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ بدو عموماً وحشی مزاج ہوتے ہیں۔ اس نے نہایت سختی سے گفتگو شروع کی۔ صحابہؓ نے اس گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو خبر ہے تو کس سے ہم کلام ہے۔ بولا کہ میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا حق ہے۔ قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے۔ اس کے بعد صحابہ کو اس کا قرض ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا اور زیادہ دلوایا۔

ایک دفعہ ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض کے طور پر لیں۔ چند روز کے بعد وہ تقاضا کو آیا، آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرضہ ادا کر دیں۔ انصاری نے کھجوریں دیں لیکن ویسی عمدہ نہ تھیں جیسی اس نے دی تھیں، اس شخص نے لینے سے انکار کر دیا۔ انصاری نے کہا کیا تم رسول اللہ کی دی ہوئی کھجوروں سے انکار کرتے ہو؟ بولا ہاں، رسول اللہ عدل نہ کریں گے تو اور کس سے توقع رکھی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملے سنے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔

ایک غزوہ میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری ہمرکاب تھے، ان کی سواری میں

جو اونٹ تھا سست رو تھا اور تھک جانے کی وجہ سے اور بھی سست ہو گیا تھا۔ ان سے فرمایا تمہارے پاس کوئی لکڑی ہو تو دو، انہوں نے دی، آپ نے اس سے اونٹ کو اشارہ کیا تو وہ اس قدر تیز دوڑنے لگا کہ سب سے آگے نکل گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چار دینار پر اونٹ اس شرط پر خرید لیا کہ مدینہ تک ان کا سواری کا حق ہے مدینہ پہنچ کر جابرؓ بن عبداللہ نے قیمت طلب کی۔ آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ ان کو قیمت چار دینار اور اس سے کچھ اور زیادہ بھی دو۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے چار دینار پر ایک قیراط سونا اور زیادہ دیا۔

معمول تھا کہ کوئی جنازہ لایا جاتا تو پہلے فرماتے کہ میت پر کچھ قرضہ تو نہیں ہے؟ اگر معلوم ہوتا کہ مقروض تھا تو صحابہ سے فرماتے کہ جنازہ کی نماز پڑھا دو، خود شریک نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ایک بدو اونٹ کا گوشت بیچ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ گھر میں چھوہارے موجود ہیں۔ آپ نے ایک وسق چھوہاروں پر گوشت چکا لیا۔ گھر میں آکر دیکھا تو چھوہارے نہ تھے، باہر تشریف لاکر قصاب سے فرمایا کہ میں نے چھوہاروں پر گوشت چکایا تھا لیکن چھوہارے میرے پاس نہیں ہیں۔ اس نے واویلا مچایا کہ ہائے بد دیانتی! لوگوں نے سمجھایا کہ اللہ کے رسول بد دیانتی نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں چھوڑ دو اس کو کہنے کا حق ہے۔ پھر قصاب کی طرف خطاب کر کے وہی فقرہ ادا کیا۔ اس نے پھر وہی لفظ کہے۔ لوگوں نے پھر روکا، آپ نے فرمایا اس کو کہنے دو اس کو کہنے کا حق ہے، اور اس جملہ کو کئی بار دہراتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک انصاریہ کے ہاں اس کو بھجوا دیا کہ اپنے مال کے چھوہارے وہاں سے لے لے جب وہ چھوہارے لے کر پلٹا تو آپ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اس کا دل آپ کے حلم و عفو اور حسن معاملت سے متاثر تھا۔ دیکھتے کے ساتھ بولا محمدؐ تم کو خدا جزائے خیر دے تم نے قیمت پوری دی اور اچھی دی۔

ایک دفعہ کسی سے اونٹ قرض لیا۔ جب واپس کیا تو اس سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔

عموماً فرمایا کرتے تھے کہ میں تین دن سے زیادہ اپنے پاس ایک دینار بھی رکھنا پسند نہیں کرتا، بجز اس دینار کے جن کو قرض ادا کرنے کے انتظار میں اپنے پاس رکھ چھوڑتا ہوں۔

ایک دفعہ کسی شخص سے ایک پیالہ مستعار لیا، سوء اتفاق سے وہ گم ہو گیا تو اس کا تاوان ادا فرمایا۔

غزوۂ حنین میں آپ کو کچھ جنگی سامان کی ضرورت تھی۔ صفوان اس وقت تک کافر تھے ان کے پاس بہت سی زرہیں تھیں۔ آپ نے ان سے کچھ زرہیں طلب کیں۔ انہوں نے کہا "محمدؐ! کیا کچھ غصب کا ارادہ ہے؟ فرمایا "نہیں میں عاریۃً مانگتا ہوں، اگر ان میں سے کوئی تلف ہوئی تو میں تاوان دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے تیس چالیس زرہیں مسلمانوں کو عاریۃً دیں۔ حنین سے واپسی کے بعد جب جنگی سامان کا جائزہ لیا گیا تو کچھ زرہیں کم نکلیں آپ نے صفوان سے کہا، تمہاری چند زرہیں کم ہیں، ان کا معاوضہ لو۔ صفوان نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل کی حالت اب پہلی جیسی نہیں۔" یعنی مسلمان ہو گیا، اب معاوضہ کی حاجت نہیں۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ کے باہر ایک مختصر سا قافلہ آکر فروکش تھا۔ ایک سرخ رنگ کا اونٹ اس کے ساتھ تھا۔ اتفاقاً ادھر سے آپ کا گزر ہوا۔ آپ نے اونٹ کی قیمت پوچھی، لوگوں نے قیمت بتائی۔ آپ نے وہی قیمت منظور کر لی۔ اور اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بعد کو لوگوں کو خیال آیا کہ بے جان پہچان ہم نے جانور کیوں حوالے کر دیا۔ اور اس حماقت پر اب پورے قافلہ کو ندامت تھی۔ قافلہ کے ساتھ ایک خاتون بھی تھی۔ اس نے کہا "مطمئن رہو ہم نے کسی شخص کا چہرہ ایسا روشن نہیں دیکھا

یعنی ایسا شخص دغا دے گا۔ رات ہوئی تو آپ نے ان کے لیے کھانا اور قیمت بھر کھجوریں بھجوا دیں۔

۱۰۔ حسن سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک بے مثل ہے۔ آپ ہر بڑے چھوٹے جوان بوڑھے، امیر غریب، مرد عورت کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ سے پیش آیا کرتے تھے اور یہی تعلیم آپ نے مسلمانوں کو دی کہ وہ ہر ملنے والے سے حسن سلوک سے پیش آئیں اولاد کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنے والدین سے عمدہ سلوک کریں۔ نیز۔ نزد اقارب سے صلہ رحمی کا درس دیا۔ خاص کر عورتوں کے حقوق کا اہتمام کیا گیا اور ان کے ساتھ اچھا طرز عمل اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی۔ عورتوں کو معاشرے میں یہ مقام حاصل نہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دلایا۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں ان کی ماں جو مشرکہ تھیں، اعانت خواہ مدینہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں۔ ان کو خیال ہوا کہ اہل شرک کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے آنحضرتؐ کے پاس آکر دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا "ان کے ساتھ نیکی کرو"۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ماں مشرکہ تھیں، اپنی ماں کو وہ جس قدر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اسلام کی دعوت دی تو ان کی ماں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ حضرت ابوہریرہؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ رونے لگے، اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ "الٰہی ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت نصیب کر"۔ وہ خوش خوش گھر واپس آئے تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں اور ماں نہا رہی ہیں۔ غسل سے فارغ ہو کر کواڑ کھولا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں ان پر حضرت ابوہریرہؓ بہت خوش ہوئے۔

صلح حدیبیہ کے زمانے میں ایک دفعہ اسی آدمیوں کا ایک دستہ منہ اندھیرے جبل تنعیم سے اُتر کر آیا، اور چھپ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا۔ اتفاق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا۔ اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہیں کیا۔

وہ طائف جس نے دعوت اسلام کا جواب استہزا اور تمسخر سے دیا تھا وہ طائف جس نے داعیِ اسلام کو اپنی پناہ میں لینے سے انکار کر دیا تھا وہ طائف جس نے پائے مبارک کو لہولہان کیا تھا۔ ان کی نسبت فرشتہ غیب پوچھتا ہے کہ حکم ہو تو اُن پر پہاڑ الٹ دیا جائے۔ جواب ملتا ہے کہ "شاید ان کی نسل سے کوئی خدا کا پرستار پیدا ہو۔ دس بارہ برس کے بعد یہی طائف اسلام کی دعوت کا جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے۔ جانثاروں کی لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجیے آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضور ان کے حق میں بددعا فرمائیں گے لیکن زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہیں "خداوندا! ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور دوستانہ ان کو مدینہ لا۔ وہ تیر جو میدانِ جنگ میں نشانہ پر نہیں لگے تھے۔ وہ مدینہ کے صحن مسجد میں، زبان مبارک سے نکل کر ٹھیک اپنے ہدف پر پہنچے۔ یعنی وہ مدینہ آ کر خاص مسجد نبوی میں بیٹھ کر جہاں وہ ٹھہرائے گئے، مسلمان ہوئے۔

عمیر بن وہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا۔ مقتولین بدر کے انتقام کے لیے جب سارا قریش بےتاب تھا تو صفوان بن امیہ نے اس کو بیش قرار انعام کے وعدے پر مدینہ بھیجا تھا کہ چپکے سے جا کر نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دے۔ عمیر اپنی تلوار زہر میں بجھا کر مدینہ آیا، لیکن وہاں پہنچنے کے ساتھ اس کے تیور دیکھ کر لوگوں نے پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ساتھ سختی کرنی چاہی، لیکن آپ نے منع فرمایا اور اپنے قریب بٹھا کر اس سے باتیں کیں اور اصلی راز ظاہر کر دیا۔ یہ سُن کر سناٹے میں آگیا، لیکن آپ نے

اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ یہ دیکھ کر وہ اسلام لایا اور مکہ میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیلؓ بن عمرو دوسی اسی قبیلہ کے رئیس تھے، وہ قدیم الاسلام تھے۔ مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ اپنے کفر پر اڑا رہا۔ ناچار وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی حالت عرض کر کے گزارش کی کہ ان کے حق میں بددعا فرمایئے۔ لوگوں نے یہ سُنا تو کہا کہ اب دوس کی بربادی میں کوئی شک نہیں رہا۔ لیکن رحمتِ عالم نے جن الفاظ میں یہ دعا فرمائی، وہ یہ تھے کہ یا الہیٰ دوس کو ہدایت دے اور انہیں اسلام میں داخل کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ عورتوں کو وعظ و پند سننے اور مسائل کے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ مستورات نے آکر درخواست کی کہ مردوں سے ہم عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں اس لیے ہمارے لیے ایک خاص دن مقرر کر دیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور اُن کے دربار کا ایک خاص دن مقرر ہو گیا۔

جنگ اُحد میں دشمنوں نے آپ پر پتھر پھینکے، تیر برسائے، تلواریں چلائیں، دندانِ مبارک کو شہید کیا۔ جبینِ اقدس کو خون آلودہ کیا۔ لیکن ان حملوں کا دار آپ نے جس سپر پر روکا وہ صرف یہ دعا تھی کہ اے اللہ ان کو معاف کر دے کیونکہ یہ نادان ہیں۔

جن لوگوں نے آغازِ اسلام میں حبش کو ہجرت کی تھی، ان میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں۔ خیبر کی فتح کے زمانے میں مہاجرین حبش مدینہ میں آئے تو وہ بھی آئیں۔ ایک دن وہ حضرت حفصہؓ سے ملنے گئیں۔ اتفاق یہ کہ اس وقت حضرت عمرؓ بھی موجود تھے ان کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے نام بتایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ ہاں

ہاں وہ حبش والی وہ سمندر والی ۔اسماء بنت عمیس نے کہا ہاں وہی حضرت عمرؓ نے کہا ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی اور اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا زیادہ حق ہے اسماءؓ کو سخت غصہ آیا، بولیں ہرگز نہیں، تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ گھر سے دور بیگانے حبشیوں میں رہتے تھے۔ لوگ ہم کو ستاتے تھے ۔اور ہر وقت جان کا ڈر لگا رہتا تھا۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ۔اسماء نے کہا "یا رسول اللہ عمر نے یہ کہا۔ آپ نے فرمایا تم نے کیا جواب دیا، انہوں نے ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا۔ عمرؓ کا حق مجھ پر تم سے زیادہ نہیں ہے۔ عمر اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں۔

اس واقعہ کا چرچا پھیلا تو مہاجرین حبش جوق در جوق اسماء کے پاس آتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اُن سے بار بار دہروا کر سنتے۔ حضرت اسماء کا بیان ہے کہ مہاجرین حبش کے لیے دنیا میں کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ سے زیادہ ترمسرت انگیز نہ تھی۔

۱۱۔ ایثار

اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے۔ یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں بے حد نمایاں تھا آپ خواہ کسی حال میں ہوتے دوسروں کی حاجتوں کو پورا کرنے کے لیے کبھی دریغ نہ کرتے۔ ہمیشہ اپنی ذات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے۔

ایک دفعہ ایک غفاری آکر مہمان ہوا۔ رات کو کھانے کے لیے صرف بکری کا دودھ تھا، وہ آپ نے اس کے نذر کر دیا۔ یہ تمام رات خانہ نبوی میں فاقہ سے گزری

حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا۔

ایک صحابی نے شادی کی رسامانِ ولیمہ کے لیے گھر میں کچھ نہ تھا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، وہ گئے اور جا کر لے آئے حالانکہ کاشانۂ نبوت میں اس ذخیرہ کے سوا شام کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔

عرب میں باغات سب سے بہتر جائیداد تھے۔ ۳ھ میں یہودانِ بنونضیر میں سے مخیرق نامی ایک شخص نے اپنے سات باغ مثیب، صائفہ، دلال، حسینی، برقہ، اعواف مشربہ اُمِ ابراہیم مرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر دیے۔ آپ نے سب کو خیرات کر دیا یعنی وہ خدا کی راہ میں وقف تھے، جو کچھ پیدا ہوتا غربا اور مساکین کو دے دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لا کر پیش کی، آپ کو ضرورت تھی، آپ نے لے لی، ایک صاحب حاضرِ خدمت تھے انہوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے؟ آپ نے اُتار کر ان کو دے دی۔ جب اُٹھ کر گئے تو لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی، یہ بھی جانتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن میں نے تو برکت کے لیے لی ہے کہ مجھ کو اسی چادر کا کفن دیا جائے۔

حضرت فاطمہ زہرؓا اس قدر عزیز تھیں کہ جب آتیں تو فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تاہم حضرت فاطمہؓ کے عسرت اور تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں اور خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک کے اثر سے سینہ پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں، خود تو پاس حیا سے عرضِ حال نہ

کرسکیں۔ جناب امیرؓ نے ان کی طرف سے یہ حال عرض کیا، اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ابھی اصحابِ صفہ کا انتظام نہیں ہوا، اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہولے میں اور طرف توجہ نہیں کرسکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیرؓ کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہؓ زہرا خدمتِ اقدس میں گئیں، اور اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کرکے عرض کی کہ اب کی غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں، ان میں سے ایک دوہم کو مل جائیں۔ آپ نے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کرچکے۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کسی امر کی درخواست کی: فرمایا یہ نہیں ہوسکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ لپیٹتے پھریں۔

۱۲۔ رحم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سراپا رحم تھی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے اپنے محبوب کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اس لیے پروردگار عالم نے آپ کو ایسا جذبہ رحم عطا فرمایا تھا جو کسی کو نہیں ملا۔ آپ کی طبیعت میں دوست دشمن بچے بوڑھے مرد، عورت، آزاد، غلام، انسان اور حیوان، مسلم اور غیر مسلم گویا ہر ایک کے لیے یکساں رحم موجود رہا۔ آپ ہمیشہ ہر ملنے والے سے شفقت ہی سے پیش آتے۔ خاص کر عرب جانوروں پر بڑا ظلم کرتے تھے۔ ان بے زبانوں سے بڑی بے دردی سے سلوک کرتے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جانوروں پر رحم کرنے کی تلقین فرمائی۔

ایک دفعہ ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کررہے تھے۔ حضورؐ نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں۔ صحابی

نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آرہی تھی میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بے تاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضورؐ نے فرمایا فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

ایک بار آپ کسی سفر میں جا رہے تھے۔ لوگوں نے ایک مقام پر قیام کیا۔ وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا تھا۔ ایک شخص نے وہ انڈا اٹھا لیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر پر مار رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ "اس کا انڈا چھین کر کس نے اس کو اذیت پہنچائی۔ ان صاحب نے کہا: "یا رسول اللہ مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ وہیں رکھ دو۔

ایک دفعہ حضورؐ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ حضورؐ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا۔ اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔

ایک دفعہ حضورؐ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جو بھوک کی وجہ سے سخت لاغر ہو گیا تھا۔ حضورؐ نے بیتاب ہو کر فرمایا: "ان بے زبانوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔"

ایک دفعہ آپ کہیں جا رہے تھے راستے میں آپ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے منہ کو کسی نے داغ دیا تھا اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اس پر لعنت کرے جس نے اس گدھے کے چہرے کو داغا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ایک عورت نے بلی باندھ رکھی تھی۔ اس کو نہ تو خود کھلاتی تھی اور نہ آزاد کرتی تھی کہ خود کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھرے۔ یہاں تک کہ وہ بلی مر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو جہنم میں داخل کیا۔

جانوروں پر رحم کرنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں پر بھی رحم

کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو ان کو کھلاؤ، اور جو خود پہنتے ہو وہ ان کو پہناؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو آپ ہمیشہ آزاد فرما دیتے تھے لیکن وہ حضورؐ کے احسان وکرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔ ماں۔ باپ، قبیلہ، رشتہ کو چھوڑ کر عمر بھر آپ کی غلامی کو شرف جانتے تھے۔

زید بن حارثہؓ غلام تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ اُن کے باپ اُن کو لینے آئے، لیکن وہ اس آستانۂ رحمت پر باپ کے ظل عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے، اور اپنے جانے سے قطعاً انکار کر دیا۔ زید کے بیٹے اسامہ سے آپ اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسامہ بیٹی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا، خود اپنے دستِ مبارک سے ان کی ناک صاف کرتے تھے۔

ایک دفعہ ابو مسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی، ابو مسعود تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے، خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے۔ ابو مسعود نے مڑ کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے لوجہ اللہ اس غلام کو آزاد کیا۔ فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتشِ دوزخ تم کو چھو لیتی۔

حضرت ابو ذرؓ نہایت قدیم الاسلام صحابی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی راست گوئی کی مدح فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک عجمی آزاد غلام کو بُرا بھلا کہا۔ غلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر شکایت کی۔ آپ نے ابو ذر کو زجر فرمایا کہ تم میں اب تک جہالت باقی ہے۔ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے۔ اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو ان کو فروخت کر ڈالو، خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو، جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔ ان کو اتنا کام نہ دو جو وہ

ذکر کیں، اور اگر اتنا کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کر دو۔

ایک شخص خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی "یارسول اللہ! میں غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں۔" آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر عرض کی، آپ نے پھر خاموشی اختیار کی۔ اس نے تیسری بار عرض کی، آپ نے فرمایا "ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔"

ایک صاحب کے پاس دو غلام تھے جن کے وہ بہت شاکی تھے۔ وہ ان کو مارتے تھے، بُرا بھلا کہتے تھے، لیکن وہ دونوں باز نہ آتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور اس کا علاج پوچھا۔ آپ نے فرمایا "تمہاری سزا اگر ان کے قصور کے برابر ہوگی تو خیر، ورنہ سزا کی جو مقدار زائد ہوگی اس کے برابر تمہیں بھی خدا سزا دے گا۔" یہ سُن کر وہ بے قرار ہو گئے۔ اور گریہ وزاری شروع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص قرآن نہیں پڑھتا۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ بہتر یہ ہے کہ میں ان کو اپنے سے جُدا کر دوں آپ گواہ رہیں کہ اب وہ آزاد ہیں۔"

غلاموں کا لوگ بیاہ کر دیتے ہیں اور پھر جب چاہتے تھے، جبراً ان میں تفریق کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنی لونڈی سے اپنے غلام کا عقد کر دیا، اور پھر دونوں میں علیحدگی کرنی چاہی، غلام نے خدمتِ نبوی میں آکر شکایت کی۔ آپ نے منبر پر خطبہ دیا کہ لوگ کیوں غلاموں کا نکاح کر کے پھر تفریق کرانا چاہتے ہیں؟ نکاح و طلاق کا حق صرف شوہر کو ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک خاندان میں سات آدمی تھے اور سات آدمیوں کے بیچ میں ایک ہی لونڈی تھی۔ ایک دفعہ ان میں سے ایک نے اس لونڈی کو تھپڑ مارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو۔ لوگوں نے کہا "یارسول اللہ! ہم سات آدمیوں کے بیچ میں یہی ایک خادمہ ہے۔" آپ

نے فرمایا "اچھا اس وقت تک خدمت گزاری کرے جب تک تم اس سے بے نیاز نہ ہو جاؤ جب حاجت نہ رہے تو وہ آزاد ہے۔

اسی رحم و شفقت کا اثر تھا کہ اکثر کافروں کے غلام بھاگ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور آپ انہیں آزاد فرما دیتے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں پر شفقت اتنی ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں سب سے آخری یہ وصیت فرمائی کہ "غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرا کرنا۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ایک صحابی نے عرض کی کہ "یا رسول اللہ! دشمنوں کے حق میں بد دعا فرمائیے۔ یہ سن کر چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک دفعہ چند صاحبوں نے مل کر اسی قسم کی بات کہی تو فرمایا کہ میں دنیا کے لیے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

قریش کی ستم گری و جفا کاری کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یاد ہوگا کہ شعب ابی طالب میں تین برس تک ان ظالموں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ غلے کا ایک دانہ اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بچے بھوک سے روتے اور تڑپتے تھے، اور بے درد اُن کی آوازیں سُن کر ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ لیکن معلوم ہے کہ رحمتِ عالم نے اس کے معاوضے میں قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا یمامہ کے رئیس ثمامہ بن آثال تھے۔ مسلمان ہو کر جب یہ مکہ گئے تو قریش نے تبدیلی مذہب پر اُن کو طعنہ دیا۔ انہوں نے غصہ سے کہا کہ "خدا کی قسم اب رسول اللہ کی اجازت کے بغیر گیہوں کا ایک دانہ نہیں ملے گا۔" اس بندش سے مکہ میں اناج کا کال پڑ گیا آخر گھبرا کر قریش نے اُسی آستانہ کی طرف رجوع کیا جس سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا۔ حضور کو رحم آیا اور کہلا بھیجا کہ بندش اٹھا لو۔ چنانچہ پھر حسب دستور غلہ جانے لگا۔

۱۳۔ خوش کلامی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نرم مزاج تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے سخت لہجے میں بات نہ کی بلکہ ہمیشہ نرمی سے بات کرتے۔ آپ کا چہرہ مبارک ہمیشہ شگفتہ رہتا۔ آپ کسی کو دکھ دینے والی بات نہ کہتے تھے۔ آپ وقار متانت اور خوش کلامی کا پیکر جمیل تھے۔

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے، اور شرارت سے سلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تم پر موت) کہا۔ حضرت عائشہؓ نے غصہ میں آ کر ان کو بھی سخت جواب دیا۔ لیکن آپ نے روکا اور فرمایا" عائشہ بدزبان نہ بنو، نرمی کرو، اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔

عقبہ بن عامر ایک صحابی تھے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کے درے میں اونٹ پر سوار جارہے تھے، یہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم آؤ سوار ہو لو۔ انہوں نے اس کو گستاخی سمجھا کہ رسول اللہ کو پیادہ بنا کر خود سوار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کہا، اب انکار کرنا امتثال امر کے خلاف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور یہ سوار ہو گئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا اچھا آنے دو۔ وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں ہے۔ لیکن جب وہ خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کو اس پر تعجب ہوا اور آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ تو اس کو اچھا سمجھتے تھے، پھر اس رفق و لطفت کے ساتھ کلام کیا۔ آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

غزوۂ حنین سے واپس آرہے تھے کہ راہ میں نماز کا وقت آگیا۔ حسب دستور

ٹھہر گئے۔ موذن نے اذان دی۔ ابو محذورہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، چند دوستوں کے ساتھ گشت لگا رہے تھے، اذان سن کر سب نے چلا چلا کر استہزاء کے طور پر اذان کی نقل اتارنی شروع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلوا کر ایک ایک اذان کہلوائی۔ ابو محذورہ خوش لحن تھے، ان کی آواز پسند آئی۔ سامنے بٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے لیے دعا کی۔ پھر ان کو اذان سکھا کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اسی طرح حرم میں اذان دیا کرنا۔

ایک بار قرابت کی بہت سی بیبیاں بیٹھی ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھ کر چل دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا آپ کو خنداں رکھے، کیوں ہنسے، فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اے اپنی جان کے دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ سب نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو۔

انجشہ نام ایک حبشی غلام حدی خواں تھے۔ یعنی اونٹ کے آگے حدی پڑھتے چلتے تھے۔ ایک دفعہ سفر میں ازواجِ مطہرات ساتھ تھیں، انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے، اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا "انجشہ! دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں۔

عباد بن شرجیل مدینہ میں ایک صاحب تھے۔ ایک دفعہ قحط پڑا اور بھوک کی حالت میں ایک باغ میں گھس گئے اور خوشے توڑ کر کچھ کھائے کچھ دامن میں رکھ لیے باغ کے مالک کو معلوم ہوا تو اس نے ان کو مارا اور کپڑے اتروا لیے۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئے۔ مدعا علیہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جاہل تھا اس کو تعلیم دینا تھا، یہ بھوکا تھا، اس کو کھانا کھلاتا تھا

یہ کہہ کر کپڑے واپس دلوائے اور ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے عنایت فرمایا۔

مجالس صحبت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے اور اس کا اظہار نہ کرتے حضرت زینبؓ سے جب نکاح ہوا اور دعوت ولیمہ کی تو کچھ لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھے رہے اس وقت پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اور حضرت زینبؓ بھی مجلس میں شریک تھیں۔ آپ چاہتے تھے کہ لوگ اٹھ جائیں لیکن زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے، لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا آپ اٹھ کر حضرت عائشہؓ کے حجرے تک گئے۔ واپس آئے تو اسی طرح مجمع موجود تھا۔ پھر واپس چلے گئے اور دوبارہ تشریف لائے۔ پردے کی آیت اسی موقع پر اتری۔

غزوۂ حنین میں آپ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا "یہ تقسیم خدا کی رضامندی کے لیے نہیں ہے"۔ آپ نے سنا تو فرمایا "خدا موسیٰ پر رحم کرے، ان لوگوں نے اس سے بھی زیادہ ستایا تھا۔

۱۴۔ شفقت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شفیق الطبع تھے۔ چھوٹوں پر بہت شفقت کرتے انہیں چومتے اور پیار کرتے اور کبھی کبھی بچوں کو بہلانے کی بات بھی کہہ لیتے۔ آپ کی شفقت کے چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ (راستہ میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے)

حضورؐ کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجا لائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ

رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پشت پر جو مہر نبوت تھی، ابھری ہوئی تھی۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے، غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلنے لگتے ہیں۔ وہ بھی مہر نبوت سے کھیلنے لگے۔ خالد نے ڈانٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ کھیلنے دو۔

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمت اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔

جابر بن سمرہ صحابی تھے، وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے، میں بھی ساتھ ہو لیا۔ کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے آپ نے سب کو پیار کیا، اور مجھے بھی پیار کیا۔

ایک صحابی اپنے بچپن میں انصار کے باغوں میں چلے جاتے اور کھجور کے پیڑوں پر ڈھیلے مار کر کھجوریں گرایا کرتے۔ لوگ ان کو پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے گئے اور شکایت کی۔ حضورؐ نے انہیں محبت سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ بیٹا ڈھیلے مار کر کھجوریں گرانا اچھی بات نہیں اس سے نقصان ہوتا ہے پھر انہیں باہر بھیج دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ان کی شکایت آئی کہ یہ بچہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ اس بار بھی حضورؐ نے انہیں جھڑکا نہیں اور محبت سے پوچھا۔ بیٹا پیڑوں پر ڈھیلے کیوں مارتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کھجوریں کھانے کے لیے، بس حضورؐ نے فرمایا کھجوریں جو خود بخود زمین پر گرتی ہیں انہیں اٹھا کر کھایا کرو۔ ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ فرما کر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ حضورؐ کی شفقت کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کی۔

حضورؐ کے خادم خاص اور مشہور صحابی حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کا نام ابوعمیرؓ تھا جب وہ بچے تھے تو انہوں نے ایک ممولا پال رکھا تھا۔ اتفاق سے وہ ممولا مر گیا۔ ابو عمیرؓ کو بڑا صدمہ پہنچا اور وہ سخت افسردہ ہو گئے۔ حضورؐ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا اے ابوعمیر تمہارے ممولے نے کیا کیا۔

ہجرت کے موقع پر جب مدینہ میں آپ کا داخلہ ہو رہا تھا۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں۔

ایک دفعہ آپ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں؟

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں گا۔ دفعتہً صف سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی۔

ایک دن خالد بن سعید خدمتِ اقدس میں آئے، اُن کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کرتہ بدن میں تھا۔ آپ نے فرمایا سنتہ سنتہ حبشی زبان میں حسنہ کو سنتہ کہتے ہیں۔ چونکہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی، اس لیے آپ نے اس مناسبت سے حبشی تلفظ میں حسنہ کے بجائے سنتہ کہا۔

ایک دفعہ آپ کے پاس کہیں سے کپڑے آئے جن میں ایک سیاہ چادر بھی تھی، جس میں دونوں طرف آنچل ہیں۔ آپ نے حاضرین سے کہا یہ چادر کس کو دوں، لوگ چپ رہے۔ آپ نے فرمایا ام خالد کو لاؤ، وہ آئیں تو آپ نے ان کو پہنایا اور دو دفعہ فرمایا "پہنا اور پرانی کرنا۔ چادر میں جو بوٹے تھے آپ ان کو دکھا دکھا کر فرماتے تھے ام خالد دیکھنا یہ سنا ہے یہ سنا ہے۔ سنا کا مطلب اچھی ہے۔

بچے کی محبت کے واقعات سے آپ پر سخت اثر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی، دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی ساتھ تھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ نہ تھا، ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اٹھا کر دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا۔ ارشاد ہوا کہ "جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے، وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

یہ محبت اور شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی، بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے جھپٹ میں آکر مارے گئے آپ کو خبر ہوئی تو نہایت آزردہ ہوتے۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ وہ مشرکین کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا "مشرکین کے بچے تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عرب اپنی بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیا کرتے تھے حضورؐ نے اس ظالمانہ اور قبیح رسم کا یکسر خاتمہ کر دیا پھر بھی بعض لوگ بیٹیوں کو اچھا نہیں سمجھتے ایک دفعہ ایک صحابی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ اگر کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو تو پھر حضورؐ نے فرمایا "دو یا تین تو کیا اگر کوئی شخص اپنی ایک ہی بیٹی کے ساتھ بھلا برتاؤ کرے اور اسے اچھی تربیت دے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے ہاں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ نومولود عبداللہؓ کو گود میں لے کر سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے نہایت لطف و محبت سے ننھے عبداللہ کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ایک کھجور منگائی۔ اسے دہن مبارک میں ڈال کر چبایا۔

اور پھر اسے اپنے لعاب دہن کے ساتھ ننھے کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ننھے کو ماں کی گود میں دے دیا۔ اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت مانگی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آپ منہ ڈھانک کر سوئے ہوئے تھے۔ عید کا دن تھا، چند بچیاں گا بجا رہی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ آئے تو ان کو ڈانٹا۔ سرکار دو عالم نے فرمایا ان کو گانے دو۔ یہ ان کی عید کا دن ہے۔

۱۵۔ خدمت خلق

مخلوق خدا کی خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو بے پناہ خدمت خلق کا جذبہ عطا فرمایا لہٰذا آپ ہر وقت ان کی خدمت کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام، آپ ہر ایک کے کام آتے تھے اور ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر دینے میں آپ کو کوئی عار نہ تھی۔ مکی زندگی میں بھی آپ کا یہی شیوہ تھا۔ اور مدنی زندگی میں بھی جب کہ آپ بلا شرکت غیرے دینی و دنیوی لحاظ سے عرب کی مقتدر ترین ہستی تھے۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنے میں مشغول رہتے تھے۔

مکہ میں ہر روز آپ غریب اور بے سہارا (بیوہ) عورتوں کا سودا سلف خود خرید کر اور اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے گھروں پر پہنچا دیتے تھے۔ ایک دن ابو سفیان نے حقارت سے کہا۔ غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: میں ہاشم کا پوتا ہوں جو امیروں اور غریبوں سب کی یکساں مدد کیا کرتا تھا۔ اور اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو حقیر نہیں جانتا تھا۔"

مکہ میں ایک بوڑھے غلام کو اس کے آقا نے باغ میں پانی دینے کا کام سونپا ہوا تھا باغ سے ندی کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ ایک دن حضورؐ نے دیکھا کہ بوڑھا غلام بڑی مشکل سے پانی لا رہا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں۔ آپ کا دل درد سے بھر آیا۔

بوڑھے کو آرام سے بٹھایا اور اس کا سارا کام خود کر دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی جب کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے تب مجھے بلا لیا کرو۔

ایک دن حضورؐ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے لیکن آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضورؐ روزانہ اس عورت کے گھر کھانا لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ کا دامن پکڑ کر بولا۔ میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں پہلے اس کو کر دو۔ آپ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے، اور اس کا کام انجام دے کر نماز ادا کی۔

ایک دفعہ ابو سفیان کا ایک غلام سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہ تھا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپؐ اس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اس کی تیمارداری کرتے رہے جس وقت وہ درد کی شدت سے چیختا تو آپؐ فرماتے۔ گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا میں تمہارے پاس ہوں گا۔

ایک دفعہ حضرت خبابؓ بن ارتؓ مدینہ سے دور ایک غزوہ پر تشریف لے گئے ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں۔ رسول اکرمؐ کو معلوم ہوا کہ آپؐ ہر روز حضرت خبابؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے جانوروں کا دودھ دوہ دیا کرتے۔

مدینہ منورہ میں ایک پاگل عورت تھی۔ ایک دن حضورؐ کے پاس آئی اور آپؐ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ محمدؐ مجھے تم سے کچھ کام ہے میرے ساتھ چلو۔ حضورؐ نے فرمایا تو جہاں کہو جاؤں گا! وہ آپؐ کو ایک گلی میں لے گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔ آپؐ بھی اسی جگہ بیٹھ گئے۔ اور اس کا جو کام تھا وہ کر دیا۔

ایک دن رسول اکرمؐ نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد

سے کراہ رہا ہے۔ آپ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا۔ پھر فرمایا "جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔"

حبش سے جو مہمان آئے تھے صحابہ نے چاہا کہ وہ ان کی خدمت گزاری کریں لیکن آپ نے ان کو روک دیا، اور فرمایا کہ "انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس لیے میں خود ان کی خدمت گزاری کا فرض انجام دوں گا۔

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی، اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ لوگ اس کا تمسخر اڑانے لگے۔ حضورؐ کہیں قریب ہی تھے۔ آپؐ اس عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

کفارِ ثقیف جنہوں نے طائف میں آپ کے پائے مبارک کو زخمی کیا تھا۔ ۹ھ میں وفد لے کر آئے، تو آپ نے ان کو مسجد نبوی میں اتارا، اور بہ نفس نفیس ان کی مہمانی کے فرائض ادا کیے۔

مدینہ منورہ کی لونڈیاں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں۔ "یا رسول اللہ میرا فلاں کام ہے۔" آپ اپنا کام کاج چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کے ساتھ جا کر ان کا کام کر دیتے۔ غرض آپ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دوسرے ضرورت مندوں کے والی اور مولیٰ تھے۔ آپ کو ان لوگوں کی خدمت کر کے نہایت مسرت ہوتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی (اسماء) جو حضرت عائشہؓ کی علاتی بہن تھیں، حضرت زبیرؓ سے بیاہی تھیں۔ مدینہ میں آئیں تو اس وقت حضرت زبیرؓ کی یہ حالت تھی کہ ایک گھوڑے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماءؓ خود ہی گھوڑے کے لیے جنگل سے گھاس لاتیں اور

کھانا پکاتیں حضرت زبیرؓ کو جو زمین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اور جو مدینہ سے دو میل پر تھی، وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتیں۔ ایک دن وہ گٹھلیاں لیے ہوئے آ رہی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ آپ اس وقت اونٹ پر سوار تھے اونٹ کو بٹھا دیا کہ وہ سوار ہوں۔ حضرت اسماءؓ شرمائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہ وہ حجاب کرتی ہیں کچھ نہیں فرمایا، اور ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کی خدمت کرتا تھا، مجھ کو اس قدر غنیمت معلوم ہوا کہ گویا میں غلامی سے آزاد ہو گئی۔

۱۶۔ اعتدال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال پسند تھے اور ہر کام کو میانہ روی سے سرانجام دیتے تھے کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اعتدال اختیار کرو اور تین مرتبہ یہی لفظ دہراتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود مشقت میں نہ پڑو۔

بعض صحابہ نے اعتدال سے ہٹ کر روزہ رکھنے میں شدت اختیار کی کیوں کہ عرب میں صوم وصال کا طریقہ مدت سے جاری تھا۔ یعنی کئی کئی دن متصل روزے رکھتے تھے۔ صحابہ نے بھی اس کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ نے سختی سے روکا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نہایت مرتاض زاہد تھے۔ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے۔ آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے، مہینہ میں تین دن کے روزے کافی ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا کہ اچھا تیسرے دن۔ بولے میں اس سے بھی زیادہ طاقت

رکھتا ہوں، ارشاد فرمایا کہ ایک دن بیچ دے کر کہ یہی داؤد کا روزہ تھا، اور افضل الصیام ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ قدرت ہے۔ ارشاد ہوا بس اس سے زیادہ بہتر نہیں۔

ایک دن چند صحابہ خاص اس سوچ سے ازواجؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے حالات دریافت کریں۔ وہ سمجھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات دن عبادت کے سوا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔ حالات سُنے تو ان کے معیار کے موافق نہ تھے۔ بولے کہ بھلا ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ ان کے تو اگلے پچھلے گناہ سب خدا نے معاف کر دیے ہیں۔ پھر ایک صاحب نے کہا کہ میں تو رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے صاحب بولے میں عمر بھر روزہ رکھوں گا۔ ایک اور صاحب نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے، فرمایا کہ "خدا کی قسم میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تاہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا وہ میرے گروہ سے خارج ہے۔

کسی غزوہ میں ایک صحابی کا ایک غار پر گزر ہوا جس میں پانی تھا اور آس پاس کچھ بوٹیاں تھیں۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کی، یا رسول اللہ! مجھ کو ایک غار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ گزیں ہو کر ترکِ دنیا کر لوں۔ آپ نے فرمایا "میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا میں آسان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں۔

قبیلۂ باہلہ کے ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس گئے۔ پھر سال بھر کے بعد واپس آنے کا اتفاق ہوا، لیکن اتنے ہی زمانہ میں اس کی شکل و صورت اس قدر بدل گئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ پہچان سکے۔ انہوں نے

اپنا نام بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے پوچھا کہ تم تو نہایت خوش جمال تھے، تمہاری صورت کیوں بگڑ گئی؟ انہوں نے کہا جب سے آپ سے رخصت ہوا متصل روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اپنی جان کو کیوں عذاب میں ڈالا، رمضان کے علاوہ ہر مہینہ میں ایک دن کا روزہ کافی ہے۔ انہوں نے کہا، اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ آپ نے ایک دن کا اور اضافہ کر دیا۔ انہوں نے اور اضافہ کی درخواست کی، آپ نے تین دن کر دیے۔ ان کو اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو آپ نے اشہر حرام کے روزوں کا حکم دیا۔

۱۷۔ سخاوت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے کیونکہ اللہ کے نام پر دینا آپ کی عادت میں فطرتاً شامل تھا۔ آپ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا بلکہ کچھ دے دلا کر رخصت کیا اگر پاس کچھ نہ ہوتا تو نہایت انکساری کے ساتھ معذرت فرماتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ سخی تھے۔ آپ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا۔ آپ سب سے زیادہ سخی رمضان کے مہینے میں اس وقت ہوتے جب کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی۔ حضرت جبریلؑ رمضان کی ہر رات آپؐ سے ملتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ مال کے بارے میں سخی ہو جاتے کہ اتنی چلنے والی ہوا سخاوت نہیں کرتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مانگا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ میں نہیں دیتا۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ

"اے ابو ذرؓ مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے۔ سوائے اس کے کہ جو ادائے قرض کے لیے ہو تو اے ابو ذرؓ میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔

ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر کہا "اے محمدؐ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان بکریوں کے جتنے ریوڑ ہیں مجھ کو دے دو" حضورؐ نے وہ سب دے دیے۔ اس عدیم النظیر سخاوت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنے قبیلے سے جا کر کہا۔ بھائیو اسلام قبول کر لو محمدؐ اتنا دیتے ہیں کہ کسی کو اپنے فقر و افلاس کا ڈر ہی نہیں رہتا۔

ایک دن رسول کریمؐ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو آپؐ نے خرچ کر دیں اور دو آپؐ کے پاس بچ رہیں۔ ان کی وجہ سے تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے عرض کی۔ معمولی بات ہے صبح ان کو بھی خیرات کر دیجیے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا خبر کہ میں صبح تک زندہ رہوں۔

ایک دفعہ ایک بدو آیا اور حضورؐ کی چادر کے گوشے کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ آپؐ کی گردن مبارک میں کھب گیا۔ پھر کہا۔ "محمدؐ میرے یہ دو اونٹ ہیں۔ ان پر لادنے کے لیے مجھے سامان دو۔ کیونکہ تیرے پاس جو مال ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔ حضورؐ نے کمال تحمل کے ساتھ فرمایا۔ مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔" پھر حضورؐ نے پوچھا۔ تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے کیا تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟ بدو نے کہا "نہیں" حضورؐ نے پوچھا "کیوں" بدو نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے" حضورؐ نے تبسم فرمایا اور اس کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور دوسرے پر جو لدوا دیے۔

ایک بار نوے ہزار درہم آئے۔ حضورؐ نے انہیں چٹائی پر رکھ دیا۔ جو سائل آتا ان

میں سے اسے عطا فرماتے۔ یہاں تک کہ سب درہم ختم ہو گئے۔ پھر ایک سائل آیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اب میرے پاس کچھ نہیں رہا لیکن تم میرے نام پر قرض لے لو اسے میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالےٰ نے استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ حضور خاموش سے ہو گئے۔ اس پر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ آپ بے دریغ خرچ کریں اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ آپ کو محتاج نہ کرے گا۔ یہ سن کر حضور خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہاں مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔

ایک دفعہ بحرین سے ایک کثیر رقم خراج میں آئی۔ حضورؐ نے یہ ساری رقم مسجد کے صحن میں رکھوا دی اور نماز سے فارغ ہو کر اسے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جو آتا اسے کچھ عنایت فرماتے۔ یہاں تک کہ باقی کچھ نہ رہا اور آپ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے حضرت عباسؓ کو اس موقع پر اتنا مال عنایت ہوا کہ اسے اٹھا کر بڑی مشکل سے قدم اٹھاتے تھے۔

ایک دفعہ فدک کے رئیس نے حضورؐ کی خدمت میں چار اونٹ غلہ سے لدوا کر بھیجے۔ حضورؐ کے حکم کے مطابق حضرت بلال حبشیؓ نے یہ غلہ بازار میں فروخت کر دیا اور قیمت فروخت میں سے ایک یہودی کا قرض ادا کیا۔ پھر حضورؐ کو اطلاع دی کہ کچھ رقم بچ گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک یہ رقم باقی ہے میں گھر میں نہیں جاؤں گا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کوئی سائل ہی نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ بہر حال جب تک یہ رقم باقی رہے گی میں گھر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آپ نے مسجد میں رات بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلالؓ نے اطلاع دی کہ "یا رسول اللہ باقی رقم بھی تقسیم ہو گئی۔ حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے۔

ایک دفعہ چند انصار نے حضورؐ سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے بلا تامل دے دیا۔ انہوں

نے پھر مانگا آپ نے اور عنایت فرمایا۔ وہ بار بار سوال کرتے رہے اور آپ ہر بار عطا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ نہ رہا۔ اب انہوں نے سوال کیا تو حضورؐ نے فرمایا تم لوگ اطمینان رکھو میرے پاس جو کچھ ہوگا اسے تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔

ایک بار ایک سائل کو حضورؐ نے آدھا وسق غلہ قرض ۔ کر دیا۔ جب قرض خواہ وصولی کے لیے آیا تو اسے ایک وسق دیا اور فرمایا آدھا قرض کا ہے اور آدھا میری طرف سے ہدیہ۔

حضرت معوذ بن عفراءؓ کی بیٹی ربیعؓ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت معوذ بن عفراءؓ نے ایک صاع کھجوریں دے کر جن کے اوپر ککڑیوں کے کچھ روئے تھے۔ حضورؐ کے پاس بھیجا آپؐ ککڑیوں کو پسند فرماتے تھے۔ آپؐ کے پاس کچھ زیورات بحرین سے آئے تھے، آپ نے اپنا ہاتھ بھر کر مجھے اس میں سے عطا فرمایا۔

۱۸۔ قناعت

زندگی کے بسر اوقات کے لیے جو چیز مل جائے اس پر اکتفا کر لینے کو قناعت کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حد درجے کی قناعت تھی اگر آپ چاہتے تو دنیا بھر کی دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتی تو یہ بعید نہ تھا مگر آپ زندگی بھر قانع رہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرمؐ کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا۔ یعنی آپ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا دوسرا نہیں تھا جو تہہ کر کے رکھا جا سکتا۔

رسول اکرمؐ اکثر موٹے جھوٹے اور بھیڑ کی کھال کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے ایک دفعہ کسی نے ریشم کا شلوکہ نذر کیا۔ آپؐ نے پہن لیا اور نماز ادا فرمائی۔ پھر اسے

نہایت کراہت کے ساتھ اتار دیا اور فرمایا پرہیزگاروں کے لیے یہ لباس مناسب نہیں۔

ایلاء کے زمانہ میں حضرت عمر فاروقؓ رسول اکرمؐ کی کوٹھڑی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضورؐ کے جسم اطہر پر صرف ایک تہبند ہے۔ ایک کھری چارپائی ہے۔ سرہانے ایک تکیہ پڑا ہے۔ جس میں خرمے کی چھال بھری ہے۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں۔ کھونٹی پر مشکیزہ کی کچھ کھالیں لٹک رہی ہیں اور جسمِ اقدس پر چارپائی کے بان کی بدھیاں پڑی ہیں۔

دین و دنیا کے بادشاہ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے عرض کی یارسول اللہ یہ آپؐ کا خانہ اقدس ہے اور یہ اس کا سامان۔ قیصر وکسریٰ تو عیش کریں اور خدا کے برگزیدہ پیغمبر کے گھر کا یہ حال؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابن خطاب کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ دنیا بنالیں اور ہم آخرت؟

ایک دفعہ حضورؐ ایک بوریے پر استراحت فرما تھے اٹھے تو جسم مبارک پر بوریے کے نشان پڑ گئے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ اجازت ہو تو ہم کوئی گدا بنوا کر پیش کریں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام ؟ میرا تو دنیا سے صرف اتنا تعلق ہے جیسے کوئی سوار تھوڑی دیر کے لیے کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جائے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔

حضورؐ نے جب سفر آخرت اختیار فرمایا تو تھوڑے سے جَو کے سوا گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ رحلت سے پہلی شب حضرت عائشہؓ نے پڑوسن سے چراغ کے لیے تیل منگوایا جن کپڑوں میں آپؐ نے وفات پائی۔ ان میں اوپر تلے کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جَو پر گروی رکھی ہوئی تھی۔

ابتدائے ہجرت میں خود رسول پاکؐ اور تمام مہاجرین انصار کے گھر مہمان رہے تھے دس دس آدمیوں کی ایک جماعت ایک ایک گھر میں مہمان اتاری گئی۔ مقداد بن اسودؓ

کہتے ہیں کہ میں اس جماعت میں تھا جس میں خود آپؐ شامل تھے۔ گھر میں چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر گزارا تھا۔ دودھ دوہ چکتا تو سب لوگ اپنے اپنے حصے کا پی لیتے اور آپؐ کے لیے پیالہ میں چھوڑ دیتے۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری میں تاخیر ہوئی۔ لوگ دودھ پی پی کر سو گئے۔ آپؐ نے آکر دیکھا تو پیالہ خالی پایا۔ خاموش ہو رہے، پھر فرمایا خدایا، جو آج کھلا دے اُس کو تو بھی کھلا دینا۔ حضرت مقداد چھری لے کر کھڑے ہوئے کہ بکری کو ذبح کر کے گوشت پکائیں، آپؐ نے روکا اور بکری کو دوبارہ دُوھ کر جو کچھ نکلا اُسی کو پی کر سو رہے اور کسی کو اس فعل پر ملامت نہ کی۔

۱۹۔ عدل و انصاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے منصف مزاج اور عادل تھے۔ آپ کا عدل شہرۂ آفاق ہے آپؐ نے اپنی زندگی میں جن معاملات کے فیصلے کیے ان میں پورا پورا عدل کو مدنظر رکھا۔ اپنے پرائے کی رعایت کو کبھی نہ دیکھا۔ اگر انصاف کرنے میں کسی نے سفارش کی تو آپؐ نے بہت بُرا جانا اور یہی تاکید فرمائی کہ ذات برحق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ انصاف سے کام لو کیونکہ اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک کہ انصاف کا بول بالا رہے گا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندانِ مخزوم سے تھی، چوری کی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے۔ حضرت اسامہؓ بن زید رسول اللہؐ کے محبوب خاص تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجیے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کی۔ آپؐ نے غضب آلود ہو کر فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے اور امراء سے

درگزر کرتے تھے۔

خیبر کے یہودیوں سے جب صلح ہو کر وہاں کی زمین مجاہدین میں تقسیم کردی گئی تو عبداللہ بن سہل ایک دفعہ کھجوروں کی بٹائی کے لیے گئے۔ محیصہ ان کے چچیرے بھائی بھی ساتھ تھے عبداللہ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے ان کو قتل کر کے لاش ایک گڑھے میں ڈال دی۔ محیصہ نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر استغاثہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم قسم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے ان کو قتل کیا؟" بولے "میں نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا۔" آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جائے؟ بولے "حضرت! یہودیوں کی قسم کا اعتبار کیا۔ یہ سو دفعہ جھوٹی قسم کھائیں گے۔"

خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد نہ تھی۔ یہ یقینی تھا کہ یہودیوں نے ہی عبداللہ بن سہل کو قتل کیا ہے۔ تاہم چونکہ عینی شہادت موجود نہ تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے تعرض نہیں فرمایا۔ اور خونبہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوائے۔

سرقؓ ایک صحابی تھے انہوں نے ایک بدوی سے ایک اونٹ مول لیا لیکن قیمت نہ ادا ہو سکی۔ بدو ان کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا اور واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قیمت ادا کر دو۔ انہوں نے ناداری کا عذر کیا۔ آپ نے بدو سے کہا بازار میں لے جاکر ان کو فروخت کر لو۔ بدو ان کو بازار میں لے گیا۔ ایک صاحب نے دام دے کر بدو سے خریدا اور آزاد کر دیا۔

ابو حدرد اسلمی ایک صحابی تھے، جن پر ایک یہودی کا قرض آتا تھا، اور ان کے پاس بدن پر جو کپڑے تھے اُن کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی مہم کا ارادہ کر رہے تھے۔ ابو حدرد نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی، لیکن وہ نہ مانا اور ان کو پکڑ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا قرض ادا کر دو۔ انہوں نے عذر کیا۔ آپ نے پھر فرمایا، انہوں نے پھر یہی جواب دیا

اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! غزوہ خیبر قریب ہے۔ شاید وہاں سے واپسی پر کچھ ہاتھ آ جائے تو میں اس کو ادا کر دوں۔ آپ نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراً ادا کر دو۔ آخر اپنا تہبند اس یہودی کو قرض میں نذر کیا، اور سر سے جو عمامہ بندھا تھا اس کو کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔

طارق محاربی کا بیان ہے کہ جب عرب میں اسلام پھیلنا شروع ہوا، تو ہم چند آدمی ربذہ سے نکلے اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچ کر مقام کیا۔ زنانہ سواری بھی ساتھ تھی ہم سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور سلام علیک کی ہم نے سلام کا جواب دیا۔ ہمارے ساتھ سُرخ رنگ کا اونٹ تھا، اس کی قیمت پوچھی، ہم نے جواب دیا۔ اتنی کھجوریں۔ انہوں نے کچھ مول تول نہیں کیا اور وہی قیمت منظور کر لی، پھر اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف بڑھے نظروں سے اوجھل ہو گئے، تو سب کو خیال آیا کہ رہ گئے اور ہم لوگ ان کو پہچانتے نہیں۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرانا شروع کیا محمل نشین خاتون نے کہا مطمئن رہو، ہم نے کسی شخص کا چہرہ اس قدر چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن نہیں دیکھا (یعنی ایسا شخص دغا نہ کرے گا) رات ہوئی تو ایک شخص آیا کہ رسول اللہ نے تمہارے لیے کھانا اور کھجوریں بھیجی ہیں۔ دوسرے دن صبح کو ہم لوگ مدینہ میں آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا "یا رسول اللہ! یہ لوگ بنو ثعلبہ کے قبیلے کے ہیں اور ان کے مورث نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجیے۔ آپ نے فرمایا "باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جا سکتا۔

فتح مکہ کے بعد تمام عرب میں صرف طائف رہ گیا تھا، جس نے گردن تسلیم خم نہیں کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا محاصرہ کیا لیکن پندرہ بیس روز کے بعد محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ صخر ایک رئیس تھے، ان کو یہ حال معلوم ہوا تو خود جا کر طائف کی حصار بندی کی اور اہل شہر کو اس قدر دبایا کہ بالآخر وہ مصالحت پر راضی ہو گئے۔ صخر نے بارگاہ نبوت میں

اطلاع کی، مغیرہ بن شعبہ ثقفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ صخر نے میری پھوپھی کو قبضہ میں کر رکھا ہے۔ آپ نے صخر کو بلا بھیجا اور حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو۔ اس کے بعد بنو سلیم آئے کہ جس زمانہ میں ہم کافر تھے۔ صخر نے ہمارے چشمے پر قبضہ کر لیا تھا، اب ہم اسلام لائے، ہمارا چشمہ ہم کو دلا دیا جائے۔ آپ نے صخر کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جب کوئی قوم اسلام قبول کرتی ہے تو اپنے جان و مال کی مالک ہو جاتی ہے، اس لیے ان کو ان کا چشمہ دے دو۔ صخر کو منظور کرنا پڑا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکم سے صخر نے دونوں حکم منظور کیے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر حیا سے سُرخی آگئی کہ صخر کو دونوں معاملوں میں شکست ہوئی اور فتح طائف کا ان کو کوئی صلہ نہ ملا۔

عدل و انصاف کا سب سے نازک پہلو یہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے۔ ایک بار آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا۔ ایک شخص آ کر منہ کے بل آپ پر لد گیا۔ دست مبارک میں پتلی سی لکڑی تھی، آپ نے اس سے اس کو ٹھوکا دیا۔ اتفاق سے لکڑی کا سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی۔ فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔

۲۰۔ مساوات

مساوات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا سب سے نمایاں اور منفرد پہلو ہے۔ دنیا کو سب سے پہلے آپؐ ہی نے مساوات کا درس دیا اور رنگ و نسل، امیر اور غریب، آقا اور غلام کا امتیاز بالکل مٹا دیا۔ دینی اور دنیوی امور میں آپ دوسروں کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر کام کرتے تھے اور یہ کبھی پسند نہ فرماتے تھے کہ خود بیٹھے رہیں اور دوسرے

کام کرتے رہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کی مدح میں مبالغہ کیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں اس لیے تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استر پر بلا پالان سوار تھے۔ میں راستے میں مل گیا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں آنحضرتؐ کو پکڑ کر سوار ہونے لگا۔ خود تو چڑھ نہ سکا لیکن حضورؐ کو گرا دیا۔ حضورؐ نے دوبارہ سوار ہو کر فرمایا، سوار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ مجھ سے چڑھا نہیں جاتا۔ حضور کو کہاں تک گراؤں گا۔ آخر کار آپ بھی پیدل چلنے لگے۔

ایک دن آپ ایک کنوئیں پر غسل کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک صحابیؓ آپ کی طرف پشت کرکے چادر تان کر کھڑے رہے۔ جب حضورؐ فارغ ہوئے اور صحابیؓ کے نہانے کی باری آئی تو آپ بھی اسی طرح چادر تان کر کھڑے ہو گئے اور پردہ کیے ہوئے۔ صحابیؓ کو اپنے رسولؐ کی یہ تکلیف کیونکر گوارا ہو سکتی تھی، التجا کی یارسول اللہ! میری جان آپ پر قربان آپ یہ تکلیف نہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو۔ مجھ کو ایسی کیا فوقیت حاصل ہے؟

غزوۂ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا۔ بعض نیک دل انصار نے اس بنا پر کہ وہ آپ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں۔ عرض کی کہ یارسول اللہ! اجازت دیجیے کہ ہم اپنے بھانجے (عباس) کا زر فدیہ معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ تمام صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا۔ لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی لانے کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

ذمے لیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کام ہم خدام کرلیں گے، فرمایا ہاں سچ ہے۔ لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے کو ممتاز کروں۔ خدا اس بندہ کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ اسامہ بن زید جن سے آنحضرتؐ نہایت محبت رکھتے تھے۔ لوگوں نے ان کو شفیع بنا کر خدمت نبوی میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا "اسامہ کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا "تم سے پہلے کی امتیں اسی لیے برباد ہوگئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو تسامح کرتے، اور معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے، خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ سرقہ کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی نہیں پسند فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے ان الفاظ سے آپ کو خطاب کیا "اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند، اور اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند" آپ نے فرمایا "لوگو، پرہیزگاری اختیار کرو شیطان تمہیں گمراہ نہ کرے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں۔ خدا کا بندہ اور اس کا رسول، مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔

عبداللہ بن سخیر کا بیان ہے کہ بنی عامر کی سفارت کے ساتھ جب ہم لوگ خدمت اقدس میں آئے تو عرض کی کہ حضور ہمارے آقا (سید) ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ "آقا خدا ہے۔" پھر ہم لوگوں نے عرض کی، آپ ہم میں سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں۔ ارشاد ہوا کہ "بات کہو تو دیکھ لو کہ شیطان تو تم کو نہیں چلا رہا ہے۔

مخرمہؓ ایک صحابی تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے چادریں آئی ہیں اور وہ تقسیم فرما رہے ہیں، آؤ ہم بھی چلیں

آئے تو آپ زنانہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ کہا آواز دو انہوں نے کہا میرا یہ رتبہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دوں۔ محترمہ نے کہا "بیٹے! محمد جبار نہیں ہیں۔ ان کی جرات دلانے سے مسور نے آواز دی۔ آنحضرتؐ فوراً نکل آئے، اور ان کو دیبا کی قباعنایت کی جس کی گھنڈیاں زریں تھیں۔

ایک دفعہ ایک انصاری نے ایک یہودی کو یہ کہتے سنا کہ اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، یہ سمجھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے۔ غصہ میں آکر اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریادی آیا۔ آپ نے انصاری کو بلا بھیجا اور واقعہ کی تحقیق کے بعد فرمایا کہ "مجھ کو انبیاء پر فضیلت نہ دو۔

ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ جواب دیا کہ "گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے۔ کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے خود پیوند لگا لیتے تھے گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دوہ لیتے تھے، بازار سے سودا خرید لاتے تھے جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے تھے۔ ڈول میں ٹانکے لگا دیتے تھے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے تھے، اس کو چارہ دیتے، غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے۔

آپ جب بچے تھے اور خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو اس وقت بھی پتھر اٹھا اٹھا کر معماروں کے پاس لاتے تھے۔

ایک اور سفر میں آپ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا، آپ نے خود اس کو درست کرنا چاہا ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ لائیے میں ٹانک دوں، فرمایا "یہ تشخص پسندی ہے جو مجھے اچھی نہیں لگتی۔

دو صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ خود اپنے دست مبارک سے مکان کی مرمت کر رہے ہیں۔ ہم لوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا تو آپ نے ہمارے لیے دعائے خیر فرمائی۔

۲۱- زہد

آخرت کی زندگی کو سنوارنے دنیوی خواہشات کو ضرورت کے مطابق محدود کر لینا زہد کہلاتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور دنیا کے مال و متاع سے بالکل رغبت نہ تھی۔ اس لحاظ سے آپ زہد کے بلند ترین مقام کا عملی نمونہ تھے جب اللہ تعالےٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور دنیا کے خزانے آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔ آپ جس طرح کی شاہانہ زندگی چاہتے گزار سکتے تھے مگر آپ نے ایسا زہد اختیار کیا کہ بالکل معمولی خوراک پر زندگی بسر کی۔ آپ کے زہد کے چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کہ سخت بھوکا ہوں، آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو۔ جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

ایک دفعہ صحابہ نے سرکار دو عالم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ پتھر بندھے تھے، آپ نے شکم کھولا تو ایک کے بجائے دو دو پتھر تھے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے شکم کو کپڑے سے کس کر باندھا ہے۔ سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے۔

حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں، اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔

اکثر بھوک کی وجہ سے آواز اس قدر کمزور ہو جاتی تھی کہ صحابہ آپ کی حالت سمجھ

جاتے تھے۔ ایک دن ابوطلحہؓ گھر میں آئے، اور بیوی سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے ابھی رسول اللہ کو دیکھا ان کی آواز کمزور ہو گئی ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے؟ عرض کرتیں نہیں۔ آپ فرماتے کہ اچھا میں نے روزہ رکھ لیا۔

ایک دن بھوک میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے، راہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ملے۔ یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے۔ آپ سب کو لے کر حضرت ابوایوبؓ انصاری کے گھر آئے۔ ان کا معمول تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ تیار رکھتے تھے۔ آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر پہنچے، تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے۔ ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل آئیں، اور عرض کی ''حضور کا آنا مبارک''۔ آپ نے پوچھا ابوایوب کہاں ہیں؟ نخلستان پاس ہی ہے۔ وہ آواز سن کر دوڑے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کی یہ حضورؐ کے آنے کا وقت نہیں، آپ نے حالت بیان کی۔ وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور کہا میں گوشت تیار کراتا ہوں۔ ایک بکری ذبح کی، آدھے کا سالن آدھے کے کباب تیار کرائے۔ کھانا سامنے لا کر رکھا تو آپ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہؓ کو بھجوا دو۔ کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر خود صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا نوش فرمایا۔ متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ ''خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعیم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔''

۲۲۔ سادگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بالکل سادہ تھی۔ کھانے پینے، چلنے پھرنے میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے آتا تناول فرماتے۔ پہننے کو موٹا جھوٹا جو مل جاتا پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آپ کے لیے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہیں کی جاتی تھی۔ کرتے کا تکمہ اکثر کھلا رکھتے تھے۔ لباس میں نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ سامان آرائش سے آپ طبعاً بڑے سادہ تھے۔ غرض ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند خاطر تھی۔

ایک دفعہ حضرت انسؓ کی دادی ملیکہ نے آپ کی دعوت کی۔ کھانا خود تیار کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نوش فرما کر فرمایا "آؤ میں تم کو نماز پڑھاؤں" گھر میں صرف ایک چٹائی تھی اور وہ بھی پرانی ہو کر سیاہ ہو گئی تھی۔ حضرت انسؓ نے پہلے اس کو پانی سے دھویا، اور پھر نماز کے لیے بچھایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی۔ حضرت انسؓ اور ان کی دادی، اور یتیم (غلام) صف باندھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی، اور واپس آ گئے۔

حضرت انسؓ کی والدہ، ام سلیم سے آپ کو نہایت محبت تھی۔ آپ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے، وہ بچھونا بچھا دیتیں۔ آپ آرام فرماتے۔ جب سو کر اٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط ملا جائے تو عرق مبارک کے ساتھ ملا جائے۔

حضرت انسؓ بن مالک جو خادم خاص تھے، ان کی والدہ کا نام ام سلیم تھا جو رضاعت کے رشتے سے آپ کی بھی خالہ تھیں، معمول تھا جب آپ قبا تشریف لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے۔ وہ اکثر کھانا لا کر پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے۔ آپ سو جاتے تو

بالوں میں سے جوئیں نکالتیں۔

معوذ بن عفراء کی صاحبزادی (ربیع) کی جب شادی ہوئی تو آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور دلہن کے لیے جو فرش بچھایا گیا اُس پر بیٹھ گئے۔ گھر کی لڑکیاں آس پاس جمع ہوگئیں اور دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں۔ گاتے گاتے ایک نے یہ مصرع گایا۔

"ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے"

فرمایا۔ یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

معمول تھا کہ مسجد سے اٹھ کر گھر میں تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ جاتے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ پھر واپس تشریف لائیں گے۔



۲۴۔ شجاعت

شجاعت کا مطلب بہادری اور دلیری ہے۔ آپؐ کی شجاعت بڑی شہرہ آفاق ہے تبلیغ اسلام میں قدم قدم پر آپ کو بڑے خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑا مگر اللہ کے بھروسے پر آپ نے ہر خطرے کا مقابلہ بڑی جرأت اور دلیری سے کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے مقابلے میں جو بھی بہادر سے بہادر آیا شکست کھا گیا۔ اور آپ ہمیشہ فتح یاب رہے۔ آپ ہر جگہ بے دھڑک تشریف لے جاتے اور کسی دنیا دار سے خوف نہ کھاتے اور اللہ کی رحمت سے ہمیشہ کامیاب لوٹتے۔

تاریخ اسلام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیکڑوں مصائب وخطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن پامردی اور ثبات کے قدم نے لغزش

نہیں کھائی۔ غزوہ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۱۳ نہتے مسلمانوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو دوڑ کر مرکز نبوت ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتے تھے حضرت علیؓ جن کے دست و بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کیے، کہتے ہیں کہ بدر میں جب زور کا رن پڑا تو ہم لوگوں نے آپ ہی کی آڑ میں آکر پناہ لی۔ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ مشرکین کی صف سے اس دن آپ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے، لوگ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھ کر نکلا، وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جلدی میں آپ نے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر زین کسی جائے۔ گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہو کر آپ تمام خطروں کے مقامات میں گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔

غزوہ حنین میں ہوازن کے بے پناہ تیروں کی بارش ہوئی تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج دفعتہً میدان سے ہٹ گئی لیکن آپ مع چند جاں نثاروں کے بدستور میدان میں کھڑے رہے۔ اس وقت بار بار اپنے خچر کو بڑھا کر آگے بڑھانے کا قصد فرما رہے تھے، لیکن جانثار مانع آتے تھے۔ اب دشمنوں کی تمام فوج کا نشانہ صرف آپ کی ذات تھی۔ بایں ہمہ پائے اقدس میں لغزش نہیں ہوئی۔ حضرت براءؓ جو اس معرکہ میں شریک تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حنین میں تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، خدا کی قسم جب لڑائی پورے زور پر ہوتی تھی تو ہم لوگ آپ ہی کے پہلو میں آکر پناہ لیتے تھے۔ ہم میں سب سے بڑا بہادر وہ شمار ہوتا تھا جو آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے دست خاص سے قتل نہیں کیا۔ اُبی بن خلف آپ کا سخت دشمن تھا۔ بدر میں فدیہ دے کر رہا ہوا تو ساتھ ساتھ یہ کہتا گیا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں ہر روز جوار کھلایا کرتا ہوں، اسی پر چڑھ کر محمدؐ کو قتل کروں گا۔ احد میں اسی گھوڑے کو اڑاتا اور صفوں کو چیرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا، مسلمانوں نے چاہا کہ اس کو بیچ میں روک لیں، آپ نے منع فرمایا اور ایک مسلمان کے ہاتھ سے نیزہ لے کر آپ اس کی طرف بڑھے اور آہستہ سے اس کی گردن میں انی چبھو دی، وہ چنگھاڑ مار کر بھاگا۔ لوگوں نے کہا یہ تو کوئی بڑا زخم نہیں، تم اس قدر خوف زدہ کیوں ہو؟ اس نے کہا سچ ہے لیکن یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ۔ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحبِ وجاہت تھے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جبکہ آپ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن سے قریب رہنا پڑتا تھا۔

۲۴۔ عزم و استقلال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے صاحب عزم اور مضبوط ارادے کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ آپ کو یہ وصف عطا فرمایا تھا جس محنت اور مشقت کے ساتھ اسلام پھیلا اس میں قدم قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے عزم اور استقلال کا ثبوت دیا۔

ہجرت سے قبل ایک دفعہ صحابہ نے کفار کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر خدمتِ مبارک میں عرض کی کہ "آپ ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے؟" آپ کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ "تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں، جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا تھا، لیکن یہ آزمائشیں بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کر سکتی تھیں۔ خدا کی قسم دین اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ صنعاء سے حضر موت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا آئے گا کہ اُس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔

مکہ میں رؤسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے حکومت کا تخت، زر و جواہر کا خزانہ اور حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم کو ڈگمگا دینے کے لیے کافی تھی لیکن آپ نے ذلت کے ساتھ ان کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور بالآخر وہ وقت آیا جب آخری ہمدم و دمساز یعنی ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم و استقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جواب میں جو فقرے فرمائے، عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقۂ تعبیر ہے۔ آپ نے فرمایا "چچا جان

اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی اپنے اعلان حق سے باز نہیں آؤں گا۔"

غزوہ بدر میں جب تین سو بے سروسامان مسلم ایک ہزار باسازوسامان فوج سے معرکہ آرا تھے۔ کفار قریش اپنے زور وکثرت سے بھرتے آتے تھے، اس وقت مسلمان سمٹ سمٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آجاتے تھے اور باایں ہمہ نبوت کا کوہِ وقار اپنی جگہ پر قائم تھا۔

غزوۂ اُحد میں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ زرہ پہن کر تیار ہو گئے تو صحابہ نے رُک جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔

غزوہ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے متصل تیروں کی بوچھاڑ کی، تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے، لیکن آپ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ میدان میں جمے رہے۔

ایک بار آپ کسی غزوہ میں درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ ایک کافر آیا اور اسی حالت خواب میں تلوار کھینچ کر بولا "محمدؐ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا "خدا" اس عزم و استقلال اور جراءت صادقہ نے اس کو اس قدر مرعوب کر دیا کہ فوراً اس نے تلوار میان میں کر لی اور پاس بیٹھ گیا۔

اخلاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

فطرتاً حضرت ابوبکر صدیقؓ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ اسلام سے پہلے بھی آپ راست باز، دیانت دار، رحمدل اور پارسا تھے۔ جب دولت ایمان نصیب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے آپ کے اخلاقی اوصاف کو اور بھی چمکا دیا۔

تقویٰ ایک دفعہ آپ کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز لاکر پیش کی۔ جب تناول فرما چکے تو انہوں نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ یہ کس طرح حاصل ہوا" فرمایا، بیان کرو۔ "بولے" میں نے جاہلیت میں ایک شخص کی فال کھولی تھی، فال کھولنا تو جانتا نہ تھا، صرف اس کو دھوکہ دیا تھا، لیکن آج اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے اس کے صلہ میں یہ کھانا دیا۔" یہ سرگزشت سنی تو منہ میں انگلی ڈال کر جو کچھ کھایا تھا قے کردیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو جسم اکل حرام سے پرورش پاتا ہے، جہنم اس کا بہترین مسکن ہے۔

نصیحت حضرت رافع طائی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ آپ سن رسیدہ بزرگ ہیں مجھے کچھ وصیت فرمائیں، بولے "خدا تم پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو، اور سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کبھی امارت وسیادت نہ قبول کرو، دنیا میں امیر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، نیز قیامت کے روز اس کا محاسبہ نہایت سخت ہوگا، اور فرد عمل زیادہ طویل ہوگی۔

خوف خدا ایک مرتبہ انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا، لوگوں نے پانی اور شہد لاکر پیش کیا لیکن جیسے ہی منہ کے قریب لے گئے، بے اختیار آنکھوں میں

آنسو بھر آئے اور اس قدر روئے کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ جب کسی قدر سکون ہوا تو لوگوں نے گریہ وزاری کی وجہ پوچھی، بولے، ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپؐ کسی چیز کو دور دور کہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز ہے جس کو دور فرما رہے ہیں؟ میں تو کچھ نہیں دیکھتا۔ ارشاد ہوا کہ "ظاہر فریب دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے آئی تھی، میں نے اس کو دور کر دیا۔ اس وقت یکایک یہ واقعہ مجھے یاد آگیا، اور ڈرا کہ شاید اس کے دام تزویر میں پھنس جاؤں۔

سخاوت

حضرت ابوبکر صدیقؓ صدقات وخیرات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے حضرت عمرؓ نے بارہا سبقت کی کوشش کی لیکن وہ کبھی کبھی ان کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ نکالنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ کے پاس اس وقت معمول سے زیادہ سرمایہ موجود تھا، انہوں نے خیال کیا کہ آج ابوبکرؓ سے سبقت لے جانے کا موقع ہے۔ چنانچہ وہ اپنا نصف مال لے کر آستانہ نبوت پر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے اہل وعیال کے لیے کس قدر رہنے دیا ہے؟ بولے "اسی قدر" لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا کل سرمایہ لائے تھے، ان سے جب سوال کیا تو انہوں نے عرض کی "ان کے لیے خدا اور اس کا رسول ہے" اس ایثار وقربانی پر حضرت عمرؓ کی آنکھیں کھل گئیں، بولے "اب میں کبھی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا۔

درگزر

ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن جعفر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اتفاق سے گفتگو میں ایک دوسرے سے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق سے ایسی بات منہ سے نکل گئی جسے حضرت ربیعہ نے بُرا جانا مگر یوں غصہ ٹھنڈا ہوا تو کہنے لگے ربیعہ تم کوئی سخت بات مجھے کہہ دو۔ انہوں نے انکار کیا تو دربار نبوت میں حاضر ہوئے، حضرت ربیعہؓ بھی ساتھ تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

نے مفصل روئیداد سن کر فرمایا "ربیعہ! تم سخت جواب نہ دو، لیکن یہ کہہ دو غفراللہ لک یا ابا بکر یعنی ابو بکر! خدا تمہیں معاف کر دے" حضرت ابو بکرؓ پر اس واقعہ کا اس قدر اثر تھا کہ زار و قطار رو رہے تھے، اور آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔

تواضع عجز و تواضع کی انتہا یہ تھی کہ لوگ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تعظیم و توقیر کرتے تو آپ کو تکلیف ہوتی، اور فرماتے "تم لوگوں نے بہت بڑھا دیا ہے، کوئی مدح و ستائش کرتا تو فرماتے "اے خدا تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے، اور میں اپنی کیفیت ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ خدایا تو ان کے حسن ظن سے مجھے بہتر ثابت کر، میرے گناہوں کو بخش دے اور لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کر۔ غایت تواضع سے تکبر و غرور کی علامات سے بھی خوف زدہ ہو جاتے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو تکبر سے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے چلتا ہے قیامت کے روز خدا اس کی طرف نگاہ نہ کرے گا۔

نیک عمل نیکوکاری و حصول ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا "آج تم سے روزہ سے کون ہے"؟ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی "میں ہوں" پھر فرمایا "آج کسی نے جنازہ کی مشایعت کی ہے؟"، کسی نے مسکین کو کھانا دیا ہے؟ اور کسی نے مریض کی عیادت کی ہے"؟ ان سوالوں کے جواب میں جو زبان گویا ہوئی وہ حضرت ابو بکر صدیق کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے ایک دن میں اس قدر نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

پرہیزگاری حضرت عائشہؓ کے گھر میں عید کے روز انصار کی دو لڑکیاں جنگ بعاث کے تاریخی اشعار گا رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منہ پھیر کر فرش پر استراحت فرما چکے تھے۔ اسی حالت میں ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے،

ان کے کمال اتقا نے اسے بھی پسند نہ کیا، حضرت عائشہؓ کو ڈانٹ کر بولے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مزمار شیطان!" لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر! انہیں گانے دو، ہر قوم کے لیے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔"

رزق حلال

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو صبح اٹھ کر تجارت کے لیے کپڑے لے کر بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ ملے اور دریافت کرنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہؐ! کدھر کا قصد ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بازار جا رہا ہوں۔ ان دونوں نے فرمایا کہ آپ پر تو دربارِ خلافت کا بار ہے، بازار میں کیا کیجیے گا؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اپنے متعلقین کی پرورش کہاں سے کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ تشریف لے چلیں، ہم آپ کا وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ آپ ان دونوں کے ساتھ تشریف لائے تو ان حضرات نے بعد مشورہ مسلمانان آپ کا معمولی خرچ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ جیسا قبل از خلافت اپنے مال سے خرچ کرتے تھے اور سفر حج وغیرہ کے لیے سواری مقرر کر دی، اور دو چادریں کہ جب پرانی ہو جائیں تو دوسری لے لیں۔

وصیت

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں جو کھانا کھایا وہ موٹا کھایا۔ بدن پر کپڑے موٹے پہنے۔ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے میرے پاس بجز اس حبشی غلام، اونٹ اور اس پرانی چادر کے اور کچھ نہیں ہے میں مر جاؤں تو یہ چیزیں حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دینا اور ان چیزوں سے بری ہو جانا۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی کیا۔

عشق رسول

ہجرت کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق خاص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار ثور پر پہنچے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ غار میں داخل ہوں۔ مگر صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ داخل نہ ہوں جب تک کہ میں پہلے داخل نہ ہو لوں تاکہ اگر اس میں کوئی سانپ بچھو وغیرہ ہو تو وہ مجھ کو کاٹے۔ آپ کو نہ کاٹے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے۔ غار میں جھاڑ دیا۔ ایک طرف میں کچھ سوراخ پائے۔ اپنا تہبند پھاڑ کر ان کو بند کیا۔ تاہم دو سوراخ باقی رہ گئے۔ ان میں اپنے دونوں پاؤں ڈال دیے۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تشریف لائیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوئے۔ سر مبارک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ ایک چیز نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کاٹا لیکن آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ مبادا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاگ اٹھیں۔ درد کی شدت بڑھتی رہی۔ آپ ضبط کرتے رہے۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کچھ آنسو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر گرے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت کیا "اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تجھے کیا ہوا؟"

عرض کی "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ فوراً درد جاتا رہا۔ (مشکوٰۃ)

اللہ پر یقین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کے وقت جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار ثور میں تھا تو ہمیں تلاش کرنے والے (مشرکین) کے پاؤں مجھے نظر آئے اور ہم اسی غار کے اندر چھپے ہوئے تھے اور عین وہ ہمارے سروں پر کھڑے تھے تو میں نے (گھبرا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں کی طرف جھک کر دیکھا تو ہم انہیں صاف نظر آجائیں گے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ان دو مظلوم بندوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے "یعنی جب ہمارا حقیقی محافظ اور نگہبان اللہ ہمارے ساتھ ہے تو ہمیں خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔
(بخاری شریف)

سبقت حضرت فاروق اعظم ؓ ایک اندھی بڑھیا کی رات کے وقت خبر گیری کیا کرتے تھے جو مدینہ طیبہ کے پاس کہیں رہا کرتی تھی مگر چند روز کے بعد آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص پہلے ہی آ کر اس کا کام کر جاتا ہے۔ آپ کو سخت حیرت ہوتی تھی کہ کون ایسا شخص ہے؟ آخر ایک رات یہ دیکھنے کے لیے کہ کون شخص آتا ہے۔ وہاں ٹھہر گئے۔ دیکھا تو صدیق اکبر ؓ تھے۔ حضرت فاروق اعظم ؓ نے فرمایا بھلا سوائے آپ کے اور کون ایسا ہو سکتا ہے؟

خلافت خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا اور تین دن تک برابر روتے رہے اور کہتے رہے کہ لوگو: میری بیعت توڑ دو میں خلافت کا اہل نہیں ہوں جبکہ تم میں علی (رضی اللہ عنہ) جیسا شخص موجود ہے۔ پس میں تم سے اپنی بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا ہے کوئی تم میں سے مجھ سے بغض رکھنے والا۔

پس ہر بار سب سے پہلے علی (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے، خدا کی قسم میں تم سے بیعت نہیں توڑوں گا اور نہ تم کو ہرگز اپنی بیعت فسخ کرنے دوں گا۔

مقام صدیق اکبر حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

آپ نے فرمایا، "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ان کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہی۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت اور غارِ ثور کا پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

کمال قناعت

خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب اسلام قبول کیا تو سب مال و اسباب اسلام کی سربلندی کے لیے راہِ خدا میں صرف کر دیا۔ خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے آپ تجارت کر کے گزارہ کرتے تھے لیکن چونکہ خلافت کے ساتھ ساتھ کاروبار جاری رکھنا ممکن نہ تھا اس لیے ان کے گزارہ کے لیے بیت المال سے اس قدر رقم مقرر کی گئی جو معمولی گزارے کے لیے ہی کافی ہو سکتی تھی۔ ایک دن آپ کی اہلیہ محترمہ نے خواہش ظاہر کی۔ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا "اتنے پیسے کہاں ہیں" آپ کی اہلیہ روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا بچاتی رہی تاکہ میٹھا پکا سکے۔ حضرت صدیق اکبر ایک دن گھر آئے تو آپ کی اہلیہ نے کھانے کے لیے حلوہ پیش کیا۔ آپ نے پوچھا "حلوہ پکانے کے لیے پیسے کہاں سے آئے"؟ عرض کی "روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑے تھوڑے پیسے پس انداز کرتی رہی تھی" فرمایا "اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمیں جو خرچ ملتا ہے اس سے کم میں بھی گزارہ ہو سکتا ہے" چنانچہ جتنی رقم اہلیہ نے بچائی تھی اسی حساب سے آپ نے اپنے وظیفہ میں کمی کر دی۔ (تاریخ کامل)

زہد

خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک دو برس تین ماہ اور گیارہ دن خلافت پر فائز رہے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا: حساب کرو کہ میری خلافت کے دوران بیت المال سے کتنی رقم وظیفہ میں مجھے ملی۔ حساب کیا گیا تو کل

چھ ہزار درہم (تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ) بنے۔ فرمایا "میری زمین فروخت کر کے یہ رقم بیت المال میں لوٹا دی جائے۔ (کامل ابن اثیر)

فقر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنا مال جو چالیس ہزار درہم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ وہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے مسلمانوں پر صرف ہوتا رہا آپ نے سات مرد و زن (حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زنیرہ رومیہ حضرت نہدیہ دختر نہدیہ، حضرت ابوعبیس، حضرت کنیز بنو مومل رضی اللہ عنہم) کو جو غلامی کے سبب کفار کے ہاتھوں سخت تکالیف اٹھا رہے تھے بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا تھا، ہجرت مدینہ تک تیرہ سال میں جو کچھ آپ نے تجارت سے کمایا، وہ بھی اعانتِ اسلام میں کام آیا۔ ہجرت کے وقت آپ کے پاس پانچ ہزار درہم آپ کے پاس تھے وہ ہم ہجرت اور زمین مسجد کی خرید اور دیگر امور خیرات میں صرف ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ (مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے دیا) جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال خرچ ہو گیا اور ان پر فقر نے غلبہ پایا تو ایک دفعہ بجائے کرتہ کے کمبل کو ببول کے کانٹوں سے مربوط کر کے گلے میں ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور پوچھا "یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باوجود اس قدر مالدار ہونے کے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا کیا حال ہو گیا کہ فقیری کا لباس پہنے بیٹھا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا: "اس نے اپنا تمام مال مجھ پر اور راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور مفلس ہو گیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، اللہ تعالیٰ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو سلام

بھیجا ہے اور اس سے دریافت فرماتا ہے کہ بتاؤ اس فقر میں تم مجھ سے راضی ہو؟

یہ سن کر صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) پر وجد کی حالت طاری ہو گئی اور جواب میں عرض کیا میں اپنے پروردگار سے کس قسم کی کدورت رکھ سکتا ہوں؟ اور بار بار یوں نعرہ مارتے تھے اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَّبِّیْ رَاضٍ (میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں)۔

عمدہ کلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو: اللہ کے خوف سے روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

اے لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی تعریف ایسی کرو جس کا وہ سزاوار ہے اور امید و خوف دونوں کو مخلوط رکھو اور دعا مانگنے کے ساتھ "الحاح" بھی اختیار کرو۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی تعریف یوں فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَكَانُوْا يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۔

وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید و خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔ میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی جس نے اپنی مخلوق کے لیے کوئی راستہ اپنی معرفت کا نہیں رکھا سوائے اس کے کہ اس کی معرفت سے عاجز ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَشْرَفُ كَلِمَةٍ فِي التَّوْحِيْدِ آپ کا یہ ارشاد توحید کے بارے میں سب سے اونچا کلام ہے۔

اچھا کام

منصب خلافت پر فائز ہونے کے دو تین دن بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا "میں اپنے پیشرو خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہوں۔ کیا تم میں سے کسی کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کا کوئی ایسا کام معلوم ہے جو میں نے اب تک نہ کیا ہو؟ ایک شخص بولا: ہاں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک کام ایسا ہے جو میں نے انہیں روزانہ کرتے دیکھا ہے اور آپ نے ابھی تک نہیں کیا۔ فرمایا: وہ کونسا کام ہے۔ وہ شخص بولا: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد دو روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف جایا کرتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ روٹیاں کسے دے کر آتے تھے۔

اگلے دن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف گئے مگر حیران تھے کہ یہ روٹیاں کسے دیں۔ آپ اس پہاڑ پر ادھر اُدھر تجسس کرنے لگے۔ ایک جانب سے ذکرِ الٰہی کی آواز سنائی دی۔ آپ اس آواز کی جانب بڑھے تو کیا دیکھا کہ ایک غار میں کوئی آدمی ذکرِ خدا میں مصروف ہے۔ قریب پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ آدمی نابینا ہے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں کوڑھ کے سبب جھڑ چکی ہیں۔ آپ سمجھ گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی معذور شخص کو کھانا کھلانے آیا کرتے تھے۔ خاموشی کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گئے اور خود لقمہ بنا کر اس آدمی کے منہ میں رکھ دیا۔ ناگاہ اس نے فریاد کی ہائے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) پھر بولا "کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) وفات پا گئے۔ فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے حیران ہو کر پوچھا: "تم نے کیسے پہچانا کہ میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نہیں ہوں۔ وہ شخص رو کر بولا: اس طرح کہ صدیق (رضی اللہ عنہ) جانتے تھے کہ میرے منہ میں دانت بھی نہیں ہیں۔ وہ لقمہ اپنے منہ میں چبا کر میرے منہ میں دیا کرتے تھے۔" یہ سنتے ہی فاروق اعظم رو پڑے اور فرمایا بے شک میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برابری نہیں کر سکتا۔

اخلاق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسلامی اخلاق کا مجسم نمونہ تھے کیوں کہ حضرت عمرؓ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو تقرب حاصل تھا، اس کے لحاظ سے ان کو زیادہ حصہ ملا۔ وہ محاسن و محامد کی مجسم تصویر تھے۔ ان کے آئینہ اخلاق میں خلوص، انقطاع الی اللہ لذائذ دنیا سے اجتناب، حفظ لسان، حق پرستی، راست گوئی، تواضع اور سادگی کا عکس سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔

خشوع و خضوع حضرت عمرؓ خشوع و خضوع کے ساتھ رات رات بھر نمازیں پڑھتے۔ صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وامر اھلک بالصلاۃ۔ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر ہوتا۔

روش ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر جب عمدہ کھانے لائے گئے تو حضرت عمرؓ نے ہاتھ کھینچ لیا، اور کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

نقش قدم ایک دفعہ آپ کی بیٹی حضرت حفصہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشحالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا جان پدر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت اور

تنگ حالی کو بھول گئیں غذا کی قسم میں اپنے آقا کے نقش قدم پر چلوں گا کہ آخرت کی فراغت اور خوش حالی نصیب ہو۔ اس کے بعد دیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ بے تاب ہو کر رونے لگیں۔

سادگی ایک دفعہ گزی کا کرتہ ایک شخص کو دھونے اور پیوند لگانے کے لیے دیا۔ اس نے اس کے ساتھ ایک نرم کپڑے کا کرتہ پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا اور اپنا کرتہ لے کر کہا، اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

قناعت حضرت عمرؓ کپڑا عموماً گزی میں بنواتے تھے اور پھٹ جاتا تو پیوند لگاتے چلے جاتے۔ حضرت حفصہؓ نے اس کے متعلق گفتگو کی، تو فرمایا، مسلمانوں کے مال میں اس سے زیادہ تصرف نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے، باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے، اس لیے ان ہی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے کو ڈال دیا تھا۔ خشک ہو گئے تو وہی پہن کر باہر نکلے۔

اتباع سنت ان کو ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ بھی عمل پیرا ہوں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمرؓ جب اس طرف سے گزرتے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ نماز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

زہد ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے، اور ابلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے فرو کر رہے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ، عتبہؓ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے، امیر المومنین! اگر آپ اپنے کھانے پہننے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا۔ حضرت عمرؓ

نے کہا، افسوس! تم مجھے دنیاوی عیش و تنعم کی ترغیب دیتے ہو۔

پابندی عہد

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ جب مسلمانوں کو عراق کی لڑائی میں فتح مندی حاصل ہوئی تو عراق کا بادشاہ آپؓ کے دربار میں حاضر کیا گیا آپؓ نے اس سے اسلام کی خصوصیتیں بیان فرما کر کہا اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو تمہارا ملک تم کو واپس کر دیا جائے گا اور ہم تمہیں شاہ عراق تسلیم کر لیں گے، شاہ عراق نے کہا کہ میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ آپؓ نے فرمایا پھر ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ اَمَّا اَنَّ الْاِسْلَامَ اَمَّا اَنَّ السَّیْفَ۔ بادشاہ عراق نے کہا، کچھ بھی ہو مجھے اسلام منظور نہیں ہے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا تلوار اٹھا لاؤ تاکہ میں عراق کے بادشاہ کا قصہ ختم کر دوں، شاہ عراق نہایت معاملہ فہم اور دور اندیش آدمی تھا اس نے جب دیکھا کہ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تو حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا میں بہت پیاسا ہوں کسی کو حکم دیجیے تاکہ مجھے پانی پیش کیا، بادشاہ نے کہا میں ایسے گلاس میں پانی نہیں پیوں گا حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے لوگو! یہ عراق کا بادشاہ ہے اسے سونے چاندی کے گلاس میں پانی دینا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر بادشاہ نے سونے چاندی کے گلاس میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ پوچھا گیا اے بادشاہ سلامت اب آپ کے انکار کی وجہ کیا ہے۔ کہنے لگا مٹی کے گلاس میں پانی پلاؤ۔ چنانچہ مٹی کے گلاس میں پانی دیا گیا۔ بادشاہ نے گلاس ہاتھ میں لے کر حضرت عمرؓ سے عرض کیا، آپؓ مجھ سے وعدہ کیجیے کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں مجھے قتل نہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں وعدہ کرتا ہوں جب تک تم پانی نہ پی لو گے، اس وقت تک تمہیں قتل کرنے کا حکم نہ دوں گا۔ بادشاہ نے فوراً مٹی کا گلاس زمین پر پٹک دیا گلاس ٹوٹ گیا اور سارا پانی بکھر گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا، آپؓ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ جب تک میں پانی نہ پیوں مجھے قتل نہ کیا جائے۔ اب آپؓ اپنے عہد کو پورا کیجیے۔ حضرت عمرؓ اس کی دانائی سے حیران رہ گئے۔ فرمایا اچھا میں نے تم کو امان دی

تم میرے فلاں دوست کے پاس جا کر رہو۔ یہ بزرگ جن کی صحبت میں شاہ عراق رہتا تھا انتہا درجہ عبادت گزار اور متقی پرہیزگار تھے۔ تھوڑے ہی دنوں کی صحبت میں بادشاہ کی حالت بدل گئی اور اس کا دل خود بخود اسلام کی طرف کھنچنے لگا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے پاس بلا لیجیے اور اسلام کی تلقین کیجیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا اب تم اپنے وطن جاؤ اور حکومت عراق اپنے ہاتھ میں لے لو۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ مجھے اب سلطنت کی کیا ضرورت۔ اگر ایسا ہی آپؓ کرم فرماتے ہیں تو عراق کا کوئی ویران و غیر آباد گاؤں مجھے عنایت فرما دیجیے تاکہ میرے لیے زندگی گزارنے کا سہارا ہو جائے۔ آپؓ نے فرمایا اچھا اور کئی آدمیوں کو عراق کی ولایت میں غیر آباد گاؤں کے منتخب کرنے کے لیے بھیج دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ لوگ واپس آ گئے اور یہ خبر لائے کہ عراق میں کوئی خراب گاؤں ہی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے بادشاہ سے کہا یہ خبر آئی ہے، اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ بادشاہ نے دست بستہ عرض کیا اس سوال سے میرا مقصد ہی یہ تھا کہ آپؓ پر ظاہر ہو جائے کہ عراق میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا گاؤں ایسا نہیں ہے جو ویران اور غیر آباد ہو۔ میں نے عراق سرسبز و شاداب حالت میں آپؓ کے حوالے کیا ہے۔ اس کے بعد اگر ویرانی اور خرابی پیدا ہو تو اس کی ذمہ داری آپؓ پر عائد ہو گی، میں سبکدوش ہوں۔

حق بات

حضرت عمرؓ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ ایک مہم میں عراق گئے مہم سے فارغ ہو کر بصرہ آئے، جہاں حضرت موسیٰ اشعریؓ گورنر تھے۔ انہوں نے اپنے دوست کے بیٹوں کا خیر مقدم کیا اور خوب خاطر مدارات کی۔ جب مدینہ روانہ ہونے لگے تو ابو موسیٰؓ نے کہا "بھتیجو! میرے پاس صدقے کا کچھ مال ہے۔ جس کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا ہے۔ یہ مال آپ لے لیں اور سامان تجارت خرید لیں اور مدینہ جا کر فروخت کر دیں اور جو نفع حاصل ہو اپنے لیے رکھ لیں اور اصل مال امیر المومنین کو دے دیں۔ دونوں صاحبزادگان نے جواب دیا "ایسا نہ ہو امیر المومنینؓ خفا ہوں۔" گورنر بصرہ نے کہا "میں

امیرالمومنین کو اس کے متعلق اطلاع دے دیتا ہوں، مدینہ اگر سامانِ تجارت فروخت کیا گیا اور اس سے خاصہ نفع حاصل ہوا۔ حسب ہدایت وہ اصل مال لے کر امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا "اباجان یہ اصل مال ہے اور یہ ہمارا منافع ہے"۔ امیرالمومنین نے پوچھا لیکن یہ بتاؤ کہ ابوموسیٰ نے کل فوج کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے"؟ بیٹوں نے عرض کیا "نہیں اباجان" آپ نے فرمایا "تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ میرے بیٹے سمجھ کر تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے"۔ بیٹوں نے کہا "جی ہاں"۔ امیرالمومنین نے فرمایا "تو اصل رقم اور منافع دونوں بیت المال میں جمع کر دو۔"

احساس

ایک دفعہ ایک قافلہ نے مدینہ منورہ سے باہر پڑاؤ کیا۔ آپ اس کی حفاظت کے لیے پہرہ دے رہے تھے کہ ایک جانب سے بچہ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ اس کے قریب گئے۔ دیکھا کہ شیر خوار بچہ ماں کی گود میں بلک رہا ہے آپ نے غصہ سے کہا: تو بڑی بے رحم ماں ہے جو بچہ کو بہلاتی نہیں۔ وہ عورت بھی غصہ اور بیزاری سے بولی: "جب تمہیں حقیقت کا پتہ ہی نہیں تو مجھے خواہ مخواہ کیوں دق کرتے ہو بات یہ ہے کہ امیرالمومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کا حکم ہے کہ جب تک بچے ماں کا دودھ پیتے رہیں ان کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے۔ اس لیے میں اس کا دودھ چھڑاتی ہوں اور یہ روتا ہے۔ فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور بولے: ہائے عمر تجھے ذرا احساس نہیں کہ تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا!؟ آپ نے اسی دن حکم جاری کر دیا کہ بچوں کے پیدا ہوتے ہی ان کے وظیفے مقرر کر دیے جائیں۔ اور اس حکم کا عام اعلان کرا دیا۔ (کنز العمال)

فیصلہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی کا ایک مسلمان کے ساتھ کسی امر میں تنازعہ واقع ہوا۔ یہ مسلمان دراصل منافق تھا۔ یہودی نے کہا "چلو ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ کرا لیتے ہیں جو فیصلہ وہ کر دیں ہم دونوں اس کے پابند رہیں گے وہ مسلمان یہ سوچ کر خوش ہوا کہ چونکہ میں مسلمان ہوں اس لیے فیصلہ میرے ہی حق میں ہوگا

دونوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے بیانات سنے۔ یہودی اس تنازعے میں سچا ثابت ہو گیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا۔ یہودی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو قبول کر لیا۔ مسلمان بولا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلے سے مجھے اطمینان نہیں ہوا اور چلو عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے فیصلہ کرائیں۔ وہ جو فیصلہ بھی کر دیں گے منظور ہوگا۔ یہودی بولا "چلو! میں اس پر بھی راضی ہوں" دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں کے بیانات سنے۔ یہودی نے اپنے بیان کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس تنازعہ کا فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہے۔ مگر اس مسلمان نے اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ اب چل کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کراتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا: تو پھر ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں۔" یہ فرما کر آپ مکان کے اندر گئے اور ذرا سی دیر میں آئے تو آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ آپ نے بلا توقف اس مسلمان منافق کا یہ کہتے ہوئے سر قلم کر دیا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو قبول نہ کرے عمر کے پاس اس کا یہی فیصلہ ہے۔ (تفسیر عزیزی)

خدمت خلق

ایک دفعہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے۔ عبدالرحمٰن نے عرض کی، آپ نے کیوں تکلیف کی۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اترا ہے۔ وہ تھکے ماندے ہوں گے آؤ ہم دونوں چل کر پہرہ دیں۔ رات بھر اہل قافلہ مزے کے ساتھ سوتے رہے اور یہ دونوں پہرہ دیتے رہے۔ (کنزالعمال)

بڑھیا کا وظیفہ

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے دورے سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک خیمہ تھا۔ سواری سے اتر کر خیمہ کے پاس آئے۔ ایک بڑھیا عورت نظر آئی۔ آپ نے اس سے پوچھا: عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟" ہاں

وہ شام سے روانہ ہو چکا۔ لیکن اللہ اس کو غارت کرے آج تک مجھ کو اس سے ایک حبہ تک نہیں ملا۔" بڑھیا نے بیزاری سے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا "اتنی دور کا حال عمر کیسے معلوم کر سکتا ہے۔ بڑھیا بھڑک اٹھی: اسے رعایا کا حال معلوم نہیں ہو سکتا اور وہ محتاجوں کی دستگیری نہیں کر سکتا تو پھر وہ امیر المومنین کیوں بن بیٹھا ہے۔ اتنی بڑی مملکت پر حکومت کیوں کرتا ہے۔" فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے اختیار رو پڑے اور بڑھیا کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ (کنز العمال)

مدد کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت گشت کرتے ہوئے شہر سے باہر آئے تو دیکھا کہ ایک بدو اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا ہے۔ آپ نے کہا: السلام علیکم۔ اس نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کے پاس زمین پر بیٹھ گئے۔ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ دفعتہً خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بدو سے پوچھا کون روتا ہے۔ بدو نے جواب دیا: "میری بیوی درد زہ میں مبتلا ہے۔"

یہ سنتے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خاموشی سے اٹھے۔ اپنے گھر آئے اپنی اہلیہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر خیمہ پر پہنچے۔ بدو سے فرمایا "اجازت ہو تو میری بیوی تمہاری بیوی کی خدمت اور مدد کرے۔ بدو نے اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر بعد بچے کے رونے کی آواز آئی۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا: امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) اپنے دوست کو مبارکباد دیجیے۔ امیر المومنین کا لفظ سن کر بدو پریشان ہوا اور مؤدب ہو بیٹھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کچھ خیال نہ کرو۔ کل میرے پاس آنا میں اس بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔ (کنز العمال)

محاسبہ

ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظمؓ خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مسجد نبوی نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ یا عمر۔ سب کے حصے میں ایک ایک چادر آئی ہے۔ آپ نے دو چادریں کیسے لے لیں۔ جب تک اس بات کی صفائی پیش نہ کریں ہم خطبہ نہیں سنیں گے۔ فاروق اعظم نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ صفائی دو۔ حضرت عبداللہ کھڑے ہوئے۔ فرمایا ایک چادر سے میرے والد کا کرتہ نہیں بنتا تھا۔ اس لیے میں نے اپنے حصے کی چادر انہیں دے دی ہے۔ سلمان فارسی نے مطمئن ہو کر فرمایا۔ یا امیر المومنین۔ اب آپ خطبہ ارشاد فرمائیں ہم سنیں گے۔ (الریاض النضرہ)

احسان کا بدلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے کہیں سفر کو روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں آپ یہودیوں کے ایک گاؤں پہنچے آپ نے دریافت کیا۔ آیا یہاں کسی مسلمان کا گھر بھی ہے۔ جواب ملا: ہاں۔ یہاں ایک بدو مسلمان رہتا ہے جو بے حد غریب ہے۔ آپ اس کے ہاں پہنچے، اس غریب بدو نے اپنی بیوی سے کہا: ایک مہمان آگیا ہے اس کے کھانے کا کچھ انتظام کرو۔ بیوی نے جواب دیا: گھر میں سوائے جو کے تھوڑے سے آٹے کے اور کچھ نہیں ہے۔ شوہر بولا۔ کہیں سے گندم کا آٹا اُدھار لے آؤ۔ بیوی نے پاس پڑوس سے گندم کا آٹا اُدھار لینے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ گھر آکر اپنے شوہر سے بولی: گندم کا آٹا تو کہیں سے نہیں مل سکا۔ مجبوراً جو کی تین روٹیاں پکا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ نے سوچا کہ اس شخص کے تین بچے ہیں اور دو یہ میاں بیوی خود، یہ پانچ ہوئے اور چھٹا میں شامل ہو گیا ہوں۔ اور روٹیاں صرف تین ہیں۔ یہ سوچ کر آپ نے چھٹا حصہ یعنی آدھی روٹی خود کھا کر باقی واپس کر دیں کہ خود کھائیں اور بچوں کو کھلائیں۔ جب آپ رخصت ہونے لگے تو فرمایا، تم کسی دن مدینہ آنا اور عمر کا نام پوچھ کر مجھے ملنا۔

کچھ مدت بعد اس بدو کی بیوی نے اصرار کیا کہ مدینہ جا کر عمر رضی اللہ عنہ سے ملے وہ شخص مدینہ پہنچا اور آپ سے ملا۔ اس وقت آپ کا تجارتی قافلہ مدینہ میں پہنچ رہا تھا

بہت سے اونٹوں پر مال لدا ہوا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ سب اونٹ بمعہ مال و دولت اس بدو کو بخش دیے۔ وہ بدو اپنی خوش بختی پر نازاں و فرحاں واپس لوٹ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آیا میں نے اس میزبان بدو کی میزبانی کا حق ادا کر دیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ) حق تو شاید اس ایک لقمہ کا بھی ادا نہ ہوا۔ کیونکہ اس غریب نے تمہاری مہمان نوازی کے لیے ادھار لینے سے بھی دریغ نہ کیا تھا اور اپنی بساط سے زیادہ تمہاری خدمت کی تھی، لیکن تمہارے لیے اونٹوں کی قطار مال و متاع سمیت دے دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

تدبیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعد مغرب ایک سائل کی صدا سنی۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کو کھانا دے دو۔ اس نے کھانا دے دیا۔ پھر آپ نے دوبارہ سائل کی صدا سنی۔ فرمایا میں نے کہا نہیں تھا کہ اس کو کھانا دے دو۔ اس نے عرض کی میں نے اس کو کھانا کھلا دیا ہے۔ آپ نے سائل کی جھولی جو دیکھی تو روٹیوں سے بھری تھی فرمایا، تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے۔ پھر جھولی لے کر زکوٰۃ کے اونٹوں کے سامنے ڈال دی اور سائل کو درے لگائے اور فرمایا پھر ایسا نہ کرنا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی جھولی روٹیوں سے بھری دیکھ کر جان لیا کہ یہ شخص سوال کرنے سے مستغنی ہے، (محتاج نہیں) اور جن لوگوں نے اس کو روٹیاں دی ہیں سو اسے ضرورت مند محتاج سمجھ کر ہی دی ہیں۔ حالانکہ وہ جھوٹا تھا تو لوگوں کا دیا ہوا اس کی ملک میں نہ آیا۔ اس لیے کہ فریب سے لیا تھا اب ان روٹیوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانا مشکل تھا۔ اس جہت سے کہ کیا معلوم کونسی روٹی کس نے

دی ہے۔ پس یہ مال لاوارث ٹھہرا۔ لہٰذا اس کا خرچ کرنا مصالح اہل اسلام میں واجب ہوا اور زکوٰۃ کے اونٹوں کا چارہ بھی داخل مصالح ہے۔ اس لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ روٹیاں زکوٰۃ کے اونٹوں کو کھلا دیں اور سائل کو مارنا برائے تادیب تھا اور شریعت کے نفاذ کے تحت ضروری تھا۔ (احیاء العلوم)

اوصاف مسلمانی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب کہ اسلامی فوجیں رومی سرحد پر پڑاؤ ڈالے پڑی تھیں۔ قیصر روم نے اپنا ایک جاسوس اسلامی افواج کی نقل و حرکت اور ان کی جنگی تیاریوں کا حال معلوم کرنے کے علاوہ مسلمان مجاہدین کے حالات دیکھنے کے لیے بھیجا۔ وہ خفیہ طور پر اسلامی افواج میں دن گزارنے کے بعد جب واپس قیصر کے پاس پہنچا تو اس نے مسلم مجاہدین کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا۔ "اے بادشاہ بلاشبہ وہ لوگ رات کے وقت راہب شب بیدار و عبادت گزار ہیں اور دن میں شہسوار ہیں۔ اگر ان کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو وہ بھی اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیں اور اگر وہ زنا کرے تو اسے سنگسار کر دیں۔" (اسد الغابہ)

اللہ پر بھروسہ

ایک دفعہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ مرض کچھ شدید ہوگیا تو احباب نے مشورہ دیا کہ آپ کسی طبیب کو بلا کر علاج کرالیں۔ فرمایا "میرا طبیب میرے حال سے بے خبر نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اپنے کان کو ہاتھ لگا دینے سے مجھے صحت حاصل ہو سکتی ہے تو واللہ! میں کبھی کان کو ہاتھ نہ لگاؤں۔" (کیمیائے سعادت)

عاجزی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتح قادسیہ کی اطلاع قاصد کے ہاتھ روانہ کی اور یوں بیان کیا کہ جب سے قادسیہ کی جنگ شروع ہوئی تھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جنگ کا حال معلوم

کرنے کے لیے بے چین تھے۔ ہر روز آفتاب نکلنے کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر جا کر قاصد کی راہ دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے دور سے ایک شتر سوار کو آتے دیکھا۔ آگے بڑھ کر پوچھا۔ کدھر سے آئے ہو۔ شتر سوار نے کہا۔ میں سعد کا قاصد ہوں۔ امیرالمومنین کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ آپ نے اس سے جنگ قادسیہ کے حالات پوچھنے شروع کیے قاصد نے کہا۔ اللہ نے مسلمانوں کو کامیاب کیا۔ حضرت عمر، قاصد کے ہمرکاب دوڑتے جاتے اور حالات پوچھتے جاتے تھے۔ شتر سوار شہر میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو شخص سامنے آتا ہے وہ ہمرکاب آنے والے کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کرتا ہے۔ قاصد خوف سے کانپ اٹھا۔ کہا حضور آپ نے پہلے ہی مجھے اپنا تعارف کیوں نہ کرا دیا کہ میں اس گستاخی کا مرتکب نہ ہوتا۔

فاروق اعظم نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں تم کوئی فکر نہ کرو سلسلہ کلام جاری رکھو۔ آپ اسی طرح قاصد کے ہمرکاب پیدل چلتے گھر پہنچے۔ پھر مسلمانوں کو جمع کر کے آپ نے انہیں فتح کی خوشخبری سنائی اور خطاب فرماتے ہوئے آخر میں یہ جملے ارشاد فرمائے۔

مسلمانو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہوں۔ میں خود اللہ کا غلام ہوں۔ البتہ خلافت کا بوجھ میرے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ اگر میں اس طرح تمہاری خدمت کروں کہ تم چین کے ساتھ اپنے گھروں میں سوؤ اور آرام کرو تو یہ میری سعادت ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دو تو یہ میری بدبختی کی علامت ہوگی۔ میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ لیکن باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے۔ (الفاروق)

اظہار جرأت

ایک مرتبہ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر خطاب فرما رہے تھے۔ خطاب کے دوران آپ نے حاضرین سے پوچھا اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں اور بعض معاملات میں ڈھیل اختیار کر لوں تو تم لوگ کیا کرو گے؟ حضرت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور تلوار کو میان سے

کھینچ کر بولے ہم تم کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اے امیرالمومنین، ہم تیرا سر اڑا دیں گے۔ فاروق اعظم نے اسے (آزمانے کو) ڈانٹ کر کہا کیا تو میری شان میں یہ الفاظ کہتا ہے۔ بشر نے برملا جواب دیا "ہاں تمہاری شان میں"۔

فاروق اعظم نے فرمایا۔ الحمدللہ کہ قوم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ میں کج ہوں گا تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے (کنزالعمال جلد ۵)

جج کا فرض

ایک دفعہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ نزاع واقع ہوا۔ اُبی نے فاروق اعظم کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو امیرالمومنین عمر، مدعی علیہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہو گئے۔ جج نے آپ کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو اپنی جگہ پر بٹھانا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے جج سے کہا۔ یہ تمہاری پہلی بے انصافی ہے، یہ کہہ کر آپ اس جگہ پر بیٹھ گئے جہاں ابی کعبؓ بیٹھا تھا۔ مقدمہ کی کارروائی کے دوران، حضرت ابی اپنے دعوی کا ثبوت پیش نہ کر سکے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے خلاف الزام سے انکار کر دیا۔ اُبی کا الزام غلط ہے۔ حضرت اُبی نے قاعدہ کے مطابق جج سے مطالبہ کیا۔ امیرالمومنین سے قسم لی جائے۔ جج نے امیرالمومنین کے رتبہ کے لحاظ سے مدعی سے کہا اے اُبی۔ امیرالمومنین سے قسم کا مطالبہ نہ کر۔ فاروق اعظم، جج کے اس طرز عمل سے نہایت کبیدہ خاطر ہوئے۔ آپ نے الزام سے برات کے لیے خود قسم کھائی۔ مقدمہ کی کارروائی ختم ہو گئی تو فاروق اعظم نے جج سے فرمایا جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور امیرالمومنین عمر دونوں برابر نہ ہوں تم اپنے فرائض بخوبی سرانجام نہیں دے سکتے۔ (بیہقی)

اصلاحی تدبیر

ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ یک دم کسی نے آپ کو پکار کر کہا۔ یا عمرؓ کیا عاملوں

کے لیے چند قواعد مقرر کر دینے سے تم یہ سمجھتے ہو کہ تم عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے ؟ تم کو یہ خبر نہیں کہ مصر کا عامل (گورنر) عیاض بن غنم باریک لباس پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان بھی مقرر ہے۔" فاروق اعظم نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا ابھی مصر کو روانہ ہو جاؤ اور عیاض کو جس حالت میں بھی پاؤ ساتھ لے کر آؤ۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی گورنر عیاض باریک کرتہ پہنے ہوئے ہے اور دروازے پر دربان بھی کھڑا ہے۔ محمد بن مسلمہ، گورنر عیاض کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ پہنچے سامیر المومنین عمر فاروق نے عیاض کو حکم دیا۔ یہ ململ کا کرتہ اتار دو۔ اور یہ موٹے کمبل کا کرتہ پہن لو۔ عیاض نے خاموشی کے ساتھ ململ کا کرتہ اتار دیا اور کمبل کا کرتہ پہن لیا تو فاروق اعظم نے بکریوں کا ریوڑ منگا کر حکم دیا۔ انہیں جنگل میں لے جا کر چرایا کرو۔ عیاض انکار نہ کر سکے تاہم اس نے کہا۔ اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ فاروق اعظم نے فرمایا۔ تجھ کو بکریاں چرانے سے عار کیوں ہے۔ تیرے باپ کا نام "غنم" اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ عیاض نے سچے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے اپنے فرائض نہایت خوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ (کتاب الخراج)

حبِ رسول

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں؛ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک میں تم کو تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم مومن نہیں ہو گے۔ یہ سنتے ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "اللہ کی قسم اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اے عمر؛ اب تمہارا ایمان کامل

ہو گیا۔ (بخاری)

ترک خواہش

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بار بیمار پڑ گئے۔ ان کا جی چاہا کہ بھنی ہوئی مچھلی کھائیں۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دنوں مدینہ منورہ میں مچھلی دستیاب نہ ہوتی تھی۔ میں نے تلاش بسیار کے بعد ایک مچھلی خرید کر اسے اچھی طرح بھونا اور آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی: اے امیر المومنین! بڑی کوشش کے بعد مچھلی ملی ہے۔ لیجیے تناول فرمائیے اتنے میں ایک سائل نے کھانے کا سوال کیا۔ آپ نے مچھلی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ فرمایا "یہ ساری مچھلی سائل کو دے دو" میں نے حکم کی تعمیل کر دی۔ جب سائل رخصت ہوا، میں اس کے پیچھے چلا۔ اس سائل کو قیمت ادا کی اور مچھلی لے لی۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی: امیر المومنین: کھا لیجیے میں سائل سے خرید کر لایا ہوں۔ فرمایا، یہ مچھلی سائل کو دے دو اور اس سے قیمت بھی واپس دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کھانے کی خواہش سے دستبردار ہوگا اللہ اسے بخش دے گا۔ (کیمیائے سعادت)

ذہنی اصلاح کا واقعہ

ایک دفعہ بہت سا مال غنیمت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں) آپ کے پاس آئیں اور کہا، امیر المومنین اس میں سے میرا حق مجھ کو عنایت کیجیے۔ کیونکہ میں ذوی القربیٰ" میں سے ہوں" فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "جان پدر تیرا حق میرے خاص مال میں ہے لیکن یہ غنیمت کا مال ہے تو نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خفیف ہوگئیں اور خاموشی کے ساتھ اٹھ کر چلی گئیں۔ اس طرح انہیں درس دیا جس چیز پر حق نہ ہو اسے طلب کرنا اچھا نہیں اور ان کی اصلاح کر دی۔

رعایا پروری

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ "حرہ" کی طرف جا رہے تھے۔ میں ان کے ہمراہ تھا ایک جنگل میں آگ جلتی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے یہیں ٹھہر گیا ہے۔ آؤ ان کے پاس چل کر ان کا حال دریافت کریں اور ان کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت دیگچی کے نیچے آگ جلائے بیٹھی ہے۔ پاس ہی چند بچے بھوک کی شدت سے رو رہے ہیں اور کھانا مانگ رہے ہیں۔ آپ نے کہا: السلام علیکم" پھر پوچھا: کیا مجھے قریب آنے کی اجازت ہے عورت نے کہا: وعلیکم السلام۔ اور بولی: اجازت ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ بولی: کھانے کے لیے روتے ہیں۔ فاروق اعظم دیگچی میں کیا پکا رہی ہو؟

عورت: "میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو پکا کر انہیں کھانے کو دوں۔ دیگچی میں پانی ڈال کر انہیں بہلا رہی ہوں تاکہ کھانے کا انتظار کرتے کرتے تھک ہار کر سو جائیں۔"

پھر بولی: میرا اور امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ اللہ کے ہاں ہی ہوگا کہ وہ حکمران ہو کر ہم سے غافل ہے۔ فاروق اعظم یہ سنتے ہی کانپ گئے، آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے۔ بھلا عمر کو تمہارے حال کی کیا خبر ہے۔ عورت بولی: اگر عمر رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری نہیں کر سکتا تو امیر المومنین کیوں بن گیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چپ چاپ واپس لوٹے اور بیت المال سے کچھ آٹا، کھجوریں، چربی، کپڑے اور درہم لے کر بوری کو خوب بھرا اور اسلم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ یہ بوری میری کمر پر رکھوا دے۔ اسلم رضی اللہ عنہ نے عرض کی، حضور! بوری میں اٹھا کر لے چلتا ہوں فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، نہیں میری پیٹھ پر لاد دے۔ اسلم رضی اللہ عنہ حضور! میرے ہوتے ہوئے آپ بوجھ کیوں اٹھاتے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ! آیا قیامت کے دن بھی میرا بوجھ تو اٹھائے گا؟ قیامت کے دن مجھ سے ہی سوال ہو گا۔ ناچار۔ اسلم رضی اللہ عنہ نے بوری آپ کی پیٹھ پر رکھ دی۔ آپ اس عورت کے پاس پہنچے۔ اپنے ہاتھ سے دیگچی میں کچھ آٹا، کھجوریں اور چربی ڈالی پھر پھونکیں مار مار کر چولہے میں آگ جلانے لگے۔ میں نے آپ کی داڑھی میں سے دھواں گزر کر نکلتے دیکھتا رہا جب حریرہ تیار ہو گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں کھانے کو دیا۔ بچے حریرہ کھا کر ہنسنے کھیلنے لگے۔ وہ عورت نہایت خوش ہو کر بولی: اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم ہی اس قابل تھے کہ عمر کی بجائے خلیفہ بنتے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو تم مجھے اس کے پاس ہی پاؤ گی۔" آپ نے اسے تسلی دی اور وہاں سے کچھ پرے ہٹ کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: "میں نے انہیں روتے ہوئے دیکھا تھا میں نے چاہا کہ کچھ دیر انہیں ہنستے ہوئے بھی دیکھ لوں۔"

تقویٰ کا درس

ملک شام فتح ہو جانے کے بعد قیصر روم کے ساتھ دوستانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب خط لکھ کر قیصر روم کے پاس قاصد روانہ کیا تو آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اس قاصد کو عطر کی چند شیشیاں دیں تاکہ وہ قیصر روم کی بیوی کو یہ تحفہ پہنچا دے۔ قیصر روم کی بیوی نے جواباً شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو فرمایا: گو عطر تمہارا تھا لیکن جو قاصد لے کر گیا وہ سرکاری تھا۔ اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے اس لیے قیصر روم کی بیوی کے بھیجے ہوئے جواہرات تمہارے نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے جواہرات لے لیے اور انہیں بیت المال میں جمع کر دیا۔ ان کے بدلے میں اپنی اہلیہ کو کچھ معاوضہ دے کر راضی کر دیا۔ اور اپنی بیوی کو تقویٰ کا درس دیا۔

صبر کا اجر

حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت کے زمانہ میں بیت المال سے تھوڑا وظیفہ ملتا تھا آپ بمشکل گزارہ کرتے۔ جب فتوحات ہونے لگیں، مملکتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہو گیا اور بیت المال میں مالِ غنیمت بکثرت جمع ہو چکا تو صحابہ کبار نے فیصلہ کیا کہ آپ کا وظیفہ بڑھا دینا چاہیے لیکن اس سلسلہ میں آپ سے کچھ کہنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی۔ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ یہ بات آپ کے گوش گزار کی گئی تو آپ نے نہایت غصہ کے ساتھ فرمایا: بیٹی تو ہی بتا کہ تیرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ سے عمدہ لباس کیا تھا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ کپڑے جنہیں نماز جمعہ کے لیے یا وفدوں سے ملاقات کے وقت پہنا کرتے تھے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے ہاں کون عمدہ سے عمدہ کھانا کھایا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہماری غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ ایک دن ہم نے گرم گرم روٹی گھی کے تلچھٹ سے چپڑ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مزے لے لے کر کھا رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلا رہے تھے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بیٹی، یہ تو بتا کہ تیرے پاس عمدہ سے عمدہ بستر کونسا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک موٹا سا کپڑا جسے گرمیوں میں چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے اور آدھا اوپر اوڑھ لیتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ سن چکے تو فرمایا: بیٹی حفصہ؛ (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اندازہ مقرر فرما دیا اور آخرت کے اجر پر صبر کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کروں گا۔ میری اور میرے دو ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی مثال ان تین مسافروں کی ہے جو ایک راستے پر چلا۔ پہلا شخص تو دوسرا اس کے نقشِ قدم پر توشہ لے کر چلا اور جہاں پہنچنا تھا (منزل مقصود پر) پہنچ گیا۔ پھر تیسرے (عمر فاروق) نے چلنا شروع کیا۔

اگر وہ اپنے ساتھیوں کے طریقے پر چلے گا تو ان سے جا ملے گا۔ اگر ان کا راستہ چھوڑ دیگا تو کبھی ان سے نہ مل سکے گا۔

عدل فاروقی

حضرت مجاہدؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز ابن عباسؓ کے پاس بیٹھے حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے فضائل کا ذکر کر رہے تھے، حضرت فاروقؓ کا ذکر سن کر حضرت ابن عباسؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا "میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے فرزند ابو شحمہ پر حد قائم کی۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔" اس کی تفصیل انہوں نے یہ بیان کی ہے۔

"میں ایک روز مسجد نبوی میں بہت سے لوگوں کے ساتھ حضرت عمرؓ کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اپنے بچے کو پیش کر کے رونے لگی۔ آپ نے اس کا سبب پوچھا تو عرض پرداز ہوئی کہ ایک روز میں بنی النجار کے باغ سے گزر رہی تھی۔ آپ کا لڑکا نشے میں چور مجھے ورغلا کر باغ کی طرف لے گیا اور مجھ سے بدکاری کی۔ میں نے شرم و ندامت سے اس واقعہ کو اپنے عزیزوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب وضع حمل ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس نومولود کا گلا گھونٹ کر ماردوں۔ مگر ممتا غالب آ گئی۔ اب میں آپ سے دادخواہ ہوں کہ حکم الٰہی کے بموجب ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا " آپ لوگ منتشر نہ ہوں میں ابھی گھر ہو کر واپس آتا ہوں۔ گھر آ کر ابو شحمہ کو دریافت کیا۔ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا "شاید یہ تمہارا آخری رزق ہے، جلد فراغت حاصل کر لو۔" یہ سن کر ان کے اوسان خطا ہو گئے اور کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت فاروقؓ نے قسم دے کر ان سے پوچھا "کیا تم نے کبھی شراب پی ہے؟ انہوں نے جواب دیا "ہاں مجھ سے ایک مرتبہ ایسا قصور ہوا ہے۔ اس کے بعد میں اس سے تائب ہو چکا ہوں۔" پھر آپ نے قسم دے کر فرمایا "کیا تم نے حالت نشہ میں کسی عورت سے بدکاری کی تھی؟ اس پر انہوں نے شرم و ندامت سے اپنا

سر جھکا لیا۔ دوبارہ پوچھنے پر اپنے جرم کا اقرار اور توبہ و انابت کا اعتراف کیا۔ آپ نے فوراً ان کا گریبان پکڑ لیا اور کشاں کشاں مسجد کی طرف لے آئے۔ یہاں اصحاب رسول کا مجمع پہلے سے موجود تھا۔ آپ نے سب طرف مخاطب ہو کر فرمایا "عورت سچ کہتی ہے اور ابوشحمہ مجرم ہے"۔ آپ نے اپنے غلام افلح کو حکم دیا کہ کپڑے اتروا کر اس پر حد جاری کی جائے۔ ابوشحمہ نے رحم کی درخواست کی جو فاروق اعظم رضؓ نے رد کر دی۔ اور جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ میں نے تم پر حد اسی لیے جاری کی ہے کہ پروردگار تم پر رحم کرے۔

جب ابوشحمہ دردوں کی تاب نہ لا کر مسلسل مزلوں سے ضعیف و ناتواں ہو گئے تو اصحاب رسولؐ نے سفارش کی کہ کسی اور وقت پر بقیہ حد کو اٹھا رکھا جائے۔ فرمایا۔ "جب معصیت میں دیر نہیں کی تو حد میں کیونکر دیر کی جا سکتی ہے"؟ اسی اثنا میں اُن کی والدہ کو خبر ملی، وہ بھی سفارش کے لیے آئیں۔ جب درہ زنی اپنی آخری حد کے قریب پہنچی تو ابوشحمہ نے اپنی نحیف آواز میں یا اَبَتِ السلام علیک کہا۔ حضرت فاروق رضؓ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ عرض کرو کہ میں نے عمرؓ کو قرآن پڑھتے اور حدود کو قائم کرتے چھوڑا ہے"۔ آخری درہ پر ابوشحمہ نے ایک چیخ ماری اور جاں بحق ہو گئے۔ حضرت فاروق رضؓ نے دوڑ کر گود میں اٹھا لیا۔ آنکھیں اشکبار تھیں، دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جا رہے تھے۔ آپ پیشانی کو چومتے اور اپنی بھرائی ہوئی آواز میں فرماتے جا رہے تھے "تیرا باپ تجھ پر قربان ہو، تو حق پر قتل ہوا"۔

عدالت کا فیصلہ حضرت عباسؓ عم رسول کریمؐ کا مکان مسجد نبوی سے متصل واقع تھا اور اس کا پرنالہ مسجد میں گرتا تھا۔ بعض اوقات اس میں سے پانی آتا تو نمازیوں کو تکلیف ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد کے احترام

اور نمازیوں کے آرام کی خاطر اس پرنالے کو اکھڑوا دیا۔ حضرت عباسؓ مالکِ مکان اتفاق سے اس وقت موجود نہ تھے۔ حضرت عباسؓ باہر سے واپس آئے تو یہ جبر دیکھ کر نہایت برافروختہ ہوئے اور فوراً مفتی شہر کے ہاں خلیفۂ وقت پر دعویٰ دائر کر دیا۔

اس پر حضرت سید الانصار اُبی بن کعبؓ نے دنیا کے سب سے بڑے حکمران کے نام فرمان جاری کر دیا کہ آپ کے خلاف عباس بن عبدالمطلب نے مقدمہ دائر کیا ہے اور انصاف چاہا ہے۔ آپ حاضر ہو کر مقدمے کی پیروی کریں۔

کوئی معمولی حاکم یا بادشاہ ہوتا تو اس طلبی کو اپنی سخت توہین سمجھتا۔ مگر عرب و عجم کا شہنشاہ نہایت سادگی کے ساتھ تاریخ مقررہ پر حضرت ابی بن کعبؓ کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ اندر آنے کی اجازت بہت دیر میں ملی، کیونکہ حضرت اُبی بن کعبؓ نہایت مصروف تھے اتنی دیر حضرت امیر المومنینؓ باہر کھڑے انتظار کرتے رہے۔

مقدمہ پیش ہوا تو پہلے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر فاضل منصف نے فوراً روک دیا اور فرمایا "مدعی کا حق ہے کہ پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے۔ مہربانی فرما کر آپ خاموش رہیں۔ بات قاعدہ کی تھی۔ امیر المومنین چپ ہو گئے اور مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی۔

حضرت عباسؓ نے بیان دیا۔ "جناب میرے مکان کا پرنالہ شروع سے مسجد نبوی کی طرف تھا۔ آنحضرت کے زمانے میں بھی یہیں تھا اور حضرت خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں بھی اسی جگہ رہا۔ مگر اب امیر المومنینؓ نے اسے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ جس سے میرا نقصان بھی ہوا اور مجھے بے حد تکلیف بھی پہنچی۔ میری عرض ہے کہ مجھ سے انصاف کیا جائے۔

حضرت اُبی بن کعبؓ نے فرمایا "بے شک آپ کا انصاف کیا جائے گا۔ فرمائیے یا امیر المومنین! آپ صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں" ؟ حضرت عمرؓ نے کہا " پرنالہ بے شک

میں نے اکھڑوا دیا اور میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔

ابی بن کعبؓ: آپ کو دوسرے کے مکان میں اجازت کے بغیر اس طرح مداخلت بیے جاسے اجتناب کرنا چاہیے تھا۔ آپ وجہ بتائیں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

حضرت عمرؓ: اے محترم ابوالطفیل! پرنالہ میں سے بعض اوقات پانی آتا تو چھینٹیں اڑ کر نمازیوں پر پڑتیں اس لیے لوگوں کی سہولت اور آرام کے لیے میں نے پرنالے کو اکھڑوا دیا۔ اور اس معاملے میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں میں نے کوئی ناواجب بات نہیں کی۔

ابی بن کعبؓ: بھیے ابوالفضل! آپ اس کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عباسؓ: واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے میرے لیے خود اپنی مبارک چھڑی سے زمین پر نشانات قائم کیے اور میں نے انہی نشانات پر اپنا مکان بنایا۔ جب مکان بن چکا تو یہ پرنالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم سے اس جگہ رکھوایا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے کندھوں پر کھڑے ہو جاؤ اور پرنالہ یہاں لگا دو۔ میں نے ادبًا انکار کیا۔ مگر حضورؐ نے بہت اصرار فرمایا۔ چنانچہ حضورؐ نیچے کھڑے ہو گئے اور میں نے حضورؐ کے ارشادِ مبارک کی تعمیل کرتے ہوئے حضورؐ کے کندھے پر چڑھ کر یہ پرنالہ یہاں لگا دیا تھا جہاں سے اب امیرالمومنین نے اسے اکھاڑ دیا ہے۔

ابی بن کعبؓ: ابوالفضل! کیا آپ اس واقعہ کا کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں؟

حضرت عباسؓ: ایک دو نہیں بلکہ متعدد گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔

ابی بن کعبؓ: اچھا لائیے اور ابھی لائیے تاکہ جھگڑے کا فیصلہ ابھی ہو جائے۔

حضرت عباسؓ باہر نکلے اور چند انصاریوں کو تلاش کر کے لائے جنہوں نے شہادت دی کہ ہمارے سامنے آنحضورؐ نے عباسؓ کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر پرنالہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔

گواہی ختم ہوتے ہی دنیا کا سب سے بڑا حکمران جواب تک آنکھیں نیچے کیے سامنے

گرا تھا، آگے بڑھا اور حضرت عباسؓ سے کہنے لگا "اے ابوالفضل خدا کے لیے میرا قصور معاف کر دیجیے۔ مجھے ہرگز علم نہ تھا کہ آنحضورؐ نے خود یہ پرنالہ یہاں لگوایا تھا، ورنہ بھول کر بھی مجھ سے یہ فعل سرزد نہ ہوتا۔ بھلا میری کیا مجال تھی کہ آنحضورؐ کے لگوائے ہوئے پرنالہ کو اکھڑواتا یہ جو کچھ ہوا، لاعلمی میں ہوا۔ اور اب اس کی تلافی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر پرنالے کو اپنی جگہ پر لگا دیں۔

اُبی بن کعبؓ: ہاں امیرالمومنین انصاف یہی چاہتا ہے اور آپ کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

تھوڑی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہوں کو شکست دینے والا جرنیل نہایت مسکینی کے ساتھ دیوار کے نیچے کھڑا ہے اور عباسؓ اس کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ اپنی جگہ لگا رہے ہیں۔ دنیا بھر کی تاریخ ٹٹول ڈالو۔ اپنے مطاع کی ایسی اطاعت و محبت، انصاف و عدل اور مساوات کا ایسا محیر العقول کارنامہ تم کہیں لکھا ہوا نہیں پاؤ گے۔

جب پرنالہ نصب ہو چکا تو حضرت عباسؓ فوراً نیچے کود پڑے اور کہنے لگے "امیرالمومنین یہ جو کچھ ہوا اس حق کے لیے ہوا جو واقعی میرا تھا۔ اب جب کہ آپ کی انصاف پسندی کی بدولت وہ حق مجھے مل چکا ہے تو میں اس بے ادبی کی آپ سے معافی چاہتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے مکان کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔ آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ اسے گرا کر مسجد نبوی میں شامل فرما لیں۔ تاکہ تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو جو تکلیف ہوں ایک حد تک دور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ میری اس قربانی کو قبول فرمائے۔

(اسد الغابہ)

اخلاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کا نمونہ ہے۔ آپ پیدائشی طور پر پارسا، دیانت دار اور راست باز تھے۔ حیائے عثمان ان کی خاص شان ہے۔ حد سے زیادہ سخی اور رحم دل تھے۔ آپ کے اخلاق کے متعلق چند روایات حسب ذیل ہیں۔

گریہ زاری

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی ان سے کہا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو روتے نہیں اور جب قبر کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو بہت روتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے، اگر اس سے کوئی نجات پا گیا تو اس کے بعد اس کے لیے آسانی ہے، اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد انتہائی سختی ہے، اور فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا اور خطرناک نہیں دیکھا ہے۔

حیائے عثمان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے پیچھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور

وہ بھی اندر آئے پھر حضرت سعد بن مالکؓ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی داخل ہو گئے، اس کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آئے حضورؐ اپنے گھٹنے کھولے ہوئے لوگوں سے بات کر رہے تھے جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے اپنے دونوں زانو ڈھک لیے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ، چنانچہ ان حضرات نے تھوڑی دیر آپؐ سے بات کی اس کے بعد یہ تشریف لے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! میرے والد اور ان کے ساتھی آئے تو آپ نے اپنے کپڑے کو اپنے گھٹنے پر نہ کھینچا اور نہ مجھے اپنے پاس سے ہٹنے کا حکم دیا؟ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس شخص (عثمانؓ) سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں؛ اور قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے بے شک فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا کرتے ہیں، اور اگر عثمانؓ آ جاتے اور تم میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کر سکتے تھے، اور اپنا سر نکلتے وقت تک نہ اٹھاتے۔

مسجد میں قیلولہ

حضرت حسنؓ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا ہے ان دنوں جب کہ آپ خلیفہ تھے، اور فرمایا جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو کنکریوں کا نشان آپ کے پہلو پر ہوتا تھا اور کہا جاتا تھا یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں۔

سادہ لباس

حضرت عبدالملک بن شدادؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو جمعہ کے دن ممبر پر دیکھا، آپ ایک عدنی موٹا تہبند باندھے ہوئے تھے، جس کی قیمت چار یا پانچ درہم سے زائد نہ ہو گی اور ایک معمولی سی گیروا رنگ کی کوفی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

بدلہ ابوفرات فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا اس سے فرمایا میں نے تیرا کان ملا تھا تو مجھ سے بدلہ لے، اس نے حضرت عثمانؓ کا کان پکڑا، آپ نے فرمایا سختی سے مل! دنیا کا بدلہ کیا ہی اچھا ہے کہ آخرت میں بدلہ نہ لیا جائے۔

مالی جہاد حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ایک ہزار دینار آپ کی خدمت میں لائے جس وقت کہ آپ نے جیش عسرہ کو سامان دیا، حضرت عثمانؓ نے ان دیناروں کو آپؐ کی گود میں ڈال دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ ان دیناروں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے، عثمان کو آج کے دن کے بعد کوئی عمل نقصان رساں نہیں ہے۔ یہ جملہ حضورؐ نے کئی مرتبہ فرمایا۔

احساس حضرت عثمان غنیؓ رات کو خود اٹھ کر وضو کا تہیہ کر لیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ کسی خدمت گار کو کیوں نہیں پکار لیا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ آخر ان کے لیے بھی تو رات آرام کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

اتباع سنت ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عصر کے وقت سب کے سامنے وضو کر کے دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔

سنت وضو ایک دفعہ وضو کر کے تبسم ہوئے۔ لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا، میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ لہٰذا میں نے اس سنت کو ادا کیا۔

کھانے کی ایک سنت ایک بار مسجد کے دوسرے دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا، اور کھایا، اور بغیر تازہ وضو کیے ہوئے نماز کو کھڑے ہو گئے، پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا اور اسی طرح کیا تھا۔

نذرانہ
ایک دفعہ چار دن تک آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و فاقہ سے بسر کیا حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور اسی وقت بہت سا سامانِ خورد و نوش اور تین سو درہم لاکر بطورِ نذرانہ پیش کیا۔

ایثار کا نمونہ
حضرت عمرؓ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا، اس حساب سے حضرت عثمانؓ نے اپنے دوازدہ سالہ مدت خلافت میں ساٹھ ہزار درہم کی گراں قدر رقم مسلمانوں کے لیے چھوڑ دی جو درحقیقت ایثارِ نفس کا نمونہ ہے۔

مالی قربانی
جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جبکہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے یہاں تک کہ لوگ درختوں کی پتیاں کھا کر لوگ گزارہ کرتے تھے اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگدستی کا لشکر اس جنگ کی تیاری کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن جناب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا جبکہ آپ جیش عسرہ کی مدد کے لیے لوگوں کو راغب کر رہے تھے کہ مسلمان جہاد کی تیاری میں مالی حصہ لیں حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ساز و سامان سے لدے ہوئے ایک سو اونٹ پیش خدمت کرتا ہوں، اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ جاری رکھا اور سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ کیا تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دو سو اونٹ بمعہ ساز و سامان پیش خدمت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ جاری رکھا اور پھر سامانِ جنگ کی فراہمی کی طرف رغبت دلائی تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسری مرتبہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین سو اونٹ بمعہ ساز و سامان پیش خدمت کرتا ہوں۔ حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے اتر گئے اور فرمایا، عثمان (رضی اللہ عنہ)

کے اس عمل کے بعد انہیں آخرت میں اور کس چیز کی ضرورت ہے جو نجات کے لیے درکار ہو۔
اور یہ دوبارہ ارشاد فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اتنا اچھا اور بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے کہ ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔
(مشکوٰۃ ص ۵۶۱)

فیاضی

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دور کر دے گا۔ اسی اثناء میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ منورہ کے تاجر غلہ خریدنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا "یہ بتاؤ کہ ملک شام سے یہ غلہ جو میرے پاس آیا ہے تم اس پر کس قدر نفع دو گے۔ تاجروں نے کہا کہ دس روپیہ کے غلہ پر دو روپے۔ مگر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے۔ آخر ہوتے ہوتے ان تاجروں نے کہا: جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے اس کی قیمت پندرہ روپے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے تعجب سے کہا "وہ زیادہ دینے والا کون ہے، مدینہ کے تاجر تو ہمیں لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا، مجھے ایک روپیہ کے مال کی قیمت دس روپے مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو۔ تاجروں نے انکار کر دیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں کو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقراء مدینہ کو دے دیا۔ (سیرت رسول عربی)

مسلمانوں کی خدمت

جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو یہاں کا پانی پسند نہ آیا۔ جو کھاری تھا، مدینہ منورہ میں ایک شخص کی ملک میں چشمہ تھا جس کا نام رومہ تھا۔ وہ شخص اپنے چشمے کا پانی قیمتاً دیتا تھا، حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض بیچ دو اور جنت کا چشمہ مجھ سے لے لو، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری اور میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے مجھ میں طاقت نہیں، یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ۳۵ ہزار روپے نقد دے کر اس شخص سے وہ چشمہ خرید لیا اور پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! جس طرح آپ اس شخص کو جنت کا چشمہ عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو کیا حضور وہ جنت کا چشمہ مجھے دے دیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں دے دوں گا، عرض کی تو میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں پر میں اسے وقف کرتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے غریب خانہ پر اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمائی اور وقت پر مع صحابہ کرام کے حضرت عثمانؓ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور حضور کا ایک ایک قدم مبارک جو ان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا گننے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کردوں، چنانچہ حضرت عثمان کے گھر تک حضور کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام حضرت عثمان نے آزاد کیے۔ (جامع المعجزات ص ۶۵)

خلیفہ برحق

حضرت عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن بلوائیوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے گھر کا محاصرہ کر لیا، ہم آپ کے پاس حاضر تھے۔ بلوائی جب آپ کے دروازے کے سامنے جمع ہوئے تو آپ کے غلاموں نے ہتھیار اٹھا لیے۔ آپ نے فرمایا: جو ہتھیار نہ اٹھائے وہ غلامی سے آزاد ہے۔"

ہم اپنے خوف کے سبب باہر نکل آئے۔ راستے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے۔ ہم ان کے ہمراہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ جب گھر کے اندر پہنچے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، السلام علیکم! آپ نے فرمایا، وعلیکم السلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کی حرکت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اے امیر المومنین! میں آپ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں پر تلوار بے نیام نہیں کر سکتا آپ خلیفہ برحق ہیں۔ آپ حکم دیجیے کہ میں بلوائیوں کو آپ سے دور کر دوں۔

فرمان حضرت عثمان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَا ابْنَ اَخِیْ اِرْجِعْ وَاجْلِسْ فِیْ بَیْتِكَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ فَلَا حَاجَةَ فِیْ اِهْرَاقِ الدِّمَاءِ۔ "اے میرے بھائی کے فرزند جاؤ اپنے گھر جا کر آرام سے بیٹھو یہاں تک کہ اللہ کا کوئی امر وارد ہو۔ ہمیں لوگوں کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(کشف المحجوب)

مسجد کی توسیع

مسجد نبوی پہلے بہت چھوٹی تھی۔ ایک زمین اس کے قریب بکنے کو تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس زمین کو خرید کر میری مسجد میں شامل کر دے، اس کو جنت ملے گی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار یا پچیس ہزار روپے میں خرید کر مسجد میں شامل کر دی۔ (سیرت رسول عربی)

اخلاق حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی سے آغوشِ نبوت میں پرورش پائی اس لیے آپ کی اخلاقی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی جو اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ ہے۔ آپ کے اخلاق کی چند خوبیاں حسب ذیل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں امانت اور دیانت میں حد درجہ احتیاط کرتے۔ اپنے عہد خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی۔ اس کا اندازہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ نارنگیاں آئیں، امام حسنؓ، امام حسینؓ نے ایک نارنگی اٹھالی۔ جناب علیؓ نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کر دی۔

مساوات مال غنیمت تقسیم فرماتے تھے تو برابر حصے لگا کر غایت احتیاط میں قرعہ ڈالتے تھے کہ اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو تو آپ اس سے بری ہو جائیں ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا۔ اس میں ایک روٹی بھی تھی، حضرت علیؓ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے، اور قرعہ ڈال کر تقسیم فرمایا۔ ایک دفعہ بیت المال کا تمام اندوختہ تقسیم کر کے اس میں جھاڑو دی، اور دو رکعت نماز ادا فرمائی کہ وہ قیامت میں ان کی امانت و دیانت کی شاہد رہے۔

زہد آپ کی ذات گرامی زہد فی الدنیا کا نمونہ تھی بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کی ذات پر زہد کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ کے کاشانہ فقر میں دنیاوی شان و شکوہ کا گزر نہ تھا۔

کوفہ تشریف لائے تو دارالامارت کے بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ عمر بن الخطابؓ نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان ہی میرے لیے بس کافی ہے۔

محنت و مشقت

ایک دفعہ شدت گرسنگی میں کاشانۂ اقدس سے باہر نکلے کہ مزدوری کر کے کچھ کما لائیں۔ عوالی مدینہ میں دیکھا کہ ایک ضعیفہ کچھ اینٹ پتھر جمع کر رہی ہے۔ خیال ہوا کہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے۔ اس کے پاس پہنچ کر اجرت طے کی اور پانی سینچنے لگے۔ یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ غرض اس محنت و مشقت کے بعد ایک مٹھی کھجوریں اجرت میں ملیں، لیکن تنہا خوری کی عادت نہ تھی۔ بجنسہٖ لیے ہوئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کیفیت سن کر نہایت شوق کے ساتھ کھانے میں ساتھ دیا۔

سادہ کھانا

ایک دفعہ عبداللہ بن زریر نامی ایک صاحب شریک طعام تھے۔ دسترخوان پر کھانا نہایت معمولی اور سادہ تھا، انہوں نے کہا! امیرالمومنین آپ کو پرند کے گوشت کا شوق نہیں ہے؟ فرمایا، ابن زریر خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حق ہے۔ ایک خود کھائے اور اہل کو کھلائے اور دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کرے۔

مزدوری

ایک دفعہ رات بھر سینچ کر تھوڑے سے جو مزدوری میں حاصل کیے، صبح کے وقت گھر تشریف لائے تو ایک ثلث پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا ابھی پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین نے صدا دی، حضرت علیؓ نے سب اٹھا کر اس کو دے دیا۔ اور پھر بقیہ میں دوسرے ثلث کے پکنے کا انتظار کیا، لیکن تیار ہوا کہ ایک مسکین یتیم نے دست سوال بڑھایا۔ اسے بھی اٹھا کر اس کی نذر کیا، غرض اسی طرح تیسرا حصہ بھی [illegible] رات بھر کی مشقت

کے باوجود دن کو فاقہ مست رہا۔ خدائے پاک کو یہ ایثار کچھ ایسا بھایا کہ بطور ستائش اس کے صلہ میں وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا۔ (الآیۃ) کی آیت نازل ہوئی۔

امانتوں کی واپسی

تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ، ابو سفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام زمعہ بن اسود، ابوجہل بنیہ و منبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کیلیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا۔ وہ بولا "میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں۔ میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو اسی لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تاکہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ وہ بولے: بہت اچھا۔ آئیے" جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھری میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو۔ وہ خود ہلاک ہو جائیگا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں۔ اللہ کی قسم: اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑالیں گے۔ دوسرا بولا: "اس کو شہر سے نکال دو۔ جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے اچھی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنالے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔ ابوجہل بولا، "میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی" انہوں نے کہا "وہ کیا ہے؟"

ابو جہل نے کہا "وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں۔ اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے نہیں لڑ سکتی۔ اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔"

یہ سن کر شیخ نجدی بولا "یہی بات درست ہے۔ اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔ سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہو گئی۔ ایک تہائی رات گزری تھی کہ قریش نے حسب قرار داد دولت خانہ کا محاصرہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ آپ سو جائیں تو حملہ آور ہوں۔ اس وقت آپ کے پاس صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے علی! (رضی اللہ عنہ) تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور حکم دیا کہ ہمارے پاس جن کی امانتیں رکھی ہیں انہیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلا جھجک حضور کے بستر پر سو رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مٹھی خاک لی اور سورہ یٰسین کے شروع کی آیات فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھتے ہوئے کفار تک پھینک دی اور کفار کے مجمع میں سے صاف نکل گئے۔ کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔

ایک مخبر نے جو اس مجمع میں نہ تھا، ان کو خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہاں سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ پھیرا تو واقعی خاک پائی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبز چادر اوڑھے ہوئے سوتے دیکھ کر خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو وہ کہنے لگے۔ اس مخبر نے سچ کہا تھا۔ کفار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا

تیرا یار کہاں گیا۔ آپ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں۔ کفار دست افسوس ملنے لگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے مبارک کے نشان دیکھتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکل گئے۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت رسول عربی)

اخلاص نیت

میدانِ جنگ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ایک کافر زخمی ہو کر بھاگا۔ آپ نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ قریب تھا کہ آپ اس کا سر تن سے جدا کر دیں کہ اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اس کے سینہ سے اتر گئے اور اسے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ شخص یہ دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ کہنے لگا، اے علی رضی اللہ عنہ یہ کیا بات ہے کہ آپ نے مجھے مغلوب کر لینے کے بعد قتل نہ کیا جب کہ میں نے آپ کے منہ پر تھوک بھی دیا تھا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

گفت من تیغ از پئے حق می زنم   بندۂ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا   فعل من بر دین من باشد گوا
چوں در آمد علتے اندر غزا   تیغ را دیدم نہاں کردن سزا

میں خالصۃً حق کے لیے تیغ زنی کرتا ہوں۔ میں اپنے حق تعالیٰ کا بندہ ہوں نفس کا غلام نہیں۔ میں حق تعالیٰ کا شیر ہوں اپنی خواہشات کا شیر نہیں ہوں۔ میرا یہ فعل میرے دیندار ہونے پر گواہ ہے۔ جب لڑائی میں ایک دوسری علت واقع ہو گئی تو میں نے یہی مناسب جانا کہ اپنی تلوار کو میان میں ڈال دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جذبہ خلوص کو دیکھ کر وہ کافر بے حد متاثر ہوا۔ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا

(مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

نماز ایک امانت

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ چہرہ زرد ہو جاتا۔ فرماتے کہ یہ (نماز) ایک امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔ لیکن ہم نے اس کو اٹھا لیا۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پورے کر سکتا ہوں یا نہیں۔ (ریاض الصالحین)

فراست

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کے دوران جب منکرِ خدا (دہریہ) اپنے دلائل پیش کر چکا تو آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے (یعنی خدا نہیں ہے) تو میں بھی بچ گیا اور تو بھی بچ گیا۔ اور اگر ایسا ہے جیسا کہ میں کہتا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ کا وجود ہے) تو میں بچ گیا اور تو پھنس گیا اور ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ (کیمیائے سعادت)

وضاحت

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں ابن سبا منافق کا ٹولہ مسلمانوں میں غلط پروپیگنڈہ کے ذریعہ انتشار و افتراق پھیلانے میں سرگرم عمل تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خلیفہ اول قرار دیا تھا۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ قیس بن عباد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوں وضاحت فرمائی کہ اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو اگایا اور روح کو پیدا کیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے کوئی عہد و پیماں (خلافت بلافصل کے بارے میں) کیا ہوتا تو اس پر میں قوت اور زور کے ساتھ قائم رہتا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو منبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سیڑھی پر بھی نہ چڑھنے دیتا۔

حلال وطیب

شہنشاہ ولایت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے چکی میں جو پیستی تھیں اور وہی آپ کی غذا تھی۔ آپ ایک بار جو کی بوری پر مہر کر رہے تھے فرمایا: "میں اپنے پیٹ میں صرف وہی چیز داخل کرنا پسند کرتا ہوں جسے میں جانتا ہوں کہ حلال وطیب ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ کو کپڑا اور کھانا خریدنے کے لیے اپنی تلوار فروخت کر دینی پڑی۔ کوفہ میں "قصر ابیض" میں قیام کرنا پسند نہیں فرمایا بلکہ ان جھونپڑیوں کو ترجیح دی جن میں غریب لوگ رہا کرتے تھے۔ حضرت عتبہ بن علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کے سامنے کھٹا دودھ جس کی بو سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی اور روٹی کا سوکھا ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی، یا امیر المومنین: کیا آپ ایسی چیزیں کھاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: اے ابو الجنوب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ رُوکھا سوکھا کھاتے تھے اور اس سے موٹا کپڑا پہنتے تھے (آپ نے اپنے لباس کی طرف اشارہ کیا) اگر میں ان کی روش پر نہ چلوں تو اندیشہ ہے کہ ان کا ساتھ نصیب نہ ہو۔

(اسلام کا نظام عدل)

اہلیت خلافت

ابن اذینہ کہتے ہیں: میں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: امیر المومنین! مہاجرین وانصار کو کیا ہوا کہ آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے گھٹاتے ہیں۔ حالانکہ آپ سب سے افضل ہیں۔ آپ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب بھی سب سے زیادہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر تو قریشی ہے تو شاید بنو عائذہ کے کنبے سے ہے اور میرا خیال ہے کہ تو ذوالہ کا رشتہ دار ہے۔ میں نے جواب دیا: ہاں۔ فرمایا، اگر مومن حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ کم بخت! ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے چار باتوں میں بڑھے ہوئے ہیں

جن کو میں نہیں پاسکا اور نہ ان کے عوض کوئی اور شے پاسکا۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت (۲) غار میں رفاقت (۳) نماز کی امامت (۴) اسلام کی اشاعت۔ ان سب امور میں وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔ وہ ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حائل رہتے اور ڈھال کا کام دیتے۔ کھلم کھلا دین کو ظاہر کرتے اور میں اس وقت اپنے دین کو چھپاتا تھا۔ قریش مجھے حقیر سمجھتے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ لشکرکشی اور مرتدین کی سرکوبی نہ کرتے تو ہمیشہ پیچیدگیاں پڑی رہتیں اور لوگ اصحاب طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیت ہو جاتے۔ حق تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو میرا اسلام پہنچائے۔" اور پھر فرمایا: "کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فوقیت نہ دے ورنہ میں اس کو سزا دوں گا۔"

صداقت کا اثر

حضرت علیؓ کی زرہ ایک دفعہ ایک یہودی نے لے لی تھی۔ آپ ہی کا زمانہ خلافت تھا۔ آپ مدعی بن کر اپنے ملازم قاضی شریح کے دربار میں جا کھڑے ہوئے اور اپنی گواہی میں حضرت حسنؓ اور اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ قاضی نے ان کی شہادت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیٹے کی شہادت باپ کے لیے اور غلام کی شہادت آقا کے لیے قبول نہیں کی جا سکتی۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا "آپ حسنؓ کی شہادت کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ کیا جنت کے سرداروں کی شہادت مسترد کی جا سکتی ہے؟" قاضی ابو شریح نے کہا کہ ہم زمین پر موجود ہیں اور آپ ذکر جنت کا فرما رہے ہیں۔ آپ اپنے دعوے کی کوئی اور دلیل پیش فرمائیں۔

یہودی یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ اسلام کا ایسا سچا انصاف ہے۔ جب وہاں سے آپ کا دعویٰ خارج ہو گیا تو یہودی باہر نکل کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں، یہ زرہ آپ کی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بطیب خاطر مسلمان ہو گیا۔

مذمت دنیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا کی رنگینیوں سے متنفر تھے۔ رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آخرت کی سوچ میں ڈوبے رہتے۔ کبھی دنیا کو مخاطب کر کے یوں فرماتے۔ اے دنیا! کیا تو میرے آگے جال بچھا رہی ہے؟ کیا تو مجھ پر اپنی زیب و زینت کا جادو چلانا چاہتی ہے۔ جا دور ہو جا کسی اور کو بہلا کسی اور کو پھسلا۔ میں تو تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ اب تو مجھ سے مایوس ہو جا میں تیری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے۔ تیرا عیش بہت حقیر ہے۔ لیکن تجھ سے خطرات بہت بڑے ہیں۔ پھر فرماتے آہ توشہ کتنا کم۔ منزل کتنی دور اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔

انصاف

دو اجنبی شخص قبیلہ قریش کی ایک خاتون کے پاس آئے اور بولے۔ ہم محنت مزدوری کے لیے فلاں شہر کو جا رہے ہیں۔ آپ ہمارے ایک سو دینار بطور امانت رکھ لیں۔ جب ہم دونوں اکٹھے واپس آئیں گے تو آپ سے اپنی امانت واپس لے لیں گے۔ دو سال بعد ان میں سے ایک شخص واپس آیا اور خاتون سے کہا۔ میرا ساتھی وفات پا چکا ہے۔ آپ سو دینار مجھے واپس کر دیں۔ یہ کہہ کر وہ شخص رونے لگا۔ گویا کہ وہ اپنے ساتھی کا ماتم کر رہا ہے۔ رونے کی آواز سن کر خاتون کے ہمسائے اور رشتہ دار جمع ہو گئے۔ لوگوں نے اس شخص سے پوچھا تم کس لیے روتے ہو۔ اس نے غمگین صورت بنا کر کہا۔ میرا ساتھی وفات پا گیا اس کے لیے بے قرار ہوں۔ ہم دونوں نے اس خاتون کے پاس سو دینار امانت رکھے تھے۔ وہ لینے آیا ہوں۔ سب نے افسوس کا اظہار کیا پھر خاتون سے کہنے لگے۔ جب کہ اس کا ساتھی فوت ہو چکا ہے تو آپ امانت کی رقم اسے واپس کر دیں۔ خاتون نے سب کے سامنے اس شخص کو ۱۰۰ دینار دے دیے۔ چند ماہ بعد دوسرا شخص اس خاتون کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا ساتھی مجھ سے بچھڑ چکا ہے۔ معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ زندہ بھی ہے یا مر چکا۔ آپ ہماری امانت کی رقم سو دینار مجھے

عنایت کریں۔ خاتون حیران ہو کر بولی۔ چند ماہ پہلے تمہارا ساتھی آیا۔ اس نے کہا تم مر چکے ہو۔ اور وہ امانت کی رقم لے جا چکا ہے۔ وہ شخص خاتون سے جھگڑنے لگا۔ خاتون کے ہمسائے اور رشتہ دار بھی جمع ہو گئے۔ سب نے تصدیق کی کہ تمہارا ساتھی سو دینار لے گیا ہے۔ وہ شخص نہ مانا۔ اور شور مچانے لگا۔ لوگ اس خاتون اور اس مدعی کو لے کر امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے ان دونوں کا بیان سنا۔ پھر لوگوں سے گواہی لی وہ شخص بولا۔ یا امیر المومنین۔ میں حق پر ہوں۔ انصاف چاہتا ہوں۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا بے شک غلطی اس خاتون کی ہے کہ اس نے تمہارے ساتھی کو رقم دے دی۔ تم حق پر ہو خاتون پر لازم ہے کہ تمہاری رقم ادا کرے۔

وہ شخص خوش ہو کر بولا۔ جزاک اللہ۔ بے شک آپ نے عدل سے فیصلہ کیا۔

خاتون آپ کا فیصلہ سن کر بے حد پریشان تھی۔ آپ نے خاتون سے فرمایا، بے شک تم ایک سو دینار ادا کر دو گی مگر اس وقت جب یہ شخص اپنے ساتھی کو اپنے ہمراہ لے کر آ جائے پھر اس شخص سے فرمایا جاؤ اپنے ساتھی کو لے کر آؤ اور دونوں اکٹھے آ کر اپنی امانت واپس لو۔ حضرت علی مرتضیٰ نے ان دھوکہ بازوں کے فریب سے خاتون کو بچا لیا۔

(کتاب الاذکیا)

ایثار ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں کڑاکے کا فاقہ گزرا، آپ نے ایک یہودی سے کچھ اون لیا تاکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اُسے بیں۔ جب بن چکیں تو اس کی مزدوری میں تین صاع گیہوں ملا۔ پہلے دن ایک صاع گیہوں لے کر سیدہ (رضی اللہ عنہا) نے پیسا اور روٹیاں پکائیں۔ جب آپ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) اور بچوں سمیت کھانے بیٹھیں، تو ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: "اے اہل بیت نبوت میں مسکین ہوں، اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ۔" چنانچہ وہ چند روٹیاں جو پکی تھیں اُسے دے دی گئیں۔ دوسرے دن پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع گیہوں پیسے اور روٹیاں

پکائیں، جب سب کھانے بیٹھے تو پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: "اے اہل بیت نبوت میں ایک یتیم ہوں، خدا کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ: ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں تیسرے دن پھر یہی ماجرا گزرا۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا گیہوں پیس کر روٹیاں پکا چکیں تو کسی نے دروازہ پر صدا دی۔ اے اہلِ بیت نبوت! میں اسیر ہوں، بھوکا ہوں، خدا کے لیے مجھے کچھ کھلاؤ۔ اور ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ سب نے پانی پی پی کر رات گزاری لیکن حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہا بھوک کی شدت سے نڈھال ہونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسالت مآب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ مطہرات سے دریافت فرمایا تو سب کے ہاں یہی جواب ملا کہ برکت ہے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہ بھی بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس کھجوریں ہیں۔ اس کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ لیکن وہاں بھی نہ ملیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، میرے ٹوکری لو اور اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اپنی کھجوروں سے ہمیں شکم سیر کر دے۔ اللہ کے حکم سے کھجوریں گرنے لگیں، سب لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائیں۔ باقی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دی گئیں کہ وہ خود کھائیں اور وہاں بکری کی ایک سری ہدیۃً بھیجی۔ اس نے سوچا، میرا ہمسایہ مجھ سے زیادہ غریب ہے۔ اس نے یہ سری اس کے گھر بھیج دی۔ تیسرے نے بھی یہی سوچا اور سری چوتھے کے گھر بھیج دی۔ اسی طرح چوتھے نے پانچویں کے گھر بھیجی۔ پانچویں نے چھٹے کے ہاں پہنچا دی۔ حتیٰ کہ چھٹے نے بھی ساتویں کے گھر بھیجی تو یہ وہی شخص تھا جس نے سب سے پہلے اپنے ہمسایہ کے ہاں بھیجی تھی۔ اس طرح پھر پھرا کر اسی کے ہاں پہنچ گئی۔ (احیاء العلوم)

اخلاقِ حسنہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بازار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک کنیز کھجوروں کی دکان کے پاس کھڑی رو رہی ہے۔ آپ نے اس سے وجہ دریافت فرمائی تو کنیز نے جواب دیا کہ میرے آقا نے کھجوریں واپس کر دی ہیں۔ یہ دکاندار لیتا نہیں ہے۔ آپ نے دکاندار کو کھجوریں لینے اور قیمت واپس دینے کے لیے فرمایا۔ اس شخص نے اس کو بھی جھڑک دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا "کچھ خبر ہے کس کو جھڑک رہے ہو؟" اُس نے کہا نہیں۔ لوگوں نے کہا "یہ امیر المومنین ہیں"۔ یہ سن کر اس نے کہا "اگر جناب مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں تو معاف فرمائیں"۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم ایمانداری اور راست بازی سے معاملہ کرو گے تو میری ناخوشی کی کوئی وجہ نہیں۔

فقرِ حضرت علیؓ

امیر المومنین حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں ایک اعرابی کا اونٹ مر گیا۔ وہ دور دراز علاقہ سے منزلیں طے کرتا ہوا بیت المال سے اونٹ حاصل کرنے کے لیے دارالخلافہ مدینہ منورہ پہنچا۔ آپ کی رہائش گاہ پر آیا تو حضرت امام حسینؓ نے اس کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؓ تو کاروبارِ خلافت کے سلسلے میں کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے اس اعرابی کو مسجد کے حجرے میں بٹھایا اور کہا کہ میں آپ کے لیے کھانا تیار کر کے لاتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں پُر تکلف کھانا تیار کر کے سامنے رکھا۔ اعرابی نے کہا۔ میں یہ کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا جب تک کہ اس غریب شخص کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہ کر لوں جو صحنِ مسجد میں خشک روٹی پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا "یہی تو میرے والد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ وہ اپنے معمول کے برخلاف یہ پُر تکلف کھانا ہرگز نہ کھائیں گے۔ اعرابی یہ سادگی اور نفس کشی دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اتنی سلطنتِ عظیم کے سیاہ و سفید کے مالک و مولیٰ کی یہ سادگی اور ایسی خشک غذا جس کو غریب ترین انسان بھی کھانا گوارا نہ کرے۔ غرض اس اعرابی کو بیت المال سے ایک عمدہ اونٹ دلا دیا گیا

وہ شکرگزاری وحیرانی کے جذبات سے لبریز شادکام اور بامراد اپنے وطن مالوف کو واپس چلا گیا۔

تقاضائے عدل حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک دفعہ اپنی صاحبزادی کے پاس بیت المال کا ایک موتی دیکھا۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ موتی کہاں سے لائیں میں ضرور سزا دوں گا۔ ابو رافع افسر بیت المال نے عرض کیا کہ امیرالمؤمنین میں نے پہننے کے لیے دے رکھا ہے۔

غلام پر رحم حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک دفعہ دو چادریں خریدیں۔ قنبر اپنے غلام سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک اپنے لیے پسند کریں۔

اللہ کے حضور سچی توبہ کرنے کی رہنما کتاب

اللہ میری توبہ

علامہ عالم فقری

اقوالِ خلفائے راشدین

خلفائے راشدین کے اقوال حق و صداقت کا منہ بولتا شاہکار ہیں جن سے حکمت و دانش کے چشمے پھوٹتے ہیں اور یہ اسلامی اخلاق کا مستقل سنہرا باب ہے کیونکہ ان سے علم اور عمل کا درس ملتا ہے۔ عقل و عرفان کے یہ نادر موتی ہر ایک کو دعوت دیتے ہیں کہ دین و دنیا سنوارنے کے لیے ان پر عمل کیا جائے تاکہ آخرت میں فلاح حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ان نصیحت آموز فرمودات پر چلنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔ خلفائے راشدین کے اقوال حسب ذیل ہیں۔



اقوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

- آپ کے گراں قدر اقوال جو انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں حسب ذیل ہیں۔
- اُس دن پر رو، جو تیری عمر کا گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔
- زبان کو شکوہ سے روکنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔
- جہادِ کفار جہادِ اصغر ہے اور جہادِ نفس جہاد اکبر ہے۔
- تکبر اگر مالدار کریں تو یہ بُرا ہے۔ لیکن اگر غریب کریں تو بدتر ہے۔
- توبہ بوڑھے سے خوب اور جوان سے خوب تر ہے۔
- جاہل کا متاعِ دنیا میں کھو جانا بد ہے۔ مگر عالم کا بدتر ہے۔

○ علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ بخلاف مال کے۔

○ بخشش کرنا امیر سے خوب ہے لیکن محتاج سے خوب تر ہے۔

○ گناہ اگرچہ جوان کا بھی بدی ہے۔ لیکن بوڑھے کا گناہ بدتر ہے۔

○ گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

○ اے لوگو خدا کے خوف سے ڈرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

○ عدل و انصاف ہر ایک سے خوب ہے لیکن خوب تر ہے۔

○ شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے۔

○ سوال پر سائل کا حق واجب ہے اور عمدہ جواب حسن اخلاق ہے۔

○ ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے۔ سوائے ثوابِ صبر کے کہ وہ بے اندازہ ہے۔

○ صبح خیزی میں مرغان سحر کا سبقت لے جانا تیرے لیے باعث ندامت ہے۔

○ زمانہ کی گردش اگرچہ عجیب امر ہے لیکن اس سے غفلت عجیب تر ہے۔

○ حیا اگر مردوں میں ہو تو یہ خوب ہے لیکن عورتوں میں ہو تو خوب تر ہے۔

○ جو امر پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

○ ہم نے بندگی کو تقویٰ میں پایا اور تونگری کو یقین میں اور عزت کو تواضع میں۔

○ خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھا لینا حقیقی سخاوت ہے۔

○ خوفِ الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی بقدر جہالت۔

○ جس کا سرمایہ دنیا ہے اس کے دین کا نقصان زبانیں بیان کرنے سے عاجز ہیں۔

○ تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔

○ مصیبت میں صبر کرنا سخت ہے، مگر صبر کے ثواب کو ضائع نہ ہونے دینا سخت تر ہے۔

○ صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے با ادب پیش کر، کیونکہ خوش دلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

○ ہرگز کوئی شخص موت کی تمنا نہیں کرے گا، سوائے اس کے جس کو اپنے عمل پر وثوق ہوگا۔

○ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دے۔

آپ جب کسی کی ماتم پرسی کے لیے جاتے تو فرماتے "صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے میں کچھ فائدہ نہیں۔

○ پورا کرتا ہے نماز کو سجدہ سہو، پورا کرتا ہے روزہ کو صدقہ فطر، پورا کرتا ہے، حج کو فدیہ ادا کرتا ہے ایمان کو جہاد۔

○ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سستی عام لوگوں سے بد ہے لیکن عالموں اور طالب علموں سے بدتر ہے۔

○ عبادت ایک پیشہ ہے، دکان اس کی خلوت ہے۔ راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔

○ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرو تو تم کو اپنی مصیبت بہت کم معلوم ہوگی۔

○ جب زبان بگڑ جائے تو لوگ اس پر روتے ہیں اور جب دل بگڑ جائے تو فرشتے اس پر روتے ہیں۔

○ اللہ کی قسم مجھے خلافت کی خواہش نہ تھی، نہ میں نے اللہ سے اس کو طلب کیا، پوشیدہ نہ آشکارا۔

○ جو شخص اللہ کی محبت خالص کا مزہ چکھتا ہے وہ مزا اس کو طلب دنیا کے مزہ

سے روک دیتا ہے۔

○ خاطر و مدارات اگر غریب کریں تو یہ خوب ہے لیکن مالدار بھی ایسا کریں تو یہ خوب تر ہے۔

○ دولت آرزو کرنے سے، جوانی خضاب سے اور صحت دواؤں سے ہی حاصل نہیں ہوتی۔

○ خبردار، کوئی آدمی دوسرے آدمی کو حقیر نہ جانے، کیونکہ کمتر درجہ کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بزرگ تر ہے۔

○ سچ بولنا اور نیکی کرنا جنت میں ہے۔ اور جھوٹ بولنا اور بدکاری کرنا دوزخ میں ہے۔

○ اے اللہ کے بندو، آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ اور بھائی بھائی بن کر رہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔

○ فرمایا جسے (خوف خدا سے) رونے کی توفیق نہ ہو وہ رونے والوں پر رحم کیا کرے۔

○ گفتگو میں اختصار سے کام لو۔ کلام اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا آسانی سے سنا جا سکے۔ طول کلامی گفتگو کا کچھ حصہ ذہنوں سے ضائع کر دیتی ہے۔

○ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے غلاموں اور لونڈی کو اولاد کی طرح رکھو۔ ان کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔"

○ لوگو! خدا تعالیٰ سے شرم کرو۔ واللہ، میں جب کبھی میدان میں قضائے حاجت کے لیے جاتا ہوں تو خدا تعالیٰ سے شرما کر سر نیچے کر لیتا ہوں۔ لہٰذا اپنے اعمال و افعال میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر ڈرتے اور شرم کرتے رہو۔

○ انسان دو مرتبہ نجاست سے نکلا ہے، ایک مرتبہ صلب پدر سے، اور ایک مرتبہ رحم مادر سے، پس انسان کو اپنی حیثیت فراموش نہ کرنی چاہیے، ہم نے بزرگی کو تقویٰ

میں پایا، تونگری کو قناعت میں، اور عزت کو تواضع میں۔

○ عمل بغیر علم کے سقیم و بیمار، اور علم بغیر عمل کے عقیم و بے کار ہے۔

○ آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے کہ قلب کی تمام آفتیں اسی راستہ سے آتی ہیں اور شہوات و لذات پیدا ہوتی ہیں۔ آنکھ بند کرے۔ تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

○ بذل نوال قبل سوال کے بجالا۔ اگر سائل کے سوال کرنے پر تو نے دیا، اس سے دگنی آبرو اس کی تو نے لی۔

○ انسان ضعیف ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کیوں کر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

○ موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

○ بدبخت ہے وہ شخص جو خود مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے۔ یعنی کوئی بُری بات جاری کر جائے۔ مثلاً کوئی کھوٹا سکہ بنانا، بُرا کھیل جاری کرنا، بُری کتاب کی اشاعت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

○ میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی جس نے اپنی مخلوق کے لیے کوئی راستہ اپنی معرفت کا نہیں رکھا سوائے اس کے کہ اس کی معرفت سے عاجز ہو جائیں (حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ یہ کلمہ توحید کے معنوں میں بڑا بلند ہے۔

○ اے اللہ کے بندو، خوب سمجھ لو، اللہ نے اپنے حق میں تمہاری جانوں کو گرو کیا ہے، اور اس پر تم سے عہد لیے ہیں، اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو بعوض کثیر باقی (جنت) کے مول لے لیا ہے۔

○ اے لوگو، اپنی عمر کی مہلت میں نیکیوں کی طرف سبقت کرو، قبل اس کے کہ تمہاری عمریں ختم ہو جائیں اور تم کو اپنی بداعمالیوں سے سابقہ پڑے۔ کچھ لوگوں نے اپنی زندگیاں غیروں کے لیے صرف کر دیں اور اپنی جانوں کو فراموش کر دیا، میں تم کو منع کرتا ہوں کہ تم ایسے نہ بنو۔

○ آپ تکبر سے نہیں گھبرتے، جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ یوں دعا مانگتے یا اللہ جیسا یہ کہتے ہیں مجھے اس سے بھی اچھا کر دے اور جن امور سے یہ ناواقف ہیں وہ مجھے معاف کر دے۔

○ وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے خوبصورت تھے جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا۔ وہ بادشاہ کہاں گئے جنھوں نے شہر آباد کیے تھے، قلعے بنائے تھے۔ وہ بہادر کہاں گئے جو میدان جنگ میں ہمیشہ غالب رہتے تھے۔

○ زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہیں۔

○ اے اللہ کے بندو! تم ہر صبح اور ہر شام (ہر لحظہ) اس میعاد سے قریب تر ہوتے جاتے ہو جس کا علم تم سے غائب ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے کہ تمہاری عمریں اس حال میں ختم ہوں کہ تم اللہ کے کام میں مشغول ہو تو تم ایسا ہی کرو۔ لیکن اللہ کی مدد کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے، لہٰذا تم اللہ سے اس کی توفیق مانگو۔

○ اے لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی تعریف ایسی کرو جس کا وہ سزاوار ہے۔ دیکھو خدا نے زکریاؑ اور ان کے گھر والوں کی تعریف میں فرمایا وہ لوگ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید و خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے۔

○ ایک خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ پار سال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، یہ کہہ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ سے گناہوں کی بخشش اور دنیا و آخرت کی عافیت طلب کیا کرو۔

○ بسا اوقات اونٹ پر سوار ہوتے اور مہار گر جاتی تو اونٹ کو بٹھا کر اتر آتے اور مہار کو خود اٹھاتے۔ لوگ کہتے کہ حضرت آپ نے ہمیں حکم کیوں نہ دیا کہ ہم اٹھا دیتے تو فرماتے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ کسی انسان سے کچھ سوال نہ کروں۔

○ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ "یا اللہ مجھے حق دکھا، حق کی پیروی کی توفیق دے مجھے باطل کی پہچان دے، باطل سے بچنے کے لیے توفیق دے، حق و باطل کو مجھ پر مشتبہ نہ کرنا ورنہ میں ہوائے نفسانی کا تابع ہو جاؤں گا۔"

○ مرض وفات میں لوگوں کے طبیب بلانے کے مشورے پر فرمایا کہ طبیب تو مجھے دیکھ کر کہہ چکا ہے کہ اِنِّیْ فَعَّالٌ لِّمَا اُرِیْدُ (میں جو ارادہ کر چکا ہوں وہی کروں گا۔ یعنی اپنے پاس بلا لینے کا)

اقوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

○ سب سے زیادہ حلیم وہ ہے جو اپنے ظالم کو معاف کر دے۔

○ بندہ کو ایمان کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی نعمت نہیں ملی۔

○ جو دنیا کا حریص ہو، اس کی صحبت زہر قاتل ہے۔

○ علم حاصل کرو اور علم کے لیے سکینہ اور وقار سیکھو۔

○ جس سے تم کو نفرت ہو اس سے ڈرتے رہو۔

○ جو چیز پیچھے ہٹی پھر وہ آگے نہ بڑھی۔

○ کسی کی شہرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

○ بدترین آوازیں دو ہیں۔ راگ کی اور نوحہ کی۔

○ لوگوں کی فکر میں تم خود کو فراموش نہ کر دو۔

○ طمع (محتاجی) پیدا کرتا ہے، اور قناعت غنی کر دیتی ہے۔

○ جو شخص خود کو حقیر سمجھتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں معزز ہوتا ہے۔

○ آخرت کے معاملات کے سوا ہر معاملہ میں توقف کرنا بہتر ہے۔

- نکاح سے صرف دو چیزیں روکتی ہیں یا عاجز ہونا یا بدکار ہونا۔
- توبہ کرنے والوں کے پاس بیٹھا کرو ان کے دل بہت نرم ہوتے ہیں۔
- جو شخص برائی سے بالکل ناواقف ہے وہ برائی میں مبتلا ہو گا۔
- زخمی ہونے کے بعد نماز پڑھی اور زخم سے خون جاری تھا۔ اور فرمایا کہ جس کی نماز جاتی رہی، اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں۔
- جب عالم لغزش کرتا ہے تو اس کی لغزش سے ایک عالم کو لغزش ہو جاتی ہے۔
- جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھے گا اس کا کام اس کے اختیار میں رہے گا۔
- دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ جب تک کہ درود نہ پڑھا جائے۔
- دنیا کی عزت مال سے ہے، اور آخرت کی عزت نیک اعمال سے ہے۔
- قرض دینا بخل کی علامت ہے، حاجت مند کو بطورِ احسان دینا سخاوت ہے۔
- کم بولنا حکمت، کم کھانا صحت، کم سونا عبادت اور کم آمیزی میں عافیت ہے۔
- آدمی کے نماز روزہ کو نہیں بلکہ اس کی دانائی اور راستبازی کو دیکھنا چاہیے۔
- زنا کی کثرت سے زمین میں فساد و زلزلہ آتا ہے، حکام کے ظلم و ستم سے قحط واقع ہوتا ہے۔
- جس عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو دین کے معاملہ میں اس پر اعتبار نہ کرو۔
- مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ غنی ہوں یا فقیر، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرے حق میں تونگری بہتر ہے یا محتاجی۔
- پرانا موٹا کپڑا پہنا کرو، اور لباس عجم یعنی ایران و روم کے لباس سے اجتناب کرو۔
- سب سے بڑا عقل مند وہ ہے جو اپنے افعال کی عمدہ پیرائے میں معذرت کر لیتا ہو۔
- اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس تحفے میں بھیجتا ہے۔ (یعنی مجھ کو

میرے عیوب سے مطلع کرتا ہے)

○ ایک عالم کا مر جانا، ہزار عابد قائم اللیل، صائم النہار کے مر جانے سے بڑھ کر ہے۔

○ جب کوئی شخص مجھ سے کوئی بات پوچھتا ہے تو مجھ کو اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

○ وہ کام کرو کہ اگر اس کام کے کرتے وقت تمہیں کوئی دیکھ لے، تو تم کو ناگواری نہ ہو۔

○ تم میں سے وہ شخص فلاح پا گیا جو طمع، ہوائے نفس اور غضب و غصہ سے بچا رہا۔

○ جو شخص خود کو مقام تہمت سے الگ نہ رکھے، وہ بد گمانی کرنے والوں پر ملامت نہ کرے۔

○ دنیا تھوڑی ہی حاصل کرو، تو زندگی بہ آسانی بسر ہو گی، اور گناہ کم کرو تو موت آسان ہو گی۔

○ زیادہ ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے، رعب داب جاتا رہتا ہے اور موت سے غفلت ہو جاتی ہے۔

○ جو شخص کہ لوگوں کے مال سے توقع منقطع کرتا، اور قناعت اختیار کرتا ہے وہ ان سے غنی ہو جاتا ہے۔

○ علماء کی مجلس سے علیحدہ نہ رہا کرو، اللہ نے روئے زمین پر علماء کی مجلس سے زیادہ بہتر کوئی مقام پیدا نہیں کیا۔

○ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی زندگی کامیابی سے بسر ہو وہ اپنے باپ کے بعد اس کے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔

○ جب کوئی بندہ اللہ کی خاطر تواضع (انکساری) اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بلند کر دیتا ہے۔

○ سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ آدمی فرائض کو ادا کرے، منہیات سے بچے اور اللہ کے ساتھ اپنی نیت درست رکھے۔

○ مقدمات کا فیصلہ جلد کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ دیر کے سبب انصاف کی افادیت ہی ختم ہو کر رہ جائے۔

○ اپنی اولاد کو تیرنا، تیر اندازی، اور گھوڑے کی سواری کی تعلیم دو اور انہیں تاکید کرو کہ وہ کسی کی بے آبروئی نہ کریں۔

○ اے لوگو اللہ کا ذکر کیا کرو کہ اس میں شفا ہے اور لوگوں کے عیب بیان نہ کرو کہ اس میں بیماری ہے۔

○ تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں، سلام کرنا، دوسروں کے لیے مجلس میں جگہ خالی کرنا، مخاطب کو بہتر نام سے پکارنا۔

○ لوگوں سے اچھی طرح محبت سے پیش آنا عقل کا نصف حصہ اور اچھے پیرایہ میں کسی بات کا دریافت کرنا علم کا نصف حصہ ہے۔

○ اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہ کرے۔ اور اس کی خطائیں معاف نہیں کرتا جو دوسروں کی خطائیں معاف نہ کرے۔

○ لوگوں سے بے پرواہ (بے نیاز) رہنا چاہیے کہ اس طرح تمہارا دین زیادہ محفوظ رہے گا اور تم دوسروں پر زیادہ احسان کر سکو گے۔

○ ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت دی ہے۔ ہم اس کے سوا کسی اور چیز سے عزت کے طلب گار نہیں، معزز ہونے کے لیے ہم کو اسلام ہی کافی ہے۔

○ اپنے دوست کے حال کو اچھی صورت پر محمول کیا کرو، اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو، اپنے معاملہ میں مشورہ ان لوگوں سے کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

○ یاران صادق کو لازم پکڑو، اور ان کی حمایت میں زندگی بسر کرو، کیونکہ وہ عیش کے وقت

زینت ہیں اور مصیبت کے وقت غمخوار و مددگار ہیں۔" بدکار کی صحبت اختیار نہ کرو۔

○ اگر تم کو دو کاموں میں سے ایک کا اختیار دیا جائے، اور ان دونوں میں سے ایک سے دنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت، تو تم وہ کام اختیار کرو جس سے آخرت سدھرے کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی۔"

○ تمہیں یہ نہیں چاہیے کہ کسب معاش سے ہٹ کر بیٹھ رہو، اور یوں کہو کہ یا اللہ ہمیں رزق دے، اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔

○ صبر کی دو قسمیں ہیں، ایک صبر مصیبت پر اور دوسری صبر ترک معصیت پر۔ صبر کی دوسری قسم پہلی سے افضل اور مدار ایمان ہے۔" سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو ایسے شخص کو دے جس نے اسے محروم رکھا۔

○ اس امت پر مجھے سب سے زیادہ خوف اس شخص سے ہے جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل، جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو اس کو اللہ کے دین میں متہم سمجھو کیونکہ جو شخص جس چیز کا محب ہے اسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

○ تین باتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کسی کے ساتھ برتو، تو وہ تمہارا مخلص دوست بن جائے گا جب اس سے ملو تو سلام میں پہل کرو۔ اس کو عزت کے ساتھ بٹھاؤ۔ اور جس نام سے وہ خوش ہوتا ہو اسی کو اسی نام سے مخاطب کرو۔

○ فرمایا کہ سمندر چار ہیں (۱) خواہش نفس گناہوں کا سمندر ہے (۲) نفس انسانی خواہشات کا سمندر ہے (۳) موت زندگیوں کا سمندر ہے اور قبر پشیمانیوں کا سمندر ہے (سمندر سے کنایہ اس لیے کیا گیا ہے کہ محولا بالا اشیاء موجب ہلاکت ہیں)

○ آپ نے حضرت احنف بن قیس علیہ الرحمۃ سے پوچھا "سب سے بڑا جاہل کون ہے؟" انہوں نے فرمایا "جو آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دے۔ آپ نے فرمایا" میں اس سے بھی زیادہ تم کو بتاؤں، جو دوسروں کی دنیا کے لیے اپنی آخرت بیچ ڈالے۔

○ آج کا کام کل کے لیے نہ اٹھا رکھو اور جب دنیا اور آخرت میں مقابلہ ہو تو آخرت کو اختیار کرو۔ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور کتاب اللہ کا علم حاصل کرو۔ کیونکہ اس میں علم کے چشمے اور دلوں کی بہار ہے۔

○ آدمی عقلمندی تو اسی میں ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ اچھی طرح محبت سے زندگی بسر کرے اور سنجیدگی کے ساتھ سوال کرنا نصف علم کی علامت ہے اور کسب معاش کے سلسلے میں مناسب اور بہتر تدابیر اختیار کرنا نصف معیشت کے برابر ہے۔

○ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کی وجہ سے میں چار نعمتیں پاتا (۱) گناہوں سے بچ جاتا (۲) شکر کرتا کہ اس مصیبت سے زیادہ مصیبت نہ آئی۔ (۳) خوش ہوتا کہ اللہ کی رضا سے مصیبت آئی (۴) صبر کرکے ثواب کا امیدوار ہوتا۔

○ آدمی اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ پہاڑ کے برابر گناہ ہوتے ہیں مگر جب کسی عالم کا کلام سنتا ہے اور اپنے گناہوں پر افسوس و ندامت کرتا ہے تو اپنے گھر اس حال میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔ پس تم علماء کی مجالس سے کنارہ کش نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی جگہ علماء کی مجالس سے بزرگ تر پیدا نہیں کی۔"

○ فرمایا میں نے سب دوستوں کو آزمایا مگر قابو میں رکھی ہوئی زبان سے کوئی اچھا رفیق نظر نہیں آیا (۲) تمام پوشاکوں کا معائنہ کیا مگر پرہیزگاری سے بہتر کوئی پوشاک نہیں پائی۔ (۳) ہر قسم کا مال میری نظر سے گزرا مگر قناعت سے بڑھ کر کوئی خزانہ مجھے نظر نہیں آیا۔ (۴) ہر نوع کی نیکیوں کا مشاہدہ کیا مگر نیک نصیحت سے بہتر کوئی نیکی نہیں دیکھی (۵) انواع و اقسام کے کھانوں کو استعمال کیا مگر صبر سے زیادہ لذیذ کوئی کھانا نہیں پایا۔

○ فاروق اعظم نے غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر نقل کیا کہ پانچ قسم کے لوگ جنتی ہیں (۱) بال بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے والا مفلس آدمی (۲) شوہر کو خوش رکھنے والی صالحہ عورت (۳) اور وہ عورت بھی جو مہر خاوند کو صدقہ کر دے (۴) وہ اولاد

جو والدین کو خوش رکھے۔ اور پانچواں وہ شخص جو گناہ سے توبہ کرے اور پھر اس کا مرتکب ہو۔

○ دس چیزوں کی سلامتی کے لیے جن دس چیزوں کا ساتھ ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔
(۱) عقل کے ساتھ پرہیز گاری کا۔ (۲) بزرگی کے ساتھ علم کا (۳) کامیابی کے لیے دوراندیشی کا (۴) حکومت کے ساتھ عدل کا (۵) نسب کے ساتھ ادب کا (۶) خوشی کے ساتھ امن کا (۷) دولتمندی کے ساتھ سخاوت کا (۸) فقر کے ساتھ قناعت کا (۹) سربلندی کے ساتھ تواضع کا۔ (۱۰) جہاد کے ساتھ توفیق (سازوسامان کا یعنی پہلی چیز دوسری کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

○ فرمایا: آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ چیزیں مخفی رکھی ہیں (۱) اپنی خوشنودی کو فرمانبرداری میں پوشیدہ کر رکھا ہے (۲) اپنے غضب کو معصیت میں (۳) اسم اعظم کو قرآن شریف میں۔ (۴) شب قدر کو ماہِ رمضان میں (کونسی رات؟ یقینی طور پر کوئی نہیں بتا سکتا۔ (۵) صلواۃ الوسطیٰ (درمیانی نماز جس کے قائم کرنے کی بڑی تاکید ہے اور مفسرین اس کے تعین میں مختلف ہیں) نمازوں میں اور (۶) روز قیامت کو دنوں میں مخفی کر رکھا ہے (کہ وہ کس دن آئے گی کسی کو پتہ نہیں۔ وہاں اس کی علامات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔)

○ فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ جو شخص ہنسی ٹھٹھے اور مذاق میں بڑھ جاتا ہے اس کا رعب باقی نہیں رہتا جو دوسروں کو حقیر سمجھے گا۔ وہ خود بھی حقیر ہوگا جو شخص کسی کام میں زیادہ شغل رکھے اس میں مشہور ہو جائے گا (مثلاً صدیق اکبر ہمیشہ صدق نیت سے اسلام اور رسول خدا کی خدمت کرنے کی وجہ سے صدیق مشہور ہوئے اور خود فاروق اعظم عدل کے باعث نامی) جو زیادہ بولے گا وہ زیادہ لغزش کرے گا اور لغزشوں کی زیادتی سے شرم وحیا جاتی رہتی ہے جس میں حیا نہیں رہتی۔ اس میں پرہیز گاری مفقود ہو جاتی ہے اور پرہیز گاری کے فقدان سے ضمیر مر جاتا ہے اور ضمیر کا مر جانا انسانیت کی موت ہے۔

○ آپ نے ملک شام کو جاتے ہوئے راستے میں ایک محل دیکھا جو چونے اور پکی اینٹوں

ے بنا تمھا فرمایا" اللہ اکبر! مجھے گمان نہ تھا کہ اس اُمت میں ایسے لوگ ہوں جو " ہامان" کی سی عمارت بنائیں گے"۔ (یعنی فرعون نے ہامان کو حکم دیا تھا کہ اوقد لی یا ہامان علی الطین اے ہامان میرے لیے مٹی کے گارے کو آگ دے یعنی پختہ اینٹیں تیار کرو)

- فرمایا جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔
- جس سے تمہیں نفرت ہو اُس سے ڈرتے رہو۔
- سب سے زیادہ عاقل وہ شخص ہے جو اپنے افعال کی اچھی تاویل کر سکتا ہو۔
- آج کا کام کل پر اٹھا نہ رکھو۔
- روپے سر اونچا کیے بغیر نہیں رہتے۔
- جو چیز پیچھے ہٹ جاتی ہے وہ آگے نہیں بڑھتی۔
- جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں ضرور مبتلا ہوگا۔
- جو شخص مجھ سے سوال کرتا ہے۔ مجھ کو اس کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاتا ہے۔
- لوگوں کی فکر میں تم اپنے تئیں بھول نہ جاؤ۔
- دنیا تھوڑی سی لو تو آزادانہ زندگی بسر کر سکو گے۔
- توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے۔
- ہر بد دیانت پر میرے دو درونے مقرر ہیں مٹی اور پانی۔
- اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں اس کی پرواہ نہ کرتا کہ کس پر سوار ہوں۔
- خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس تحفتہً بھیجتا ہے (یعنی مجھ پر میرے عیب ظاہر کرتا ہے)
- ایک دفعہ ایک شخص کو دعا مانگتے سنا کہ خدایا مجھے فتنوں سے بچانا۔ آپ نے اُسے (باندازِ ظریفانہ کہا) کیا تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو اولاد نہ دے (انما اموالکم واولادکم فتنۃ (القرآن)

○ ایک دفعہ ایک شخص نے ان کے سامنے کسی کی تعریف کی۔ فرمایا۔ کیا تم سے کبھی معاملہ پڑا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا کبھی سفر میں ساتھ ہوا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ تم وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں۔

○ شبہہ کے ساتھ کمانا مانگنے سے بہتر ہے۔

○ ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔

○ توبۃ النصوح اس کا نام ہے کہ بُرے فعل سے اس طرح توبہ کی جائے کہ پھر اس کو نہ کرے۔

○ کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ تلاش رزق میں بیٹھ جائے اور دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو رزق دے کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ آسمان سے چاندی سونا نہیں برستا۔

○ اگر غیب دانی کے دعویٰ کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ پانچ اشخاص بہشتی ہیں۔

اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

○ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

○ دنیا وہ ہر کام ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔

○ اگر آنکھیں روشن ہیں تو ہر روز، روز حشر ہے۔

○ تواضع کی کثرت نفاق کی نشانی اور عداوت کا پیش خیمہ ہے۔

○ متواضع دنیا و آخرت میں جو چیز چاہے گا، پوری ہوگی۔

○ گناہ کسی نہ کسی صورت سے دل کو بے قرار رکھتا ہے۔

○ نعمت کا نامناسب جگہ خرچ کیا جانا ناشکری ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔

- عیالدار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔
- ترغیب دلانے کی نیت سے علانیہ صدقہ دینا خفیہ سے بہتر ہے۔
- جنت کے اندر رونا عجیب ہے اور دنیا کے اندر ہنسنا عجیب تر ہے۔
- فقیر کا ایک درہم صدقہ بہتر ہے غنی کے لاکھ درہم صدقہ سے۔
- دوسروں کا بوجھ اٹھانا عابدوں کی عزت کا تتمہ ہے۔
- ایک پرہیز گار فقیہہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔
- علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے اور عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔
- اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا تعالیٰ نہ ہو۔
- زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔
- باوجود نعمت و عافیت موجود ہونے کے زیادہ طلبی بھی شکوہ ہے۔
- لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دیکھ، سانپ بچھوؤں سے کم نہ پائے گا۔
- جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا، اسی قدر اس سے بے رغبت ہوا۔
- امراء کی تعریف کرنے سے بچ، کہ ظالم کی تعریف سے غضب الٰہی نازل ہوتا ہے۔
- اپنا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھ، خواہ کم ہو یا زیادہ۔
- دنیا کے فانی کی لذتیں لینے سے عالم باقی کے اجر و ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔
- اے انسان! خدا تعالیٰ نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے اور تو دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔
- اللہ کے ساتھ تجارت کرو، اس تجارت سے تم کو بہت نفع حاصل ہوگا۔
- حیا کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام بدیاں وابستہ ہیں۔
- تونگروں کے ساتھ عالموں اور زاہدوں کی دوستی ریا کاری کی دلیل ہے۔
- جس کے لیے دنیا قید خانہ ہو، قبر اس کے لیے راحت کا مقام ہوگی۔

○ عافیت کے نو حصے لوگوں سے الگ رہنے میں اور ایک حصہ ملنے میں۔

○ بہتر ہے کہ دنیا تجھ کو گنہگار جانے بہ نسبت اس کے کہ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک ریاکار ہو۔

○ اس نے خدا تعالیٰ کا حق نہیں جانا، جس نے لوگوں کا حق نہیں پہچانا۔

○ اے انسان! اگر تو معبود حقیقی کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔

○ جس خوشبو کا تجھے حق نہیں ہے۔ اس سے ناک بند کرلے کہ اس کی خوشبو بھی اس کی منفعت ہے۔

○ دنیا کی فکر دل کا اندھیرا ہے، اور آخرت کی فکر دل کا نور ہے۔

○ سخاوت پھل ہے مال کا، اعمال پھل ہیں علم کا، خوشنودی خدا تعالیٰ پھل ہے اخلاص کا

○ دنیا خدا تعالیٰ کی سرائے ہے، جو آخرت کے مسافروں کے لیے وقف ہے۔ اپنا توشہ لے اور جو کچھ سرائے میں ہے اس کا لالچ نہ کر۔

○ جو لوگ خدا تعالیٰ سے صدق اور خلوص کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں وہ اس کے ماسوائے ہر حالت میں نفرت کرتے ہیں۔

○ مت رکھ امید کسی سے مگر اپنے رب سے، اور مت ڈر کسی سے مگر اپنے گناہ سے۔

○ بدگو تین آدمیوں کو مجروح کرتا ہے۔ اول اپنے آپ کو، دوم جس کی برائی کرتا ہے، سوم جو اس کی برائی سنتا ہے۔

○ اگر تمہارے دل پاک ہو جائیں تو تم تلاوت قرآن اور سماعت قرآن سے کبھی سیر نہ ہو۔

○ جو شخص مصیبت کے وقت اول اپنی تدبیروں اور پھر خلق خدا کی امداد سے عاجز ہو کر خدا تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے خدا تعالیٰ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔

○ بندگی یہ ہے کہ بندہ احکامِ الٰہی کی تعمیل کرے، کسی سے عہد کرے تو اس کو پورا کرے جو کچھ مل جائے اس پر قناعت کرے اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے۔

○ متقی کی علامت یہ ہے کہ وہ سب لوگوں کے لیے یہ سمجھے کہ وہ نجات پا جائیں گے اور اپنے متعلق یہ سمجھے کہ میں ہلاک ہو گیا۔

○ عمدہ لباس کے حریص کفن کو یاد رکھ، عمدہ مکان کے شیدائی! قبر کا گڑھا مت بھول، عمدہ غذاؤں کے دلدادہ کیڑے مکوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔

○ سب سے بڑی بربادی یہ ہے کہ انسان عمر دراز پائے لیکن آخرت کی تیاری نہ کرے۔

○ جس نے گناہوں کو چھوڑا اس سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور جس نے دنیا کو چھوڑ دیا اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

○ تہجد کے لیے اٹھتے تو کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ کرتے، بلکہ خود ہی وضو کا سامان فراہم کر لیتے اور پانی بھی گرم کر لیتے۔

○ بے سود ہے وہ علم جو عمل سے محروم ہو، بے سود ہے وہ مال جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے، بے سود ہے وہ پرہیزگاری جو دنیا طلبی کے لیے ہو، بے سود ہے وہ لمبی عمر جس میں آخرت کے لیے کوئی سامان مہیا نہ کیا جائے، اور بے سود ہے وہ اچھی بات جسے قبول نہ کیا جائے۔

○ دنیا کے رنج و غم سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کے فکر و اندوہ سے دل میں نور کا ظہور ہوتا ہے۔

○ تارکِ دنیا اللہ کا محبوب ہے، گناہوں کو ترک کرنے کو فرشتے چاہتے ہیں اور جو شخص مسلمانوں سے لالچ نہیں رکھتا اس سے اہلِ اسلام محبت کرتے ہیں۔

○ آپؒ فرماتے ہیں میں نے چار چیزوں میں بندگی کی لذت و شیرینی پائی ہے (۱) فرائض

حق تعالیٰ کی بجا آوری میں (۲) اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے پرہیز کرنے میں (۳) حصول رضائے حق اور طلب اجر و ثواب کے لیے لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور (۴) غیظ و غضب الٰہی سے بچنے کی خاطر بندگان حق کو برائیوں سے منع کرتے ہیں۔

○ فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کا ظاہر تو درجہ فضیلت رکھتا ہے اور باطن فرض کا حکم رکھتا ہے (۱) خدا کے نیک بندوں سے ربط و تعلق اور میل جول رکھنا تو فضیلت ہے لیکن ان کے نقش قدم پر چلنا فرض ہے (۲) قرآن کریم کی تلاوت کرنا تو فضیلت ہے لیکن اس پر عمل کرنا فرض ہے (۳) مزارات اولیاء پر فاتحہ پڑھنا لیکن خود قبر میں جانے کی تیاری کرنا فرض ہے۔ (۴) بیمار کی عیادت کرنا فضیلت ہے مگر اس سے عبرت حاصل کرنا فرض ہے۔

اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ

○ بے قراری کچھ تقدیر الٰہی کو نہیں مٹاتی لیکن اجر و ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

○ اہل بصیرت کے لیے ہر ایک نگاہ میں عبرت اور ہر ایک تجربے میں نصیحت ہے۔

○ کبھی اچانک سب کام درست ہو جاتے ہیں اور کبھی طلبگار ناکام رہتے ہیں۔

○ تیرا نفس تجھ سے وہی کام کرائے گا جس کے ساتھ تو نے اسے مانوس بنایا ہے۔

○ جس شخص کی امیدیں چھوٹی ہوتی ہیں، اس کے عمل بھی درست ہوتے ہیں۔

○ کبھی خوش کلامی سے نقصان ہوتا ہے اور کبھی ملامت کرنے سے اثر ہو جاتا ہے

○ ہر ایک چیز کے لیے زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ نادانوں کی باتوں پر تحمل کرنا ہے۔

○ جو شخص اپنے ہر ایک کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں نقصان آ جاتا ہے۔

○ علما اس لیے غریب و بے کس ہیں کہ جاہل لوگ زیادہ ہیں جو ان کی قدر نہیں سمجھتے

○ کلام کرنے پر کئی آفتیں پیش آتی ہیں، متکلم کو وقت اور موقع کا پاس ضروری ہے۔

○ جس نے تجھے ذلیل سمجھا، اگر تجھے عقل ہے تو بے شک اس نے تجھے فائدہ پہنچایا

○ خاموشی عالم کے لیے باعث زینت اور جاہل کے لیے پردہ دار جہالت ہے۔

○ شریف عالم تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ باعلم ہو جائے تو برائی کرنے لگتا ہے۔

○ کسی دوسرے کے گرنے پر خوشی مت کر۔ کیا معلوم کل کو تیرے ساتھ کیا ہو گا؟

○ شکریہ میں کمی کرنے سے محسن لوگ نیکی کرنے میں بے رغبت ہو جاتے ہیں۔

○ خدا تعالیٰ کی اطاعت اپنی جان پر جبر کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

○ جب تم امیدیں باندھتے باندھتے دور جا پہنچو تو موت کی ناگہانہ آمد کو یاد کرو۔

○ وہ مصیبت جس میں ثواب کی امید ہو اس نعمت سے اچھی ہے جس کا شکر ادا نہ ہو۔

○ کسی چیز سے بالکل نا امید ہو جانا اس کی طلب میں ذلت اٹھانے سے بہتر ہے۔

○ امیدیں بہت کم پوری ہوتی ہیں اور ادبار بہت کم مبدل بہ اقبال ہوتا ہے۔

○ سب سے زیادہ سخت گناہ وہ ہے جو اس کے کرنے والے کی نظر میں چھوٹا ہو۔

○ زیادہ تر دشوار یہ ہے کہ جو چیز کمینوں کے ہاتھ میں ہو انسان اس کا طلب گار بنے۔

○ بہترین کلام وہ ہے جس سے سننے والے کو ملال اور اس پر بوجھ نہ ہو۔

○ جو شخص اپنی قدر آپ نہیں کرتا، کوئی دوسرا شخص بھی اس کی قدر نہیں پہچانتا۔

○ وہ شخص تیرا بھائی نہیں ہے جس کی خاطر مدارات کرنے کی تجھے حاجت ہو۔

○ بے شک خدا تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ انسان پر گناہوں کا کرنا دشوار ہو۔

○ جب تو کمزوروں کو کچھ دے نہیں سکتا تو ان کے ساتھ رحمت و مہربانی ہی سے پیش آ۔

○ اپنی جان پر حد سے زیادہ سختی بھی نہ کر، اور ایسا بھی نہ ہو کہ ہمت ہار کر بیٹھ جائے۔

○ جو شخص اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جان بھی بھلا دیتا ہے۔

○ جو شخص کسی کے عیب کی تلاش میں رہتا ہے، اُسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے۔

○ دوسروں کے سینے سے شر اُس وقت دور کر کہ پہلے تو اپنے سینے کی صفائی کرے۔

○ تمام لوگوں میں نیک کام پر سب سے زیادہ قادر وہ شخص ہے جسے غصہ نہ آئے۔

○ جو لوگ تجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں، ان سے حاصل کر، اور جو ناداں ہیں ان کو اپنا علم سکھا۔

○ جب کسی کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت معلوم نہ ہو تو اپنے خیالات کو آگے نہ بڑھا۔

○ جو شخص نیک سلوک کرنے سے درست نہ ہو وہ بدسلوکی سے درست ہو جاتا ہے۔

○ جو شخص برائی کا نقصان نہیں جانتا وہ اس کے واقع ہونے سے نہیں بچ سکتا۔

○ جو شخص اپنے دشمن کے قریب رہتا ہے، اس کا جسم غم سے گھل کر لاغر ہو جاتا ہے۔

○ اپنے دلوں سے دوستی کا حال پوچھو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہیں جو کسی سے رشوت نہیں لیتے۔

○ جو شخص چھوٹی مصیبتوں کو بڑا سمجھتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو بڑی مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

○ احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے اور عقل مند کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے۔

○ اپنی عقلوں کو ناقص سمجھے رہو کہ عقل پر بھروسہ کرنے سے ضرور غلطی سرزد ہو جاتی ہے۔

○ امن کی طرف راستہ مل جانے کی صورت میں خوف کی حالت میں مقیم رہنا نادانی ہے۔

○ اپنا واجبی حق لینے میں کبھی کوتاہی نہ کرو۔ البتہ دوسرے کے غصب حقوق سے بچو۔

○ علم کی خوبی اس پر عمل کرنے میں، اور احسان کی خوبی اس کے نہ جتلانے پر منحصر ہے۔

○ جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو، اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھو۔

○ جس شخص نے بندوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، وہ خدا تعالیٰ کے شکر سے بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

○ سب سے زیادہ بلیغ اور مؤثر وعظ یہ ہے کہ انسان قبرستان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔

○ جلد باز آدمی اکثر اپنے کیے پر نادم ہوتا ہے۔ اگر نادم ہو تو سمجھ لو کہ اس کا جنون مستحکم ہو گیا۔

○ جب تک نحوست کا مزہ نہ چکھے، تب تک سعادت کی لذت محسوس نہیں ہو سکتی۔

○ جس شخص کے دل میں جتنی زیادہ حرص ہوتی ہے۔ اس کو اتنا ہی اللہ تعالے پر کم یقین ہوتا ہے۔

○ سب سے زیادہ مصیبت اس شخص پر ہے جس کی ہمت بلند، مروت زیادہ اور مقدرت کم ہے۔

○ جلدی سے معاف کرنا انتہائے شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا انتہائے رذالت ہے۔

○ بُرا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں رکھتا کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے۔

○ جو شخص کسی کے احسان کا شکر گزار نہیں ہے وہ آئندہ ضرور اس سے محروم ہو جاتا ہے۔
بخیل دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرے گا اور عاقبت میں امیروں کا سا حساب بھگتے گا۔

○ جو شخص اپنے آپ کو گمراہ کرے، اس کا کوئی دوسرا شخص کس طرح راہ پر لا سکتا ہے۔

○ جو شخص اپنے اقوال میں حیا ساتھ رکھتا ہے، وہ اپنے افعال میں بھی اس سے دور نہیں ہوتا۔

○ جس شخص کی زبان اس پر حکمران ہو تو وہی اس کی ہلاکت اور موت کا فیصلہ کرتی ہے۔

○ جو شخص اپنی بیداری سے مدد نہیں لیتا، وہ محافظوں کی نگہبانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

○ جو شخص کسی بُرے کام کی بنیاد ڈالتا ہے، وہ اس بنیاد کو اپنی جان پر قائم کرتا ہے۔

○ جو شخص جلدی کے ساتھ ہر ایک بات کا جواب دے دیتا ہے وہ ٹھیک جواب بیان نہیں کرتا۔

○ جو شخص زیادہ ناخوش رہتا ہے اس کی خوشنودی اور رضامندی معلوم نہیں ہو سکتی۔

○ جس شخص کی برائی کہنے پر اس کی شکر گزاری کی جائے وہ شکر گزاری نہیں بلکہ تمسخر ہے۔

○ جس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہو جاتا ہے وہ اس کے لیے وبال ہو جاتا ہے۔

○ ہوشیاری اس کا نام ہے کہ انسان اپنے تجربہ کو محفوظ رکھے اور اس کے مطابق کام کرے۔

○ جو شخص تجربوں سے بے پروائی اختیار کرتا ہے، وہ انجام کار کے سوچنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔

○ جو کام لوگوں کے سامنے کرنا مناسب نہیں، مناسب ہے کہ اس کو چھپ کر بھی نہ کیا جائے

○ خلق خدا سے نیکی کرنے سے جس قدر حقیقی شکر گزاری ہوتی ہے وہ اور کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

○ بے شک دلوں میں بُرے بُرے خیالات گزرتے ہیں مگر سلیم عقلیں ان سے باز رکھتی ہیں۔

○ نیک کام میں کسی کے پیچھے ہونا اس سے بہتر ہے کہ بُرے کاموں میں اوروں کا پیشوا ہو۔

○ شریر عورتوں سے بالکل برکنار رہو اور جو بھلی مانس ہوں۔ ان سے بھی ہوشیار رہو۔

○ خدا تعالیٰ سے صلح رکھ کہ آخرت سلامت رہے، اور لوگوں سے صلح رکھ کہ دنیا برباد نہ ہو۔

○ اس شخص کی نسبت تعجب ہے جو اپنی اجل کا مالک نہیں، پھر وہ اپنی اُمیدیں کس طرح بڑھاتا ہے۔

○ عقلمند اگر خاموش رہے تو قدرت الٰہی میں فکر کرتا اور جب نگاہ اٹھا کر دیکھے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔

○ جس نے تیری تعریف و تکریم کی۔ گو تو درحقیقت اس کے لائق ہو، اس نے تجھے نقصان پہنچایا۔

○ جو شخص خود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا وہ دوسروں کے حق میں کبھی مصلح نہیں بن سکتا۔

○ انعام میں دیر کرنا شریفوں کی عادت نہیں اور انتقام میں جلدی کرنا کریموں کی خصلت نہیں۔

○ اگر دنیا ہمیشہ ایک شخص کے پاس رہتی تو اب جن کے پاس موجود ہے ان کو ہرگز نہ ملتی۔

○ جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے وہ دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا۔

○ شریفوں کے واسطے یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ ان کو شریروں کی خاطر مدارت کی ضرورت پیش آئے۔

○ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جلد باز نقصان نہ اٹھائے اور ایسا شاذونادر ہی ہوتا ہے کہ صبر کرنے والا کامیاب نہ ہو۔

○ بخشش کا کمال یہ ہے کہ جو چیز کسی کو دینی ہو، جلدی سے اسے دے دی جائے انتظار میں نہ رکھا جائے۔

○ صاحب علم اگرچہ حقیر حالت میں ہو، اُسے ذلیل نہ سمجھ۔ بیوقوف اگر بڑے رتبے پر ہو اُسے بڑا مت خیال کر۔

○ عورت اگرچہ شر اور خرابی ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر خرابی یہ ہے کہ عورت کے بغیر گزارہ بھی نہیں ہوسکتا۔

○ اگر خدائے پاک حرام و ناجائز کاموں سے منع نہ فرماتا تو بھی عقلمند کے لیے ضروری تھا

کہ ان سے پرہیز رکھتا۔

○ جو شخص تیرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے، وہ درحقیقت تیرے حق میں نہایت غلطی کرتا ہے۔

○ سچا آدمی سچائی کی بدولت اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے جسے جھوٹا آدمی مکر وحیلہ سے نہیں پاسکتا۔

○ جو شخص گناہ سے پاک اور بری ہو، وہ نہایت دلیر ہوتا ہے اور جس میں کچھ عیب ہو وہ سخت بزدل ہو جاتا ہے۔

○ بے شک تنگدستی نفس کے لیے ذلت کا باعث، عقل دور کرنے والی اور غم و فکر بڑھانے والی ہے۔

○ لوگوں کو طلب علم میں صرف اس وجہ سے بے رغبتی پیدا ہو گئی ہے کہ بہت سے عالم ایسے نظر آتے ہیں جو اپنے علم پر عمل کم کرتے ہیں۔

○ تمہارے دلوں سے اگر موت کا یقین معدوم نہ ہوتا تو فضول امیدوں کا غرور وفریب تم پر غالب نہ آتا۔

○ دولت مندی کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو، یہ ایک ایسی لمبی مستی ہے کہ اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔

○ شریر کی کوئی اچھی بات دیکھ کر اس کے دھوکے میں نہ آ۔ اور شریف کی سختی یا غلطی دیکھ کر اس سے متنفر نہ ہو جا۔

○ جب تک کوئی بات تیرے منہ میں بند ہے تب تک تو اس کا مالک ہے۔ جب زبان سے نکال چکے تو وہ تیری مالک ہو چکی۔

○ جس شخص کے اپنے خیالات خراب ہوتے ہیں، اس میں دوسروں کی بہ نسبت بدظنی زیادہ ہوتی ہے۔

○ جب کسی آدمی میں ٹیڑھی خصلت معلوم ہو تو اس بات کا منتظر رہ کہ اس میں اس قسم کی اور خصلتیں بھی موجود ہوں گی۔

○ اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔

○ غیبت کا سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔

○ اگر اہل دنیا کو پوری عقل حاصل ہوتی تو دنیا کے کاروبار اور اس کی موجودہ حالت میں ضرور خلل آ جاتا۔

○ جو حقوق تیرے نفس کے ذمے فرض ہیں، ان کے ادا کرنے کا تو خود اس سے تقاضا کر تاکہ اوروں کے تقاضے سے محفوظ رہے۔

○ فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اس کے عذاب کے محل ہیں۔

○ علم اور بردباری یہ نہیں کہ جب عاجز ہو تو کچھ نہ کہے اور جب قدرت پائے تو انتقام لینے میں ہاتھ دکھائے۔

○ دنیا میں جو چیز بہت کم ہے وہ سچائی اور امانت ہے اور جو سب سے زیادہ ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے۔

○ تنگ دستی میں سخاوت کی کوئی صورت نہیں اور کھانے کی حرص کے ساتھ صحت کی کوئی دلیل نہیں۔

○ جب کسی احسان کا بدلہ ادا کرنے سے تیرے ہاتھ قاصر ہوں تو زبان سے اس کا شکریہ ضرور ادا کر۔

○ سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو دوسروں کی رذیل صفات کو تو برا سمجھے اور

خود اُن پر جما ہوا ہو۔

○ بہت سے سکوت کلام سے زیادہ مؤثر، بہت سے کلام تیر سے زیادہ تیز اور بہت سی لذتیں ہلاک کرنے والی ہیں۔

○ جب زاہد لوگوں سے بھاگ جائے تو اس کی تلاش کر، اور جب زاہد لوگوں کی تلاش کرے تو اس سے بھاگ جا۔

○ جو شخص کل کو اپنی موت کا دن سمجھتا ہے، موت کے آنے سے اُسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

○ آدمی اگر عاجز ہو اور نیک کام کرتا ہے، تو اس سے اچھا ہے کہ قوت رکھے اور برے نہ چھوڑے۔

○ جیسے جہالت کی بات کہنے میں کوئی خوبی نہیں۔ ایسا ہی حق سے چپ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں۔

○ صدق یقین کے ساتھ سو رہنا اس نماز سے کہیں اچھا ہے، جو شک کے ساتھ ادا کی جائے۔

○ سچائی میں اگرچہ خوف ہے مگر باعث نجات ہے اور جھوٹ میں گو اطمینان ہو مگر موجب ہلاکت ہے۔

○ آدمی کی عقل اس کے کلام کی خوبی سے اور شرافت اس کے افعال کی عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے۔

○ ہر ایک بات میں ہاں میں ہاں ملانا منافقوں کی خصلت اور ہر بات میں اختلاف کرنا باعث عداوت ہے۔

○ اے دنیا! جو تیرے حیلوں سے ناواقف اور تیرے مکروں سے ناآشنا ہے، وہ جیتے جی مرچکا اور قابلِ تعزیت ہوچکا۔

○ تنگ دست آدمی جو رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھے، اس مالدار سے اچھا ہے جو ان سے قطع تعلق کرے۔

○ دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کر، کیونکہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہ اس کے بجھانے کو کافی ہے۔

○ سفر کرنے میں کوئی عیب اور عار نہیں۔ عیب کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے وطن میں دوسروں کا محتاج ہو۔

○ جس کلام کو تو بہت اچھا سمجھتا ہے اُسے مختصر کر دے کہ یہ تیرے حق میں نہایت بہتر اور تیرے فضل و کمال کی نشانی ہے۔

○ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے یہ توفیق بخشتا ہے کہ وہ زمانہ کے عبرت ناک واقعات سے عبرت کا سبق حاصل کرتا ہے۔

○ تنگ دستی جسے لوگ معیوب سمجھیں اس مالداری سے اچھی ہے جس سے انسان گناہوں اور خرابی میں مبتلا ہو کر ذلیل و رسوا ہو۔

○ بے شک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہیں۔

○ بے شک زمین کا پیٹ مردہ اور اس کی پشت بیمار ہے (یعنی پیٹ میں مردے دفن ہیں اور پشت پر جو زندہ ہیں وہ گرفتار مصیبت ہیں)

○ اگر کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو اس کے جواب میں لَا اَعْلَمُ (میں نہیں جانتا) کہنا نصف علم ہے۔ اپنی لاعلمی کے اظہار کو کبھی بُرا نہ سمجھو۔

○ تیرے مال میں سے تیرا حصہ تو صرف اتنا ہی ہے جسے تو نے آخرت کے لیے پہلے بھیج دیا، اور جسے تو نے دنیا میں چھوڑ دیا وہ تیرے وارثوں کا ہے۔

○ رحمت کے زیادہ مستحق یہ تین شخص ہیں (۱) وہ عالم جس پر جاہل کا حکم چلے (۲) وہ شریف

جس پر کمینہ حاکم ہو (۳) وہ نیکو کار جس پر کوئی بدکار مسلط ہو۔

○ لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی خوشی کو دور کرتی اور تمہاری نظروں میں ان کو حقیر بنا دیتی ہیں۔ اور تم ان کی شکر گزاری نہیں کرتے۔

○ انسان اس عمر پر کس طرح خوش ہوتا ہے جو گھنٹوں کے گزرنے سے گھٹتی جاتی ہے اور اس جسم کی سلامتی پر کیوں مغرور رہتا ہے جہاں بھر کی آفتوں کا نشانہ ہے۔

○ شریف کی پہچان یہ ہے کہ جب کوئی سختی کرے تو سختی سے پیش آتا اور جب اس سے کوئی نرمی کرے تو نرم ہو جاتا ہے اور کمینے سے جب کوئی نرمی کرے تو سختی سے پیش آتا اور جب کوئی سختی کرے تو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔

○ کہاوتیں اور مثالیں عقلمندوں اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے بیان کی جاتی ہیں نادانوں کو ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

○ جب تو کسی امر کا خوف رکھتا ہے تو اس میں داخل ہو جا۔ کیونکہ ہر وقت اس کا خوف رکھنا اس میں داخل ہونے کی نسبت زیادہ سخت اور بڑا ہے۔

○ بے شک دنیا مصیبتوں کا گھر ہے۔ جو شخص جلدی کے ساتھ اس سے رخصت ہو جاتا ہے اس کی اپنی جان پر مصیبت آتی ہے اور جسے کچھ مہلت ملتی ہے وہ فکر معاش، اپنے دوست احباب اور عزیز و اقارب کے فراق کی مصیبت میں مبتلا ہے۔

○ فاسق کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔

○ طول امل اور خلوص عمل کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

○ جب عقل کامل ہو جائے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔

○ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

○ آدمی کے چہرہ کا حسن خدا تعالیٰ کی عمدہ عنایت ہے۔

- ہر ایک شخص سے اس کے فہم کے مطابق کلام کر۔
- اقرارِ جرم مجرم کے لیے بہت اچھا سفارشی ہے۔
- سخاوت کے ساتھ احسان رکھنا نہایت کمینگی ہے۔
- مصیبت میں گھبرانا کمال درجہ کی مصیبت ہے۔
- علم بے عمل ایک آزار ہے اور عمل بغیر اخلاص بے کار ہے۔
- آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
- بے قراری بہ نسبت صبر زیادہ تکلیف دہ ہے۔
- میزانِ اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔
- کمینوں کی دولت تمام مخلوق کے واسطے مصیبت ہے۔
- جب آدمی کا خلق اچھا ہو تو کلام لطیف ہو جاتا ہے۔
- نیک عمل کا ثواب اس کی مشقت کے اندازے پر ملتا ہے۔
- جاہلوں کی دوستی متغیر الحال اور سریع الزوال ہے۔
- دین کی درستی دنیا کے نقصان کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
- مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔
- دیر تک غور و مشورہ کرنا مشیر کی رائے کا لگھا تا ہے۔
- ہمسایہ کی خیر خواہی اور نیکوں کے ساتھ برائی انتہائے شقاوت ہے۔
- بوڑھے کی رائے جوان کی قوت و زور سے زیادہ اچھی ہے۔
- موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں۔
- تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے اور عقلمند وہ ہے جو ان میں ترقی کرتا رہے۔
- جو شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے۔
- سب سے اچھا اور عملی شکریہ ہے کہ خداداد نعمتوں میں سے دوسروں کو بھی دے۔

- حیا کی غایت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ سے حیا کرے۔
- لوگوں کے سامنے نصیحت کرنا ایک طرح کی ملامت ہے۔
- فضول امیدوں پر بھروسہ کرنے سے بچارہ کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہے۔
- ہر ایک آدمی کی رائے اس کے ذاتی تجربے کے مطابق ہوا کرتی ہے۔
- انسان جو حالت اپنے لیے پسند کرتا ہے اسی حالت میں رہتا ہے۔
- کبھی تلواروں کے وار خالی جاتے اور کبھی خواب سچے نکل آتے ہیں۔
- خوشامد اور تعریف کی محبت شیطان کے نہایت مضبوط داؤں ہیں۔
- خواہش نفسانی کو علم کے ساتھ اور غضب کو حلم کے ساتھ مار ڈال۔
- جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے، حق تعالیٰ خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔
- جو شخص بھلائی کا فائدہ معلوم نہیں کرتا، وہ اس کے کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔
- جس شخص کو علم غنی اور بے پروا نہیں کرتا، وہ مال سے کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔
- جو شخص بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے، وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے گا۔
- جس بات کا علم نہ ہو اُسے بُرا نہ سمجھو، ہو سکتا ہے کہ کئی باتیں ابھی تک تمہارے کان تک نہ پہنچی ہوں۔

اقوال اولیاء

تعلیمات اولیاء وصوفیا دین اسلام کا انمول ورثہ ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اسلام کے عملی پہلو سے گزارا جو بات زبان سے کہی اس پر خود عمل کیا۔ ان کے اقوال اچھے اخلاق کا نادر نمونہ ہیں۔ ان کی ہر بات سنت مصطفٰے کی ترجمان ہے۔ اخلاقی تربیت کے لیے اکابر بزرگانِ دین کے مؤثر اقوال پیش خدمت ہیں۔

اقوال حضرت خواجہ حسن بصریؒ

- فکر ایک آئینہ ہے جس میں نیک وبد کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔
- کس قدر تعجب کی بات ہے کہ محض دنیا کی محبت میں بتوں تک کو پوجا جاتا ہے۔
- انسان کو ایسے مکان میں بھیجا گیا ہے جہاں کے تمام حلال وحرام کا محاسبہ کیا جائیگا۔
- اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لیے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر تصور کرتا ہوں۔
- عاجزی کا یہ مطلب ہے کہ جب کوئی گھر سے نکلے تو جسے دیکھے اسے خود سے افضل تصور کرے۔
- ہزار آدمیوں کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے میں نہ خریدو۔
- تمہارے بھائیوں میں سے سب سے زیادہ قابل حسرت وہ ہے جس کی دوستی تمہارے

ساتھ ہمیشہ رہے۔

○ جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہے۔

○ دینی بھائی ہمیں اپنے اہل وعیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیونکہ وہ دینی معاملات میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔

○ گناہ کے بعد سچی توبہ کرنے سے تائب کا اللہ سے قرب بڑھتا ہے اور بار بار توبہ سے مزید قربت حاصل ہوتی ہے۔

○ دنیا تمہاری سواری ہے اگر تم اس پر سوار ہو گئے تو وہ تم کو لے چلے گی۔ اگر وہ تم پر سوار ہو گئی تو تمہیں مار دے گی۔

○ اسلام یہ ہے کہ اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور ہر مسلمان تجھ سے محفوظ رہے۔

○ جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خموشی خالی از فکر ہو اس کو لہو ولعب اور غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

○ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شے سرکش نہیں۔ اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہو گی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد دنیا میں کیا ہوا۔

○ تین افراد کی غیبت درست ہے۔ اول لالچی کی۔ دوم فاسق کی، سوم ظالم بادشاہ کی۔ اور غیبت کا کفارہ اگرچہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی طلب کرے۔

○ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نافع علم، اکمل علم، اخلاص وقناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اُخروی مراتب کا اندازہ

نہیں کی جا سکتا۔

○ تم سے قبل آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور و فکر کرنے میں گزار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے تھے لیکن تم نے اپنی کتاب پر اعراب تو لگا لیے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں گرفتار ہو گئے۔

○ ایک مرتبہ آپ عید کے دن کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ ہنسی مذاق اور لہو و لعب میں مشغول تھے ۔آپ نے فرمایا کہ میں حیرت کرتا ہوں ان لوگوں پر جو ہنسی مذاق میں مصروف ہو کر اپنے حال کو فراموش کر دیتے ہیں۔ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔

○ جو شخص سیم و زر سے محبت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی میں مبتلا کرتا ہے اور جس کے پیروکار بیوقوف لوگ ہوں اس کی قلبی حالت درست نہیں۔ اور جس چیز کی تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

○ توراۃ میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا۔ اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی اور جس نے صبر و سکون کے ساتھ زندگی گزاری وہ سر بلند ہو گیا۔

○ اگر میرے اندر نفاق نہ ہوتا تو میں دنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا اور نفاق ظاہر و باطن میں خلوص نیت کے نہ ہونے کا نام ہے۔ کیونکہ جس قدر مومن گزر چکے ہیں، ان میں سے ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہا اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ حلیم طبع ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا ہو۔

○ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا تھا تو میں نے کہا کہ سنبھل کر

قدم رکھو کہیں گر نہ پڑنا۔ اس نے جواب دیا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں کیونکہ اگر میں گر گیا تو تنہا گروں گا لیکن آپ کے ہمراہ پوری قوم گر پڑے گی۔ چنانچہ اس کے قول سے میں آج تک متاثر ہوں۔

○ تقوے کے تین مدارج ہیں اول غیظ و غضب کے عالم میں سچی بات کہنا، دوم ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا۔ اور قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم و صلوٰۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر و تقویٰ ہے۔

○ ہر فرد دنیا سے تین تمنائیں لیے ہوئے چلا جاتا ہے کہ اول جمع کرنے کی حرص، دوم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ ہو سکا۔ سوم توشۂ آخرت جمع نہ کر سکا۔ کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص پر نزاع طاری ہے تو فرمایا کہ جس وقت سے دنیا میں آیا ہے اس وقت سے آج تک عالم نزاع ہی ہے۔

○ معرفت خصومت و معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہل جنت، جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری رہے گا کیونکہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے اور جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی۔

○ سبکسار چھوٹ گئے اور بھاری بھر کم ہلاک ہوئے۔ کیونکہ جو دنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے۔ اور اسیر دنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور جو نعمت دنیا پر نازاں نہیں ہوتے مغفرت انہی کا حصہ ہے کیونکہ دانشمند وہی ہے جو دنیا کو خیرباد کہہ کر فکر آخرت میں لگا رہے اور خدا شناس لوگ دنیا کو اپنا غنیم تصور کرتے ہیں جب کہ دنیا شناس خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔

○ کسی نے دریافت کیا کہ کیا کبھی آپ کو کوئی خوشی حاصل ہوئی ہے؟ فرمایا ایک

مرتبہ میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر کھڑا تھا اور ہمسایہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے بعد سے پچاس سال میں نے صبر و سکون سے تیرے ساتھ نباہ کیا اور تجھ سے کوئی ایسی شے طلب نہیں کی جس کا تو متحمل نہ ہو سکتا ہو، نہ کبھی غربت کا شکوہ کیا اور نہ کبھی تیری شکایت کی۔ مگر یہ سب کچھ محض اس لیے برداشت کیا کہ دوسری شادی نہ کرے لیکن اگر تو دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر میں امام وقت سے تیری شکایت کروں گی۔ مجھے یہ بات سن کر بہت مسرت ہوئی۔

○ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا لیکن جو اپنے ماں باپ پر خرچ کیا جائے اس کا حساب ہوگا اور جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ وجہ عذاب بن جاتی ہے کسی شخص نے جب آپ سے خشوع کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص بیس سال سے نہ تو عورت کے قریب گیا ہے اور نہ کسی سے ملاقات کرتا ہے اور نہ نماز با جماعت پڑھتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اس سے ملاقات کی غرض سے پہنچے تو اس نے معافی چاہتے ہوئے اپنی مشغولیت کا ذکر کیا۔ آپ نے پوچھا کہ آخر کس چیز میں مشغول رہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی سانس ایسا نہیں جس میں مجھ کو کوئی نعمت حاصل نہ ہوتی ہو۔ اور مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا ہو آپ نے فرمایا کہ تیری مشغولیت مجھ سے بہتر ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ

○ جو لغو باتیں زیادہ کرتا ہے اور عبادت کم، اس کا علم قلیل، قلب اندھا اور عمر رائیگاں ہے کیونکہ میرے نزدیک اخلاص سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

○ جس سے قیامت کے دن کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اس کی صحبت سے کیا فائدہ؟

کیونکہ اہلِ دنیا تو فالودہ کی طرح ہے جو ظاہر میں خوش رنگ اور باطن میں بدمزہ ہوتا ہے اور اس دنیا سے اسی لیے اجتناب بہتر ہے کہ اس نے علماء کو بھی اپنا تابع بنا لیا ہے۔

○ توراۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے کہ اے صدیقین میرے ذکر سے دنیا میں آرام کے ساتھ زندگی گزارو۔ کیونکہ دنیا میں میرا ذکر بہت بڑی نعمت ہے اور آخرت میں اس سے اجرِ عظیم حاصل ہوگا۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ فولادی عصا لے کر زمین پر چلو اور ہر جدید اور عبرت انگیز شے کی جستجو کرو۔ اور اس وقت تک ہماری حکمت و نعمت کا مشاہدہ کرتے رہو جب تک جوتے گھس نہ جائیں۔ اور عصا ٹوٹ نہ جائے۔

○ بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ جو دنیا کو محبوب تصور کرتا ہے میرا ادنیٰ برتاؤ اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں ذکر و مناجات کی لذت سے اس کو خالی کر دیتا ہوں اور جو شخص خواہشات دنیا کی طرف دوڑتا ہے شیطان اس کو فریب دینے کی اس لیے فکر نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی گمراہ ہے۔

○ منقول ہے کہ کسی نے دمِ مرگ آپ سے وصیت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تقدیرِ الٰہی پر راضی رہ تاکہ تجھ کو عذابِ حشر سے نجات مل سکے پھر کسی شخص نے اس کے انتقال کے بعد خواب میں جب اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ گو میں بہت ہی بڑا گنہگار تھا لیکن صرف اس حسنِ خیال کی وجہ سے میری نجات ہو گئی جو مجھے اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی پر تھا۔

○ آپ رات میں قطعاً آرام نہیں کرتے تھے اور ایک دن جب آپ کی صاحبزادی نے کہا کہ اگر آپ تھوڑی دیر آرام فرما لیا کریں تو بہتر ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی ایک طرف تو میں قہرِ الٰہی سے ڈرتا ہوں اور دوسری جانب یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دولتِ سعادت کہیں مجھے سوتا دیکھ کر واپس نہ ہو جائے ۔ لوگوں نے جب اس جملہ کا مفہوم پوچھا تو

فرمایا کہ میں نعمت تو اللہ تعالیٰ کی کھاتا ہوں اور اطاعت شیطان کی کرتا ہوں۔

○ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں شرکت جہاد کا متمنی ہوں۔ لیکن جب ایک موقع جہاد کا آیا تو مجھ کو ایسا بخار آیا کہ جانے کا نام ہی نہ لیتا تھا چنانچہ اس غم میں ایک شب یہ کہتا ہوا سو گیا کہ اگر خدا کے نزدیک میرا کوئی مرتبہ ہوتا تو اس وقت بخار کبھی نہ آتا۔ پھر خواب میں دیکھا کہ ندائے غیبی سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے مالک اگر آج تو جہاد کے لیے چلا جاتا ہے تو قیدی بنا لیا جاتا اور کفار تجھے سور کا گوشت کھلا کر تیرا دین ہی برباد کر دیتے لہٰذا یہ بخار تیرے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ پھر میں نے بیدار ہو کر خدا کا شکر ادا کیا۔

○ کسی عورت نے آپ کو ریاکار کے نام سے آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ بیس سال سے کسی نے میرا اصلی نام لے کر نہیں پکارا تھا لیکن شاباش تو نے اچھی طرح پہچان لیا کہ میں کون ہوں۔ پھر فرمایا کہ جب میں نے مخلوق کو اچھی طرح پہچان لیا تو مجھ کو اس کی قطعاً خواہش نہیں رہی کہ مجھے کوئی نیک یا بد کہے اس لیے کہ میں نے ہر اچھا یا برا کہنے والے کو مبالغہ کرنے والا پایا۔ لہٰذا لوگ خواہ مجھے نیک کہیں یا بد میں روز حشر ان سے کوئی بدلہ نہیں لوں گا۔

○ بصرہ میں کوئی امیر آدمی فوت ہو گیا اور اس کی پوری جائیداد اس کی اکلوتی لڑکی کو ملی۔ جو بہت خوبصورت تھی۔ ایک دن اس نے حضرت ثابت بنانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لیکن میری خواہش ہے کہ نکاح مالک بن دینار کے ساتھ ہو تاکہ ذکر الٰہی اور دنیاوی کاموں میں وہ میری معاونت کر سکیں۔ چنانچہ ثابت بنانی نے اس کا پیغام مالک بن دینار تک پہنچا دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں تو دنیا کو طلاق دے چکا ہوں اور چونکہ عورت کا شمار بھی دنیا ہی میں ہوتا ہے اس لیے طلاق شدہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔

اقوالِ حضرت فضیل بن عیاضؒ

○ زبان سے سر کی حفاظت ہوتی ہے لہٰذا زبان کی حفاظت کرو۔

○ عابد بدخلق سے فاجر خوش خلق زیادہ بہتر ہے اس لیے خوش خلق بنو۔

○ استغفار بغیر ترکِ گناہ کے جھوٹوں کی توبہ ہے ایسی توبہ لاحاصل ہے۔

○ آدمی جب تک لوگوں سے موانست رکھتا ہے ریا سے نہیں بچ سکتا۔

○ حق کی بات سن کر قبول کرنا اور اللہ کی رضا کی خاطر جھک جانا تواضع ہے۔

○ جو شخص کسی سے دنیوی مفاد کے تحت دوستی کرتا ہے کبھی فلاح نہیں پاتا۔

○ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنے سے توبہ میں استقامت رہتی ہے۔

○ جس شخص کو اللہ کی کما حقہ معرفت حاصل ہو گئی وہ مقدور بھر اس کی عبادت ہی لگ گیا۔

○ جو شخص اپنے اعمال میں ایک سال جو سے زیادہ ہمکشید رہو گا وہ ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔

○ قلیل التقویٰ عالم بہت ہی بُرا ہے، اور اس سے بھی بُرا وہ عالم ہے جو کسی امیر کے مال سے حج کو جائے۔

○ مجھے اس پر تعجب نہیں کہ اس نے عمارت بنائی اور مر کر چھوڑ گیا مجھے تعجب اس پر ہے جو اس عمارت کو دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتا۔

○ دنیا بیمار خانہ ہے۔ اس میں دل لگانے والے دیوانے ہیں۔ دیوانوں کو بیمار خانے میں طوق ڈال کر قید رکھا جاتا ہے۔

○ وہ سائل بہت اچھے ہیں جو ہمارا زادِ راہ بغیر اُجرت کے اٹھا کر لے جاتے ہیں، اور اللہ کے سامنے میزان میں رکھ دیتے ہیں۔

○ جب بندے کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا دینا اور نہ دینا دونوں یکساں ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ

سے راضی ہو چکا۔

○ لوگوں کے باعث عمل نہ کرنا، ریا، اور ان کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اخلاص یہ ہے کہ اللہ تم کو ان دونوں باتوں سے بچائیے۔

○ اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا زہد فی الدنیا سے افضل ہے، کیونکہ اللہ سے راضی رہنے والا اپنے مرتبہ سے بڑھ کر تمنا نہیں کرتا۔

○ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ ہیں جو ان اعمال میں ریا کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔

○ وہ فقہ اور علم بیکار ہے جس میں ورع نہ ہو جیسے وہ نماز کچھ نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور وہ مال کچھ نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

○ اللہ تعالیٰ، محبت کے لیے کافی ہے۔ قرآن انس کے لیے کافی ہے موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔ اللہ کو ساتھی بنا لے اور ساری مخلوق کو ایک طرف کر دے۔

○ مصیبت زدوں پر رحم کھاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ تمہارا جرم ان کے جرم سے بڑا ہو اور تم کو بھی یہی سزا ملے یا اس سے بھی بڑھ کر۔

○ سچی دوستی کی علامت یہ ہے کہ مفلسی کی حالت میں دوست کی عزت اس کی تونگری کی حالت سے بڑھ کر کرے کیونکہ غریبی تونگری سے افضل ہے۔

○ اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہو تو بھی مجھے کچھ خوشی نہ ہوگی، اور اگر کوئی مجھ سے تمام دنیا کو چھین لے تو میں اس کا پیچھا نہ کروں گا اور نہ غمگین ہوں گا۔

○ میرے دل میں بعض لوگوں کی قدر ہوتی ہے مگر جب ان کو کھانے پینے میں اسراف کرتے دیکھتا ہوں تو وہ قلت تقویٰ کے باعث میری نظروں سے گر جاتے ہیں۔

○ اگر بالفرض تمام دنیا وجہ حلال سے میرے قبضہ میں آ جائے اور اس کا حساب بھی مجھ سے روز قیامت نہ لیا جائے تب بھی اس کو ناپاک سمجھوں، جیسے تم مردار کو ناپاک

سمجھتے ہو کہ کہیں چھو نہ جائے۔

○ آپ مکہ مکرمہ میں لوگوں کو پانی پلا کر گزارہ کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر پانی لاد کر لایا کرتے اور اس کی فروخت سے آپ اور آپ کے اہل و عیال گزر بسر کرتے تھے اور فرماتے اے اللہ مجھے ہمیشہ حلال دے۔

○ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور آخرت ٹھیکری تو بھی عقلمندوں کو چاہیے تھا کہ وہ باقی پر فانی کو ترجیح نہ دیتے۔ اور جب کہ دنیا حقیقتاً ٹھیکری ہے اور آخرت سونا تو تعجب ہے کہ لوگ دنیا پر فریفتہ ہیں اور آخرت سے بے پرواہ کیوں ہیں۔

○ میں چاہتا ہوں کہ میرا گھر عالموں کے گھروں سے دور ہو، بھلا مجھے ان عالموں سے کیا سروکار جن کی یہ حالت ہو کہ اگر مجھے راحت میں دیکھیں تو حسد کریں اور اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو جائے تو مجھے رسوا کریں۔

○ جب تم سے پوچھا جائے کہ اللہ سے محبت رکھتے ہو؟ تو تم چپ رہو، اس لیے کہ اگر نہ کہو گے تو کافر ہو جاؤ گے، اور اگر "ہاں" کہو گے تو تمہارے اندر مومنوں کے اوصاف میں سے کچھ نہیں۔ پس غضب الٰہی سے ڈرو، اور جھوٹی بات نہ کہو۔

○ عالموں کی کس طرح تعریف کرتے ہو، حالانکہ ان کی گردنیں موٹی، ان کے لباس باریک اور ان کی خوراک گیہوں کا چھنا ہوا آٹا ہے۔ بخدا اللہ سے خائف رہتے والے متقی کروفر کے قائل نہیں ہوتے۔

○ قیامت کے دن ان حفاظ قرآن سے انہیں باتوں کا سوال ہو گا جن باتوں کی انبیاء علیہم السلام سے پرسش ہو گی، یعنی احکام الٰہی پر کاملاً عمل کرنے کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کے اکثر منافق قرآن خواں ہوں گے۔

○ آپ سے لوگوں نے پوچھا "آپ روتے کیوں ہیں"۔ فرمایا "میں بے چارے ان مسلمانوں کے لیے رو رہا ہوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ کل قیامت کے دن

جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی اور رسوا ہوں گے۔

○ حافظ قرآن کی شان نہیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے۔ اسے اللہ کی نافرمانی کرنا کیونکر جائز ہوگا جب کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف اس کو پکارتا اور کہتا ہے کہ تجھے اللہ کا واسطہ تو نے مجھ کو حفظ کیا ہے تو اس کی مخالفت نہ کر۔ پس حافظ قرآن کو شایان نہیں کہ وہ لہو و لعب کرنے والوں کے ساتھ لہو لعب میں، لاابالی پن کرنے والوں کے ساتھ لاابالی پن اور غافلوں کے ساتھ غفلت میں شریک ہو۔

○ جو شخص زیادہ غصہ ور ہے اس کے دوست کم ہوتے ہیں، جس نے فاجر (بدکار) پر احسان کیا اس نے فجور کی اعانت کی، جس نے کمینے سے سوال کیا اس نے خود کو ذلیل کیا جس نے بے عمل سے علم سیکھا اس نے اس کی جہالت کو ترقی دی، جس نے احمق کو علم پڑھایا اس نے اپنی عمر کو ضائع کیا۔ جس نے ناشکرے پر احسان کیا اس نے اپنی نیکی ضائع کی۔

○ بندے کے زہد کی مقدار اسی قدر ہوتی ہے جتنا اسے آخرت سے لگاؤ ہوتا ہے۔

○ میں نے پوری امت محمدی میں ابن سیرین سے زیادہ بیم و رجا کے عالم میں کسی کو نہیں دیکھا۔

○ لوگ دارالامراض میں پاگلوں کے مانند تنگ جگہ میں زندگی گزار دیتے ہیں۔

○ دانشمندوں سے جنگ کرنا احمقوں کے ساتھ مٹھائی کھانے سے زیادہ سہل ہے۔

○ دنیا میں عمدہ لباس اور اچھا کھانے کی عادت مت ڈالو کیونکہ محشر میں ان چیزوں سے محروم کر دیے جاؤ گے۔

○ بہت سے لوگ غسل کے بعد پاک ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے بد باطن حج و زیارت کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔

○ ایک دور وہ بھی تھا کہ جب عمل کو ریا تصور کیا جاتا تھا اور ایک دور یہ ہے کہ بے عملی ریا میں شامل ہے یاد رکھو کہ دکھاوے کا عمل شرک میں شامل ہے۔

○ اگر دنیا کی ہر لذت میرے لیے جائز کر دی جاتی جب بھی دنیا سے اتنا نادم رہتا جتنا لوگ حرام و مردود شے سے نادم ہوتے ہیں۔

○ جو لوگ چوپایوں پر لعن طعن کرتے ہیں تو وہ چوپائے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تجھ میں جو لعنت کا زیادہ مستحق ہو اس پر لعنت ہو۔

○ اللہ نے برائیوں کے مجموعہ کو دنیا کا نام دے دیا ہے اور دنیا سے بری الذمہ ہو کر لوٹنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا دنیا میں آنا آسان ہے۔

○ ضروریاتِ زندگی کی وجہ سے جب میں ذکرِ الٰہی سے محروم ہو جاتا ہوں تو بے حد ندامت ہوتی ہے حالانکہ تین یوم کے بعد رفع حاجت کے لیے جاتا ہوں۔

○ متوکل وہی ہے جو خدا کے سوا نہ تو کسی سے خائف ہو اور نہ کسی سے امیدیں وابستہ کرے کیونکہ توکل خدا پر شاکر و قانع رہنے کا نام ہے۔

○ زاہد و اہلِ معرفت وہی ہے جو مقدر پر شاکر و قانع رہے اور مکمل خدا شناس عبادت بھی مکمل کرتا ہے اور کسی سے اعانت کا طالب نہ ہو وہ جوانمرد ہے۔

○ اگر مجھے اپنی دعا کی مقبولیت کا یقین ہوتا تو میں اپنے بجائے سلطانِ وقت کیلئے دعا کرتا تاکہ مخلوق کو زیادہ سکون حاصل ہوتا کیونکہ اپنے لیے دعا کرنے میں اپنا ہی مفاد پوشیدہ ہوتا ہے۔

○ کھانے اور سونے کی زیادتی باعث ہلاکت ہوتی ہے، پھر فرمایا کہ دو خصلتیں حماقت پر مبنی ہیں اول بلا وجہ ہنسنا، دوم دن رات کی بیداری سے گریز کرنا اور خود عمل نہ کرتے ہوئے دوسروں کو نصیحت کرنا۔

○ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم انبیاء کرام میں سے کسی ایک نبی سے پہاڑ پر ہم کلام ہوں گے

چنانچہ کوہ طور کے علاوہ تمام پہاڑ فخر و تکبر کا شکار ہو گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ سے کلام فرمایا کیونکہ عجز خدا کی پسندیدہ شے ہے۔

○ جس طرح جنت میں رونا عجیب سی بات ہے اسی طرح دنیا میں ہنسنا بھی تعجب انگیز ہے کیونکہ نہ تو جنت رونے کی جگہ ہے اور نہ دنیا ہنسنے کی جگہ اور جس کا قلب خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے اس سے ہر شے خوفزدہ رہتی ہے۔

○ اگر لوگ تم سے سوال کریں کہ کیا تم خدا کے محبوب ہو؟ تو کوئی جواب نہ دو اور نہ اپنی محبوبیت کا انکار کرو ورنہ تمہیں حلقہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا اور اگر محبوبیت کا دعویٰ کرو گے تو دروغ گوئی ہو گی کیونکہ تمہارا کوئی عمل خدا کے محبوبوں جیسا نہیں ہے۔

○ دنیا میں جب کسی کو نعمتوں سے نوازا جاتا ہے تو آخرت میں اس کے سو حصے کم کر دیے جاتے ہیں کیونکہ وہاں تو صرف وہی ملے گا جو دنیا میں کمایا ہے۔ لہٰذا یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ حصہ آخرت میں کمی کرے یا زیادتی۔

○ تین چیزوں کا حصول ناممکن ہے اسی لیے ان کی جستجو نہ کرو۔ اول ایسا عالم جو مکمل طور پر اپنے علم پر عمل پیرا ہو۔ دوم ایسا عامل جس میں اخلاص بھی ہو۔ سوم وہ بھائی جو عیوب سے پاک ہو، کیونکہ جو فرد اپنے بھائی کا ظاہری دوست اور باطنی دشمن ہو اس پر سدا خدا کی لعنت رہتی ہے اور اس کی سماعت و بصارت سلب کر لیے جانے کا خدشہ رہتا ہے۔

○ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میری خواہش صرف اس غرض سے علیل ہو جانے کی ہے کہ با جماعت نماز ادا نہ کرنی پڑے اور کسی کی شکل تک نظر نہ آئے کیونکہ بندگی ایک ایسی خلوت نشینی کا نام ہے جس میں کسی کی صورت نظر نہ پڑے اور میں ایسے شخص کا بہت ممنون ہوتا ہوں جو نہ تو مجھے سلام کرے اور نہ مزاج پرسی کو آئے کیونکہ لوگوں سے میل ملاپ اور عدم تنہائی نیکی سے بہت دور کر دیتے ہیں اور جو شخص محض اعمال پر گفتگو کرتا ہے اس کی گفتگو لغو اور بے سود ہوتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہے

اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دوست کو غم اور دشمن کو عیش عطا کرتا ہے۔

اقوال حضرت ابراہیم بن ادھم

○ فرمایا کہ حشر میں وہی عمل وزنی ہو گا جو دنیا میں گراں محسوس ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ انسان کا اخلاق ظاہر اور باطن ایک جیسا ہو۔

○ فرمایا فرض عبادت کے لیے گھر سے باہر نکلنا اور نفلی عبادت کے لیے گھر میں بیٹھنا سب اعمال سے بہتر ہے۔

○ فرمایا کہ جن اعمال کو انسان بہتر سمجھتا ہے وہ درحقیقت ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہ فرمائے تو سخت عذاب کا اندیشہ ہے۔

○ فرمایا کہ خواہشات کا بندہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کے ساتھ اخلاص کا تعلق صدق و خلوص نیتی سے ہے۔

○ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار حج کرنے کے بعد بھی محض اس خوف سے کبھی آب زمزم نہیں پیا کہ اس پر حکومت کا ڈول رہتا ہے۔

○ روایت ہے کہ جب آپ کے اوپر واردات غیبی کا نزول ہوتا تو فرمایا کرتے کہ سلاطین عالم اگر دیکھیں کہ یہ کیسی واردات ہے اور اپنی شوکت و سلطنت پر نادم ہوں۔

○ آپ اکثر یہ فرماتے کہ پندرہ برس کی مکمل اذیتوں کے بعد مجھے یہ ندا سنائی دی کہ عیش و راحت کو ترک کر کے اس کی بندگی اور احکام کی تعمیل کے لیے مستعد ہو جاؤ۔

○ کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ خالق کو محبوب رکھتے ہوئے مخلوق سے کنارہ کش ہو جاؤ اور بند کو کھول دو اور کھلے ہوئے کو بند کر لو اور جب اس نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ سیم و زر کی محبت چھوڑ کر تھیلی کا منہ کشادہ

کردو اور لغویات سے احتراز کرو۔

○ فرمایا کہ ایک مرتبہ راہ میں مجھے ایک ایسا پتھر ملا جس پر یہ تحریر تھا کہ اس کو الٹا پڑھو اور جب میں نے پڑھا تو اس پر تحریر تھا کہ اپنے علم کے مطابق اس پر عمل کیوں نہیں کرتے اور جس کا تمہیں علم نہیں اس کے طالب کیوں ہوتے ہو۔

○ ایک شخص برسوں آپ کی صحبت میں رہ کر جب واپس جانے لگا تو عرض کیا کہ اگر کچھ خامیاں یا برائیاں آپ نے میرے اندر دیکھی ہوں تو متنبہ فرما دیں تاکہ میں ان کے ازالے کی سعی کرتا رہوں۔ فرمایا کہ میں نے تمہیں سدا نظر محبت سے دیکھا ہے اور عیوب پر صرف دشمن کی نظر ہوتی ہے۔

○ کسی نے بطور نذرانہ آپ کو ایک ہزار درہم پیش کرتے ہوئے قبول کر لینے کی استدعا کی لیکن آپ نے فرمایا کہ میں فقیروں سے کچھ نہیں لیتا۔ اس نے عرض کیا کہ میں تو بہت امیر ہوں فرمایا کہ کیا تجھے اس سے زائد دولت کی تمنا نہیں ہے اور جب اس نے اثبات میں جواب دیا تو فرمایا کہ اپنی رقم واپس لے جا کیونکہ تو فقیروں کا سردار ہے۔

○ فرمایا کہ جس کو تین حالتوں میں دلجمعی حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے اوپر باب رحمت بند ہو چکا ہے۔ اول تلاوت کلام مجید کے وقت، دوم حالت نماز میں، سوم ذکر و شغل کے وقت اور عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصول عبرت کے لیے غور و فکر کرتے ہوئے خود کو حمد و ثنا میں مشغول رکھے اور اطاعت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔

○ اگر کوئی آپ کی معیت اختیار کرنا چاہتا تو آپ کے سامنے تین شرطیں پیش فرماتے اول یہ کہ میں سب کا خادم بن کر رہوں گا۔ دوم اذان بھی میں خود دیا کروں گا۔ سوم جو شے مجھے میسر ہو گی وہ سب کو مساوی تقسیم کروں گا اور جب ایک شخص نے کہا کہ میں ان شرائط کی پابندی نہیں کر سکتا تو فرمایا کہ مجھے تیری صداقت پر حیرت ہے۔

○ کسی درویش نے آپ کے سامنے دوسرے درویش کا شکوہ کیا تو فرمایا کہ تو نے مفت خریدی ہوئی درویشی بے سود اختیار کی۔ اور جب اس نے پوچھا کہ کیا درویشی بھی خریدی جا سکتی ہے، فرمایا کہ یقیناً کیونکہ میں نے سلطنت بلخ کے بدلہ میں درویشی خریدی اور بہت ارزاں خریدی کیونکہ درویشی سلطنت کے مقابلہ میں بہت بے بہا شے ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیت کا سچا کرنا اخلاص ہے۔

○ اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل میں استغفار نہیں ڈالتا جسے عذاب دینا منظور ہو۔

○ جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کو اچھا کہیں وہ نہ متقی ہے نہ با اخلاص۔

○ گوشہ نشینی کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان ایسی کوئی برائی نہیں دیکھتا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔

○ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست سمجھنے اور آخرت کی نعمتوں کو فراموش کر دینے کی وجہ سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔

○ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مجھ کو جہنم میں جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس کی معصیت کرتا ہوا جنت میں جاؤں۔

○ اگر تم جماعت حق میں شمولیت چاہتے ہو تو دنیا و آخرت کی رتی بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے خود کو غیر اللہ سے خالی کر لو اور رزق حلال استعمال کرو۔

○ جس کو تین حالتوں میں دلجمعی حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس پر باب رحمت بند ہو چکا ہے (۱) تلاوت کے وقت (۲) حالت نماز میں (۳) ذکر و فکر کے وقت۔

○ زہد تین قسم کا ہے۔ فرض یعنی حرام امور سے، واجب یعنی مشتبہ امور سے، سنت یعنی حلال امور سے اور حکومت سے زہد سونے چاندی کے زہد سے زیادہ مشکل ہے۔

○ صوم و صلوٰۃ اور جہاد و حج پر کسی کو جوانمردی کا مرتبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ محسوس نہ کرے کہ اس کی روزی کس قسم کی ہے۔

○ ہم نے اپنے کلام کو تو ایسا صاف اور درست کر لیا ہے کہ اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے، لیکن عمل کے لحاظ سے ایسے خطا کار ہو گئے ہیں کہ کبھی اس کی اصلاح نہیں کرتے۔

○ عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصول عبرت کے لیے غور و فکر کرتے ہوئے خود کو حمد و ثنا میں مشغول رکھے اور اطاعت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔

○ آپ فرماتے ہیں میں نے ایک راہب سے پوچھا تو کہاں سے کھاتا ہے۔ وہ بولا یہ بات میرے جاننے کی نہیں، میرے پروردگار سے پوچھ لو کہ وہ کہاں سے مجھے کھلاتا ہے

○ ہمارے دلوں پر تین پردے ہیں جب تک وہ دور نہیں ہوتے تب تک بندے پر یقین ظاہر نہیں ہوتا۔ اول موجود چیز پر خوش ہو، دوم کسی چیز کے ضائع ہو جانے پر رنج کرنا۔ سوم اپنی تعریف سُن کر خوش ہونا۔

○ آپ کا کوئی دوست مدت کے بعد آپ سے ملنے آیا اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگا آپ نے فرمایا۔ تجھ کا تیرا ہم سے نہ ملنا ہی بہتر ہے، تو نے میرے دوست کی نسبت میرے دل میں بغض ڈال دیا اور میرے دل کو غافل کر دیا کاش تو آج ہم سے نہ ملتا۔

○ للہی محبت رکھنے والوں کی علامت یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک خفا ہو جائے تو دوسرا اس کو منانے اور راضی کرنے میں سبقت کرے، کیونکہ میں نے کبھی کوئی ایسا دوست نہیں دیکھا جو دوستوں کی غمخواری نہ کرے جیسا کہ میں نے کبھی کسی غضب ناک کو مسرور اور کسی حریص کو غنی نہیں دیکھا۔

○ چار چیزیں کمال کو پہنچا دیتی ہیں۔ اول فقر، دوم استغنا، سوم تواضع، چہارم مراقبہ۔

○ فقر تین چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اول سخاوت۔ دوم تواضع۔ سوم ادب

○ کسی نے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں ایک ہزار درہم پیش کرتے ہوئے قبول

کر لینے کی استدعا کی، فرمایا۔ میں فقیروں سے کچھ نہیں لیتا۔ اس نے عرض کی۔ میں تو بہت امیر ہوں۔ فرمایا۔ کیا تجھے اب مزید مال و دولت کی تمنا نہیں؟ وہ بولا ہاں۔ یہ تمنا تو ہے فرمایا اپنی رقم واپس لے جا کر تو فقیروں کا سردار ہے۔

○ کوئی دوست اپنے دوست سے روزہ کے متعلق دریافت نہ کرے کیونکہ اس نے کہا ہیں روزے سے ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا کہ یہ خودستائی میں داخل ہے) اور اگر انکار کیا تو اس کا نفس غمگین ہوگا کہ احساس کمتری میں شامل ہے) اور یہ دونوں باتیں ریا کی علامتیں ہیں۔

○ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے جن سے آٹھ پیغمبروں کی پیروی ہوتی ہے یعنی تصوف میں سخاوت حضرت ابراہیمؑ کی ہو۔ رضا حضرت اسمٰعیلؑ کی ہو۔ صبر حضرت ایوبؑ کا ہو۔ ارشادات حضرت زکریاؑ کے ہوں، غربت حضرت یحییٰؑ کی ہو۔ سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی ہو۔ لباس حضرت موسیٰؑ کا ہو اور فقر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔

○ ایک دن کوئی مزدور دن بھر کی ناکامی کے بعد جب گھر کی طرف چلا تو خیال آیا کہ آج اہل و عیال کو کیا جواب دوں گا۔ اسی عالم میں سر راہ اس کی ملاقات حضرت ابراہیم بن ادہم سے ہوگئی اور اس نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی حالت پر صرف اس لیے رشک آتا ہے کہ آپ تو آسودہ و مطمئن ہیں لیکن میں شب و روز مصائب میں مبتلا رہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ آج تک کے عبادات صدقات میں تجھے نذر کرتا ہوں، اور تو صرف آج کی پریشانیاں مجھے عطا کر دے۔

○ فرمایا کہ تین حجابات رفع ہو جانے کے بعد قلب سالک پر سارے خزانے کشادہ کر دیے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ کبھی دنیا کی سلطنت قبول نہ کرے۔ دوم اگر کوئی شے سلب کر لی جائے تو غمزدہ نہ ہو کیونکہ کسی شے کے حصول پر اظہار مسرت نہ کرے کیونکہ اظہار مسرت کرنا احساس کمتری کی علامت ہے اور احساس کمتری والا ہمیشہ

ندامت کا شکار ہوتا ہے۔

○ ایک مرتبہ حجام آپ کا خط بنا رہا تھا کہ کسی نے عرض کیا کہ اس کو کچھ معاوضہ دے دیجیے گا، چنانچہ آپ نے ایک تھیلی اٹھا کر اس کو دے دی۔ لیکن اسی وقت اتفاق سے ایک سائل آ گیا اور حجام نے وہ تھیلی اسے دے دی۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اس میں تو سونا اور اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے کہا کہ اس کا علم تو مجھ کو بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ انسان دل سے غنی ہوتا ہے نہ کہ دولت سے، لیکن میں جس کی راہ میں لٹاتا ہوں اس سے آپ ناواقف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ جملہ سن کر مجھے بے حد ندامت ہوئی اور میں نے نفس سے کہا کہ جیسا تو نے کیا ویسی ہی سزا مل گئی۔

○ جب لوگوں نے آپ سے دعاؤں کی عدم قبولیت کی شکایت کی تو فرمایا کہ تم خدا کو پہچانتے ہوئے بھی اس کی اطاعت سے گریزاں ہو اور اس کے قرآن و رسول سے واقف ہوتے ہوئے بھی ان کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور اس کا رزق کھا کر بھی اس کا شکر نہیں کرتے۔ جنت میں جانے اور جہنم سے نجات پانے کا انتظام نہیں کرتے۔ ماں باپ کو دفن کر کے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ابلیس کو غنیم جانتے ہوئے بھی اس کی معاندت نہیں کرتے۔ اجل کی آمد کا یقین رکھتے ہوئے اس سے بے خبر ہو، اور اپنے عیوب سے واقف ہوتے ہوئے بھی دوسروں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو، پھر بھلا خود سوچو کہ ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے قبولیت حاصل کر سکتی ہیں۔

○ کسی نے آپ سے نصیحت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ چھ عادتیں اختیار کر لو۔ اول جب تم ارتکاب معصیت کرتے ہو تو خدا کا رزق مت استعمال کرو، دوم اگر معصیت کا قصد ہو تو خدا کی مملکت سے نکل جاؤ۔ سوم ایسی جگہ جا کر گناہ کرو جہاں وہ نہ دیکھ سکے اور اس پر جب لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں وہ نہیں دیکھ سکتا۔ جب کہ وہ اسرارِ قلوب تک سے واقف ہے تو فرمایا کہ یہ کیا انصاف ہے کہ اس کا

رزق استعمال کرو، اسی کے ملک میں رہو اور اسی کے سامنے گناہ بھی کرو۔ چہارم فرشتہ اجل سے توبہ کا وقت طلب کرو۔ پنجم منکر نکیر کو قبر میں مت آنے دو۔ ششم جب جہنم میں جانے کا حکم ملے تو انکار کر دو۔ یہ باتیں سن کر سائل نے عرض کیا کہ یہ تمام چیزیں تو محالات میں سے ہیں اور کوئی بھی ان کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ جب یہ تمام چیزیں ناممکن العمل ہیں تو پھر گناہ نہ کرو، یہ سن کر وہ شخص تمام گناہوں سے تائب ہو کر اسی وقت آپ کے سامنے فوت ہو گیا۔

اقوال حضرت بشر حافیؒ

○ صوفی وہ ہے جو اللہ کے لیے قلب کو صاف رکھے۔

○ حلال رزق فضول خرچیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کم ہوتا ہے۔

○ دنیا دار اس قابل نہیں کہ انہیں سلام کیا جائے کیونکہ ان میں لالچ ہوتا ہے۔

○ اللہ نے بندے کو صبر و معرفت سے زیادہ عظیم چیز اور کوئی نہیں دی ہے۔

○ دنیاوی نمود کا خواہشمند لذت آخرت سے محروم رہتا ہے۔

○ جب نوافل فرائض کی جگہ لے جائیں تو نوافل کو ترک کر دو۔

○ جو شخص اچھے کو اچھا نہ جانے وہ برے کو برا نہیں جان سکتا۔

○ مخلوق کی رضامندی کا حصول ایسا مقصد ہے جو کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

○ یہ خواہش رکھنا کہ لوگ مجھے بہتر سمجھیں محض حُب دنیا کا مظہر ہے۔

○ اپنی نیکیوں کو اس طرح پوشیدہ رکھو جس طرح اپنے گناہوں کو پوشیدہ رکھتے ہو۔

○ دو خصلتیں ایسی ہیں جو دل کو سخت کر دیتی ہے (۱) کثرت کلام (۲) کثرت طعام۔

○ تمام بہادروں میں قوی بہادر وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آ جائے۔

○ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی میں غور و فکر کریں تو کبھی اس کی نافرمانی نہ کریں۔

○ جس چیز کو دیکھنے سے انسان گناہ میں مبتلا ہو سکتا ہو اس سے اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے۔

○ اگر تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت نہیں کر سکتا تو اس کی نافرمانیوں پر بھی کمربستہ نہ ہو۔

○ ساٹھ شیطان اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ نفس امارہ ایک لحظہ میں کر دیتا ہے۔

○ تین کام بہت اچھے ہیں (۱) مفلسی میں سخاوت (۲) خوف میں صداقت (۳) خلوت میں تقویٰ۔

○ عاقل وہ نہیں جو خیر اور شر کو پہچانتے بلکہ عاقل وہ ہے جو خیر پر عمل کرے اور شر سے اجتناب کرے۔

○ نہ تو مجھے کبھی اہل دنیا کی مجلس میں بیٹھنا گوارا ہوا اور نہ کبھی انہیں میری صحبت اچھی لگی۔

○ جب تمام امور انسان کی خواہش کے مطابق ہوں تو اس کے نفس کی طرف سے ضرور خلل آجاتا ہے۔

○ جب تم کسی کو جھگڑالو، علم کے سبب بحث کرنے والا اور خود پسند دیکھو تو جان لو کہ وہ کامل نقصان اٹھا چکا ہے۔

○ اہل معرفت ہی اللہ کے خاص بندے ہیں انہیں سوائے خدا کے نہ کوئی جانتا ہے اور نہ ان کی عزت کرتا ہے۔

○ جو بات سننے سے تیرا دل گناہ کی طرف مائل ہو، اس بات کے سننے سے اپنے کانوں کو بہرا کر لے۔

○ جو آدمی اپنے نفس کو ادب سکھانے سے عاجز ہو، وہ دوسروں کو ادب سکھانے

میں سب سے زیادہ عاجز ہوتا ہے۔

○ جو شخص دنیا میں معزز رہنا چاہتا ہو اسے تین چیزوں سے بچنا چاہیے۔ (۱) مخلوق سے اظہار حاجت (۲) لوگوں کی عیب جوئی (۳) کسی کے مہمان کا طفیلی بننا۔

تقویٰ شکوک و شبہات سے پاک ہونے اور قلب کی ہمہ وقت گرفت کرتے رہنے کا نام ہے۔

○ کسی نے عرض کیا کہ میں متوکل علی اللہ ہوں فرمایا کہ اگر تو متوکل ہے تو خدا کے احکام پر بھی یقیناً راضی ہوگا۔

○ کسی شخص نے آپ کی موت کے وقت آپ سے اپنی مفلسی کا رونا رویا تو آپ نے اپنا پیراہن تو اتار کر اس کو دے دیا اور خود دوسرے کا مستعار لے کر پہن لیا۔

○ انتقال کے وقت جب آپ شدید مضطرب ہو گئے تو لوگوں نے پوچھا کہ ترک دنیا کا غم ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ بارگاہ خداوندی میں جانے کا خوف ہے۔

○ قانع رہنے سے صرف دنیا ہی میں عزت مل جاتی پھر بھی قناعت بہتر تھی۔ پھر فرمایا کہ یہ تصور کرنا کہ لوگ ہمیں بہتر سمجھیں محض حب دنیا کا مظہر ہے اور جب تک بندہ نفس کے سامنے فولادی دیوار قائم نہیں کر لیتا اس وقت تک عبادت میں لذت و حلاوت حاصل نہیں کر سکتا۔

○ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ پانی جب تک رواں رہتا ہے صاف رہتا ہے اور جب رک جاتا ہے گدلا اور کیچڑ جیسا ہو جاتا ہے۔

○ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک صاحب میرے منتظر ہیں اور میرے اس سوال پر کہ بلا اجازت مکان میں تم کیوں داخل ہو گئے۔ فرمایا کہ میں خضر ہوں، چنانچہ عرض کیا کہ پھر میرے لیے دعا فرمائیں تو آپ نے کہا کہ اللہ تیرے لیے عبادت کو آسان کر دے اور تیری عبادت کو تجھ سے بھی پوشیدہ رکھے۔

○ انتقال کے بعد کسی نے خواب میں آپ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس لیے ناراض ہوا کہ تو دنیا میں مجھ سے اس قدر خائف کیوں رہتا تھا اور کیا تجھے میری کریمی پر یقین نہیں تھا۔ پھر اسی شخص نے اگلے دن خواب میں دیکھ کر جب حال پوچھا تو فرمایا کہ اللہ نے میری مغفرت فرما دی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ خوب اچھی طرح کھا اور پی اس لیے کہ دنیا میں تو نے ہماری یاد کی وجہ سے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔

○ فرمایا کہ فقراء کی تین قسمیں ہیں اول وہ جو نہ تو مخلوق سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ کسی کے کچھ دینے کے باوجود ان سے کچھ لیتے ہیں۔ ان کا شمار تو ایسے روحانی بندوں میں ہوتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ سے مانگتے ہیں مل جاتا ہے۔ دوم وہ جو خود تو کسی سے طلب نہیں کرتے لیکن اگر کوئی دے دے تو قبول کر لیتے ہیں یہ متوسط قسم کے متوکل ہوتے ہیں اور انہیں جنت کی تمام نعمتیں حاصل ہوں گی۔ سوم وہ جو نفس کشی کرتے ہوئے صبر و ضبط سے کام لے کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

○ آپ فرمایا کرتے کہ ایک مرتبہ حضرت علی جرجانی کسی چشمے کے نزدیک تعریف فرما تھے اور میں ان کے سامنے پہنچ گیا تو آپ مجھے دیکھ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ پڑے کہ مجھے انسان کی شکل نظر آگئی جس کی وجہ سے میں گناہ کا مرتکب ہو گیا۔ لیکن میں بھی بھاگتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجیے۔ تو آپ نے کہا کہ فقر کو پوشیدہ رکھ کر صبر اختیار کرو اور خواہشات نفسانی کو نکال پھینکو اور اپنے مکان کو قبر سے بھی زیادہ خالی رکھو تاکہ ترک دنیا کا رنج نہ ہو۔

○ فرمایا کہ اللہ نے بندے کو صبر و معرفت سے زیادہ عظیم شے اور کوئی نہیں عطا کی اور اہل معرفت ہی خدا کے مخصوص بندے ہیں اور جو بندہ اللہ کے ساتھ قلب کو صاف رکھتا ہے اس کو صوفی کہتے ہیں اور اہل معرفت وہ ہیں کہ جن کو سوائے خدا کے کوئی جانتا ہے نہ عزت کرتا ہے اور جو شخص علامت آزادی کے ساتھ ہم کنار ہونا چاہیے

اس کو اپنے خیالات پاکیزہ بنانا چاہئیں اور جو صدق دل کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ لوگوں سے وحشت زدہ رہتا ہے۔ فرمایا کہ نہ تو مجھے کبھی اہل دنیا میں بیٹھنا گوارا ہوا اور نہ کبھی انہیں میری صحبت اچھی لگی۔

○ ایک قافلہ حج کی نیت سے روانہ ہونے لگا تو اہل قافلہ نے آپ سے بھی اپنے ہمراہ چلنے کی استدعا کی۔ لیکن آپ نے تین شرطیں پیش کر دیں۔ اول یہ کہ کوئی شخص اپنے ہمراہ توشہ نہ لے۔ دوم کسی سے کبھی کچھ طلب نہ کرے۔ سوم اگر کوئی کچھ پیش بھی کرے جب بھی قبول نہ کرے، یہ سن کر اہل قافلہ نے عرض کیا کہ پہلی دو شرطیں تو ہمیں منظور ہیں لیکن تیسری شرط قابل قبول نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ توکل حجاج کا توشہ سفر ہے اور اگر تم یہ قصد کر لیتے کہ کسی سے کچھ نہ لیں گے تو خدا پر توکل بھی ہو جاتا اور درجہ ولایت بھی حاصل ہوتا۔

○ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور حیا کی زینت ترک دنیا اور ہر چیز کا ایک ثمرہ ہے اور حیا کا ثمرہ نیکی کرنا ہے۔

○ تو اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک تیرا دشمن تجھ سے امن میں نہ ہو پھر اس بات میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے کہ تیرا دوست بھی تجھ سے امن میں نہ ہو۔

○ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تجھے ایسی جگہ موجود نہ پائے جہاں سے اس نے منع کیا ہے اور جہاں جانے کا تجھے حکم دیا ہے وہاں سے تجھ کو غیر حاضر نہ پائے۔

○ مومن کی عزت اس بات میں ہے کہ وہ لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے اور اس کا شرف اس بات میں ہے کہ وہ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں قیام کرے۔

○ تعجب ہے ان لوگوں پر جو کسی کی غیر موجودگی میں [illegible] کی غیبت کرتے ہیں لیکن جب وہ سامنے آتا ہے تو اس سے محبت کا اظہار کرتے اور [illegible] کی تعریف کرنے لگتے ہیں ایسے لوگ شیاطین الانس ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔

○ ہم پر معصیتوں کی وجہ سے مصیبت نہیں آتی بلکہ ناشکری کی وجہ سے آتی ہے جیسا کہ

ہم قلت عمل کے باعث مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ صدق کی کمی کی وجہ سے مبتلا ہوتے ہیں
جیسا کہ ہم کثرتِ گناہ کی وجہ سے تباہ نہیں ہوتے بلکہ حیا کی کمی کے باعث تباہ ہوتے ہیں
اور جیسا کہ ہم قلت استغفار کی وجہ سے بلا میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ بے وفائی کی وجہ
سے بلا میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔

○ تم غور کرو کہ اپنے اعمال ناموں میں کیا لکھوا رہے ہو، کیونکہ وہ تمہارے رب
کے حضور پیش ہوں گے۔ پس جو شخص بیہودہ باتیں کرتا ہے اس پر حیف ہے۔

○ اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اس میں بیہودہ اور برے الفاظ لکھواؤ
تو یہ اس کے ساتھ تمہاری بے حیائی تصور ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا کیسا
برتاؤ ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ

○ غور و فکر خوش بختی کی کنجی ہے۔
○ جو شخص پیٹ بھر کر کھانا کھانے کا عادی ہو جائے اسے حکمت حاصل نہ ہوتی۔
○ ذکر الٰہی سے غفلت کی سزا حب دنیا ہے۔
○ عارف وہ ہے جو مخلوق میں رہ کر مخلوق سے بیگانہ رہے۔
○ یاد الٰہی کرنے والا خدا کے سوا ہر شے کو خود بخود بھولتا چلا جاتا ہے۔
○ مصائب پر صبر کرنا بہادری نہیں۔ بہادری یہ ہے کہ مصائب میں خوش رہا جائے۔
○ جو شخص اللہ تعالیٰ کی شان پر غور کرے اس کا تکبر ختم ہو جاتا ہے۔
○ توکل یہ ہے کہ مخلوق سے لالچ کو ختم کر دیا جائے۔
○ جو کوئی تجھ کو گناہوں سے معصوم دیکھنا چاہے اس کی دوستی میں کوئی بہتری نہیں۔

○ حاجت کو فقر کی زبان سے طلب کرنہ کہ علم کی زبان سے طلب کر
○ جو شخص ناراض ہو جانے پر تیرا راز ظاہر کر دے وہ کمینہ ہے۔
○ جو شخص اپنے اعمال کو ریا کے لیے مزین کرتا ہے اس کی نیکیاں بھی برائیاں بن جاتی ہیں۔
○ اللہ کی سرزمین میں سچائی اس کی تلوار ہے، جس چیز پر یہ پڑ گئی اسے کاٹ کر رکھ دیا۔
○ معرفت الٰہی کا دعویدار اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوتا ہے اور محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔
○ وہ کمینہ ہے کہ جو خدا کے راستہ میں ناواقف ہوتے ہوئے بھی کسی سے معلومات حاصل نہ کرے۔
○ کسی کو کمتر تصور نہ کر خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تائب ہو کر مقبول خدا بن جائے۔
○ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرا مطیع ہو جائے میں اس کا کارساز بن کر اس کی حمایت کرتا ہوں۔
○ جو شخص تواضع انکساری اختیار کرنا چاہے اسے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔
○ جو شخص بے سود چیزوں کی طلب میں سرگرداں ہوتا ہے وہ مفید چیزوں کے حصول سے محروم رہتا ہے۔
○ اللہ سے خوف رکھنے والا اسی کی جانب متوجہ رہتا ہے اور جو اس کی جانب متوجہ ہو جائے اس کو نجات حاصل ہو گئی۔
○ اپنے ظاہر کو خلق کے اور باطن کو خالق کے حوالے کر دو اور اللہ سے ایسا تعلق قائم کرو تاکہ وہ تمہیں مخلوق سے بے نیاز کر دے۔

○ صوفی وہ ہے جب وہ بولے تو اس کا کلام حقائق کی نقاب کشائی کرے، اور خاموش ہو تو اس کا جسم انقطاع تعلق پر ناطق ہو۔

○ جس چیز کو خود عمل پیرا ہو کر نصیحت کرے اسی کو صوفی کہتے ہیں۔

○ حجاب چشم ہی سب سے بڑا حجاب ہے جس کی وجہ سے غیر شرعی چیزوں پر نظر نہیں پڑتی۔

○ معصیت سے تائب ہو کر دوبارہ ارتکاب معصیت دروغگوئی ہے۔

○ سب سے بڑا دولت مند وہ ہے جو تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو۔

○ قلیل کھانا جسمانی توانائی کا ذریعہ اور قلیل گناہ روحانی توانائی کا ذریعہ ہے۔

○ مصائب میں صبر کرنا تعجب خیز نہیں بلکہ مصائب میں خوش رہنا تعجب کی بات ہے۔

○ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے کہ پاکیزہ ہے وہ ذات جو عارفین کو دنیاوی وسائل سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

○ پہلے قدم پر خدا کو کوئی نہیں پا سکتا۔ یعنی خدا کے ملنے تک خود کو طالب تصور کرتا ہے۔

○ میں نے راہ اخلاص کی جانب لے جانے والی خلوت سے زائد کسی شے کو افضل نہیں پایا۔

○ جس طرح ہر جرم کی سزا ہوا کرتی ہے اسی طرح ذکر الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔

○ خدا سے خوف کرنے والے ہدایات پاتے ہیں اور اس سے خائف ہونے والے گمراہ ہو جاتے ہیں اور درویشی سے ڈرنے والے قہر الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

○ اہل تقویٰ کی صحبت سے لطف حیات حاصل ہوتا ہے اور ایسے احباب بنانے چاہئیں جو تمہاری ناراضگی سے ناراض نہ ہوں۔

○ اگر تمہیں حق بات پر تھوڑا سا رنج بھی ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ

تمہارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔

○ صحبت الٰہی کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیزیں اس سے دور کر دینے والی ہوں ان سے کنارہ کش رہے۔

○ قلب و روح سے خدا کا فرمانبردار بن جانے کو عبودیت کہا جاتا ہے۔

○ حالت وجد بھی ایک راز ہے اور سماع علاج نفس ہے اور جو حقانیت سے شریک سماع ہوتا ہے وہ اہل حق میں سے ہو جاتا ہے۔

○ حق بینی کا دعویدار نہ صرف محرومی کا شکار ہوتا ہے بلکہ اس کا دعویٰ بھی جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ حق بین بندہ اظہار کو معیوب تصور کرتا ہے۔

○ کتنا اچھا ہوتا کہ خدا تعالیٰ اپنے محبت کرنے والوں کو اس وقت محبت سے نوازتا ہے جب ان کے دل خدشۂ فراق سے خالی کر دیے جاتے ہیں۔

○ جس کا ظاہر، باطن کا آئینہ دار نہ ہو اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو۔ پھر فرمایا کہ یادِ الٰہی کرنے والا خدا کے سوا ہر شے کو خود بخود بھولتا چلا جاتا ہے۔

○ خدا سے بُعد اختیار کرنے والوں کی نیکیاں مقربین کے گناہوں کے مساوی ہوتی ہیں اور صدق دلی سے تائب ہونے کے بعد سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

○ کوئی مرید اس وقت تک صحیح معنوں میں مرید نہیں ہوتا جب تک خدا کے بعد مرشد کا اطاعت گزار نہ ہو اور جو بندہ وسواس قلبی کو ختم کرنے کے بعد مراقبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی عظمت عطا کر دیتا ہے۔

○ اس طبیب سے نااہل کوئی نہیں جو عالم مدہوشی میں مدہوشوں کا علاج کرے یعنی جس پر نشۂ دنیا سوار ہو۔ اس کو نصیحت کرنا بے سود ہے لیکن جب ہوش ٹھکانے آجائیں تو پھر اس سے توبہ کروانی چاہیے۔

○ مریض قلب کی چار علامتیں ہیں۔ اول عبادت میں لذت کا فقدان۔ دوم خدا سے

خوفزدہ نہ ہونا۔ سوم دنیادی امور سے عبرت حاصل نہ کرنا۔ چہارم علم کی باتیں سننے کے بعد بھی ان پر عمل نہ کرنا۔

○ خدا سے خوف رکھنے والا اسی کی جانب متوجہ رہتا ہے اور جو اس کی جانب متوجہ ہو جائے اس کو نجات حاصل ہو گئی اور قناعت پذیر بندہ لذت و کیف میں غرق ہو کر سب کا سردار بن جاتا ہے۔ اور جو بندہ لغو کاموں میں تکلیف برداشت کرتا ہے وہی چیز اس کے بعد کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

○ جس پر شمشیر صدق چل جاتی ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے۔ مراقبہ کا مفہوم یہ ہے کہ بہترین اوقات کو اللہ تعالیٰ پر قربان کر دے۔ اس کو عظیم جانے جس کو خدا نے عظمت عطا کی ہو، اور اس کی جانب رخ بھی نہ کرے جس کو اس نے ذلیل و رسوا کر دیا ہو۔

○ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے محبوب رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے اخلاق و اعمال اور سنن پر عامل ہو۔

○ عارف الٰہی ہر روز خوف و خشیت میں بڑھتا رہتا ہے، اس لیے کہ اسے ہر گھڑی قرب الٰہی میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

○ خوف الٰہی کی علامت یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر شے سے بے خوف ہو جائے اور دنیا میں وہی محفوظ رہتا ہے جو کسی سے بات نہیں کرتا۔

○ قلب کو ماضی و مستقبل کے چکر میں نہ ڈالو یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے وقت کا تصور قلب سے نکال کر صرف حال کو غنیمت جانو۔

○ ایسے اہل اخلاص کی صحبت اختیار کرو جو ہر حال میں تمہارے شریک رہیں اور تمہاری تبدیلی سے بھی ان میں کوئی تبدیلی رونما نہ ہو۔

○ اگر تمہیں حق بات پر تھوڑا سا بھی رنج ہوتا ہے تو یہ اس چیز کی علامت ہے کہ تمہارے نزدیک حق کا درجہ بہت کم ہے۔

○ آپ سے کسی نے پوچھا "آدمی خود کو مخلص کب جانے"؟ فرمایا جب اپنی تمام کوشش اللہ کی اطاعت میں صرف کر دے اور دنیا میں اپنی ذلت پر راضی ہو جائے

○ جو شخص راہ مستقیم پر گامزن ہونا چاہے تو اسے لازم ہے کہ علماء کے پاس جاہل بن کر حاضر ہو، زاہدوں کے پاس رغبت کے ساتھ جائے اور اہل معرفت کے حضور عقیدت و خاموشی کے ساتھ بیٹھے۔

○ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوت سے زیادہ ہمیں کھانے کو دیا ہے اور ہماری قوت سے کم شرعی تکلیف دی ہے، لیکن ہم اپنی قوت پر قناعت نہیں کرتے اور جو شرعی تکلیف دی ہے اس میں اپنی قوت صرف نہیں کرتے۔

○ یقین پر کبھی شک کو ترجیح نہ دو اور جس وقت تک نفس اطاعت پر آمادہ نہ ہو مسلسل اس کی مخالفت کرتے رہو اور مصائب پر صبر کرتے ہوئے زندگی خدا کی یاد میں گزار دو۔

○ تدبر و تفکر عبادت کی چابی ہے اور خواہشات کی مخالفت خدا سے ملاقات کی آئینہ دار ہے اور جو بندہ دل کے ذریعہ فکر کرتا ہے وہ عالم غیب میں روح کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ پھر فرمایا کہ رضا نام شدت محنت پر راضی رہنے اور مصائب میں دوستی کا دعویٰ کرنے کا ہے اور جو قضا و قدر پر راضی رہتا ہے وہ ہی اپنے نفس سے واقف ہو جاتا ہے۔

○ ندامت کا مفہوم یہ ہے کہ ارتکاب معصیت کے بعد خوف سزا باقی رہے اور تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے ظاہر کو معصیت و نافرمانی میں مبتلا نہ کرے اور باطن کو لغویات سے محفوظ رکھتے ہوئے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا تصور قائم رکھے، یعنی ہر لحظہ یہ تصور کرتا رہے کہ وہ ہمارے تمام افعال کی نگرانی کر رہا ہے اور ہم اس کے سامنے ہیں۔

○ کہ عارفین اس لیے زیادہ خائف رہتے ہیں کہ لحظہ بہ لحظہ قرب الٰہی میں زیادتی ہوتی رہتی ہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ مخلوق میں رہ کر بھی بیگانہ خلائق رہے اور

خدا سے ڈرنے والے کو بھی عارف کہا جاتا ہے اور عارف کے اندر مسلسل تغیر ہوتا رہتا ہے اور عارف اپنی معرفت کی بنا پر ہمیشہ مؤدب رہتا ہے۔

○ کہ انسان پر چھ چیزوں کی وجہ سے تباہی آتی ہے (۱) اعمال صالحہ سے کوتاہی کرنا (۲) ابلیس کا فرمانبردار ہونا (۳) موت کو قریب نہ سمجھنا (۴) رضا الٰہی کو چھوڑ کر مخلوق کی رضامندی حاصل کرنا (۵) تقاضائے نفس پر سنت کو ترک کر دینا (۶) اکابرین کی غلطی کو سند بنا کر ان کے فضائل پر نظر نہ کرنا اور اپنی غلطی کو ان کے سر تھوپنا۔

○ معرفت کی تین اقسام ہیں اول معرفت توحید جو تقریباً ہر مومن کو حاصل رہتی ہے۔ دوم معرفت حجت و بیان، یہ حکما و علما کو ملتی ہے۔ سوم صفات وحدانیت کی معرفت یہ صرف اولیاء کرام کے لیے مخصوص ہے جو نہ دوسروں کو حاصل ہوتی ہے اور نہ کوئی ان مراتب سے واقف ہو سکتا۔

○ اگر تم حصول معرفت کے متمنی ہو تو خدا سے ایسی دوستی کی مثال پیش کرو جیسی حضرت صدیق اکبر نے حضور اکرمؐ کے ساتھ کی اور کبھی ذرہ برابر مخالفت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں "صدیق" کے خطاب سے نوازا۔ اور حب خداوندی کی نشانی بھی یہی ہے کہ کبھی اس کے حبیب کی مخالفت نہ کرے۔

○ خدا سے خائف رہنے والے کے قلب میں خدا کی محبت اس طرح جاگزیں ہو جاتی ہے کہ اس کو عقل کامل عطا کر دی جاتی ہے اور جو مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے وہ شدید مشکلات میں گھرتا چلا جاتا ہے اور جو بے سود چیزوں کے حصول کی سعی کرتا ہے وہ اس شے کو کھو دیتا ہے جس کو اس سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

○ توکل نام ہے خدا پر اعتماد رکھتے ہوئے کسی سے کچھ طلب نہ کرنے اور بندہ بن کر مالک کی اطاعت کرنے اور تدابیر و تفکر کے ترک کر دینے کا۔ اور انس نام ہے خدا کے محبوبوں سے محبت کرنے اور ان کی محبت حاصل کرنے کا۔ اور جس وقت اولیاء کرام پر

غلبہ انس ہوتا ہے تو ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ زبان نور میں ان سے ہمکلام ہے اور غلبہ ہیبت ہوتا ہے تو پھر نور کے بجائے زبان نار سے باتیں ہوتی ہیں اور خدا کے مونس کی شناخت یہ ہے کہ آگ میں ڈال دینے کے بعد بھی حوصلے میں کمی نہ آئے اور انس خداوندی کی نشانی یہ ہے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو جائے۔

○ اخلاص میں جب تک صدق و صبر کی شمولیت نہ ہو اس وقت تک اخلاص مکمل نہیں ہوتا اور خود کو ابلیس سے محفوظ رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے اور اہل اخلاص وہ ہوتے ہیں جو اپنی تعریف سے خوش اور اپنی برائی سے ناخوش نہ ہوں اور اپنے اعمال صالحہ کو اس طرح فراموش کر دیں کہ روز محشر اللہ تعالیٰ سے ان کا معاوضہ بھی طلب نہ کریں۔ لیکن خلوت میں اخلاص کا قائم رکھنا بہت دشوار ہے۔

○ عارف کی شناخت یہ ہے کہ بغیر علم کے خدا کو جانے، بغیر آنکھ کے دیکھے، بغیر سماعت کے اس سے واقف ہو، بغیر مشاہدے کے اس کو سمجھے۔ بغیر صفت کے پہچانے اور بغیر کشف و حجابات کے اس کا مشاہدہ کر سکے یعنی ذات باری میں فنائیت کی یہ علامتیں ہیں جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "میں جس کو دوست بناتا ہوں اس کا کان بن جاتا ہوں تاکہ مجھ سے پکڑے (حدیث قدسی) آپ نے فرمایا کہ زاہدین سلطان آخرت ہوا کرتے ہیں اور ان کے دوست سلطان عارفین ہوتے ہیں۔

○ عوام معصیت سے اور خواص غفلت سے توبہ کرتے ہیں لیکن توبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اول توبہ انابت، یعنی انسان کا خدا سے ڈر کر توبہ کرنا، دوم توبہ استجابت، بندے کا ندامت کی وجہ سے تائب ہونا، یعنی اس پر نادم ہو کر میری ریاضت و عظمت خداوندی کے سامنے کچھ بھی نہیں پھر فرمایا کہ ہر ہر عضو کی توبہ کا جداگانہ طریقہ ہے۔ مثلاً قلب کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیزوں کو ترک کر دے۔ آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیز کی جانب نہ اٹھے، کان کی توبہ یہ ہے کہ غیبت و بدگوئی سننے کی نیت نہ کرے۔ ہاتھ کی توبہ

یہ ہے کہ غیر شرعی چیزوں کی جانب نہ اٹھے اور شرمگاہ کی توبہ یہ ہے کہ بدکاری سے کنارہ کش رہے۔ پھر فرمایا کہ وہ فقر جس میں کدورت و غبار ہو، میرے نزدیک خلوت تکبر سے زیادہ بہتر ہے۔

اقوال حضرت بایزید بسطامیؒ

- فرمایا عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔
- فرمایا کہ عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفت خداوندی کا مظہر ہو جائے۔
- فرمایا کہ مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت و ہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔
- فرمایا کہ زاہد و صالح کو ایسی ہوا کی طرح تصور کر جو تمہارے اوپر چل رہی ہے۔
- فرمایا کہ بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔
- فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں۔
- فرمایا کہ خدا کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں جو دیدار الٰہی کے مقابلے میں جنت کو اچھا نہیں سمجھتے۔
- فرمایا کہ زیبائش جنت کو خدا نے لوگوں ہی سے ہے لیکن وہ اس کو ایک بار تصور کرتے ہیں۔
- فرمایا کہ خداشناس خدا کو ضرور دوست رکھتا ہے کیونکہ محبت کے بغیر معرفت بے معنی ہے۔
- فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ملک و دولت کو معیوب تصور کرتا ہو لیکن اس کی عبادت کا صلہ سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

○ فرمایا کہ خود کو اپنے مرتبہ کے مطابق ہی ظاہر کرنا چاہیے یا جس قدر خود کو ظاہر کرتا ہے وہ مرتبہ حاصل کرنا چاہیے۔

○ فرمایا کہ خدا کا طالب آخرت کی جانب بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ اور خدا سے محبت کرنے والا اپنی محبت ۔گی۔ بنا پر خدا ہی کی طرح یکتا ہو جاتا ہے۔

○ فرمایا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہو فرمایا گیا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دے دے۔

○ فرمایا کہ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جہنم بھی اپنی تکالیف کو بھول جائیں۔

○ فرمایا کہ اگر پوری دنیا کی سلطنت بھی مجھ کو دے دی جائے جب بھی میں اپنی اس آہ کو افضل تصور کروں گا جو میں نے گزشتہ شب کی ہے۔

○ فرمایا کہ ایک جبہ معرفت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں کہاں۔ فرمایا کہ خدا کی یاد میں فنا ہو جانا زندۂ جاوید ہو جانا ہے۔

○ فرمایا کہ نفسانی خواہشات چھوڑ دینا درحقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے اور جو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے مخلوق اس کی فرمانبردار ہو جاتی ہے۔

○ فرمایا کہ ایک رات صبح تک اپنے قلب کی جستجو کرتا رہا لیکن نہیں ملا۔ اور صبح کو یہ ندائے غیبی آئی کہ تجھے دل سے کیا غرض تو ہمارے سوا کسی کو تلاش نہ کر۔

○ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے اول دریا کی طرح سخاوت، دوم آفتاب کی طرح روشنی، سوم زمین کی طرح عاجزی۔

○ فرمایا کہ خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اس لیے کہ میں بندہ ہونے کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔

○ فرمایا کہ دو خصلتیں مخلوق کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ اول کسی بھی مخلوق کا احترام نہ کرنا

دوم خالق کے احسان کو ٹھکرا دینا۔

○ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو جہنم میں جھونک دے اور میں صبر بھی کر لوں جب بھی اس کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو پوری کائنات بخش دے جب بھی اس کی رحمت کے مقابلہ میں قلیل ہے۔

○ فرمایا کہ بہت سے حجابات سے گزر کر جب میں نے غور کیا تو خود کو مقام حزب البحر میں پایا یعنی ذات باری میں گم ہو گیا۔ جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی ممکن نہیں۔

○ فرمایا کہ چالیس سال میں نے مخلوق کو نصیحت کرنے میں گزارے لیکن بے سود ثابت ہوا۔ اور جب رضائے خداوندی ہوئی تو میری نصیحت کے بغیر ہی لوگ سیدھے راستہ پر آ گئے۔

○ فرمایا کہ قلب عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔

○ فرمایا کہ میں نے مکمل تیس سال اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کے مطابق طلب کیا، لیکن اس کی راہ میں گامزن ہوتے ہی سب کچھ بھول گیا۔ اور یہ تمنا کرنے لگا کہ یا اللہ تو میرا ہو جا اور تیری جو مرضی ہو وہی کر۔

○ فرمایا کہ جو شخص خود کو بہتر اور عبادت کو مقبول تصور کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین نفوس میں شمار نہیں کرتا اس کا شمار کسی بھی جماعت میں نہیں ہوتا۔

○ فرمایا کہ جب ترک دنیا کے بعد حب الٰہی اختیار کی تو اپنی ذات کو بھی دشمن تصور کرنے لگا اور جب میں نے ان حجابات کو اٹھا دیا جو میرے اور خدا کے مابین تھے تو اللہ نے مجھے اپنے کرم سے نواز دیا۔

○ فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے پوری دنیا کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں جب بھی مسرور نہ ہونا۔ اور اگر اذیتیں پہنچیں تو مایوس مت ہونا کیونکہ جس نے لفظ "کن" سے تمام

عالم بنا دیا اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی شے خارج نہیں۔

○ فرمایا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ نے یہ محسوس کر لیا کہ امتِ محمدی میں ایسے خدارسیدہ بھی ہیں جو تحت الثریٰ سے لے کر اعلیٰ علیین تک چھائے ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی حضور اکرمؐ کی امت میں شمولیت کی دعا کی۔ لیکن اس قول سے مجھے اپنی برتری مقصود نہیں ہے۔

○ فرمایا کہ عارف وہ ہے جس کی نظر میں ہر برائی اچھائی میں تبدیل ہو جائے اور خدا شناس جہنم کے لیے عذاب ہے اور ناخدا شناس کے لیے جہنم عذاب ہے لیکن خدا شناسی کی راہوں میں بہت سے وہ لوگ آتے ہیں جو رات کو ایمان سے خالی ہو کر پلٹ جاتے ہیں۔

○ فرمایا کہ گفتگو اور آواز و حرکت سب پردے کے باہر کی چیزیں ہیں لیکن پردے میں سوائے ہیبت و رعب اور خوشی کے کچھ بھی نہیں اور بندے کو جس وقت تک قربِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا اسی وقت تک باتیں بناتا ہے۔ لیکن جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔

○ فرمایا کہ علوم میں ایک ایسا علم بھی ہے جس سے عالم واقف نہیں اور زہد میں ایک ایسا زہد ہے جس کو زاہد بھی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ جس کو مقبولیت عطا فرماتا ہے اس پر ایک ایسا فرعون مقرر کر دیتا ہے جو ہمہ وقت اذیت پہنچاتا رہے۔

○ فرمایا کہ گزشتہ بزرگ معمولی سی چیزوں پر ہی خدا سے راضی ہو گئے لیکن میں نے راضی ہونے کے بجائے خود کو اس پر قربان کر دیا ہے اور مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں سے ایک جبہ کے برابر بھی سامنے آجائے تو نظام عالم برہم ہو جائے۔

○ فرمایا کہ عارف صادق وہی ہے جو خواہشات کو ترک کر کے خدا کی پسندیدگی کو ملحوظ رکھے بعض لوگوں نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی مرضی سے جنت میں داخل نہیں کرتا۔ فرمایا کہ یقیناً اپنی مرضی ہی سے داخل کرتا ہے لیکن جس کو اپنی مرضی سے اعلیٰ

دار فع بنا دے اس کو جنت کی کیا خواہش۔

○ فرمایا کہ علم و خبر ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک رسائی حاصل کر چکا ہو اور جو اعزاز دنیاوی کے لیے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو۔ اس لیے کہ اس کا علم خود اس کے لیے سود مند نہیں۔

○ فرمایا کہ خدا کی یاد کا مفہوم اپنے نفس کو فراموش کر دینا ہے اور جو شخص خدا کو خدا کے ذریعہ شناخت کرتا ہے وہ زندۂ جاوید ہو جاتا ہے لیکن جو اپنے نفس کے ذریعہ خدا کو پہچاننے کی سعی کرتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

○ فرمایا کہ عشاق کے لیے شوق ایسی راجدھانی ہے جس میں تخت فراق بچھا ہوا ہے شمشیر ہجر رکھی ہوئی ہے اور وصل ہجر کے آغوش میں ہے اور شمشیر ہجر سے ہر وقت ہزاروں سر کاٹے جا رہے ہیں لیکن سات ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی شاخ وصال کو کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سکا۔

○ فرمایا کہ جو از روئے تجبر اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

○ فرمایا کہ دنیا اہل دنیا کے لیے غرور ہی غرور، اور آخرت اہل آخرت کے لیے سرور ہی سرور۔ اور جب خداوندی عارفین کے لیے نور ہی نور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگراں رہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگراں رہے۔ اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔

○ فرمایا کہ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہا لیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں اس لیے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی اس طرح فراموش کر دیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری

زبان بن چکا ہے۔ یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو جاتا ہے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت و خدمت تو بہت ہے لیکن اگر تو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لیے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔ آپ نے سوال کیا کہ وہ کونسی شے ہے فرمایا گیا کہ عجز و انکساری اور ذلت و غم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے ہمارا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

○ فرمایا کہ یہ ایک کلیہ ہے کہ جب تک ندی نالے بہتے رہتے ہیں اس وقت تک ان میں شور ہوتا ہے اور جب دریا سے مل جاتے ہیں تو تمام شور ختم ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی محجوب ہو جائیں تو پرستش ترک کر دیں یعنی محجوب ہو جانے کی وجہ سے وہ قطعاً نابود ہو جاتے ہیں اور نابود ہو جانے کے بعد عبادت نہیں کر سکتے۔

○ فرمایا کہ محشر میں اہلِ جنت کے سامنے کچھ صورتیں پیش کی جائیں گی اور جو کسی صورت کو اپنا لے گا وہ دیدارِ الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ یہی مناسب ہے کہ بندہ خود کو ہیچ سمجھتے ہوئے کبھی اپنے علم و عمل کی زیادتی پر نازاں نہ ہو۔ کیونکہ جس وقت تک بندہ خود کو ہیچ تصور نہ کرے واصل الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی صفت کا اسی وقت مظاہرہ ہو سکتا ہے جب یہ مقام اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔

○ آپ کے ایک ارادت مند نے سفر میں جانے سے قبل نصیحت کرنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کسی بری عادت سے واسطہ پڑ جائے تو اس کو اچھی عادت میں تبدیل کرنے کی سعی کرنا اور جب تمہیں کوئی کچھ دینا چاہے تو پہلے خدا کا شکر ادا کرنا بعد میں دینے والے کا کیونکہ اللہ ہی نے اس کو تم پر مہربان کیا ہے اور جب

ابتلا میں پھنس جاؤ تو عجز سے کام لینا کیونکہ صبر کی تم میں طاقت نہیں ہے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ستر زنار کھولنے کے باوجود بھی ایک زنار میری کمر میں باقی رہ گیا اور جب کسی طرح نہ کھل سکا تو میں نے خدا سے عرض کیا کہ اس کو کس طرح سے کھولا جائے ندا آئی کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں جب تک ہم نہ چاہیں آپ نے فرمایا کہ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی درحق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا۔ اور ہر طرح سے میں نے اس کی راہ پر چلنے کی سعی کی لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں اور جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔

○ جب آپ سے زہد کی تعریف پوچھی گئی تو فرمایا کہ زہد کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور میں نے صرف تین یوم زہد کے عالم میں گزارے ہیں۔ ایک دن ازل میں اور دوسرا دن آخرت میں اور تیسرا دن وہ ہے جو ان دونوں دنوں سے علیحدہ ہے۔ پھر ندا آئی کہ اے بایزید تیری قوت سے باہر ہے کہ تو ہمیں برداشت کر سکے، میں نے عرض کیا کہ میری بھی یہی خواہش ہے، ندا آئی کہ تیری خواہش پوری ہو گئی۔ فرمایا کہ میں اس طرح راضی برضا ہوں کہ اگر کسی کو اعلیٰ علیین میں اور مجھ کو اسفل السافلین میں ڈال دیا جائے جب بھی اپنی موجودہ حالت پر خوش رہوں گا۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا کیونکہ یاد الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کس کی تلاش ہے جواب ملا کہ بایزید کی۔ فرمایا کہ میں تو تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا۔ اور جس وقت یہ واقعہ حضرت ذوالنون کے سامنے بیان کیا گیا تو فرمایا کہ وہ خاصان خدا کی طرح خدا میں گم ہو گئے تھے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں میرے اوپر محبت کی ایسی بارش ہوئی کہ پوری زمین برف کی طرح یخ ہوگئی اور میں اس میں گردن تک غرق ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے نماز کے ذریعہ استقامت اور روزے کے ذریعہ سوائے بھوکا رہنے کے اور کچھ حاصل نہیں کیا اور جو کچھ بھی ملا وہ سب فضل خداوندی سے حاصل ہوا اور اپنی سعی سے کچھ نہیں مل سکا۔ پھر فرمایا کہ دو عالم کی دولت سے یہ بات بہتر ہے کہ انسان خدا کے فضل سے ہٹ کر اپنی ذاتی سعی سے کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ پھر بھی انسان کو سعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے سعی بہت ضروری ہے لیکن سعی کے بعد جو کچھ حاصل ہوا اس کو محض خدا کا فضل تصور کرنا چاہیے۔

○ لوگوں نے سوال کیا کہ انسان کو مرتبۂ کمال کس وقت حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اپنے عیوب پر نظر پڑنے لگے اور اسی وقت قرب الٰہی بھی حاصل ہوتا ہے۔ پھر سوال کیا گیا کہ ہمیں تو زہد و عبادت کی تلقین فرماتے ہیں لیکن خود اس جانب راغب نہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ نے زہد و عبادت کو مجھ سے سلب کر لیا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ خدا تک رسائی کس طرح ممکن ہے۔ فرمایا کہ نہ تو دنیا کی جانب نظر اٹھاؤ نہ اس کی باتیں سنو، اور اہل دنیا سے خود بھی بات کرنا چھوڑ دو۔ پھر لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کے کلام سے بہتر کسی بزرگ کا کلام نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوسروں کے کلام میں التباس ہوتا ہے اور میں بغیر تلبیس کے گفتگو کرتا ہوں کیونکہ دوسرے لوگ تو ہم کہتے ہیں اور میں تو ہی تو کہتا ہوں۔

○ فرمایا کہ خدا دوست لوگوں کی نظر میں جنت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی گو اہل محبت ہجر میں مبتلا رہتے ہیں لیکن ان کی حالت ان بندوں کی طرح ہوتی ہے جو ہر حال میں مطلوب کے طالب رہتے ہیں جس طرح عاشق کو عشق کے اور طالب کو مطلوب کے سوا اور کچھ طلب کرنا مناسب نہیں۔ فرمایا کہ خدا نے جن کے قلوب کو بار محبت اٹھانے

کے قابل تصور نہیں کیا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا کیونکہ معرفت الٰہی کا بار سوائے عارف کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اگر مخلوق اپنی ہستی کو پہچان لے تو خدا کی معرفت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

اقوال حضرت سفیان ثوریؒ

○ اگر تمہیں کوئی اچھا کہے تو اس کو ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔

○ اہل یقین تکالیف کو بجا تسلیم کرتے ہوئے کبھی ناشکری نہیں کرتے۔

○ اہل دنیا کا سونا بیداری سے اس لیے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دنیا سے دور رہتے ہیں۔

○ زاہدوں کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔

○ ہم انہیں کو محبوب تصور کرتے ہیں جو زخم پہنچاتے ہیں اور ہماری دولت پر قابض ہو جاتے ہیں۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین کو معرفت، عابدین کو قربت اور حکماء کو حکمت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

○ اگر خدا کے ڈر سے ایک آنسو بھی نکل پڑے تو وہ عمر بھر کے اس رونے سے بہتر ہے جس میں خوف الٰہی شامل نہ ہو۔

○ گریہ وزاری کی بھی دس قسمیں ہیں جن میں نو حصے ریا سے بھرپور ہوتے ہیں اور ایک حصہ خشیت سے لبریز ہوتا ہے۔

○ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا

طریقہ یہی تھا کہ عظمت کے بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے۔

○ مخلوق میں پانچ قسم کے لوگ زیادہ ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ اول زاہد عالم، دوم فقیہہ صوفی، سوم متواضع تونگر، چہارم شاکر درویش، پنجم شریف نفس۔

○ کسی نے یقین کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے کہ ہر مصیبت کو منجانب اللہ تصور کیا جائے۔

○ اعمال نیک کرنے والوں کے اعمال کو ملائکہ عمل نیک کے رجسٹر میں درج کر لیتے ہیں اور جب کوئی ان اعمال پر فخر کرنے لگتا ہے تو پھر انہیں اعمال کو ریا کے رجسٹر میں منتقل کر دیتے ہیں۔

○ گوشہ نشین کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کر کے گزر اوقات کیسے کرے؟ فرمایا کہ خدا سے خوفزدہ رہنے والوں کا گزر بسر کام نہیں رہتا۔

○ سلاطین و امراء سے منسلک رہنے والا عابد بھی ریاکار ہوتا ہے اور زاہد کی شناخت یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر نہ تو ان پر فخر کرے اور نہ اپنے زہد کا ڈھنڈورا پیٹے اور زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ موٹا اناج اور بوسیدہ لباس استعمال کرتا رہے اور دنیا سے نہ تو دل لگائے اور نہ امیدوں میں اضافہ کرے۔

○ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور اکرمؐ نے جو یہ فرمایا کہ زیادہ گوشت خور عیال کو اللہ تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہے آخر اس میں بھید کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہاں گوشت سے مراد غیبت ہے کیونکہ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے مردار گوشت کھا لیا اور اہل غیبت کو خدا تعالیٰ دشمن خیال کرتا ہے۔

○ دنیا تیرے لیے اسی وقت تک اچھی ہے جب تک تیرا دل اس میں نہ لگے اور جو چیز کہ تیرے دل لگنے کی ہے (یعنی مال و دولت) اتنی ہی بہتر ہے جتنی کہ تیرے ہاتھ

سے نکل جائے (راہ خدا میں صرف کردی جائے)

○ جو شخص ظالم سے خندہ پیشانی سے پیش آئے یا اس کو مجلس میں جگہ دے یا اس سے کوئی عطیہ قبول کرے تو اس نے اسلام کے اصول توڑ دیے اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔

○ ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی اس آرزو کو تعجب سے دیکھتا تھا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کو پسند نہیں کرتے۔

○ علم عمل کو پکارتا ہے، اگر عمل نے لبیک کہا تو خیر، ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے۔

○ تونگروں، امراء اور بازاری لوگوں کی دوستی و ہمنشینی سے اجتناب کرو۔

○ اگر تجھے کوئی بدترین خلق کہے اور تجھے اس پر غصہ آجائے تو واقعی تو بدترین خلق ہے۔

○ اگر کسی کا دوست حق کی نافرمانی کرے اور وہ اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اور دوستی اللہ کے لیے نہیں۔

○ جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے دھوئے۔

○ علم سے متعلق سوالات کرنا اور اس پر عمل کرنا علم کی زندگی کا باعث ہے اور ان دونوں چیزوں کو چھوڑ دینا اس کی موت ہے۔

○ تم فاجروں اور بازاریوں کے ظاہری لباس کو نہ دیکھو کیونکہ ان کے اندر پھاڑنے والے بھیڑیے ہوتے ہیں۔

○ دعا درحقیقت ترک گناہ کا نام ہے۔ پس جو کوئی گناہوں کو ترک کرتا ہے اس کا ہر مقصد اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے پورا کر دیتا ہے۔

○ زاہد بلا تواضع ایسا ہے جیسے بغیر پھل کے درخت، جو انکساری نہیں رکھتا وہ

معزز نہیں بن سکتا۔

○ کسی کو زبان سے طعن و تشنیع کرنا اس کو تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے۔

○ آپ کے پاس سے جب کوئی کوتوالی کا آدمی گزرتا تو آپ سجدہ شکر بجا لاتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو پولیس کا سپاہی یا چونگی وصول کرنے والا نہیں بنایا۔

○ جو شخص اللہ کے محب سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص اللہ کا اکرام و تعظیم کرنے والے کی تعظیم و تکریم کرتا ہے وہ اللہ کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

○ جب تم کسی عالم کے دوست بہت دیکھو تو جان لو کہ وہ حق کو باطل سے ملانے والا ہے اس لیے کہ اگر وہ حق ہی کہنے والا ہوتا ہے تو بہت سے لوگ اس کے دشمن ہوتے

○ مفلسی کا خوف دلانے سے بڑھ کر شیطان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ جب آدمی اس کا شکار ہو جاتا ہے تو باطل پرست ہو جاتا ہے اور حق سے دور ہو جاتا ہے۔

○ دنیا مثل دلہن کے ہے، اس کا طالب اس کی مشاطہ ہے اور جو اس کا دشمن ہے اس سے پرہیز رکھتا ہے وہ اس کا منہ کالا کرتا ہے، بال نوچتا ہے اور اس کے کپڑے پھاڑتا ہے۔ میرا جو نیک عمل ظاہر ہو جائے میں اس کو شمار نہیں کرتا۔

○ بخدا مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ فاسق علماء کہاں ہیں؟ تو کہیں میری نسبت نہ کہہ دیا جائے کہ یہ بھی ان میں سے ہے۔ اس کو پکڑ لو۔

○ جب تم کوئی مصیبت زدہ دیکھتے ہو تو اپنے لیے اللہ کی پناہ مانگتے ہو حالانکہ اس مصیبت زدہ کو اللہ سے اجر ملنے والا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی ظالم یا بدکار کو دیکھ کر اپنے لیے اللہ کی پناہ طلب نہیں کرتے۔

○ میت قبر میں سات روز تک آزمائش میں رہتی ہے، اسی لیے مسلمان

ان دنوں میں اس کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں، تا کہ اس کو مدد (ثواب) پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو جواب تلقین کر دیا جائے۔

○ عالم اور حافظ قرآن کو لائق نہیں کہ وہ سخت گیر، جھگڑالو، علم و حدیث سے بلند آوازی کرنے والا اور دنیا کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ کیونکہ جس چیز کا وہ عامل ہے اس کا ایک ایک حرف اسے دنیا سے بے رغبتی اور اللہ کی نافرمانی سے منع کرتا ہے۔

اقوال حضرت شفیق بلخیؒ

○ کوئی گناہ کسی کی رضا مندی سے حلال نہیں ہوتا۔
○ توکل یہ ہے کہ اللہ کے وعدے پر مطمئن ہو۔
○ جس کے دل میں خوف و اضطرار نہ ہو وہ جہنمی ہے۔
○ جس سے لوگ محفوظ رہیں وہ لوگوں سے محفوظ رہتا ہے۔
○ جب غیر محرم پر نظر پڑے تو بند کرے تاکہ ثواب حاصل کرے۔
○ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
○ اپنے تئیں غیبت سے بچاؤ۔ یعنی ایسا کام نہ کرو کہ لوگ تمہاری غیبت کریں۔
○ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرتا ہے اور زندگانی کی امید پر توبہ۔
○ عارف باللہ پر سب سے زیادہ گراں مخلوق کے ساتھ تکلم اور ان کے پاس بیٹھنا ہے۔
○ عقلمند وہ ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرے، اس سے پہلے کہ خدا کے روبرو بلایا جائے۔

○ جب سوئے تو موت کو زیر بالیں رکھ۔ اور جب اٹھے تو پیش نظر رکھ کہ تیرا باپ مر گیا اور تجھے بھی در پیش ہے۔

○ عقلمند وہ ہے کہ دنیا سے دست بردار ہو جائے، اس سے پہلے کہ دنیا اس سے دست بردار ہو۔

○ جو شخص دوسروں کی برائیاں تلاش کرتا رہتا ہے وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

○ حرکت غصہ کی باطن سے ظاہر کی طرف ہوتی ہے اور حرکت حزن کی ظاہر سے باطن کی طرف۔

○ ظالموں اور فاسقوں کے ظلم و فسق کی وجہ سے ان کو دشمن نہ رکھنا ضعیفِ ایمانی کی نشانی ہے۔

○ دل کی صفائی چاہتا ہے تو جہان سے آنکھ بند کرلے۔ یہی وہ رخنہ ہے جہاں سے غبار آتا ہے۔

○ جو شخص احسان کرتا ہے اُسے چپ رہنا چاہیے لیکن جس پر احسان کیا گیا ہو اُسے بولنا چاہیے۔

○ ایک بوڑھے نے کہا توبہ کرتا ہوں لیکن بہت دیر سے آیا ہوں۔ فرمایا موت سے پہلے آجانا دیر نہیں ہے۔

○ جو شخص مصیبت میں فریاد کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے اُس نے نیزا پکڑا ہوا ہے اور حق تعالیٰ سے جنگ کرتا ہے۔

○ جس عالم کو علم سے حق تعالیٰ ہی مقصود ہو اس سے سب ڈرتے ہیں اور جس کا مقصود دنیا ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے۔

○ تو اپنے دل کو دنیا کی محبت سے پاک کرتا کہ تیرے دل میں آخرت کی محبت اور ثواب کی اُمید پیدا ہو۔

○ اگر بندہ اپنی ہر ایک خطا پر ایک کنکر گھر میں ڈال دیا کرے تو اس کا گھر تھوڑے ہی دنوں میں بھر جائے گا۔

○ آپ سے پوچھا گیا، فقیر کی پہچان کیا ہے۔ فرمایا وہ جو مالدار ہونے سے ڈرتا ہے اور فقر (غریبی) کو غنیمت سمجھے۔

○ اللہ تعالیٰ عابدین و اہل ریاضت کو مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور معصیت کاروں کو زندگی ہی میں مردہ بنا دیتا ہے۔

○ جب تک آدمی کا دل اللہ کی یاد میں ہے وہ نماز میں ہے اگرچہ بازار میں ہو۔ اگر ہونٹ بھی ہلتے ہیں تو اور بھی اچھا ہے۔

○ حلاوت دعا علامت اجابت ہے۔

○ مجھے مہمان سے زیادہ کوئی محبوب نہیں کیونکہ اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اور میرے لیے اجر ہے۔

○ عبادت جو مخلوق کے لیے کی جاتی ہے زمین میں دھنسا دی جاتی ہے اور جو خالق کے لیے کی جاتی ہے وہ آسمان پر چڑھائی جاتی ہے۔

○ جو شخص دوسروں کی چغلی کھاتا پھرتا ہے وہ دین و دنیا میں محتاج رہتا ہے اور وہ ابلیس کا خادم ہے۔

○ اپنی بات کا معقول جواب سوچے بغیر کوئی بات منہ سے نہ نکالی جائے اور جب تک تمہارے اندر بات نہ کہنے کی طاقت موجود ہے خاموشی اختیار کی جائے۔

○ اگر تم کسی مرد خدا کو پہچاننا چاہتے ہو تو دیکھو کہ وہ حق تعالیٰ کے وعدے پر زیادہ بے خوف ہے یا مخلوق کے وعدوں پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہے۔

○ جس کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی اللہ ہے۔ جس کا ظاہر و باطن برابر ہے وہ عالم ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے وہ جاہل و مکار ہے۔

○ انسان کا تقویٰ تین چیزوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے سینے سے، اس کے دینے سے، اور اس کے کلام کرنے سے۔

○ تین چیزیں انسان کے لیے مہلک ہیں۔ توبہ کی امید پر معصیت کا ارتکاب، زندگی کی امید پر توبہ میں تاخیر۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی۔

○ بندگی کر اللہ تعالیٰ کی بقدر اپنی حاجت کے۔ لے دنیا سے بقدر اپنی عمر کے۔ گناہ کر اللہ تعالیٰ کا بقدر طاقت عذاب سہنے کے۔ توشہ لے دنیا سے بقدر قبر میں ٹھہرنے کے۔ عمل نیک کر بقدر جنت میں رہنے کی خواہش کے۔

○ جو شخص جاہ و منصب کے حصول کے لیے غلط ذرائع استعمال کرتا ہے گویا کہ وہ آگ کے گرد چکر لگا رہا ہے۔

○ عبادت کی بنیاد بیم و رجا اور حب الٰہی پر قائم ہے اور خوف کی نشانی محرمات کو ترک کر دینا ہے اور امید کی نشانی عبادت پر مداومت اختیار کرنا ہے اور محبت کی نشانی شوق و توبہ اور رجوع الی اللہ ہے۔

○ نفس کو مباح چیزوں کی خواہش سے روک، ورنہ دنیا اس کی بہشت بن جائے گی اور موت اس پر دشوار ہو گی۔

○ آپ اپنی عورت سے فرمایا کرتے کہ اگر تمام اہل بلخ میرے ممد و معاون ہوں اور تو میرے مخالف ہو تو بھی میں اپنے دین کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

○ اگر تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دشمن تجھ سے ڈرتا ہے تو تجھ میں نیکی کا نام و نشان نہیں ہے۔ چہ جائیکہ تجھ میں ایسی عادتیں ہوں کہ جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی تجھ سے ڈرتا ہے۔

○ رضائے الٰہی صرف چار باتوں میں ہے، روزی کے حصول میں حلال ذرائع سے کام لینا ہر عمل میں اخلاص شیطان سے عداوت رکھنا اور مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا۔

○ ایک شخص نے وصیت چاہی، فرمایا اگر یار چاہتا ہے تو تجھے خدائے عزوجل کافی ہے اگر ہمراہ چاہتا ہے تو کراماً کاتبین کافی ہیں اگر مونس چاہتا ہے تو قرآن پاک کافی ہے اگر کام چاہتا ہے تو عبادت کافی ہے۔ اگر وعظ چاہتا ہے تو مرگ کافی ہے جو کچھ کہا گیا اگر پسند نہیں ہے تو تجھے دوزخ کافی ہے۔

○ ایسی بات کہو جو دین و دنیا میں سود مند ہو، تم نے جس قدر نیک کام انجام دیے ہیں وہ دین کی بھلائی کے لیے ہوں اور جن کاموں سے کنارہ کشی کی وہ دنیا وی بھلائی کے لیے ہوں۔

○ علم کا فائدہ تین باتوں پر عمل کرنے میں ہے ورنہ یہ نفع نہیں دیتا۔ اگرچہ اسی صندوق کتابوں کے پڑھ لے (۱) نہ محبت رکھے دنیا کی کہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں ہے (۲) نہ دوست رکھے شیطان کو کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے (۳) نہ دے تکلیف کسی کو کہ یہ پیشہ مسلمانوں کا نہیں ہے۔

○ دانشور وہ ہے جو جب دنیا سے احتراز کرے، دولت مند وہ ہے جو قضا و قدر پر مطمئن رہے، دانا وہ ہے جو فریب دنیا میں مبتلا نہ ہو سکے، درویش وہ ہے جو زیادہ طلب نہ کرے، اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مخلوق سے زیادہ عزیز تصور کرتے ہوئے کسی کو ایک حبہ نہ دے۔

○ بندے کے اعمال اس وقت درجہ کمال تک پہنچتے ہیں جب اس میں یہ خصلتیں ہوں، ہمیشہ عاجزی و انکساری سے رہے، اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک رکھے اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھے، اپنے عیوب کی تلاش میں لگا رہے، اپنے بھائی کے عیوب کی پردہ پوشی کرے۔

○ لوگ چار باتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرتے ہیں اور عمل میں خلاف (۱) کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور عمل آزادوں جیسے کرتے ہیں (۲) کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ

ہمارے رزق کا کفیل ہے مگر دل اُن کے مطمئن نہیں مگر دنیا کی چیز سے (۳) کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے، لیکن دنیا کے لیے مال جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لیے گناہوں کو (۴) کہتے ہیں کہ ہم جلد ہی مرنے والے ہیں۔ لیکن عمل ایسے کرتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں۔

اقوال حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ

- جو کام کرو اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو۔
- فراخی اور تنگ دستی میں استغناء پر قائم رہو۔
- گفتگو میں آواز بلند نہ ہونے دو تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو۔
- راستہ چلو تو دائیں بائیں کی چیزوں کو دل میں جگہ نہ دو۔
- ہر بات میں تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو۔
- ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھو تو اس کی پردہ پوشی کرو تاکہ تم پر اس کا اعتماد رہے
- عقائد کے بارے میں عوام سے گفتگو کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- دنیا پر مائل نہ ہو تاکہ احکامِ الٰہی سے غفلت نہ ہو۔
- ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو۔
- عام اور معمولی درجہ کے لوگوں سے مناظرہ کرنے میں احتراز کرو۔
- زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے زیادہ نہ ہنسا کرو۔
- مناظرہ کے وقت غصہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے، اور ہنسنا بھی کم چاہیے۔
- سب سے بڑی عبادت ایمان اور سب سے بڑا گناہ کفر ہے۔
- کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو صرف سوال کا جواب دو، اپنی طرف سے کچھ نہ بتاؤ۔

○ اگر علماء اللہ کے دوست نہیں تو دنیا میں اللہ کا کوئی دوست نہیں۔

○ جو شخص علم کو دنیا کے لیے سیکھتا ہے تو علم اس کے دل میں جگہ نہیں پکڑتا۔

○ جس عہدہ اور خدمت کی تم میں قابلیت نہ ہو، اس کو ہرگز قبول نہ کرنا۔

○ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔

○ نماز کے لیے جب تک لوگ تم کو خود امامت کے لیے نہ کہیں امام نہ بنو۔

○ جو شخص قبل از وقت ریاست و حکومت کی تمنا کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

○ اپنی جان کے لیے گناہ جمع کرنا اور ورثاء کے لیے مال جمع کرنا سب سے بڑی غلطی ہے۔

○ نکاح اس وقت کرو جب یہ یقین ہو جائے کہ اہل و عیال کی تمام ذمہ داریاں اٹھا سکتے ہو۔

○ علمی تذکرہ آئے تو جو بات کہو خوب سوچ سمجھ کر کہو، اور وہی کہو جس کا کافی ثبوت دے سکتے ہو۔

○ جو شخص علم کا مزاج نہیں رکھتا اس کے سامنے علمی گفتگو کرنا گویا اس کو اذیت دینا ہے۔

○ جس شخص کو علم نے بھی معاصی اور فواحش سے باز نہ رکھا اس سے زیادہ زیاں کار کون ہوگا۔

○ شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آؤ کہ کوئی غیر دیکھے تو سمجھے کہ تمہاری اولاد ہیں۔

○ اگر کسی دوسرے شہر میں جانا ہو تو وہاں کے علماء و فضلاء سے اس طرح ملو کہ ان کو رقابت کا خیال نہ ہو۔

○ جو لوگ آداب مناظرہ سے واقف نہ ہوں ان سے گفتگو ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

○ کوئی شخص جب تک سامنے سے نہ پکارے کوئی جواب نہ دو کیونکہ پیچھے سے پکارنا جانوروں کے لیے مخصوص ہے۔

○ جو شخص افضل ترین عبادت کا پابند ہو اور بد ترین معاصی سے محترز رہے۔ اس کی مغفرت کی بہر حال امید کی جا سکتی ہے۔

○ مناظرہ کے وقت نہایت جرأت و استقلال سے کام لو اگر دل میں ذرا بھی خوف ہوگا تو خیالات مجتمع نہ رہ سکیں گے، اور زبان میں لغزش ہوگی۔

○ جو شخص علم دین میں گفتگو کرے اور اسے یہ خیال نہ ہو کہ ان باتوں کی باز پرس ہوگی وہ مذہب اور خود اپنی بھی قدر نہیں جانتا۔

○ تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھو، اس سے فراغت ہو چکے تو جائز ذرائع سے دولت حاصل کرنا، کیونکہ ایک وقت میں علم اور دولت دونوں کی تحصیل نہیں ہو سکتی۔

○ عام آدمیوں اور خصوصاً دولتمندوں سے میل جول کم رکھو۔ ورنہ ان کو گمان ہوگا کہ تم ان سے کچھ توقع رکھتے ہو۔ اور وہ اس خیال سے تم کو رشوت دینے پر آمادہ ہوں گے۔

○ میں بخیل کو عادل نہیں سمجھتا کیونکہ وہ بخل کی وجہ سے اپنے حق سے زیادہ لیا کرتا ہے اس خوف سے کہ کہیں خسارے میں نہ رہوں، پس جس کا یہ حال ہو وہ امانت کے قابل نہیں ہے۔

○ بادشاہ اگر تم کو عہدہ قضا پر مقرر کرنا چاہے تو پہلے دریافت کرنا کہ وہ تمہارے طریقہ اجتہاد سے موافق ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سلطنت کے دباؤ سے تم کو اپنی رائے کے خلاف عمل کرنا پڑے۔

○ بادشاہ کے پاس آمد و رفت بہت کم رکھنا۔ اس سے ہر وقت اس طرح پُر خطرہ رہنا جیسے انسان آگ سے احتیاط رکھتا ہے۔ جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو، دربار میں نہ جانا کہ اپنا اعزاز و وقار بحال رہے۔

○ اگر کوئی شریعت میں کسی بدعت کا موجد ہو تو علانیہ اس کی غلطی کا اظہار کرنا، تاکہ دوسرے لوگوں کو اس کی تقلید کی جرأت نہ ہو۔ اس بات کی کچھ پرواہ نہ کرنا کہ وہ شخص جاہ و حکومت رکھتا ہے۔ کیونکہ اظہار حق میں اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار رہوگا، اور وہ اپنے دین کا حامی و محافظ ہے۔

○ اگر بادشاہ سے کوئی نامناسب حرکت صادر ہو تو صاف کہہ دینا کہ گو میں عہدہ قضا کے لحاظ سے آپ کا مطیع ہوں، تاہم آپ کی غلطی پر مطلع کر دینا میرا فرض ہے، اس پر بھی نہ مانے تو تنہائی میں سمجھانا کہ آپ کا یہ فعل قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہے۔ اگر سمجھ گیا تو خیر، ورنہ اللہ سے دعا کرنا کہ اس کے شر سے تم کو محفوظ رکھے۔

○ ایک شخص نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ حصول علم میں کیا چیز مددگار ہو سکتی ہے۔ فرمایا دلجمعی۔ اس نے پوچھا۔ دلجمعی کیونکر حاصل ہو۔ فرمایا تعلقات کم کیے جائیں۔ پوچھا۔ تعلقات کیونکر کم ہوں۔ جواب دیا انسان ضروری چیزیں اختیار کرے اور غیر ضروری چھوڑ دے۔

اقوال حضرت حاتم اصمؒ

○ عابدوں اور عالموں کی صحبت پر بھی فخر نہ کرو کیونکہ فخر لے ڈوبتا ہے۔

○ زہد کا پہلا درجہ توکل ہے، درمیانی درجہ صبر ہے اور آخری درجہ اخلاص ہے۔

○ ہر شے کے لیے ایک زیبائش ہے اور عبادت کی زیبائش خوف ہے اور خوف کی علامت آرزوؤں کی قلت ہے۔

○ لوگوں کے پاس بلاضرورت نہ جاؤ، اور جب جاؤ تو اس طرح احتیاط رکھو جس طرح آگ سے احتیاط رکھتے ہو۔

○ اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو جلد نادم ہو کر توبہ کر لو، اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرو کیونکہ لوگوں کے سامنے گناہ کا اظہار گناہ کرنے سے بدتر ہے۔

○ مومن کی علامت یہ ہے کہ عبادت و طاعات بجا لائے اور اس کے باوجود خوف سے روتا رہے، منافق کی علامت یہ ہے کہ عمل کو بھول جائے اور بے خوف رہ کر ہنستا رہے۔

○ آپ نے علماء کی جماعت کی جانب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روز گزشتہ پر تاسف اور موجودہ دن کو غنیمت تصور کرتے ہوئے آئندہ دن سے خوفزدہ ہو تب تو بہتر ہے ورنہ جہنم تمہارے لیے تیار ہے۔

○ قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت اور کسی کو نہ ہوگی جس نے لوگوں کو تعلیم دی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا لیکن خود اس نے عمل نہ کیا۔ پس لوگ تو اس کی تعلیم سے اپنے مقصد کو پہنچ گئے لیکن وہ خود تباہ ہو گیا۔

○ خدا تعالیٰ نے تین چیزوں کا باہمی ربط قائم فرمایا ہے۔ فراغت کا عبادت سے، اخلاص کا خلق سے، اور مایوسی نجات میں احکامات کی پابجائی سے۔

○ کھانے میں خدا پر اعتماد رکھو، بات ہمیشہ سچ بولو، دیکھ کر عبرت حاصل کرو، اعمال صالحہ کو ریا سے پاک رکھو، حرص اور لالچ کو خیر باد کہہ دو، سخاوت و احسان کر کے کبھی نہ جتاؤ۔ جو شے تمہارے پاس موجود ہے اس میں بخل نہ کرو۔

○ جہاد کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول ابلیس سے ایسا جہاد جس سے وہ زچ ہو جائے دوم اعلانیہ جہاد یعنی فرض کی ادائیگی کے لیے، سوم کفار سے اس طرح جہاد کرو کہ یا خود ختم ہو جاؤ یا انہیں ختم کر دو۔

○ اللہ تعالیٰ متکبر کو اس وقت تک دنیا سے نہیں لے جاتا جب تک کہ وہ خدمتگاروں اور بھائیوں سے اسے ذلیل نہ کرالے اور موت سے پہلے وہ اپنے بول و براز سے آلودہ نہ ہو لے۔

○ قلب کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ اول قلب مردہ جو کفار کا ہے۔ دوم مریض قلب جو گنہگاروں کا ہے۔ سوم غافل قلب جو پیٹ کے گدھوں کا ہے۔ چہارم قلبِ اثر گرا جس کو قرآن قلوبنا غلف سے تعبیر کیا ہے۔ یہ یہودیوں کا ہے اور صحیح قلب اہل دل حضرات کا ہوتا ہے۔

○ شہوت کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول کھانے کی شہوت، دوم بولنے کی اور سوم دیکھنے کی۔ لہٰذا کھانے میں خدا پر اعتماد رکھو، بات ہمیشہ سچ بولو۔ دیکھ کر عبرت حاصل کرو، اور اعمالِ صالحہ کو ریا سے دور رکھو، گفتگو میں حرص کو خیر باد کہہ دو۔ سخاوت و احسان کرتے کبھی نہ جاؤ۔ جو شے تمہارے پاس موجود ہے اس میں بخل نہ کرو۔

○ جب کسی مصیبت زدہ کو روتے پیٹتے اور کپڑے پھاڑتے دیکھو تو اس کی تعزیت نہ کرو کیونکہ وہ گنہگار ہے، جو اس کی تعزیت کرے گا وہ اس کے گناہ میں شریک ہوگا۔ بلکہ اس کو اس فعل سے روکنا واجب ہے۔

○ پُر بہار باغات پر تکبر نہ کرو کیونکہ بہشت کے باغات سے زیادہ یہ پُر بہار نہیں ہو سکتے اور عبادت پر نخوت سے اس لیے احتراز کرو کہ ابلیس کثرت عبادت کے باوجود مردود درگاہ ہوا اور کرامات کی زیادتی پر اس لیے نازاں نہ ہو کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کا ایک فرد بلعم باعور بہت زیادہ عابد و زاہد تھا مگر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال کتے سے دی ہے۔

○ جلد بازی بجز پانچ باتوں کے شیطان کی طرف سے ہے اور ان پانچ باتوں میں جلدی کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مہمان کو کھانا کھلانا، میت کی تجہیز و تکفین، کنواری لڑکی کو بیاہ دینا، قرض ادا کرنا، اور گناہ سے توبہ کرنا۔

○ مومن فکر و عبرت میں مشغول رہتا ہے اور منافق حرص و امل (خواہشات و آرزوئیں) میں، مومن اللہ کے سوا کسی سے توقع نہیں رکھتا، اور منافق اللہ کے سوا سب سے متوقع

رہتا ہے۔ مومن سوائے اللہ کے سب سے بے خوف اور نڈر رہتا ہے اور منافق سوائے اللہ کے سب سے خائف رہتا ہے اور ڈرتا ہے۔ مومن مال دے دیتا ہے دین نہیں دیتا اور منافق دین دے دیتا ہے مال نہیں دیتا۔ مومن نیکیاں کر کے بھی خوف سے روتا ہے اور منافق گناہ کر کے بھی بے خوف رہتا اور ہنستا ہے۔ مومن کو خلوت اور تنہائی مرغوب ہے اور منافق کو بیہودہ اور فضول مجلسیں مرغوب ہیں، مومن کاشت کرتا ہے، اور اس کے برباد ہو جانے سے ڈرتا ہے، اور منافق بیخ کنی کرتا ہے اور توقع خرمن کی رکھتا ہے۔

○ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے، جہاں کے تمام علوم سے بے نیاز ہو گیا ہوں، لوگوں نے پوچھا۔ وہ کون سی چار باتوں کا علم ہے؟ فرمایا "ایک یہ کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے جس میں نہ کمی ہو سکتی ہے نہ زیادتی لہٰذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔ دوم یہ کہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ کا مجھ پر حق ہے جسے میرے سوا دوسرا کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔ سوم یہ کہ میرا کوئی طالب ہے یعنی موت میری خواستگار ہے جس سے میں راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا چہارم یہ کہ میں نے یہ جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں۔ ایسا کوئی کام نہیں کرتا جس کی وجہ سے قیامت میں شرمسار ہونا پڑے۔

اقوال حضرت امام شافعیؒ

○ جو شخص اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے وہ فلاح پاتا ہے۔
○ جو شخص اپنے دین کا خوف رکھتا ہے وہ تباہی سے بچا رہتا ہے۔
○ دنیا میں زاہد رہ اور آخرت کی رغبت رکھ تا کہ نجات حاصل ہو سکے۔

○ جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ثواب کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

○ اپنے کانوں کو فحش کلام سننے سے بچاؤ جیسے زبان کو فحش سے بچاتے ہو، اس لیے کہ سننے والا بھی کہنے والے کا شریک جرم ہے۔

○ وضو اچھی طرح کرو، اللہ تمہارے ساتھ دنیا و آخرت میں اچھی طرح پیش آئے گا۔

○ جس شخص میں تین خصلتیں ہیں اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا، ایک یہ کہ دوسرے کو اچھی بات کا حکم کرے اور پہلے خود ملے۔ دوم یہ کہ برائی سے دوسروں کو منع کرے اور پہلے خود باز رہے۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی نگہداشت کرے اور ان سے کسی طرح تجاوز نہ کرے۔

○ تمام باتوں میں اللہ تعالیٰ کو سچا جان، اس سے تو نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پائے گا۔

○ ریاء ایک فتنہ ہے جس کو خواہشات نے علماء کے دلوں کے سامنے لا کھڑا کیا اور چونکہ نفس بری بات کی طرف جلد راغب ہوتا ہے۔ انہوں نے اسے اختیار کر لیا اور اس کے سبب ان کے اعمال برباد ہو گئے۔

○ جب تم کو اپنے اعمال پر عجب کا خوف ہو تو سوچو کہ تم کس کی رضا چاہتے ہو اور کس ثواب کے راغب اور کس عذاب سے ترساں اور کون سی عافیت کے شکر گزار اور کونسی مصیبت کو یاد کرتے ہو، جب تم ان باتوں میں سے ایک میں بھی غور کرو گے تو تمہارا عمل تمہاری نظروں میں حقیر ہو جائے گا اور تم عجب سے بچ جاؤ گے۔

○ جس شخص نے اپنے نفس کو محفوظ نہ رکھا اس کے علم نے اس کو فائدہ نہ دیا۔

○ جو شخص علم سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ اس کے راز کو سمجھتا ہے۔

○ ہر شخص کے دوست اور دشمن ضرور ہوتے ہیں۔ لہٰذا تم انہی لوگوں کے ساتھ رہو

جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔

○ تمکین انبیاء کا درجہ ہے اور وہ بعد آزمائش کے ہوتا ہے، پس جب امتحان ہوتا ہے تو صبر ہوتا ہے اور صبر کے بعد تمکین، دیکھو اللہ تعالیٰ نے اول حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا امتحان لیا پھر ان کو وقار عطا کیا، اور حضرت موسیٰ اور حضرت ایوب علیہما السلام کا امتحان لیا پھر وقار عطا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اول امتحان لیا پھر ان کو تمکین اور ملک عطا فرمائے اور تمکین تمام درجات سے اعلیٰ وافضل ہے۔

○ آدمی جس علم کو جانتا ہے اس میں محقق ہو کر جب دوسرے علوم کے درپے ہوتا ہے اور جو بات اس سے رہ گئی ہے اس میں تامل کرتا ہے تو اس وقت وہ عالم بنتا ہے۔

○ میں نے جب کسی پر امر حق پیش کیا اور اس نے حق بات کو قبول کر لیا تو میرے دل میں اس کی محبت اور قدر ہو جاتی ہے لیکن جو کوئی امر حق کے بارے میں کج بحثی اور کٹ حجتی کرتا ہے تو وہ میری نظروں سے گر جاتا ہے اور اس سے ملنا چھوڑ دیتا ہوں۔

○ فضل اور عقل والوں میں علم قرابت کا ذریعہ ہے۔

○ کھانا چار طرح پر ہے۔ ایک انگلی سے کھانا، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے دو انگلیوں سے کھانا داخل تکبر ہے، تین انگلیوں سے کھانا یہ مسنون طریقہ ہے، چار یا پانچوں انگلیوں سے کھانا سخت حریص آدمی کی علامت ہے۔

○ چار چیزیں بدن کی مقوی ہیں، گوشت کھانا، خوشبو سونگھنا، جماعت کیے بغیر بکثرت نہانا اور کتان کا پہننا۔

○ چار چیزیں بدن کو کمزور کرتی ہیں، کثرت مجامعت، کثرت رنج، نہار منہ پانی پیتے رہنا، ترشی بکثرت کھانا۔

○ چار چیزیں بینائی کو قوت دیتی ہیں۔ قبلہ رخ بیٹھنا، سوتے وقت سرمہ لگانا، سبزہ کو بکثرت دیکھنا، لباس صاف ستھرا رکھنا۔

○ چار چیزیں بینائی کو کمزور کرتی ہیں۔ نجاست کو دیکھنا، سولی دیے ہوئے کو دیکھنا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا۔ اور قبلہ کو پیٹھ دے کر بیٹھنا۔

○ چار چیزیں مقوی باہ ہیں۔ چڑیوں کا کھانا۔ اطریفل اکبر کا کھانا، پستہ کھانا اور ترہ تیزک کھانا۔

○ سونا چار طرح پر ہے، چت لیٹنا، علماء اور انبیاء کا سونا ہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش میں فکر و غور کرتے ہیں، داہنی کروٹ لیٹنا علماء اور عابدوں کا سونا ہے، بائیں کروٹ پر لیٹنا، دنیاداروں، امیروں کا سونا ہے کہ کھانا ہضم ہو، منہ کے بل لیٹنا، شیطانوں کا سونا ہے۔

○ چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں۔ علماء کی مجلس میں بکثرت بیٹھنا، ذاکرین اور صالحین کی ہمنشینی، مسواک کرتے رہنا، لغو کلام سے زبان کو روکنا۔

○ چار چیزیں عبادت میں داخل ہیں، باوضو رہنا، کثرت سے سجدہ کرتے رہنا، مسجد میں بیٹھنا، تلاوت قرآن مجید

○ جو غصہ کی بات پر غصہ نہ کرے وہ گدھا ہے اور جو منانے پر نہ مانے وہ شیطان ہے۔

○ اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا شخص وہ ہے جو ایسے شخص کی تعظیم کرے جو اس کی تعظیم نہیں کرتا، اور اس شخص سے دوستی کرے جس سے نفع کی کچھ امید نہ ہو اور ناواقف شخص سے اپنی تعریف سن کر خوش ہو۔

اقوال حضرت معروف کرخیؒ

○ فرمایا کہ لغو باتیں گمراہی کی دلیل ہیں اور غافل نہ ہونا حقیقت وفا کی نشانی ہے۔

○ فرمایا کہ عارفین خود سراپا دولت ہیں انہیں کسی دولت کی حاجت نہیں۔

○ فرمایا کہ خدا پر توکل کرنے والا مخلوق کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔ فرمایا کہ اس چیز سے ڈرتے رہو کہ خدا کی نظروں میں تم پر ہیں۔

○ فرمایا کہ تین چیزیں شجاعت کا مظہر ہیں۔ اول وعدہ وفا کرنا۔ دوم ایسی ستائش جس میں جود و سخا کا تصور تک نہ ہو۔ سوم بلا طلب کے عطا کر دینا۔

○ فرمایا کہ نفس کی اتباع خدا کی گرفت ہے اور جو خدا کو یاد کرتا ہے وہ اس کا محبوب ہے اور وہ جس کو محبوب بنالے اس پر خیر کے دروازے کھول کر شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔

○ فرمایا کہ شر کو نظر انداز کر کے کسی کی برائی یا بھلائی نہ کرو۔ فرمایا کہ حب دنیا سے کنارہ کش رہنے والا حب الٰہی کے ذائقہ سے لذت حاصل کرتا ہے لیکن یہ محبت بھی اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے۔

○ فرمایا کہ اعمال صالحہ کے بغیر جنت کی طلب اور اتباع سنت کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا حماقت ہے اور حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسائل بیان کرنا اور مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا خالص تصوف ہے لہٰذا مخلوق سے آس توڑ کر خدا سے طلب کرنا چاہیے۔

○ آپ ایک مرتبہ بڑی خوش دلی کے ساتھ کوئی چیز تناول فرما رہے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کیا شے ہے جو آپ اس قدر مسرت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ فرمایا کہ میری مسرت کی وجہ یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا کرتا ہے کھا لیتا ہوں اور اکثر آپ اپنے نفس سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو چھوڑ دے تاکہ تجھے بھی چھٹکارا مل جائے۔

○ قبلہ کا صحیح رخ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے ایک مہمان نے غلط سمت کی جانب منہ کر کے نماز ادا کر لی اور نماز کے بعد جب اس کو صحیح سمت معلوم ہوئی تو آپ سے عرض کیا

کہ جب میں نے نیت باندھی تھی اس وقت آپ نے آگاہ کیوں نہیں کیا۔ فرمایا کہ فقراء کو دوسروں کے امور میں اس وقت مداخلت کی حاجت ہوتی ہے جب انہیں اپنے امور سے مہلت مل جائے۔

○ آپ کے ماموں کوتوال شہر تھے۔ انہوں نے آپ کو جنگل میں اس حالت سے دیکھا کہ ایک کتا آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا کہ تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو آپ نے کہا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں اور یہ کہہ کر جب آپ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپ کے دست مبارک پر آ بیٹھا، اور آپ نے ماموں سے فرمایا کہ خدا سے حیا کرنے والی ہر شے حیا کرتی ہے۔

○ حضرت سری سقطی سے روایت ہے کہ عید کے دن بھی میں نے آپ کو کھجوریں چنتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ سامنے والا یتیم بچہ اس لیے اداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور میرے پاس کپڑے تک نہیں۔ اس لیے میں کھجوریں چن کر فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے لیے کپڑے فراہم کر سکوں۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے کر آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا اور اس کے صلہ میں جو نور مجھ کو عطا کیا گیا اس سے میری حالت ہی بدل گئی۔

○ آپ کچھ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مجمع رقص و سرود اور مے نوشی میں معروف مل گیا اور جب آپ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بددعا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ اے اللہ جس طرح آج تو نے ان کو بہتر عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا کرتا رہ۔ اس دعا کے ساتھ ہی وہ مجمع شراب و رباب

پھینک کر آپ کے سامنے آیا اور بیعت حاصل کر کے افعال قبیحہ سے تائب ہو گیا۔اس کے بعد آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو شیرینی سے مر سکتا ہو اس کو زہر دینے سے کیا حاصل۔

○ ایک مرتبہ آپ بازار سے گزرے تو دیکھا کہ ایک بہشتی یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ جو میرا پانی پی لے اس کی مغفرت فرما دے۔ چنانچہ نفلی روزے کے باوجود آپ نے پانی پی لیا۔ اور جب لوگوں نے کہا کہ آپ کا تو روزہ تھا تو فرمایا کہ میں نے تو بہشتی کی دعا پر پانی پی لیا۔ پھر انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا کہ بہشتی کی دعا سے مغفرت فرما دی۔

○ جو شخص تمام دنیاوی تعلقات ختم کر کے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے حق تعالیٰ بھی اس پر فضل و کرم کے دروازے کھول دیتا ہے۔

○ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے لیے بھلائی چاہتا ہے تو اسے مخلوق کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کی توفیق بخش دیتا ہے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔

○ تنگ دستوں کی حاجات کو پورا کرتے رہنا سخاوت ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ تو اسے فضول کاموں میں اپنا وقت اور مال ضائع کرتا ہوا دیکھے۔

○ جو شخص ہر روز تین مرتبہ یہ دعا کرے گا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس کا نام ابدالوں میں لکھا جائے گا۔

○ دعا کا ترجمہ۔ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو نیک کر۔ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم کر۔ یا اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خوشحال کر۔

○ جو شخص یاوہ گوئی (بیہودہ گفتگو) کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے
○ آپ تیس برس تک خواہش کرتے رہے کہ گاجروں کو شہد یا کھجوروں کے شیرہ میں ملا کر کھیں لیکن وفات پا گئے مگر آپ نے اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہ کیا۔
○ حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسائل بیان کرنا اور مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا خالص تصوف ہے لہٰذا مخلوق سے آس توڑ کر خدا سے طلب کرنا چاہیے۔ حُب دنیا سے کنارہ کش رہنے والا حبِ الٰہی کے ذائقہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔ لیکن یہ محبت بھی اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے۔

اقوال حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ

○ عارفین کی صحبت تمام امور سے افضل ہے۔
○ پورے دن خلط ملط سے بچنا پوری شب کی نمازوں سے بہتر ہے؟
○ جس وجد و حال کے لیے قرآن و حدیث میں استدلال نہ ہو وہ لغو و باطل ہے۔
○ اخلاقِ حسنہ کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ لوگوں کے قصور معاف کرتے ہوئے برائی کا بدلہ نہ لے
○ نفس کو پس پشت ڈال دینے کا نام ورع ہے اور اتباع نفس کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی خدا کے دشمن کو دوست رکھے۔
○ خدا کی یہ سب سے بڑی دین ہے کہ جس کے قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرما دے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کر دینا ہے۔
○ پیٹ بھر کر کھانے سے خواہشات نفسانی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہیں اور نفس اپنی مرادیں طلب کرنے لگتا ہے۔
○ مرض و بلا اور بھوک پر قابو پانے اور الا ماشاء اللہ کہنے سے بندہ خدا کے کرم کا

مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ نجات خموشی، تنہائی اور کم کھانے میں ہے۔

○ نفس کے لیے سب سے دشوار مرحلہ اخلاص ہے اور اخلاص کا مفہوم یہ ہے کہ بلا کسی تصرف و تغلب کے دین کو اسی طرح واپس کرنا ہے جس طرح حاصل کیا تھا۔

○ افضل انسان وہی ہے جو بد خصلتی کو ترک کر کے نیک خصلت اختیار کرے۔ فرمایا کہ فقراء کو نظر تحقیر سے مت دیکھو کیونکہ ان میں اکثر نائب اور وارث انبیاء ہوتے ہیں۔

○ عبودیت کا ابتدائی مقام اپنے اختیار و قوت سے خالی اور بیزار ہو جانا ہے۔ فرمایا کہ جس کے ظاہر و باطن میں یگانگت نہ ہو اس کو صدق کی ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

○ فرمایا کہ اسلام کے تین زریں اصول ہیں۔ اول اخلاص و اعمال میں حضور اکرمؐ کی اتباع دوم رزق حلال استعمال کرنا۔ سوم افعال میں اخلاص پیدا کرنا۔

○ خدا کے علاوہ کسی شے سے بھی طمانیت کا حصول حرام ہے اور جو اوامر و نواہی کی پابندی ہی نہیں کرتا وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک ایسے خدا رسیدہ سے شرف نیاز حاصل ہوا ہے جو شب و روز دریا کے اندر مقیم رہتے ہیں اور صرف پانچ وقت کی نمازوں کے لیے باہر نکلتے ہیں۔ لیکن ان کے اوپر پانی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔

○ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک پرندہ پکڑ پکڑ کر لوگوں کو بہشت میں لے جاتا ہے اور جب مجھے حیرت ہوئی کہ یہ پرندہ دنیاوی تقویٰ ہے اور آج اہل تقویٰ اس کے طفیل میں داخل جنت ہو رہے ہیں۔

○ صدیقین اور شہداء کے سوا کسی کو فراخدلی حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اہل اخلاص کو مصائب کا شکار بنا کر اللہ تعالیٰ آزماتا ہے اور اگر وہ ثابت قدم رہتے ہیں تو قرب عطا کرتا ہے ورنہ آتش فراق میں ڈال دیتا ہے

○ زہد کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ لباس و طعام میں زہد اختیار کرے

کیونکہ طعام کا انجام غلاظت اور لباس کا انجام پھٹنا ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ میل ملاپ کا انجام فراق ہے۔ اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ دنیا کو فانی تصور کرتا رہے۔

○ ابتداً تو یہ ضروری ہے لیکن خموشی اختیار کیے بغیر توبہ کا حصول ممکن نہیں اور ادائیگی حقوق کے بغیر رزق حلال کا حصول ناممکن ہے اور جب تک اپنے تمام اعضا کی نگہداشت نہ کرے حقوق خداوندی ادا نہیں ہو سکتے اور ہماری تمام بیان کردہ باتیں توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

○ نجات خموشی، تنہائی اور کم کھانے میں ہے۔

○ جسم کی بیماری رحمت ہے اور دل کی بیماری عقوبت ہے۔

○ جو اپنے نفس پر غالب آگیا وہ پورے عالم پر قابض ہو گیا۔

○ جس کے ظاہر و باطن میں یگانگت نہ ہو اس کو صدق کی ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

○ عبودیت کا ابتدائی مقام اپنے اختیار و قوت سے خالی اور بیزار ہو جانا ہے۔

○ دن بھر غلط کاریوں پر کنارہ کش رہنا رات بھر عبادت کرنے سے افضل ہے۔

○ جس وجد وحال کے لیے قرآن و حدیث میں استدلال نہ ہو وہ لغو و باطل ہے۔

○ اخلاص یہ ہے کہ بندے کی تمام حرکات و سکنات خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں۔

○ جو شخص اوامر و نواہی کی پابندی نہیں کرتا وہ معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

○ جو شخص چاہے کہ صدیقین کی علامات اس پر روشن ہو جائیں اس کو چاہیے کہ بجز حلال کے کچھ نہ کھائے۔

○ دوسروں کی نسبت عالم کا درجہ بلند ہے لیکن عالم کی شناخت یہ ہے کہ ازل سے جو مقدرات قائم ہو چکے ہیں ان پر خوش رہے۔

○ آپ سے دریافت کیا گیا۔ سب سے سخت تر نفس پر کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ اخلاص

اس کے لیے کہ نفس کے لیے اس میں کچھ بہرہ نہیں۔

○ کسی عابد کا عمل اس وقت تک خالص نہیں ہوتا جب تک چار چیزوں سے فارغ نہ ہو۔ بھوک، برہنگی، فقر اور ذلت (عاجزی)۔

○ اہل اخلاص کو مصائب کا شکار کر کے اللہ تعالیٰ آزماتا ہے پھر اگر وہ ثابت قدم رہتے ہیں تو قرب عطا کرتا ہے۔ ورنہ آتش فراق میں ڈال دیتا ہے۔

○ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء وجوارح خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں۔ چاہے اُس کو خبر ہو یا نہ ہو۔ جو شخص حلال کھاتا ہے اس کے اعضاء وجوارح طاعت الٰہی میں لگ جاتے ہیں اور اس کو خیرات کی توفیق مل جاتی ہے۔

○ اہل بدعت سے تعلق قائم کرنے والے سے اللہ تعالیٰ اتباع سنت سلب کر لیتا ہے، اور جو بدعتی کے افعال پر اظہار مسرت کرتا ہے اس سے نور ایمانی سلب کر لیا جاتا ہے۔

○ جو شخص کسب معاش پر طعنہ کرتا ہے وہ سنتِ رسول پر طعنہ کرتا ہے اور جو شخص ترکِ کسب پر طعنہ کرتا ہے (یعنی متوکل پر معترض ہوتا ہے) وہ توحید پر طعنہ کرتا ہے۔

○ آدمی ایمان کی حقیقت کو نہیں پاتا جب تک اس میں چار خصلتیں نہ ہوں۔ فرائض و سنن کا ادا کرنا، حلال کھانا ورع کے ساتھ، ممنوعات ظاہر و باطن سے بچنا، ان باتوں پر موت تک قائم رہنا۔

○ کوئی معصیت اتنی بڑھ کر نہیں جتنی جہل کی معصیت ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا جہل سے بڑھ کر بھی آپ کو کوئی چیز معلوم ہے۔ فرمایا ہاں اپنی جہالت سے جاہل ہونا زیادہ سخت ہے۔

○ شکر گزاری یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے انعامات پر نافرمانی نہ کرے۔ چونکہ تیرے تمام اعضاء بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں لہٰذا ان میں سے کسی کے ذریعہ نافرمانی نہ کر۔

○ کسی نے عرض کیا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے پوچھا کہ میرے بعد کس کی صحبت اختیار کرو گے، اس نے کہا کہ خدا کی صحبت۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی سے اس کی صحبت اختیار کر لو۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا شیر آپ کے نزدیک آ جاتا ہے۔ فرمایا کہ جب میں اس کو کتا کہہ کر آواز دیتا ہوں تو آ جاتا ہے۔

○ فرمایا کہ حرام شے سے کنارہ کش رہنے والا مومن ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ زیادہ متبرک قلب عارف ہے کیونکہ معرفت جیسی بابرکت شے قلب عارف میں مقیم ہو جاتی ہے اور اگر قلب سے زیادہ کوئی شے متبرک ہوتی تو اسی کو معرفت عطا کی جاتی اور عارف کی پہچان یہ ہے کہ اس کے قلب میں ذکر الٰہی کا اضافہ ہوتا ہے۔

○ کسی نے عرض کیا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ میں بغیر حکم کے رزق تلاش نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بات صدیق یا زندیق کے کوئی نہیں کہہ سکتا فرمایا کہ شب و روز میں صرف ایک مرتبہ کھانا صدیقین کا شیوہ ہے اور دو مرتبہ کھانا مومنین کی عادت ہے اور تین مرتبہ کھانے چرنے والوں کا کام ہے۔

○ فرمایا کہ تجلی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول تجلی ذات جس کا مکاشفہ اور اسرار خداوندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوم تجلی صفات جو مرکز نور ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ورع کا ابتدائی درجہ زہد ہے اور زہد کا پہلا درجہ توکل ہے اور توکل کا ابتدائی درجہ معرفت کا پہلا مقام قناعت کا ابتدائی درجہ ترکِ خواہشات ہے اور ترک خواہشات کا پہلا درجہ رضائے الٰہی اور رضائے الٰہی کا پہلا درجہ موافقت ہے۔

○ فرمایا کہ دوسروں کی نسبت عالم کا درجہ بلند ہے لیکن عالم کی شناخت یہ ہے کہ ازل سے جو مقدورات قائم ہو چکے ہیں ان پر خوش رہے۔

○ علماء کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ عالم جو اپنے علوم ظاہری کو لوگوں کے سامنے پیش کر دے۔ دوم وہ عالم جو علوم باطنی کو اہل باطن کے روبرو بیان کر دے۔ سوم

وہ عالم جس کے علم کو اس کے اور خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔ اور سب سے بڑی معصیت جہالت ہے۔

○ فرمایا کہ حلال رزق سے محرومی خلوت نشینی کے لیے سود مند نہیں ہو سکتی اور حلال رزق اسی کو ملتا ہے جس کو خدا چاہے، فرمایا کہ بدوں فاقہ کشی عبادت قبولیت سے محروم رہتی ہے اور جو بھوک و ذلت اور قناعت کو اپنا لیتا ہے اسی کو لذت عبادت بھی حاصل ہوتی ہے اور فاقہ کشی کو ابلیس بھی فریب نہیں دے سکتا اور رزق حلال سے تمام اعضاء رجوع عبادت رہتے ہیں اور حرام رزق سے رغبت اور معصیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اقوال حضرت سری سقطیؒ

○ فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔

○ اپنی جوانی کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ عبادت تو عہد شباب ہی میں کرنی چاہیے۔

○ فرمایا کہ مالدار ہمسایہ، بازاری قاری اور امیر علماء سے دور ہی رہنا چاہیے۔

○ فرمایا کہ سلامتی دین اور سکون جسم و جان صرف گوشہ نشینی ہی میں ہے۔

○ فرمایا کہ جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے کے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے۔

○ فرمایا کہ جو خدا کا اطاعت گزار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیر نگیں رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ رموز قرآنی کی تفہیم کے لیے غور و فکر کرنے والا ہی سب سے زیادہ دانشمند ہے

○ فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دنیا سے متنفر رہنے کا نام زہد ہے۔

○ فرمایا کہ گناہ سے احتراز کرنا صرف تین وجوہ سے ہوتا ہے اول خواہش بہشت سے،

دوم خوف جہنم سے۔ سوم خدا کی شرم سے۔

○ فرمایا کہ محشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔

○ فرمایا کہ ایسے افراد بہت قلیل ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہوتا۔ اور جو قدر نعمت نہیں کرتا۔ نعمت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔

○ فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے کے بجائے ان کی اذیت رسانی پر صبر سے کام لے اور غصہ پر قابو پانا بھی داخل اخلاق ہے۔

○ فرمایا کہ انس و حیا قلب کے دروازے پر پہنچتے ہیں لیکن اگر قلب میں زہد و ورع کا وجود ہوتا ہے تو مقیم ہو جاتے ہیں۔ ورنہ وہیں سے لوٹ آتے ہیں۔

○ فرمایا کہ میں نے زہد کے تمام وسائل اختیار کیے لیکن حقیقی زہد سے محروم رہا۔ پھر فرمایا کہ ریاکاری سے ملنا خدا سے دور کر دیتا ہے اور کثرت سے میل ملاپ رکھنے والے کو صدق حاصل نہیں ہو سکتا۔

○ فرمایا کہ عبادات کو خواہشات پر ترجیح دینے سے بندہ عروج کمال تک پہنچ جاتا ہے ایک مرتبہ صبر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کئی مرتبہ بچھو نے کاٹا لیکن آپ نے اُف تک نہ کی۔

○ فرمایا کہ جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔ خوف رجا، حیا، انس، محبت، اور ہر مقرب بارگاہ کو اس کے قرب کے مطابق ہی فہم عطا کی جاتی ہے۔

○ فرمایا کہ خواہشات کی حد تک گناہ قابل معافی ہے، لیکن کبر و نخوت کی بنیاد پر ہرگز ناقابل معافی ہے کیونکہ حضرت آدم کی لغزش خواہش کی بنیاد پر تھی اور ابلیس کی خواہش کبر و نخوت کی وجہ سے تھی۔

○ فرمایا کہ پانچ چیزیں چھوڑ کر تمام عالم بے سود ہے۔ اول کھانا۔ لیکن بقلے زندگی

کی حد تک، دوم پانی صرف رفع تشنگی کے لیے، سوم لباس صرف ستر پوشی کی حد تک، چہارم مکان صرف سکونت کے لیے، پنجم علم، عمل کی حد تک۔

○ فرمایا کہ عارفین کا بلند مقام شوق ہے اور عارف وہ ہے جو کم کھائے، کم سوئے اور کم آرام کرے اور عارف ہر تاباں کی مانند سب کو منور کر دیتا ہے اور زمین کی طرح ہر شے کا بار سنبھالے رکھتا ہے۔ آگ کی طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ زبان و رخ سے قلبی کیفیات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن قلب کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ قلب جو کوہ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہے۔ دوم وہ قلب جو مستحکم درخت کی طرح ہو لیکن باد تند کے جھونکے کبھی اس کو ہلا بھی دیتے ہوں جو پرندوں کی مانند پرواز کرتے ہیں۔

○ اپنی مناجات میں آپ یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری عظمت نے مناجات سے روکا اور تیری معرفت نے انس عطا کیا۔ اور اگر زبان سے ذکر کرنے کو منع فرما دیتا تو میں زبان سے کبھی تجھے یاد نہ کرتا کیونکہ زبان میں تیری صفات بیان کرنے کی قدرت ہی نہیں ہے۔

اقوال حضرت جنید بغدادیؒ

○ فرمایا اخلاص کدورتوں سے عمل کو صاف رکھنے کا نام ہے۔

○ فرمایا کہ بندہ وہی ہے جو خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے۔

○ فرمایا کہ حیا ایک ایسی نعمت ہے جو معاصی کی نگرانی سے پیدا ہوتی ہے۔

○ فرمایا کہ جہنم میں جلنے سے زیادہ خدا سے غافل رہنا سخت ہے۔

○ فرمایا کہ فنائیت کے بغیر بقا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنی تعظیم کرانے کے لیے کرامات کا ظہور فریب ہے۔

○ فرمایا کہ تواضع نام ہے سر جھکا کر رکھنے اور زمین پر سونے کا۔ مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔

○ فرمایا کہ میرے نزدیک نیک خو فاسق کی صحبت بدخو عابد سے بہتر ہے۔

○ فرمایا کہ اہل ہمت اپنی ہمت کی وجہ سے سب پر فوقیت حاصل کر لیتے ہیں۔

○ فرمایا کہ تکلیف پر شکایت نہ کرتے ہوئے صبر کرنا بندگی کی بہترین علامت ہے۔

○ فرمایا کہ قرآن و حدیث کی اتباع کرتے رہو اور جو ان کا متبع نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرو۔

○ فرمایا کہ ترک دنیا اور گوشہ نشینی سے ایمان بھی سالم رہتا ہے اور آسودگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

○ فرمایا خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر خود کو فنا کر لینے کا نام تصوف ہے۔

○ فرمایا کہ مرید کا گناہ کبیرہ سے بے خوف ہو جانا داخل فریب ہے اور کفر سے خائف نہ ہونا واصل کا مکر ہے۔

○ فرمایا کہ جس کا علم یقین تک، یقین خوف تک، خوف عمل تک، ورع تک اور اخلاص مشاہدے تک نہیں پہنچتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

○ فرمایا کہ چار ہزار خدا رسیدہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ عبادت الٰہی اس طرح کرنی چاہیے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔

○ فرمایا کہ ابلیس کو عبادت کے بعد بھی مشاہدہ حاصل نہ ہو سکا لیکن حضرت آدمؑ نے ذلت کے باوجود مشاہدے کو قائم رکھا۔

○ فرمایا کہ انسان سیرت سے انسان ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔ فرمایا کہ خدا کے بعید

خدا کے دوستوں کے قلب میں محفوظ رہتے ہیں۔

○ فرمایا کہ رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کر کے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا۔ فرمایا کہ توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ اور خصومت ترک کر دینے کا۔

○ فرمایا کہ روز ازل اللہ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرما کر ارواح کو ایسا مست کر دیا کہ دنیا میں بھی حالت سماع کے وقت اس کیفیت کے احساس سے مست ہو جاتی ہیں۔

○ فرمایا کہ مرید وہ ہے جو اپنے علم کا نگران رہے اور مراد وہ ہے جس کو اعانت الٰہی حاصل ہو، کیونکہ مرید تو دوڑنے والا ہوتا ہے اور مراد اڑنے والا۔ اور دوڑنے والا کبھی اڑنے والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ ترک دنیا سے عقبیٰ مل جاتی ہے۔

○ فرمایا کہ اولیاء اللہ کے لیے نگرانی نفس سے زیادہ دشوار کوئی کام نہیں۔ فرمایا کہ اشتغال دنیاوی ترک کر دینے کا نام عبودیت ہے اور زہد کی انتہا افلاس ہے۔

○ فرمایا کہ توحید خدا کو جاننے کا نام ہے اور انتہائے توحید یہ ہے کہ جس حد تک بھی توحید کا علم ہو اس کو یہی تصور کرے کہ توحید اس سے بھی بالاتر ہے۔

○ فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ اول معرفت تعریف یعنی خود اللہ کو شناخت کرنا۔ دوم معرفت تعریف یعنی اللہ اس کو پہچانے، اور خدا کے ساتھ مشغولیت کا نام معرفت ہے۔

○ فرمایا کہ قدرت کا مشاہدہ کرنے والا سانس تک نہیں لے سکتا، اور عظمت کا مشاہدہ کرنے والا حیرت زدہ رہتا ہے اور ہیبت کا مشاہدہ کرنے والا سانس لینے کو کفر تصور کرتا ہے۔

○ فرمایا کہ حلال سے حرام کی جانب متوجہ ہونا اہل دنیا کی لغزش ہے اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا زہاد کی لغزش ہے۔

○ فرمایا یقین نام ہے علم کا قلب میں اس طرح جاگزیں ہو جانے کا جس میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے اور یقین کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ترک تکبر کر کے دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

○ فرمایا شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔

○ فرمایا مخلوق سے خالق کی جانب رجوع ہونے قرآن و سنت کی اتباع کرنے اور مشغول عبادت رہنے کا نام تصوف ہے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، ترک دنیا اور شب بیداری سے حاصل ہوئے۔

○ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو خدا اور رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث۔

○ فرمایا کہ فی اللہ (اللہ کی خاطر) دو محبت رکھنے والے اگر ایک دوسرے سے حجاب یا حیا کریں تو کسی میں روگ ضرور ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ آپ صائم الدہر تھے لیکن مہمان کی آمد پر روزہ نہ رکھتے اور فرماتے کہ مسلمان بھائیوں کی موافقت بھی نفل روزہ سے کم نہیں۔

○ فرمایا کہ جس نے قرآن مجید کو نہیں پڑھا اور حدیث شریف کو یاد نہیں کیا، اور ان دونوں کے معانی نہیں سمجھتا اس کی اقتدا صحیح نہیں ہے۔

○ فرمایا چار باتیں ایسی ہیں، اگر آدمی میں موجود ہوں تو گو وہ علم و عمل میں ناقص ہو پھر بھی وہ اعلیٰ مدارج تک پہنچ جاتا ہے۔ حلم، تواضع، سخاوت اور حسن خلق اور ایمان کی تکمیل حسن خلق ہی سے ہوتی ہے۔

○ فرمایا رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کر کے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ، اور خصومت ترک کرنے کا۔ اپنی تعظیم کرانے کے لیے کرامات ظاہر کرنا فریب کاری ہے۔

○ فرمایا کہ اگر کسی شخص کو دیکھو جو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہو تو بھی اس کی اقتداء نہ کرو جب

تک امر ونہی کے موقعہ پر اس کا عمل نہ دیکھ لو، پس اگر تم اس کو اوامر ونواہی پر کاربند دیکھو تو اس کی اتباع کرو، ورنہ نہیں، اس سے اجتناب کرو۔

○ فرمایا کہ صنعت الٰہی سے عبرت حاصل نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے اور جو زبان خدا کے ذکر سے عاری ہو اس کا گنگ ہونا ہی بہتر ہے اور جو کان حق کی بات سننے سے قاصر ہو اس کا بہرا ہونا اچھا ہے اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اس کا مردہ ہو جانا افضل ہے۔

○ فرمایا کہ فکر کی کئی قسمیں ہیں (۱) حصول معرفت کے لیے آیات قرآنی میں فکر کرنا (۲) حصول محبت کے لیے نفس پر اللہ کے احسانات کے متعلق فکر کرنا (۳) حصول ہیبت کے لیے اللہ کے مواعید پر فکر کرنا (۴) حصول حیا کی خاطر اللہ کے انعامات پر غور کرنا۔

○ فرمایا کہ وساوس شیطانی سے نفس کے وساوس اس لیے شدید ترین ہوتے ہیں کہ وساوس شیطانی تو لاحول سے دور ہو جاتے ہیں لیکن نفس کے وساوس کا دور کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابل قبول تصور نہ کرتے ہوئے نفس کو فنا کر ڈالے، اور شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔

○ جس وقت حضرت رویمؒ نے آپ سے ماہیت تصوف کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ماہیت تصوف کی جستجو کے بجائے اپنی ذات میں تصوف تلاش کرو، کیونکہ صوفی وہی ہے جس کو خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔

○ فرمایا کہ جو درویش خدا کی رضا پر راضی رہے وہ سب سے برتر ہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں اور تمام لغزشوں کو نظر انداز کرتے رہیں۔

○ فرمایا کہ بندہ صادق دن میں چالیس حالتیں تبدیل کرتا ہے لیکن ریاکار چالیس برس بھی ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے اور بندہ صادق وہی ہے جو نہ تو دست طلب دراز کرے اور نہ جھگڑے۔

○ فرمایا کہ حجابات کی چھ قسمیں ہیں تین عام بندوں کے لیے۔ اول نفس، دوم مخلوق سوم دنیا اور تین خاص بندوں کے لیے، اول عبادت، دوم اجر، سوم کرامات پر اظہار فخر۔

○ پھر فرمایا کہ توحید نام ہے خود کو فنا کر کے اللہ میں ضم ہو جانے اور عجز کے ساتھ حصول نعمت کا۔ اور محبت کا مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے تمام اوصاف محب میں موجود ہوں جیسا کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ "جب میں اس کو محبوب بناؤں گا تو اس کی سماعت و بصارت بن جاؤں گا۔

○ فرمایا کہ توکل انتہائے صبر کا نام ہے جیسا کہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ" وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور صبر کی تعریف یہ ہے کہ جو مخلوق سے دور کر کے خالق کے قریب کر دے، اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے لیے ایسے بن جاؤ جیسے روز ازل میں تھے۔

○ فرمایا کہ مراقبہ نام ہے تباہی پر افسوس کرنے کا اور مراقبہ کی تعریف یہ ہے کہ غائب کا انتظار ہے اور حیا حاضر سے ندامت کا نام ہے اور ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے۔ کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری کی گستاخی ہزار سالہ عبادت ملیامیٹ نہیں کر سکتی۔

○ فرمایا کہ جو بندگی کا مفہوم اس وقت معلوم ہوتا ہے جب بندہ خدا کو ہر شے کا مالک تصور کرتے ہوئے یہ باور کر لے کہ ہر شے اسی کے وجود سے قائم ہے اور سب کو وہیں لوٹ کر جانا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ "پاکیزہ تر ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں سب کی جان ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

○ فرمایا کہ مرید کو احکام شریعہ کے سوا کچھ نہ سننا چاہیے اور مرید کے لیے دنیا تلخ ہوتی ہے اور معرفت شیریں۔ فرمایا کہ زمین کو صوفیائے کرام سے ایسی ہی آراستگی حاصل ہے جیسے آسمان کو ستاروں سے۔

○ فرمایا کہ وجد کو شاکر غرق ہونے کا نام شاہد ہے کیونکہ وجد حیات عطا کرتا ہے اور مشاہدہ فنائیت اور مشاہدہ عبودیت کو فنا کر کے جانب ربوبیت جاتا ہے اور کسی شے کی حقیقت ذاتی کا علم کا نام بھی مشاہدہ ہے۔

○ فرمایا کہ خطرے کی چار قسمیں ہیں۔ اول خطرۂ حق جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے دوم خطرہ ملائکہ جس سے عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ سوم خطرۂ نفس جس سے دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چہارم خطرۂ ابلیس جس سے بغض و عناد جنم لیتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہو تو اس شے کی فنائیت سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے۔ اور محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا کرلے اور اہل محبت کے اکثر اقوال لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔

○ فرمایا کہ خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر خود کو فنا کر لینے کا نام تصوف ہے اور آپ کے ایک ارادت مند کا قول یہ ہے کہ صوفی اس کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کو ختم کر کے خدا کو پالے۔ فرمایا کہ عارف سے تمام رجحانات ختم کر دیے جاتے ہیں اور عارف رموز خداوندی سے آگاہ ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ جاہ و حشم معدوم کر دینے کا نام انس ہے فرمایا کہ فکر کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اول حصول معرفت کے لیے آیات قرآنی میں فکر کرنا، دوم حصول محبت کے لیے نعمِ پر خدا کے احسانات کے متعلق فکر کرنا، سوم حصول ہیبت کے لیے خدا کے مواعید پر فکر کرنا۔ چہارم حصول حیا کی خاطر خدا کے انعامات پر غور کرنا۔

○ پھر فرمایا کہ حقیقت ایک ایسا مقام ہے جہاں اہل مراقبہ اس شے کے منتظر رہتے ہیں

جس کے وقوع سے وہ خوفزدہ ہوں جب کہ ان کا یہ اضطراب ایسا ہی لغو ہوتا ہے جیسے کوئی رات میں شب خون کا انتظار کرتے ہوئے رات بھر جاگتا رہے پھر فرمایا کہ صادق کی صفت صدق ہے اور صادق وہی ہے جو سدا ایک حال میں رہے اور صدیق وہ ہے جس کے اقوال وافعال مبنی بر صدق ہوں۔

○ فرمایا کہ تصوف کا ماخذ اصطفا ہے۔ اس لیے صرف برگزیدہ ہستی ہی کو صوفی کہا جاتا ہے۔ اور صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے خلیل ہونے کا درس اور حضرت اسمٰعیل سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤد سے غم کا درس اور حضرت ایوب سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰ سے شوق کا درس اور حضور اکرمؐ سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔

○ فرمایا کہ بہت افضل ہے وہ بندہ جس کو ایک لمحہ کے لیے بھی قرب الٰہی حاصل ہوا ہو فرمایا کہ بندے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول حق کا بندہ۔ دوم حقیقت کا بندہ، لیکن حق کا بندہ اس لیے افضل ہوتا ہے کہ اس کو اعوذ برضاک من سخطک کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

○ فرمایا کہ قلب مومن دن میں ستر مرتبہ گردش کرتا ہے لیکن قلب کافر ستر برس میں بھی ایک مرتبہ گردش نہیں کرتا۔ آپ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ روز محشر مجھ کو نابینا کر کے اٹھانا اس لیے کہ جس کو تیرا دیدار نصیب نہ ہو اس کا نابینا ہی رہنا اس لیے اولیٰ ہے کہ وہ کسی دوسری شے کو بھی نہ دیکھ سکے۔

○ فرمایا کہ جس کی حیات روح پر موقوف ہو وہ روح نکلتے ہی مر جاتا ہے اور جس کی حیات کا دارومدار خدا پر ہو وہ کبھی نہیں مرتا، بلکہ طبعی زندگی سے حقیقی زندگی حاصل کر لیتا ہے فرمایا کہ صنعت الٰہی سے عبرت حاصل نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہی ہونا بہتر ہے۔ اور جو زبان خدا کے ذکر سے عاری ہو اس کا گنگ ہونا بہتر ہے اور جو کان حق کی بات سننے سے قاصر ہو اس کا بہرہ ہونا اچھا ہے۔ اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اس کا مردہ ہو جانا

افضل ہے۔

○ فرمایا کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع (انکساری) بھی تکبر ہے، یعنی متواضع اپنے وجود کا اثبات کر کے ہی تواضع کرتا ہے، اپنے وجود کا اثبات بھی تکبر ہے، حقیقتہً موحد وہی ہے جو اپنے وجود کی نفی کر دے، پس جس نے اپنے وجود کی نفی کر دی تو پھر بلندی و پستی کس کے لیے باقی رہ گئی۔

اقوال حضرت ابوبکر شبلیؒ

○ فرمایا کہ توحید کو اپنی جانب بلانے والا کبھی موحد نہیں ہو سکتا۔

○ فرمایا کہ نعمتوں کو نظر انداز کر کے منعم کا مشاہدہ کرنا شکر ہے۔

○ فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی میں بے علم ہو کر زندگی بسر کرنے کا نام تصوف ہے۔

○ فرمایا کہ بندے کا بندے کی آنکھ میں ظہور عبودیت اور صفات الٰہی کا ظہور مشاہدہ ہے

○ فرمایا کہ صوفیا وہی ہیں جو دنیا میں اس طرح زندگی گزاریں جیسے دنیا میں آنے سے قبل تھے۔

○ فرمایا کہ وہ سانس جو خدا کے لیے ہو وہ تمام عالم کے عابدین کی عبادت سے فزوں تر ہے۔

○ فرمایا کہ وعظ میں عادتاً آنے والے کے لیے سماعت وعظ سودمند نہیں ہوتی بلکہ وہ بلا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

○ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد سے بذریعہ وحی فرمایا کہ "میرا ذکر کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

○ فرمایا کہ ہیبت الٰہی قلب کو پگھلاتی ہے اور آتش محبت جان کو پگھلاتی ہے اور

شوق نفس کو فنا کرتا ہے۔

○ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بلاؤں پر عذاب کرنا چاہتا ہے تو ان کو قلوب عارفین میں جگہ دے دیتا ہے۔

○ فرمایا کہ جس دن بھی مجھ پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے اسی دن میرے اوپر حکمت و عبرت کے در کھل جاتے ہیں۔

○ فرمایا کہ خدا شناس کبھی خدا کے سوا کسی سے نہیں ملتا اور جو ایسا کرتے ہیں وہ خدا کو ہرگز نہیں پا سکتے۔

○ فرمایا کہ صادق وہی ہے جو حرام شے کو زبان پر نہ رکھے اور انس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ذات سے بھی تنفر پیدا ہو جائے۔

○ فرمایا کہ مجھ سے خواب میں دو افراد نے کہا کہ جو شخص فلاں فلاں چیزوں پر کاربند ہو جاتا ہے۔ اس کا شمار دانشمندوں میں ہونے لگتا ہے۔

○ فرمایا کہ عارف وہی ہے جو نہ تو خدا کے سوا کسی کا مشاہدہ کرے، نہ کسی سے محبت اور بات کرے اور نہ کسی کو اپنے نفس کا محافظ تصور کرے۔

○ فرمایا کہ میں نے اپنی ساری زندگی اسی تمنا میں گزار دی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف ایک سانس سے سکوں اور قلب کو بھی اس کی خبر نہ ہو سکے لیکن آج تک میری یہ تمنا تشنۂ تکمیل ہے۔

○ فرمایا کہ دعوت تین طرح کی ہوتی ہے۔ اول دعوت علم، دوم دعوت معرفت سوم دعوت معائنہ، اور دعوت علم کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی ذات کے معائنہ کے بعد اپنے نفس کی معرفت حاصل کرے۔

○ فرمایا کہ عارف کی شان یہ ہے کہ کبھی تو اپنے جسم پر مچھر نہیں بیٹھنے دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اٹھا لیتا ہے۔

○ ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے کلام میں تضاد کیوں ہوتا ہے۔ کبھی آپ ایک بات کہتے ہیں اور کبھی دوسری بات؟ آپ نے فرمایا کہ ہم کبھی عالم بے خودی میں ہوتے ہیں اور کبھی خودی میں۔

○ فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول معرفت الٰہی جو ذکر کی محتاج ہے۔ دوم معرفت نفس جو ادائیگی فرض کی محتاج ہے۔ سوم معرفت باطن یہ تقدیر الٰہی پر رضامندی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

○ فرمایا کہ رات کو ایک گھڑی غفلت کے ساتھ سونے سے عقبیٰ کی ہزار سالہ راہ سے پیچھے رہ جاتا ہے اور اہل معرفت کے لیے معمولی سی غفلت بھی شرک ہے۔

○ فرمایا کہ جس شے سے محبت ہو اس کو محبوب کے نام پر خرچ کرنا ہی محبت ہے اور اگر حب الٰہی کا دعویدار خدا کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو وہ محبت کے بجائے خدا کا مذاق اڑاتا ہے۔

○ فرمایا کہ عبادت الٰہی شریعت ہے اور خدا کی طلب طریقت۔ فرمایا کہ غفلت کا نام زہد ہے۔ کیونکہ دنیا ناچیز ہے اور ناچیز شے میں زہد اختیار کرنا غفلت ہے بلکہ یاد الٰہی میں مخلوق سے بے نیازی کا نام زہد ہے۔

○ فرمایا کہ کائنات میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ مجھے اپنا بنا کر میرے قلب پر قابو پا سکے پھر بھلا کائنات اس پر کس طرح قابو حاصل کر سکتی ہے جو خدا سے واقف ہو۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہم و عقل سے جس شے کو شناخت کیا جا سکے وہ بے سود اور مصنوعی ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کی تعریف یہ ہے جو وہم و گمان اور عقل سے بالاتر ہے۔

○ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری گردن میں آسمان کا طوق اور پاؤں میں زمین کی بیڑی ڈال دے اور ساری دنیا بھی دشمن ہو جائے جب بھی میں اس سے منہ نہیں پھیر سکتا۔

○ فرمایا کہ تم سب ماسوا اللہ سے دست بردار ہو کر ہمیشہ اللہ کی اطاعت میں سرگرم عمل رہو۔ اور اگر میں پوری طرح خدا کی ہستی سے واقف ہو جاتا تو خدا کے سوا ہر گز کسی سے خائف نہ ہوتا۔

○ ایک مرتبہ کسی پیالی فروش نے یہ آواز لگائی کہ صرف ایک پیالی باقی رہ گئی ہے تو آپ نے ضرب لگا کر فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ صرف ایک ہی باقی رہ گیا ہے۔

○ فرمایا کہ جس نے اللہ کی پاکیزگی کو پالیا وہ مراتب میں اس بندے سے بڑھ جاتا ہے جس کو خدا کی رحمت و مغفرت نے بہلا دیا ہو اور جو خدا سے دور ہو جاتا ہے خدا بھی اُس سے بُعد اختیار کر لیتا ہے۔

○ فرمایا کہ اگر پوری دنیا کا لقمہ بنا کر شیر خوار بچے کے منہ میں رکھ دیا جائے جب بھی میں یہی سمجھوں گا اس کا پیٹ نہیں بھرا۔ اور اگر پوری دنیا میرے قبضہ میں آ جائے اور میں اس کو ایک یہودی کے سپرد کر دوں تو اس کے قبول کر لینے پر میں اس کا ممنون رہوں گا۔

○ فرمایا کہ لوگوں سے محبت کرنا اخلاص کی علامت ہے اور ذکرِ الٰہی کے سوا دوسرے کے ذکر کے لیے لب کشائی وسوسہ ہے اور خدا کے سوا ہر شے سے انقطاع حق کی علامت ہے اور اپنی ضروریات سے زائد مخلوق کی ضروریات پر نظر رکھنا علوِ ہمتی ہے۔

○ فرمایا کہ درویشوں کے چار سو مقامات ہیں جن میں سب سے ادنیٰ مقام یہ ہے اگر دنیا کی پوری دولت بھی ان کو حاصل ہو جائے اور تمام اہل دنیا ان کی دولت کو استعمال کریں۔ جب بھی انہیں وقت کے کھانے کی فکر نہ ہو۔

○ پھر فرمایا کہ علم الیقین کا علم ہمیں پیغمبروں سے حاصل ہوا کیونکہ علم الیقین کا مفہوم یہ ہے کہ جو قلوب میں بلا واسطہ نور ہدایت سے حاصل ہوا ہو اور حق الیقین یہ ہے کہ اس عالم میں اس حد تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

○ ایک مرتبہ لوگوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مراتب عارفین کو عطا فرمائے ہیں ان کا علم

کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شے پایۂ ثبوت ہی کو نہ پہنچ سکے اس کی تحقیق ممکن نہیں اور جو شے پوشیدہ ہو اس پر بندے کو سکون نہیں مل سکتا۔ اور جو شے ظاہر ہو اس سے ناامیدی نہیں ہو سکتی۔

○ فرمایا کہ ہمت نام ہے خدا کی طلب کا کیونکہ ماسوا اللہ کی طلب کو ہرگز ہمت کا نام نہیں دیا جا سکتا اور اہل ہمت خدا کے سوا کبھی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا لیکن صاحب ارادت بہت جلد دوسری جانب متوجہ ہو جاتے ہیں اور خدا کے سوا ہر شے سے استغفار کا نام فقر ہے۔

○ ایک مرتبہ علالت کے دوران اطباء نے آپ کو پرہیز کا مشورہ دیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا میں اس چیز سے پرہیز کروں جو میرا رزق ہے یا اس چیز کا جو میرے رزق میں داخل نہیں اس لیے کہ جو میرا رزق ہے وہ تو خود ہی مجھے مل جائے گا اور جو میرا رزق نہیں ہے وہ خود ہی نہیں ملے گا اس لیے جو میرا رزق ہے اس میں پرہیز کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔

○ فرمایا کہ عارف کا زمانہ موسم بہار کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح بہار میں گرج چمک سے پانی برسنے کے بعد خنک ہوائیں چلتی ہیں۔ رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں اور پھولوں پر بلبلیں نغمہ سنج ہوتی ہیں۔ اسی طرح عارف بھی ابر کی طرح روتا ہے۔ برق کی طرح مسکراتا ہے بادل کی گرج کی طرح نعرے مارتا ہے۔ ہوا کی مانند آہیں بھرتا ہے اور سر کو جنبش دے دے کر اپنی مرادوں کے پھول کھلاتا ہے اور پھولوں کو دیکھ کر بلبلوں کی طرح خدا کی یاد میں نغمہ سنجی کرتا ہے۔

○ پھر فرمایا کہ تصوف قوت و حواس کا خیال رکھنے اور انفاس کی نگرانی کا نام ہے اور صوفی اسی وقت صوفی ہو سکتا ہے جب تمام مخلوق کو اپنے بچوں جیسا سمجھ کر سب کا بوجھ برداشت کر سکے۔ اور جو مخلوق سے منقطع ہو کر خدا سے اس طرح وابستہ ہو جائے جیسے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مخلوق سے جدا کر دیا تھا جس پر خدا کا یہ قول صادق ہے

وَاصْطَفَيْتُكَ لِنَفْسِی۔ یعنی ہم نے تم کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔ اور صوفیا کرام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں۔

اقوال حضرت عثمان خیری ؒ

○ فرمایا کہ صابر وہی ہے جو مصائب کو برداشت کر سکے۔

○ فرمایا کہ عام لوگ کھانے پر اور خواص عطائے باطنی پر شکر کرتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اعزاز خداوندی سے شرف حاصل کرو تاکہ ذلت سے بچ سکو۔

○ فرمایا کہ اتباع سنت سے حکمت اور اتباع نفس سے ہلاکت حاصل ہوتی ہے۔

○ فرمایا کہ عزت و دولت کی طلب اور مقبولیت کی حرص عداوت کی اساس ہے۔

○ فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے بندوں کی خطائیں معاف کرنا فرض قرار دے لیا ہے۔

○ فرمایا کہ جن کو ابتدا میں ارادت حاصل نہیں ہوتی وہ انتہا تک ترقی نہیں کر سکتا ہے۔

○ فرمایا کہ نفس کا مقتضا خدا سے بعد ہوتا ہے اور خوف واصل باللہ کر دیتا ہے۔

○ فرمایا کہ نفس کی برائیوں سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو خود کو ہیچ تصور کرے۔

○ فرمایا کہ تو خدا کے سوا کسی سے خائف رہو اور نہ کسی سے توقعات وابستہ کرو۔

○ فرمایا کہ جب تک منع، عطا، ذلت اور عزت مساوی نہ ہوں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

○ فرمایا کہ یہ چار چیزیں کمال کو پہنچا دیتی ہیں اول فقر، دوم استغنا، سوم تواضع، چہارم مراقبہ۔

○ فرمایا کہ جب تک ہر شے کو خود سے بہتر تصور نہ کرے نفس کے مصائب کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

○ فرمایا کہ مسلمان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیے اور جہلا کے لیے دعائے خیر

کرنی چاہیے۔

○ فرمایا کہ جس کو اپنی تعظیم کروانے کا تصور ہو اس کا کفر پر موت آنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ اقوال صوفیا پر عمل پیرا ہونے سے نور حاصل ہوتا ہے لیکن بے عمل لوگوں پر ان کے اقوال کا کوئی اثر نہیں۔

○ فرمایا کہ آخرت سے خائف رہنے والے ہی آخرت میں آرام حاصل کریں گے اور عذاب آخرت سے خائف نہ ہونے والے غمزدہ رہتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اطاعت گزاری کا نام سعادت اور ارتکاب معصیت کرتے رہنے کے بعد اُمید مغفرت شقاوت ہے اور نفس کی اتباع قید خانہ کی زندگی کی طرح ہے۔

○ فرمایا کہ صحبت خداوندی کو ادب و ہیئت کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے اور اتباع سنت کے لیے حضور اکرم کی محبت ضروری ہے اور خادم دین کو اولیاء کرام کی تعظیم کرنی لازمی ہے۔

○ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ گو میں زبان سے خدا کا ذکر کرتا ہوں لیکن میرا قلب اس پر مطمئن نہیں، آپ نے فرمایا کہ تیری زبان کو جو لذت ذکر عطا کی گئی ہے اسی کا شکر ادا کرتا رہ تا کہ دوسرے اعضاء کو لذتِ ذکر حاصل ہو جائے۔

○ ایک مرید دس سال تک خدمت کرتے ہوئے سفر حج میں بھی آپ کے ہمراہ رہا لیکن ہمیشہ یہی کہتا رہتا کہ خدا کے بھیدوں سے مجھے بھی آگاہ فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو خود بھی آگاہ نہیں ہوں، یہ تو جس پر خدا کا فضل ہو وہی مطلع ہو سکتا ہے۔

○ فرمایا کہ عام اخلاص تو یہ ہے کہ نفس کو مسرت حاصل ہو اور خاص اخلاص یہ ہے کہ اعلیٰ ترین عبادت کو ادنیٰ ترین تصور کرتا رہے۔ اور اخلاص کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو بات زبان سے ادا کرو اس کی تصدیق قلب سے بھی کرتے رہو اور مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق پر نظر رکھنے کا نام بھی اخلاص ہے۔

○ ایک مرتبہ مریدین کے ہمراہ بازار تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے اُوپر سے

اس طرح راکھ پھینکی جو پوری کی پوری آپ کے اوپر پڑی۔ یہ دیکھ کر مریدین نے بہت پیچ و تاب کھائے مگر آپ نے فرمایا کہ بہت قابل شکر امر ہے کہ جو سر آگ کا سزاوار تھا اس پر صرف راکھ ہی پڑی۔

اقوال حضرت ابو وراقؒ

○ نفس سے محبت کرنے والوں پر غرور و حسد اور ذلت مسلط ہو جاتے ہیں۔

○ صدق نام ہے اس نام کی نگہداشت کا جو بندے اور نفس کے درمیان ہو۔

○ زہد میں تین حرف ہیں ز۔ ہ۔ د۔ یہ ز سے مراد زینت کا ترک کرنا۔ ہ سے مراد ہوا و ہوس ترک کر دینا۔ د سے مراد دنیا کو چھوڑ دینا۔

○ غیبت اور لغویات لقمہ حرام کی طرح ہیں۔ اور ذکر الٰہی اور استغفار لقمۂ حلال کی مانند۔

○ یقین ہی وہ نور ہے جو اہل یقین کو اہل تقویٰ بناتا ہے۔ یقین کی تین قسمیں ہیں یقینِ خبر، یقینِ دلالت، یقینِ مشاہدہ۔ ہر کام کو من جانب اللہ تصور کرنے والا ہی صابر ہوتا ہے۔

○ افضل ترین ہے وہ فقیر ہے جس سے نہ تو دنیاوی بادشاہ خراج طلب کر سکے اور نہ عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ حساب مانگے۔

○ نبوت کے بعد صرف حکمت ہی کا درجہ ہے اور حکمت کی شناخت یہ ہے کہ ضرورت کے وقت کے سوا ہمیشہ سکوت قائم رہے۔

○ جو خدا کے اور نفس و ابلیس کو اور مخلوق و دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ نجات پا لیتا ہے اور نہ پہچاننے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور مخلوق سے محبت کرنے والوں کو خدا کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔

○ نہ تو منہ سے بری بات نکالو نہ کانوں سے خراب بات سنو۔ نہ آنکھوں سے بری شے کو دیکھو نہ ٹانگوں سے بری جگہ جاؤ نہ ہاتھوں سے بری شے کو چھوؤ بلکہ ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔

○ شیطان کا قول ہے کہ میں مومن کو ایک لمحہ میں کافر بنا سکتا ہوں اس لیے کہ پہلے اس کو حرام اشیاء کا حریص بناتا ہوں پھر خواہشات کا غلبہ کرتا ہوں اور جب وہ ارتکاب معصیت کا عادی بن جاتا ہے تو کفر کے وسوسے پیدا کر دیتا ہوں۔

○ خالق مخلوق سے آٹھ چیزوں کا خواہاں ہے ، ان میں قلب سے دو۔ اول فرمانِ الٰہی کی عظمت، دوم مخلوق سے شفقت۔ زبان سے دو چیزیں، اول اقرار توحید، دوم مخلوق سے نرم زبان سے بات کرنا، تمام اعضاء سے دو چیزیں اول بندگی دوم اعانت مخلوق، مخلوق سے دو چیزیں، اول اپنی ذات پر صبر کرنا، دوم خلقت کے ساتھ بردباری اختیار کرنا۔

○ تخلیق انسانی میں چونکہ مٹی اور پانی کا عنصر غالب ہے اس لیے جس پر پانی کا غلبہ ہو اس کو نرمی سے اور جس پر مٹی کا غلبہ ہو اس کو سختی کے ساتھ احکاماتِ خداوندی کی تعلیم دینی چاہیے چونکہ پانی میں ہر رنگ اور ہر ذائقہ موجود رہتا ہے اس لیے کوئی اس کی لذت سے آشنا نہیں ہوتا۔ حالانکہ اُس کے پینے ہی سے زندگی کا قیام ہے لیکن کوئی جانتا کہ پانی باعثِ حیات ہے۔ اس کے متعلق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ یعنی ہم نے پانی سے ہر شے کو زندگی بخشی۔

اقوال حضرت یوسف اسباطؒ

○ صبر کی بھی دس علامتیں ہیں، نفس کو روکنا۔ درس کو مضبوط رکھنا، طالبِ امن رہنا۔

بے صبری کو ترک کر دینا۔ قوتِ تقویٰ طلب کرنا، عبادات کی نگرانی کرنا، واجبات کو حد تک پہنچانا۔ معاملات میں صداقت اختیار کرنا، مجاہدات پر قائم رہنا، اصلاح معصیت کرتے رہنا۔

○ ورع کی بھی دس قسمیں ہیں۔ متشابہات میں تدبر سے کام لینا، شبہات سے احتراز کرنا نیک و بد میں تمیز کرنا، فکر و غم سے دور بھاگنا، سود و زیاں سے بے نیاز رہنا۔ رضائے الٰہی پر قائم رہنا، امانت کا تحفظ کرنا، مصائب دوراں سے روگرداں رہنا۔ آفات سے پُرخطرہ چیزوں سے کنارہ کش رہنا، فخر و تکبر کو خیر باد کہہ دینا۔

○ توبہ کی دس علامتیں ہیں۔ دنیا سے بُعد اختیار کرنا، ممنوعات سے احتراز کرنا، اہل تکبر سے ربط و ضبط نہ رکھنا، صحبت متواضع اختیار کرنا، نیک لوگوں سے ربط رکھنا، توبہ پر ہمیشہ قائم رہنا، بعد از توبہ گناہ نہ کرنا۔ حقوق کی ادائیگی کرتے رہنا، غنیمت طلب کرنا، قوت کو زائل کرنا، اسی طرح زہد کی بھی دس علامتیں ہیں۔ موجود شے کو چھوڑ دینا، حقِ خدمت بجالانا، خیرات کرتے رہنا، صفائے باطنی حاصل کرنا، اعزا کی عزت کرنا۔ دوستوں کا احترام کرنا۔ مباح اشیاء میں بھی زہد سے کام لینا۔ آخرت کا نفع طلب کرنا۔ آسائش میں کمی کرتے رہنا۔

○ توکل کی بھی دس علامتیں ہیں۔ خدا کی ضمانت شدہ اشیاء سے سکون حاصل کرنا۔ جو کچھ میسر آجائے اس پر شاکر رہنا۔ مصائب پر صبر کرنا۔ ارکان پر پابندی کے ساتھ عمل کرنا بندوں کی طرح زندگی گزارنا۔ غرور سے احتراز کرنا، اختیارات کو معدوم کر دینا۔ مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا۔ حقائق میں قدم رکھنا، وثائق حاصل کرتے رہنا۔ یہ سوچ کر عمل کرو کہ اس عمل کے بغیر نجات ممکن نہیں اور یہ ذہن نشین کر کے توکل اختیار کرو کہ مقدرات سے زائد ملنا ممکن نہیں۔

○ اُنس کی پانچ علامتیں ہیں۔ ہمیشہ گوشہ نشین رہنا، مخلوق سے ہمیشہ وحشت زدہ رہنا، خالق کو ہر لمحہ یاد رکھنا۔ مجاہدات میں سکون اختیار کرنا۔ اطاعت پر عمل پیرا اور بات کہنے سے

قبل انجام پر غور کرنا ضروری ہے اور جس شے میں تدبر و تفکر سے ندامت ہو اس پر غور نہ کرنا افضل ہے۔ زبان سے بری بات نہ نکالو۔ کانوں سے بری بات نہ سنو۔ زنا سے کنارہ کش رہو۔ حلال رزق استعمال کرو۔ دنیا کو خیرباد کہہ دو۔ موت کو پیش نظر رکھو۔

○ شوق کی پانچ علامتیں ہیں۔ عیش و راحت میں موت کو نہ بھولنا۔ خوشی کے دوران بھی زندگی کو غنیمت تصور کرنا۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ زوال نعمت پر اظہار تاسف کرنا۔ مشاہدات کی حالت میں مسرور رہنا۔ جماعت نمازوں کے علاوہ نماز کی زیادتی اور رزق حلال کی طلب فرض ہے۔

○ مراقبہ کی چھ علامتیں ہیں۔ خدا کی پسندیدہ شے کو مرغوب رکھنا۔ خدا کے ساتھ نیک عزم قائم رکھنا۔ قلت و کثرت کو منجانب اللہ تصور کرنا۔ خدا کے ساتھ راحت و سکون حاصل کرنا۔ مخلوق سے احتراز کرنا۔ خدا سے محبت کرنا۔

○ صدق کی بھی چھ علامتیں ہیں۔ قلب و زبان کو درست رکھنا۔ قول و فعل میں مطابقت قائم رکھنا۔ اپنی تعریف کی خواہش نہ کرنا۔ حکومت اختیار نہ کرنا۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دینا۔ نفس کی مخالفت کرنا۔

اقوال حضرت ابو محمد رویمؒ

○ فرمایا کہ ترکِ دنیا کا نام زہد ہے۔

○ فرمایا کہ صوفی کا مخلوق سے کنارہ کش ہونا ہی افضل ہے۔

○ فرمایا کہ خائف اسی کو کہا جاتا ہے جو خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ ہو۔

○ فرمایا کہ حقیقی شہوت وہی ہے جو اعمال صالحہ کے علاوہ کسی وقت بھی ظاہر نہ ہو۔

○ فرمایا کہ خدا نے اپنی ذات کے علاوہ ہر شے کو دوسری شے میں پوشیدہ کر دیا ہے۔

○ فرمایا کہ اشارات میں دم مارنا حرام اور خطرات و مکاشفات میں دم زنی مباح ہے۔

○ فرمایا کہ قرب کی دلیل یہ ہے کہ خدا کے سوا ہر شے سے وحشت پیدا ہوتی ہے۔

○ فرمایا کہ قلب عارف ایسا آئینہ ہوتا ہے جس میں ہر لمحہ تجلیات کا انعکاس ہوتا رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ سب سے پہلے خدا نے بندے پر معرفت کو فرض کیا جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے نہیں پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر عبادت کے لیے۔

○ فرمایا کہ خندہ پیشانی کے ساتھ احکام الٰہی کے استقبال کرنے کا نام رضا ہے اور اخلاص عمل یہ ہے کہ دونوں جہاں میں اس کے صلہ کی اُمید نہ رکھے۔

○ کسی نے آپ سے پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ فرمایا کہ جس کا مذہب خواہشات اور ہمت دینار ہو اس کا حال کیا پوچھتے ہو، حال تو ان کا دریافت کرو جو عارف و متقی اور عبادت گزار ہوں۔

○ فرمایا کہ فقر اس کا نام ہے کہ نفس کی مخالفت کرتا ہو اور رموز خداوندی کو آشکار نہ ہونے دے اور ترک شکایت کا نام صبر ہے اور خدا کے سامنے خود کو ذلیل تصور کرنا تواضع ہے

○ فرمایا جن کو حضوری حاصل ہوتی ہے وہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول شاہد وعید حق پر ہر لمحہ ہیبت طاری رہتی ہے۔ دوم شاہد وعدہ جو ہمیشہ عالم غیبوبیت میں رہتے ہیں۔ سوم شاہد حق جو ہر وقت مسرور و مگن رہتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قول و فعل عطا کرنا بھی داخل سعادت ہے کیونکہ اگر قول کو سلب کر کے صرف فعل کو باقی رکھے تو مصیبت ہے اور اگر قول و فعل دونوں کو سلب کرے تو ہلاکت ہے۔

○ فرمایا کہ جماعت صوفیاء کے علاوہ ہر جماعت کو پل صراط پر سے گزرنا اس لیے دشوار نہیں کہ دوسری جماعتوں سے ظاہری شریعت کے مطابق اور جماعت صوفیاء سے باطن کے

مطابق باز پرس ہوگی۔ پھر کسی نے سوال کیا آداب سفر کیا ہیں؟ فرمایا کہ کسی قسم کا خطرہ بھی مسافر کے لیے سد راہ نہ ہو اور نہ کہیں آرام کی غرض سے قیام کرے کیونکہ جس جگہ بھی قلب نے آرام کر لیا بس وہی اس کی منزل ہے۔

○ فرمایا کہ تصوف کی اساس یہ ہے کہ فقراء سے تعلق رکھے، عجز کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بخشش اور عطا پر معترض نہ ہو اور اعمال صالحہ پر ثابت قدمی کا نام تصوف ہے اور خدا کی محبت میں فنائیت کا نام توحید ہے۔

○ حضرت عبداللہ خفیفؒ نے جب آپ سے نصیحت کرنے کی استدعا کی تو فرمایا کہ خدا کی راہ میں جان قربان کر دے اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر اقوال صوفیاء پر عمل نہ کر۔

اقوال حضرت شیخ ابوبکر کتانیؒ

○ توکل اتباع علم اور یقین کامل کا نام ہے۔
○ توبہ کے وقت در مغفرت کھل جاتا ہے۔
○ جسم کو دنیا سے اور قلب کو عقبیٰ سے وابستہ رکھو۔
○ خدا اپنے محتاج بندوں کی حاجت روائی خود کرتا ہے۔
○ ترک نفس اور غفلت پر اظہار تاسف تمام عبادات سے افضل ہے۔
○ شہوت درحقیقت دیو کی لگام ہے اور جس نے اس کو زیر کر لیا گویا دیو کو زیر کر لیا۔
○ زہد و سخاوت اور نصیحت سے زیادہ کوئی شے سودمند نہیں۔
○ مخلوق کی محبت باعث عذاب، صحبت باعث مصیبت، اور ربط و ضبط وجہ ذلت ہے۔
○ تصوف سرتاپا اخلاق ہے اور جس میں اخلاق کی زیادتی ہوگی اس میں تصوف بھی زیادہ ہوگا۔

○ جب تک بہت زیادہ نیند نہ آئے ہرگز نہ سوؤ جب تک بھوک کی شدت نہ ہو مت کھاؤ۔ جب تک شدید ضرورت نہ ہو بات نہ کرو۔

○ زاہد وہ ہے جو نہ ملنے پر خوش رہے۔ زندگی بھر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ مصائب پر صبر سے کام لے اور خدا کی رضا پر راضی رہے۔

○ اولیاء اللہ ظاہر میں اسیر اور باطن میں آزاد ہوتے ہیں فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو عبادت کو مشقت نہ سمجھے۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح محشر میں خدا کے سوا کوئی معاون و مددگار نہیں ہوگا اسی طرح دنیا میں بھی اُس کے سوا کسی کو معاون تصور نہ کرو۔

○ تین چیزیں دین کی اساس ہیں۔ اول حق، دوم عدل، سوم صدق۔ حق کا تعلق اعضاء سے ہے۔ یعنی اعضاء کے ذریعہ ذکر الٰہی کرتے رہو۔ عدل کا تعلق قلب سے ہے یعنی بذریعہ قلب نیک و بد میں تمیز کرو اور صدق کا تعلق عقل سے ہے یعنی عقل کے ذریعہ خدا کو پہچانو۔

○ استغفار ایک ایسا لفظ ہے جو جامع واکمل ہے۔ اول معصیت کے بعد ندامت کے ساتھ توبہ کرنا۔ دوم بعد از توبہ گناہ کا کبھی قصد نہ کرنا۔ سوم قبل از موت حقوق اللہ کی تکمیل کر دینا۔ چہارم بعد از توبہ جسم کو ایسی مشقتیں دینا کہ جس طرح مشقتوں سے قبل اُس نے بہت آرام پایا ہو۔

○ نسیم سحری منجانب اللہ ایک ایسی ہوا ہے جس کا قیام عرش کے نیچے ہے اور وہ دم صبح دنیا میں پھر کر خدا کے بندوں کی گریہ وزاری اور طلب مغفرت اپنے ہمراہ لے جا کر خدا کے حضور پیش کر دیتی ہے۔

اقوال حضرت حسین منصور حلاجؒ

- فرمایا کہ عبودیت کا اتصال ربوبیت سے ہے۔
- فرمایا کہ بندگی کی منازل طے کرنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔
- فرمایا کہ عمل کو کدورت سے پاک رکھنے کا نام اخلاق ہے۔
- فرمایا کہ انبیاء کرام جیسا زہد آج تک کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔
- فرمایا کہ جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے۔ عنایت حاصل نہیں ہوتی۔
- فرمایا کہ مومن وہ ہے جو امارت کو معیوب تصور کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔
- فرمایا کہ سب سے بڑا اخلاق جفائے مخلوق پر صبر کرنا اور اللہ کو پہچاننا ہے۔
- فرمایا کہ جس طرح بادشاہ ہوس ملک گیری میں مبتلا رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم ہر لمحہ مصائب کے طالب رہتے ہیں۔
- فرمایا کہ صوفی اپنی ذات میں اس لیے واحد ہوتا ہے کہ نہ تو وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ اس سے کوئی واقف ہوتا ہے۔
- فرمایا کہ ذات خداوندی جس پر منکشف ہونی چاہتی ہے تو آدمی اسی شے کو قبول کر کے منکشف ہو جاتی ہے ورنہ اعمال صالحہ کو بھی قبول نہیں کرتی۔
- فرمایا کہ بندوں کی بصیرت، عارفین کی معرفت، علماء کا نور اور گزشتہ نجات پانے والوں کا راستہ ازل سے ابد تک ایک ہی ذات سے وابستہ ہے۔
- فرمایا کہ خدا کی یاد میں دنیا و آخرت کو فراموش کر دینے والا ہی واصل الی اللہ ہوتا ہے اور خدا کے سوا ہر شے سے مستغنی ہو کر عبادت کرنا فقر ہے۔
- فرمایا کہ میدانِ رضا میں یقین کی حیثیت ایک اژدھے جیسی ہے جس طرح جنگل میں

ذرے کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح پورا عالم اس اژدھے کے منہ میں رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ مرید سایہ توبہ اور مراد سایہ عصمت میں رہتا ہے۔ اور مرید وہ ہے جس کے مکشوفات پر اجتہاد کا غلبہ ہو۔ اور مراد وہ ہے جس کے مکشوفات اجتہاد پر سبقت لے جائیں۔

○ فرمایا کہ انبیاء کرام پر اعمال کا غلبہ اس لیے نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ خود اعمال پر غالب رہتے تھے۔ اسی وجہ سے بجائے اس کے اعمال ان کو گردش دے سکتے وہ خود اعمال کو گردش دیا کرتے تھے۔

○ پھر فرمایا کہ صبر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا دیا جائے جب بھی منہ سے اُف نہ نکلے۔ چنانچہ جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو اُف تک نہیں کی۔

○ جس وقت لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت موسیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو جواب دیا کہ وہ بنی برحق ہیں اور جب فرعون کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ بھی سچا تھا کیونکہ خدا نے دو طرح کے لوگ پیدا فرمائے ہیں۔ ایک عام اور ایک خاص اور دونوں قسم کے لوگ اپنے اپنے راستوں پر چلتے رہتے ہیں اور دونوں کو راستہ دکھانے والا خدا ہے۔ (شریعت کے مطابق فرعون جھوٹا تھا۔)

○ بعض لوگوں نے سوال کیا کہ دست دعا زیادہ طویل ہے یا دست عبادت۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں ہاتھوں کی کہیں تک رسائی نہیں کیونکہ گو دست دعا کو دامن قبولیت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردان حق اس کو شرک تصور کرتے ہیں اور دست عبادت کو گو دامن شریعت تک رسائی حاصل ہے لیکن مردان حق کے نزدیک وہ پسندیدہ نہیں۔ لہٰذا بلند ترین ہے وہ ہاتھ جو سعادت حاصل کرے۔

○ ہر رات آپ چار سو رکعتیں نماز ادا کیا کرتے تھے اور اس فعل کو اپنے اوپر فرض

قرار دے لیا تھا۔ اور جب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ ایسے مراتب کے بعد آپ اذیتیں کیوں برداشت کرتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ دوست کا مفہوم یہی ہے کہ مصائب پر صبر کیا جائے اور جو اس کی راہ میں فنا ہو جاتے ہیں راحت و غم کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا۔

اقوال حضرت ابوالحسن خرقانیؒ

- میں نے عافیت تنہائی میں پائی اور سلامتی خاموشی میں۔
- مخلوق کی اذیت پر صبر کرنا منجملہ علامات ولایت ہے۔
- سکون نفس قبول مدح پر اشد تر ہے دل معصیت سے۔
- فقر کا قرار بے قراری میں ہے اور راحت جماعت میں۔
- برائی سے یاد نہ کرو مردوں کو، کہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے ہیں۔
- حق تعالیٰ کے تمام نام بزرگ ہیں لیکن بندے کا سب سے بزرگ نام نیستی ہے
- اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں۔
- بشریت انکار کرتی ہے رجوع الی اللہ ہونے سے مگر معصیت کے وقت۔
- صدق یہ ہے کہ دل باتیں کرے یعنی وہ بات کہے جو دل میں ہو۔
- علانیہ گناہ پوشیدہ کی نسبت زیادہ سخت اور اظہار گناہ دوسرا گناہ ہے۔
- حضرت شبلیؒ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ کچھ نہ چاہوں۔ فرمایا، یہ بھی ایک خواہش ہے
- ایک لمحے کے واسطے اللہ تعالیٰ کا ہو رہنا خلائق زمین و آسمان کے اعمال سے بہتر ہے
- اندوہ پیدا کر کہ تیری آنکھ سے پانی نکلے کہ اللہ تعالیٰ چشم گریاں رکھنے والے کو دوست رکھتا ہے۔

○ فرمایا نماز روزہ اچھی چیز ہے لیکن غرور و حسد دل سے دور کرنا ان کو زیادہ اچھا بنا دیتا ہے۔

○ اگر کوئی ایک آرزو نفس کی پوری کرے، اس کو سینکڑوں خدشے اللہ تعالیٰ کی راہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

○ فقیر کا تنفس کسی خواہش کے لیے جس پر اس کو قدرت نہیں ہوے غنی کی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

○ فرمایا بہت روؤ اور مت ہنسو۔ بہت خاموش رہو اور بات نہ کرو۔ بہت دو اور کم کھاؤ۔ بہت جاگو اور کم سوؤ۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو رسول کریمؐ کے فعل کی اقتدا کرے، نہ وہ کہ کاغذ سیاہ کرے۔

○ جس شخص کی رات اور دن بلا کسی مومن کو تکلیف دینے کے بسر ہوئی گویا اس نے وہ رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بسر کی۔

○ فرمایا ستر سال گزرے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ہو رہا ہوں، اور اس مدت میں ایک دفعہ بھی نفس کی مراد پوری نہیں کی۔

○ جو شخص زمین کا سفر کرتا ہے اس کے پاؤں میں آبلے پڑتے ہیں اور جو آسمان کا سفر کرے۔ اس کے دل میں آبلے پڑتے ہیں۔

○ فرمایا چالیس سال سے میں نے روٹی وغیرہ کچھ نہیں پکائی۔ البتہ مہمانوں کے واسطے اور میں اس میں طفیلی رہا ہوں۔

○ لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ صدق کیا چیز ہے؛ فرمایا صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

○ ایک دن آپ نے اصحاب سے پوچھا کہ کونسی چیز بہتر ہے، انہوں نے عرض کی،

اے شیخ آپ ہی فرمائیے، فرمایا کہ وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو۔

○ مجھے تین چیزوں کی غایت معلوم نہ ہوئی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات، نفس کا مکر، معرفت۔

○ چالیس سال سے میرا نفس ٹھنڈے پانی یا چھاچھ کا ایک گھونٹ طلب کرتا ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیا۔

○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپ کے فعل کی پیروی کرے نہ وہ شخص جو کاغذ کو سیاہ کرے۔

○ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو کرے وہ اخلاص ہے اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔ ایسے آدمی کے پاس مت بیٹھو کہ تم اللہ تعالیٰ کہو اور وہ کچھ اور کہے۔

○ عالم و عابد جہان میں بہت ہیں تجھے ایسا ہونا چاہیے کہ تو صبح سے شام اس طرح کرے جیسا خدا پسند کرتا ہے۔

○ علامت اس مصیبت کی جو بوجہ عقوبت ہوتی ہے۔ عدم صبر ہے اور علامت اس بلا کی جو واسطے بلندی درجات کے ہوتی ہے۔ رضا و موافقت و طمانیت نفس ہے۔

○ آپ سے دریافت کیا گیا کہ مرد کس چیز سے جانے کہ وہ جاگتا ہے فرمایا اس بات سے کہ جب وہ حق کو یاد کرے تو اس کا جسم سر سے قدم تک حق کی یاد سے باخبر ہو۔

○ آپ سے پوچھا گیا اخلاص کیا ہے؟ فرمایا جو کچھ تو خدا کے واسطے کرتا ہے اخلاص ہے اور جو کچھ بندوں کے لیے کرتا ہے ریا ہے۔

○ کوئی شخص راگ لگائے اور اس سے خدا کو طلب کرے وہ ایسے شخص سے بہتر ہے جو قرآن پڑھے اور اس سے حق کو طلب نہ کرے۔

○ فرمایا سب سے زیادہ وہ دل روشن ہے کہ اس میں خلق نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ

سیاہ دل وہ ہے جس میں خلق ہو اور سب سے زیادہ بہتر کام وہ ہے کہ اس میں اندیشہ مخلوق کا نہ ہو۔ اور سب سے حلال وہ لقمہ ہے کہ جو اپنی کوشش سے ہو۔

○ تین مقام پر فرشتے اولیاء سے زیادہ ہیبت کھاتے ہیں۔ ایک موت کا فرشتہ ان کی جان نکالنے کے وقت، دوسرے کراماً کاتبین ان کے عمل لکھتے وقت، تیسرے منکر نکیر ان سے سوال کرتے وقت۔

○ آج چالیس سال ہوئے ہیں کہ میں ایک حالت میں ہوں اور حق میرے دل کو دیکھتا ہے اور اپنے سوا کسی اور کو نہیں پاتا مجھ میں غیر خدا کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہی اور نہ میرے سینے میں غیر کے لیے قرار رہا ہے۔

○ آپ سے دریافت کیا گیا۔ فنا بقا میں کلام کرنے کا حق کس کا ہے؟ فرمایا اس شخص کا کہ ایک تار سے آسمان سے لٹکا ہو۔ ایسی ہوا چلے کہ درختوں اور عمارتوں کو گرا دے تمام پہاڑوں کو اکھیڑ دے۔ تمام دریاؤں کو الٹ دے مگر اس کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔

○ میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز سنی میرے بندے اگر تو غم کے ساتھ میرے سامنے آئے گا تو تجھے خوش کر دوں گا۔ اور اگر حاجت و فقر کے ساتھ آئے تو میں تجھے تونگر کر دوں گا۔ جب تو اپنے آپ سے بالکل (دست بردار) ہو جائے گا تو پانی اور ہوا کو تیرا مطیع کر دوں گا۔

○ تمام مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں لیکن مرد وہ ہے کہ ساٹھ سال اس پر گزر جائیں مگر فرشتہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ لکھے جس کے سبب سے اسے حق تعالیٰ سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ حق کو لمحے کے لیے فراموش نہ کرے۔

○ ایک روز خدا تعالیٰ نے مجھے آواز دی کہ جو بندہ تیری مسجد میں آئے گا۔ اس کا گوشت و پوست دوزخ کی آگ پر حرام ہو گا اور جو بندہ تیری زندگی اور تیرے مرنے کے بعد تیری مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے گا قیامت کے دن عابدوں کے گروہ میں

اٹھے گا۔

○ لوگوں نے آپ سے پوچھا صوفی کون ہے؟ فرمایا۔ گدڑی اور جانماز سے صوفی نہیں ہوتا۔ اور رسوم و عادات سے صوفی نہیں ہوتا، صوفی وہ ہوتا ہے کہ نیست ہو صوفی اس دن بنتا ہے کہ اس کو آفتاب کی حاجت نہ رہے اور اس رات بنتا ہے کہ اس کو چاند اور ستاروں کی حاجت نہ رہے۔ اور ایسا نیست ہو جائے کہ اسے ہستی کی حاجت نہ رہے۔

اقوال حضرت یحیٰی معاذ رح

○ فرمایا کہ اطاعت خدا کا خزانہ ہے اور دعا اس کی کنجی ہے۔

○ فرمایا کہ عبادت زیادہ کرو اور لوگوں سے کم ملو۔

○ فرمایا کہ مومن بیم و رجا کے مابین رہ کر گناہ کرتا ہے۔

○ فرمایا کہ عمل کو عیوب سے محفوظ رکھنا ہی اخلاص ہے۔

○ فرمایا کہ خواہشات سے کنارہ کشی شوق الٰہی ہے۔

○ فرمایا کہ جفائے محبوب پر صبر اور وفا پر شکر کا نام محبت ہے۔

○ فرمایا کہ توکل اور زہد پر طعنہ زنی کرنا ایمان پر طعنہ زنی کرنا ہے۔

○ فرمایا کہ طالب کی اعلیٰ منزل خوف اور واصل کی حیا یا رجا ہے۔

○ فرمایا کہ چھپ کر گناہ کرنے والے کو خدا ظاہر میں ذلت عطا کرتا ہے۔

○ فرمایا کہ سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو اعمال بد میں زندگی گزارتا ہے۔

○ فرمایا کہ اگر عارفین ادب الٰہی سے محروم ہو جائیں تو ان کے لیے ہلاکت ہے۔

○ فرمایا کہ احمق ہیں وہ لوگ جو اعمال جہنم کے بعد جنت طلب کرتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اگر موت فروخت کی جانے والی شے ہوتی تو اہل آخرت موت کے سوا کچھ نہ خریدتے۔

○ فرمایا کہ جو غم خدا سے دور کردے اس سے وہ گناہ بہتر ہے جو خدا کا محتاج بنادے۔

○ فرمایا کہ توبہ کے بعد ایک گناہ بھی ان ستر گناہوں سے بدتر ہے جن کے بعد توبہ کی گئی ہو۔

○ فرمایا کہ زاہد وہ ہے جو طلب دنیا سے زیادہ ترک دنیا کی خواہش رکھتا ہو۔

○ فرمایا کہ نزول بلیات کے وقت صبر کی حقیقت اور مکاشفہ کے وقت حقیقت رضا ظاہر ہوتی ہے۔

○ فرمایا کہ تین قسم کے لوگ دانش مند ہوتے ہیں اول تارک الدنیا دوم طالب عقبیٰ اور سوم خدا کے عاشق۔

○ فرمایا کہ صدق دلی سے قلیل عبادت بھی اس ستر سال عبادت سے بدرجہا بہتر ہے جو بے دلی کے ساتھ کی گئی ہو۔

○ فرمایا کہ حیرت ہے ان لوگوں پر جو بیماری کے خوف سے کھانا تو ترک کردیتے ہیں لیکن خوف آخرت سے معصیت نہیں چھوڑتے۔

○ فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے احتراز کرو، اول غافل علماء سے دوم کاہل قاریوں سے سوم جاہل صوفیوں سے۔

○ فرمایا کہ اہل تقویٰ عمل کی جانب، ابدالین آیات کی جانب، طالبین حق احسان کی جانب اور عارفین ذکر کی جانب راغب کراتے ہیں۔

○ فرمایا کہ توحید نور ہے اور شرک نار ہے اور توحید کا نور ہے اور شرک نار اور توحید کا نور گناہوں کو اور شرک کی تاریکیوں کو جلا دیتے ہیں۔

○ فرمایا کہ ذکر الٰہی گناہوں کو محو کر دیتا ہے اور اس کی رضا آرزوں کو فنا کر دیتی ہے اور بندہ اس کی محبت میں سرگرداں رہتا ہے۔

○ کسی نے کہا کہ بعض لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں تو فرمایا کہ اگر میرے اندر عیوب ہیں تو میں واقعی اس کا سزاوار ہوں اور اگر اچھائیاں ہیں تو غیبت سے مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔

○ فرمایا کہ اولیاء کرام کو تین باتوں سے پہچانو۔ اول وہ خالق پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ دوم مخلوق سے بے نیاز ہوں۔ سوم اللہ کو یاد کرتے ہوں۔

○ فرمایا کہ خدا دوست ریا و نفاق سے دور رہتا ہے اور مخلوق سے بھی اس کی دوستی بہت کم ہوتی ہے لیکن خدا سے زیادہ بندے کا دوست اور کوئی نہیں۔

○ فرمایا کہ خدا پر اعتماد کر کے مخلوق سے بے نیاز ہونے کا نام درویشی ہے اور قیامت میں درویشی ہی کی قدر ہوگی اور تونگری کی ناقدری۔

○ فرمایا کہ فاقہ کشی مریدوں کے لیے، ریاضت، توبہ کرنے والوں کے لیے تجربہ زاہدوں کے لیے سیاست اور عالمین کے لیے مغفرت ہے۔

○ فرمایا کہ زہد میں زہد تین حرف ہیں۔ ز سے مراد زینت کو ترک کر دینا ہے۔ ہ سے مراد ہوا و ہوس کو خیرباد کہہ دینا اور د سے مراد دنیا کو چھوڑ دینا۔

○ فرمایا کہ امراء کو مرتے دم دو پریشانیاں لاحق رہتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کے بعد دولت پر دوسرے لوگ قابض ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ لوگ اس کی دولت کا حساب دریافت کریں گے۔

○ سوال کیا گیا کہ آپ اپنے مواعظ میں ہمیشہ خوف و رجا ہی کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا چونکہ اللہ تعالیٰ قوی ہے اور بندہ کمزور، اس لیے بندے کو اس سے خوف و امید ہی رکھنا مناسب ہے۔

○ فرمایا کہ دانشمندی کی تین علامتیں ہیں اول یہ کہ امراء کو حسد کے بجائے بنظر نصیحت دیکھے۔ دوم شہوت کی بجائے عورت پہ نگاہ شفقت ڈالے، سوم درویش کو غرور تکبر کے بجائے تواضع کی نظر سے دیکھے۔

○ فرمایا کہ خدا سے خوش رہنے والے سے ہر شے خوش رہتی ہے اور جس کی آنکھیں جمال خداوندی سے منور ہو جاتی ہیں اس کے نور سے تمام دنیا کی آنکھیں بھی منور رہتی ہیں۔

○ کسی نے عرض کیا کہ موت کے مقابلہ میں دنیا کی ایک حبہ سے زائد قدر نہیں آپ نے فرمایا کہ اگر موت کا وجود نہ ہوتا تو اور بھی زیادہ بے قدر ہوتی۔ فرمایا کہ موت کی مثال پل جیسی ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب سے ملا دیتی ہے۔

○ فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے تین حقوق ہیں۔ اول یہ کہ اگر کسی کو نفع نہ پہنچا سکے تو مضرت بھی نہ پہنچائے۔ دوم یہ کہ اگر کسی کو اچھا نہ کہے تو برا بھی نہ کہے۔ سوم یہ کہ اگر کسی کو خوش نہ کر سکے تو غمزدہ بھی نہ کرے۔

○ کسی نے آپ کے سامنے یہ پڑھا۔ آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ آپ نے فرمایا کہ جب ایک لمحہ کا ایمان دو سو سال کی معصیتوں کو ختم کر دیتا ہے تو پھر ستر سال کا ایمان ستر سال کی معصیتوں کو کس طرح ختم نہ کر دے گا۔

○ فرمایا کہ اگر تم خدا سے راضی ہو تو وہ بھی تم سے راضی ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا سے راضی نہیں اور اس کی معرفت کے دعویدار بھی ہیں فرمایا کہ جب نفس ایسی عبادت کا دعویدار بن جائے کہ اگر تین دن رات کچھ نہ کھائے تو نفس میں نقاہت پیدا نہ ہو۔

○ فرمایا کہ روز محشر جب اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تیری کیا تمنا ہے؟ تو عرض کروں گا کہ مجھے جہنم میں بھیج کر دوسروں کے لیے جہنم سرد کر دے جیسا کہ باری تعالیٰ

کا یہ قول کہ مومن کا نور آگ کے شعلوں کو سرد کر دیتا ہے"، شاہد ہے۔

○ فرمایا کہ اگر جہنم میری ملکیت میں دے دی جائے تو میں کسی عاشق کو بھی اس میں نہ جلنے دوں کیونکہ عاشق تو روزانہ خود کو سو مرتبہ جلاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر کسی عاشق کے گناہ کثرت سے ہوں پھر کیا کریں گے۔ فرمایا کہ جب بھی نہیں جلنے دوں گا کیونکہ اس کے گناہ اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہوتے ہیں۔

○ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روز محشر عارفین کو اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔ فرمایا کہ جس قدر بندہ خدا کو محبوب ہے اسی قدر وہ محبوب خلائق ہو جاتا ہے اور جتنا خدا سے خائف ہوتا ہے اتنا ہی مخلوق بھی اس سے خوفزدہ رہتی ہے اور جس قدر راجع الی اللہ ہوتا ہے اسی قدر مخلوق بھی اس کی جانب رجوع ہو جاتی ہے۔

اقوال حضرت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

○ فرمایا جس شے پر نفس و قلب راغب ہو اس کو ترک کر دینا توکل ہے۔

○ فرمایا کہ تصوف اختیار و عدم اختیار کے اظہار کا نام ہے اور لغو چیزوں کو ترک کر دینے کا نام بھی تصوف ہے۔

○ فرمایا کہ مرید کے لیے مرشد کی خدمت اور اپنے بھائیوں کا ادب ضروری ہے اور تمام خواہشات نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباع سنت لازمی ہے۔

○ فرمایا کہ جمع کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو توحید میں جمع کیا گیا اور تفرقہ اس کو کہتے ہیں جس کو شریعت نے متفرق کر دیا ہے۔

○ فرمایا کہ اہل خیر کی صحبت سے قلب میں صلح و خیر پیدا ہوتی ہے اور اہل شر کی صحبت قلب کو فتنہ و فساد کی جانب مائل کر دیتی ہے۔

○ فرمایا کہ اگر کسی ادنیٰ سی قدر و خودی کے ساتھ بزرگوں سے ملتا ہے تو اس کے لیے بزرگوں کے اقوال و صحبت سب بے سود ہیں۔

○ فرمایا کہ خدا کا راستہ بہت دور ہے اور صبر کرنا بہت دشوار ہے۔ یعنی حصول کے ساتھ حکمت کو حاصل کیا ہے اور انبیاء کرام کی ارواح کشف و مشاہدے کے عالم میں ہیں اور صدیقین کی ارواح قربت و اطلاع میں ہیں۔

○ فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول تمام امور میں غور کرنا کہ ان کو کس انداز سے قائم کیا گیا ہے۔ دوم مقدرات کے سلسلہ میں یہ غور کرنا کہ ان کو کس طرح مقدر کیا گیا ہے۔ سوم مخلوق کے بارے میں یہ غور کرنا کہ ان کی تخلیق کس طرح عمل میں آئی ہے۔

○ فرمایا کہ حالت بھوک میں نماز پڑھنا اور جب طاقت نہ رہے تو سو جانے کا نام فقر ہے کیونکہ تین چیزوں سے اللہ تعالیٰ کبھی درویش کو خالی نہیں رکھتا۔ یا تو قوت عطا کر دیتا ہے یا موت سے ہمکنار کر دیتا ہے تاکہ ہر شئے سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

○ فرمایا کہ میں نے اس وقت تک کسی بزرگ سے ملاقات نہیں کی جب تک اپنے تمام علوم و حالات کو ترک نہیں کر دیا اور جب ان چیزوں سے دستبردار ہو کر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے اقوال کو غور سے سننے کے بعد ان کی برکتوں سے فیوض حاصل کیے اسی کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان مراتب سے سرفراز فرمایا۔

○ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کچھ مقروض ہو گیا جس کی وجہ سے شدید پریشان تھا کہ رات کو خواب میں کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ اے کنجوس تیرا قرض ہم ادا کریں گے ذرا سے قرض کی وجہ سے اس قدر پریشان ہے۔ ضرورت کے وقت تیرا کام قرض لینا ہے اور ہمارے ذمہ اس کی ادائیگی ہے اس کے بعد سے پھر کبھی میں نے اپنے قرض خواہوں سے کوئی حساب طلب نہیں کیا بلکہ جو حساب وہ بتا دیتے ہیں ادا کر دیتا۔

○ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ کسی درویش نے مجھ سے درخواست کی کہ اگر

آپ اجازت دیں تو میں آپ کے لیے حلوہ تیار کر دوں۔ یہ سنکر میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ ارادت اور حلوہ کا کیا تعلق یہ سنتے ہی وہ درویش اٹھ کر رخصت ہو گیا۔ اور چلتے چلتے اس جملہ کو دوہراتا رہا کہ ارادت و حلوہ کا کیا تعلق۔ اور یہی کہتے کہتے ایک جنگل میں پہنچ کر انتقال کر گیا۔ اور جب اس واقعہ کا علم آپ کو ہوا تو آپ نے بہت توبہ کی۔

○ آپ نے فرمایا کہ بتوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں۔ بعض لوگ نفس کو بت بنا کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ بعض دولت کو بت بنا کر اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ بعض بیوی بچوں کی پرستش میں بیوی بچوں کو بت بنائے ہوئے ہیں۔ بعض صنعت و تجارت کو بت سمجھ کر اس کی پرستش میں گرفتار ہیں۔ بعض صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو بت تصور کر کے اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں اس وجہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پوری مخلوق کسی نہ کسی شے کی پرستش میں گرفتار ہے۔ اور کسی کو بھی پرستش سے مفر نہیں۔ البتہ اس شخص کو کسی شے کا پرستار نہیں کہا جا سکتا جو اپنے نفس کی نیکی و بدی پر نفس کی موافقت نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ نفس کو ہدف ملامت بنائے رہتا ہے۔

○ فرمایا کہ علائق کے تین اسباب ہیں۔ اول ان اشیاء کی جانب رغبت جن کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ یعنی انسان اسی شے کی حرص کرتا ہے جس سے اس کو منع کیا جائے سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوم گذشتہ لوگوں کے حالات پر غور کرنا۔ سوم فراغت کو زائل کر دینا۔ فرمایا کہ انسان کے لیے وہ وقت بہترین ہوتا ہے جس میں وہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر خالق سے نزدیک تر ہو جاتا ہے اور ان اشیاء سے قلب کو خالی کر لیتا ہے۔ جن کی جانب سے مخلوق کا رجحان ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو اشیاء اہل دنیا کے نزدیک پسندیدہ ہیں وہ اشیاء ہرگز پسندیدگی کے قابل نہیں ہیں۔ فرمایا کہ اگر کوئی متقدمین و متاخرین کے اعمال و حکمت کو

مجتمع کرکے ولی و سادات ہونے کا دعویدار ہو تو اس کو کسی طرح بھی عارفین کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ معرفت کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ بندہ خلوص قلب سے اللہ اللہ کہنے کے ساتھ فقر و احتیاج اختیار کرلے۔

اقوال حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ

○ ایمان کی بنیاد دل کی تصدیق زبان کا اقرار تن کا عمل اور سنت کی متابعت ہے ایسا ایمان محکم اور محفوظ ہوتا ہے۔

○ دنیا ایک دریا ہے اس دریا کا کنارہ آخرت ہے اور تقویٰ کشتی ہے اس کے بغیر دنیا کو پار کرنا مشکل ہے۔

○ قرآن پر عمل کرنا اور دنیا سے بے رغبت ہونا تبلیغ دین کا سب سے زریں اور پہلا اصول ہے۔

○ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ کفر سے اجتناب کرے۔

○ انسان کو ایسی دولت جمع کرنی چاہیے جو مرتے وقت ساتھ جا سکے۔

○ جو شخص جوانی میں فرمانِ خداوندی کو ضائع کرتا ہے خدا اسے بڑھاپے میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔

○ جس انسان کی زبان میں نرمی ہو اس کے دل میں محبت کا مادہ ضرور ہوتا ہے عورت جزوِ ایمان ہے۔

○ جہان کی سب خوشیاں ان کو نصیب ہوتی ہیں جو اپنے رب کے حکم پر قائم رہتے ہیں۔

○ سکوت سے رہنا اچھا صدق اور ناپسندیدہ باتوں سے کنارہ کرنا ایمان میں

داخل ہے۔

○ بے ادب تہی دست اور بے مراد ہوتا ہے۔

○ بیکار باتوں کے لیے زبان اس وقت آمادہ ہوتی ہے جب قوت عمل اور اطاعت کا جذبہ مفقود ہو جائے۔ عشق الٰہی بے کار باتیں کرنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا۔ عشق کی فطرت تسلیم و رضا ہے۔

○ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو شیطان مس کرتا ہے۔ اس پر وہ بچہ روتا ہے اور چیختا ہے، لیکن نیک صفت پاکباز اولیا، صدیق و شہدا، انبیاء آئمہ اطہار صفت بچگان کو شیطان مس نہیں کرتا۔

○ بے علم فقیر یعنی درویش کافر کے برابر ہے۔

○ اصل درویش وہ ہے جو اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کی حاجت روائی کرے۔

○ بھنگی اور شرابی کا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔

○ کامل ولی کی نشانی یہ ہے کہ اسے قرب الٰہی حاصل ہو، اس کا باطن نور سے معمور ہو اور وہ شوق میں مسرور رہو۔

○ اہل بدعت اور بے نمازیوں کا ذکر و فکر قبول نہیں ہوتا۔

○ صاحب ہدایت جو کچھ اپنے مشاہدے میں دیکھتا ہے، وہ معراج ہے اور صاحب بدعت جو دیکھتا ہے وہ سراسر گمراہی ہے۔

○ ایک سچے عالم دین کی تباہی، جہاں کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔

○ خداوند تعالیٰ کا نام سنکر جل جلالہ، کہنا چاہیے۔

○ حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام سن کر درود بھیجنا چاہیے۔

○ وہ شخص جو سخت آفت میں مبتلا ہو، جس کا مال ضائع ہو گیا ہو، اس کو بقدر ضرورت

سوال کرنا حلال ہے۔

○ وہ شخص جس کو فاقہ درپیش ہو اور اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اس کے فاقہ کی تصدیق کردیں تو اس کو سوال کرنا جائز ہے۔

○ آپ نے بوساطت امام جعفر صادق فرمایا کہ جو شخص شدید حاجت کے بغیر سوال کرے وہ گویا شراب پیتا ہے۔

○ جس قوم میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد زیادہ ہو اس میں بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ قوم کی دولت روز بروز گھٹتی ہے اور دولت کے ساتھ قوت بھی زائل ہو جاتی ہے۔

○ محنت کی عادت روز بروز زوال پذیر ہو رہی ہے۔

○ کاہل اور فاقہ مست لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

○ بے حیائی اور فحاشی کو ترقی ہو رہی ہے۔

○ مفت خوری کی وجہ سے معاشرے میں آوارگی اور بد اطواری پھیلتی ہے۔

اقوال حضرت علی ہجویریؒ

○ دل کی خرابی درویش کی ہلاکت ہے۔

○ عارف کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ آفات سے محفوظ ہو

○ تمام نیکیوں کی کنجی، اتفاق اور ایثار کرنا ہے۔

○ اعلیٰ ترین چیز جو دل کو راحت دے کلام الٰہی ہے۔

○ زکوٰۃ درحقیقت خدا کی نعمتوں پر اظہار شکر ہے۔

○ وہ کلام جو محل خطر کو محرک شہوات ہو سننا حرام ہے۔

- مرشد کامل مرید کے لیے طبیب قلب کی مانند ہے۔
- گوشہ نشینی سے بچو کیونکہ یہ شیطان کی ہم نشینی ہے۔
- دنیا کے سب کاموں کی زیب و زینت ادب سے ہے۔
- پیر کامل وہ ہے جو ہمہ وقت احوال مرید سے واقف رہے۔
- اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔
- بندے کے لیے سب سے زیادہ دشوار چیز خدا کی پہچان ہے۔
- جب نفس فانی ہو جائے تو کھانا پینا عبادت ہو جاتا ہے۔
- ایثار اور قربانی انسان کو مرنے کے بعد بھی زندہ رکھتی ہے۔
- عارف کامل وہ ہے جو اپنے نفس کے عیبوں پر ہمہ وقت نظر رکھے۔
- اس ذات حقیقی کے روبرو ہمیشہ عاجزی سے دعا مانگنا چاہیے۔
- بوقت عمل یہ یقین لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو دیکھ رہا ہے۔
- جو انسان اپنے آپ کو نہیں پہچانتا وہ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں پہچانتا۔
- جس کام میں نفسانی غرض آ جائے اس کام سے برکت اٹھ جاتی ہے۔
- نفس کی مخالفت ہی سب عبادتوں کا اصل اور تمام مجاہدوں کا کمال ہے۔
- حکم کی عظمت اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو پہچان لے
- ہر کام کی ابتدا نیک نیتی سے کی جائے تو اس کا حق ادا ہوتا ہے۔
- جو اپنے وجود کو پسند کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا جیسے شیطان۔
- راہ حق کے سالکوں اور سچے مسلمانوں کا پہلا مقام توبہ و استغفار ہے۔
- اہل غفلت کا سب سے بڑا گناہ ان کا اپنے عیبوں سے بے خبر ہونا ہے۔
- انسان کی نجات دین کی اطاعت میں ہے۔ اور ہلاکت دین کی مخالفت میں۔
- اگر نفس صحیح طور پر فنا ہو جائے تو فانی النفس شخص فرشتہ سیرت ہو جاتا ہے۔

○ خرقہ پوشی صرف تارک دنیا مشتاقان جمال الٰہی کو موزوں و مناسب ہے۔

○ جو لوگ اطاعت خداوندی اور حسن عمل پہ ناز کرنے لگتے ہیں وہ اپنی ہلاکت کا سامان خود تیار کرتے ہیں۔

○ عمل بغیر اپنے علم کے عمل نہیں ہوتا۔ اس لیے عمل اس وقت عمل ہوتا ہے جب کہ علم کے ساتھ شامل ہو۔

○ ہر شخص کی قیمت معرفت الٰہی سے ہوتی ہے۔ جس کو معرفت الٰہی حاصل نہ ہو اس کی کوئی قیمت نہیں۔

○ انسان کے لیے سوائے اس ذات ربانی و معین حقیقی کے کوئی ایسا مددگار نہیں جو اعمال صالحہ پر اس کی اعانت کرے۔

○ ہر کام کی ابتدا استخارہ سے کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔

○ راہ مولا کی مضبوط جڑ یہ ہے کہ نیکی کے کم ہو جانے پر بھی اپنے نفس کو ملامت کرے۔

○ درویش کے لیے لازم ہے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدہے کی ملاقات کے برابر سمجھے۔

○ ایمان کے معنی تصدیق بالقلب ہے، یعنی صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا۔

○ ارادہ گناہ اور اسباب گناہ موجود ہونے کے باوجود اگر گناہ سے پرہیز کیا جائے تو یہ بہت بڑی توبہ ہے۔

○ مرید کیلئے ضروری ہے کہ غلبہ کے وقت سوئے، ضرورت سے زیادہ کلام نہ کرے اور کھانا فاقہ بغیر نہ کھائے۔

○ گھر کی زکوٰۃ مہمان نوازی اور تندرستی کی زکوٰۃ، انسان کی اپنے تمام اعضاء کو خدا کی عبادت میں مشغول رکھنا ہے۔

○ غنی کا نام صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایان شان ہے اور مخلوق کو اس کے نام سے پرہیز کرنا چاہیے۔

○ مخلوق میں وجاہت حاصل کرنا اور مخلوق سے اپنی مدح سرائی کرانے کا مطلب اپنے آپ کو متکبر بنانا ہے۔

○ ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہے اس لیے کوئی ولی نبی نہیں ہو سکتا جبکہ ہر نبی کا ولی ہونا ضروری ہے۔

○ جو شخص کسی چیز کے لالچ میں عبادت کرتا ہے وہ اصل پرستش صرف اپنی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی ہرگز نہیں کرتا۔

○ فقر نام ہے ماسوائے اللہ کے دل کا ہر نفسانی خواہش سے فارغ ہونا اور فنا نام ہے اللہ کی طرف دل کا صحیح معنوں میں مشغول ہونا۔

○ صوفی وہ ہے کہ جس نے اپنے دل کو کدورت آفات دنیا سے صاف فرما لیا ہو اور اپنے تمام معاملات کو خدا کے سپرد کر دیا ہو۔

○ انسان کے لیے خدمت خلق کے معنی یہ ہیں کہ وہ بلا تمیز خورد و کلاں سب کو اپنے سے بہتر جانے اور سب کی خدمت اپنا واجب سمجھے۔

○ روزہ ایک باطنی عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں اور کسی غیر کو اس میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔

○ سچا مومن وہ ہے جس نے اپنا منہ دنیا سے موڑ لیا اور جس کی نظر میں دنیا کا پتھر سونا، چاندی، کوڑا سب برابر ہو اور اس کا دل ہر وقت یاد حقیقی میں محو ہو۔

○ حق بات کہنا خاموش رہنے سے بہتر ہے۔ اور بیہودہ گوئی سے بہتر یہی ہے

کہ چپ رہے۔

○ مبتدیوں کو راگ اور سماع سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ طریق ان کے لیے خطرناک ہے۔

○ جس شخص کے دل میں اللہ کی محبت مستحکم ہو اسے اس کی اطاعت دشوار نہیں ہوتی ہے۔

○ انبیاء کرامؑ اولیاء سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔ اس لیے ولایت کی انتہاء نبوت کی ابتدا ہے۔

○ جو دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے غنی ہو۔ دنیا کا نہ ہونا اسے محتاج نہیں کرتا اور نہ دنیا کے ہونے سے وہ خوش ہوتا ہے۔

○ جو انسان یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور بے جا اسے عزت و احترام سے دیکھیں تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے سے جدا کر دیتا ہے یعنی اس پر خدا کی لعنت نازل ہوتی ہے۔

○ مقیم اور مسافر کو صحبت میں رضائے الٰہی کا طالب رہنا چاہیے ایک دوسرے سے حسن ظن رکھ کر آپس میں منافرت سے بچنا چاہیے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔

○ غصہ کو پی جانے سے معاف کرنا بہتر ہے کیونکہ جو شخص غصہ پی جائے اور معاف نہ کرے تو ممکن ہے اس کے دل میں کینہ پیدا ہو جائے جو دل کی بہت بڑی بیماری ہے۔

○ غیظ و غضب کی حالت میں جس شخص نے حق و صداقت کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور انصاف کا خون کر دیا۔ وہ مومن نہیں بلکہ جھوٹ کا سہارا لیے ہوئے ہے۔

○ علم اس قدر حاصل کرنا لازم ہے جس سے ضروریات انسان اور حوائج شرعیہ

پورے ہو سکیں۔ نیز علم باعمل حاصل کرنا چاہیے کیونکہ بغیر عمل علم گدھے کی مانند ہے۔

○ اللہ کا نام اپنی گدائی کے لیے استعمال نہ کرو یعنی خدا کے واسطے سے کچھ طلب نہ کرو اور نہ ہی مانگتے وقت اپنی پارسائی جتاؤ تاکہ لوگ پارسائی کے خیال سے کچھ زیادہ دیں۔

○ محبت حال ہے قال نہیں۔ اور قال کبھی حال نہیں ہو سکتا۔ یعنی زبانی محبت کا اظہار حقیقت نہیں ہو سکتا۔ محبت دل سے تعلق رکھتی ہے۔ بناوٹ کا اس میں دخل نہیں حقیقی محبت عطائے الٰہی ہے۔

○ تمام امور کی بہتری انسان کی کوشش اور تدبیر پر موقوف نہیں، بلکہ ہر بلندی کی بھلائی و برائی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو تکلیف و راحت انسان کو پہنچتی ہے وہ اللہ کی جانب سے پہلے ہی اس کی قیمت میں مقرر ہوتی ہے۔

○ صوفی رہنما سب اہل علم ہوتے ہیں۔ انہوں نے مریدوں کو علم سکھایا ہے اور علم پر ہمیشہ قائم رہنے کی تلقین کی ہے۔ انہیں کھیل کود اور بے ہودہ باتوں میں کبھی مصروف نہیں ہونے دیا اور نہ وہ کبھی خراب راستے پر چلے ہیں۔

○ اللہ کے ولی اس کے ملک کے منتظم اور والی ہیں۔ اس نے دنیا کا انتظام ان کے متعلق کیا ہے۔ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے اور زمین سے جو پیدا کرتا ہے وہ ان کے احوال کی صفائی سے ہوتا ہے۔

○ انسان کے لیے لازم ہے کہ آنکھ نامناسب جگہ نہ ڈالے اور جو نہ کہنے کی بات ہو نہ کہے اور جو سوچنے کی بات نہ ہو نہ سوچے، شہوت کی آگ کو بھوک کے پانی سے بجھائے اور دل دنیا و حوادثات کی مشغولیت سے محفوظ رکھے اور محض خواہشات نفسانی کو الہام اور علم نہ کہے۔

○ بدترین انسان وہ ہے کہ لوگ اسے مرد خدا سمجھیں اور وہ درحقیقت ایسا نہ ہو

اور بہترین انسان وہ ہے کہ لوگ اسے درویش نہ سمجھیں اور درحقیقت وہ درویش ہو اور سب سے افضل ترین وہ ہے کہ لوگ اسے مرد کامل نہ سمجھیں مگر وہ درحقیقت اعلیٰ پایہ کا مرد خدا ہو۔

○ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔

(۱) عدل، ظلم کو (۲) نیکی، بدی کو۔ (۳) تکبر، علم کو (۴) پشیمانی، سخاوت کو (۵) غصہ عقل کو (۶) صدقہ، بلا کو (۷) غم، عمر کو (۸) غیبت، اعمال نیک کو (۹) جھوٹ رزق کو اور (۱۰) توبہ گناہ کو۔

○ جو خدا کی عبادت ذاتی غرض کے لیے کرتے ہیں وہ اپنی پرستش کرتا ہے خدا کی نہیں۔

○ ہر کام پختہ ارادہ اور ثابت قدمی سے کرنا چاہیے۔ بغیر نیت و ارادہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

○ سخاوت وہ ہے کہ بغیر احسان کے کی جائے اگر اس میں من اور ایذا ہو تو وہ سخاوت نہیں۔

○ اللہ تعالیٰ کی پہچان انسان کے لیے بڑی مشکل ہے، اس کی راہ پر چلنے والوں کا پہلا مقام توبہ ہے۔

○ جو شخص شریر ہو وہ شریروں کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اگر وہ نیک ہوتا تو نیکوں کی صحبت اختیار کرتا۔

○ میں جانتا ہوں کہ میری روزی میرا مقدر مجھے مل کر رہے گی نہ کوئی اسے گھٹا سکتا ہے اور نہ بڑھا۔

○ ہر کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتا ہے نہ کہ مجاہدہ سے۔ اگر کام مجاہدہ سے ہوتا تو شیطان راندہ نہ جاتا۔

○ اللہ تعالیٰ کے خالص بندے خاص فرشتوں سے اور عام بندے عام فرشتوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

○ نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے طالبان حق ہمیشہ واصل باللہ ہوتے ہیں اور اسی سے ان کے مقامات کھلتے ہیں۔

○ اولیاء اللہ طلب مقصد کے لیے جس راہ پر چلتے ہیں۔ انبیاء نے وہ راہ پہلے ہی طے کر لی ہوتی ہے اور مقصد حاصل کیا ہوتا ہے۔

○ بادشاہ بے علم۔ عالم بے عمل اور فقیر بے توکل شیطان کا ہم نشین ہے جب یہ تینوں بگڑ جائیں تو ساری خلقت بگڑ جاتی ہے۔

○ جو شخص علم سے دنیا میں مرتبہ اور عزت چاہتا ہے وہ عالم نہیں کیونکہ یہ جہالت کے لوازمات سے ہے۔ علم سے کوئی مرتبہ بلند نہیں۔

○ نفس کو اس کی خواہشوں سے دور رکھنا جنت کے دروازے کی کنجی ہے اور جس قدر نفس زیادہ مقہور ہو اسی قدر عبادت کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے

○ انسان جو بھی کام اچھا کرے اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے سوائے عذاب نفس کی رہائی کے کچھ نہیں مانگنا چاہیے اور ہر کام خالص رضائے الٰہی پر مبنی ہونا چاہیے۔

○ دل میں خدا کی محبت ہو تو لوگوں سے میل جول کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اور جسے لوگوں ہی سے محبت ہو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی دوستی پیدا نہیں ہو سکتی۔

○ بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں۔ کیونکہ ان کے گناہ کم ہیں اور جوانوں کو چاہیے بوڑھوں کا احترام کریں۔ کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور تجربہ کار ہیں۔

○ انسان کو چاہیے کہ جب چلے آہستہ چلے تیز رفتاری اختیار نہ کرے کیونکہ

یہ حریصوں کی رفتار ہے اور آہستہ حمامی میں سعی نہ کرے کہ یہ بھی متکبروں کی رفتار ہے

○ ولی وہ ہے جو اپنے دل میں ماسوائے اللہ کی محبت کے دنیا اور عقبیٰ وغیرہ کو نہ رکھے اور اپنے دل کو دنیا و عقبیٰ سے خالی کر کے صرف اللہ کی محبت کے لیے اپنے رب کی طرف رجوع کرے۔

○ راہ ظاہر حق آشکار اور نگہبان خوب سننے والا ہے اس کے بعد تحیر اور پریشان رہنا اندھے پن کے سوا کچھ نہیں۔

○ مجردوں (جو بغیر بیوی کے ہوں) کو ناشائستہ امر دیکھنے سے آنکھوں کو روکنا چاہیے، جس چیز کا دیکھنا ان کو جائز نہیں اسے نہ دیکھیں۔ اور نہ اس کے متعلق سوچیں۔

○ روزے کا اجر بہت بڑا اس لیے ہے کہ یہ باطنی عبادت ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی غیر کا اس میں دخل ہے۔

○ انسان کا سونا ایسا ہونا چاہیے کہ وہ اس سونے کو آخری سونا سمجھے اور گناہوں سے توبہ کرے اور دشمنوں کو خوش کرتا ہوا پاکیزہ لباس میں رو بقبلہ ہو کر دنیاوی کاروبار سے دست بردار اور نعمت اسلام پر شکر گزار ہو۔ اور یہ عہد کرے کہ اگر بیدار ہو گا تو پھر گناہ نہ کرے گا۔

○ چونکہ اولیاء اللہ مدیران ملک احوال عالم سے خبردار اور تمام عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم میں ان کا تصرف ہوتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان کی رائے تمام اہل الرائے پر فائق ہو اور تمام تجربے کے مقابلے میں ان کا دل تحقیق تر ہو۔

○ زکوٰۃ ادا کرنا اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے جو اسی نعمت کی جنس سے ہو تندرستی اللہ تعالیٰ کی بڑی بھاری نعمت ہے۔ ہر عضو پر زکوٰۃ ہے۔ وہ اس طرح ادا کرے کہ انسان

سب اعضاء کو عبادت الہٰی میں مصروف رکھے اور اسے لہو و لعب کے کام میں نہ لگائے تاکہ نعمت صحت کی زکوٰۃ کا حق ادا ہو جائے۔

○ جو شخص علم شریعت اور اوصاف عبودیت سے ناواقف ہے وہ اوصاف ربوبیت سے تو اور ناواقف ہو گا لہٰذا اوصاف ربوبیت کی معرفت ارکان عبودیت اور بندگی پر منحصر ہے اور یہ بات صحت ادب اور احکام شریعت کی پابندی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

○ امیروں اور بادشاہوں کی تباہی کا موجب ان کا ظلم و ستم ہے۔ اور علماء کی خرابی کا باعث ان کا لالچ اور طمع ہے۔ اور فقراء کی بربادی کا سبب ان کی جاہ طلبی ہے۔ جب بادشاہ علماء سے روگردانی کرنے لگتے ہیں۔ تو وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔

○ بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ جب کہ اس کے کرنے کی استطاعت ہو یعنی جب کہ مسلمان تندرست ہو۔ عاقل ہو اور بالغ ہو اور حج خدا اور رسول کے حکم کی بجا آوری کے لیے ہے ورنہ) کعبہ ایک سخت زمین ہے (حجر اسود) بے جان پتھر ہے۔ مومن اس سے زیادہ فاضل ہے۔ اگرچہ عمارت کعبہ کی زیارت فرض ہے جس پر سال میں ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہوتی ہے مگر وہ دل جس پر حق سبحانہٗ تعالیٰ تین سو ساٹھ بار نظر رحمت فرماتا ہے۔ اس کعبہ سے کہیں بڑھ کر لائق زیارت ہے لیکن اہل تحقیق کے لیے مکہ کے راستہ میں ہر ہر قدم پر ایک نشان قدرت ظاہر ہے جب حرم میں پہنچتے ہیں تو ہر ایک سے خلعت پاتے ہیں۔

اقوال حضرت سید عبد القادر جیلانی رح

○ میانہ روی نصف روزی ہے۔

○ بے ادب خالق اور مخلوق دونوں کا معتوب ہے۔

○ نصیحت وہی کارگر ہوتی ہے جو عمل کی زبان سے ہو۔

○ اللہ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے نہیں۔

○ خلوت میں خاموشی مردانگی نہیں جلوت میں خاموش رہ۔

○ برے اعمال کا اعتراف گویا اچھے کاموں کی ابتدا ہے۔

○ اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کر۔ ورنہ مشقت فضول ہے۔

○ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

○ اصلاح کا کام معاشرے سے نہیں گھر سے شروع ہونا چاہیے۔

○ اپنے سروں کو اللہ کے سوا دوسروں کے سامنے جھکانے سے محفوظ رکھو۔

○ مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ پہ چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم دینار پہ

○ سماع صرف اس کے لیے درست ہے جس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو۔

○ مومن کو نیند کرنا زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھے

○ وہ رزق کی فراخی جس پر شکر نہ ہو اور معاش کی تنگی جس پر صبر نہ ہو فتنہ ہی بن جاتی ہے۔

○ اگر تو امانت کی حفاظت ضروری نہ سمجھے گا تو تیری آنکھ میں غفلت کا پانی اتر آئے گا اور حق تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ تجھ پر بند کر دے گا۔

○ بے نماز مرتد ہے اگر وہ مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے بلکہ اسے کسی کھڈ میں پھینک دیا جائے۔

○ فرائض کے بعد جب میں اچھے کاموں پہ غور کرتا ہوں تو محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور خاص وعام کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے سے بہتر کسی کام کو نہیں پاتا اگر تمام دنیا کی دولت مجھے مل جاتی تو میں ساری کی ساری فقرا اور مساکین کو کھلا دیتا۔

○ جب کوئی بندہ گناہ کرتے وقت اپنے دروازوں کو بند کر دیتا ہے اور پردے کھینچ لیتا ہے اور لوگوں سے چھپ کر تنہائی میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے سب سے کم تر مجھے ہی سمجھا سب سے تو نے پردہ کر لیا اور مجھ سے عام انسانوں جتنی بھی شرم نہ کی۔

○ جو انسان اللہ کا ہو جاتا ہے کائنات غلاموں کی طرح اس کے حضور جھک جاتی ہے۔

○ جو انسان دیر دنیا پر دستک دیتا ہے اس کو دنیا بھی اور اللہ بھی دونوں چھوڑ دیتے ہیں۔

○ جب عمل جاتا رہا تو گویا علم بھی جاتا رہا، عمل کے بغیر علم پڑھنا اور حفظ کرنا تم کو کیا نفع دے سکتا ہے۔

○ جو شخص آسودہ حال ہمسائے سے حسد کرتا ہے وہ قاسم رزق (اللہ تعالیٰ) کی حکمت و دانش کا منکر ہے۔

○ الہام قطعی اور یقینی ہے اور عقل محض تخمینی و ظنی اس لیے سفر حیات الہام کی قیادت میں طے کیا جائے۔

○ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں مخلوق کی موافقت ہرگز نہ کرو، ٹوٹ جائے جسے ٹوٹنا ہو اور اجڑ جائے جس نے اجڑنا ہو۔

○ حق تعالیٰ کی موافقت کرنا اس کے نیکوکار، اور موافقت کرنے والے بندوں سے سیکھو علم تو عمل کے لیے بنایا گیا ہے۔

○ آخرت کو دنیا پر مقدم رکھ۔ دونوں میں فائدہ حاصل کرے گا، اور اگر تو نے دنیا کو آخرت پر مقدم رکھا تو دونوں میں نقصان اٹھائے گا۔

○ کائنات میں خیر و شر دونوں موجود ہیں، شر سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا

میں یوں ڈوب جائے کہ صرف اللہ ہی باقی رہ جائے۔

○ تمہارے اعمال کا بڑا حصہ، جسم بے روح ہے، کیونکہ روح اخلاص و توحید اور سنت رسول اللہ پر قائم ہے، غفلت مت کرو، اپنی حالت کو پلٹو تاکہ تم کو راہ ملے،! اعمال بڑھ گئے ہیں اور عمل کے بغیر قول کسی کام کا نہیں"

○ زندگی میں انسان کا مقام یہ ہے کہ وہ خود سے فانی ہو کر مشیت ایزدی کی فضا میں دوبارہ جنم لے، یہی وہ زندگی ہے جس کا انجام فنا نہیں، یہی وہ راحت ہے جس کی انتہا غم نہیں"۔ (فتح الربانی)

○ تم رمضان میں اپنے نفسوں کو پانی پینے سے روکتے ہو، اور جب افطار کا وقت آتا ہے تو مسلمانوں کے خون سے افطار کرتے ہو اور ان پر ظلم کر کے جو مال حاصل کیا ہے اسے نگلتے ہو۔

○ یا اللہ منافقوں کی شوکت توڑ دے اور ان کو ذلیل فرما یا ان کو توبہ کی توفیق عطا فرما اور ظالموں کا قلع قمع کر دے، زمین کو ان سے پاک فرما دے یا ان کی اصلاح فرما۔ آمین۔"

○ جس نے دنیا کے امیروں سے طمع یا خوف کو دل میں جگہ دی وہ موحد یا نائب رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا خالق کے بدلے مخلوق سے امید اور خوف رکھنا شرک ہے۔

○ علم سیکھ کر عمل چھوڑنے والے لوگو! کوئی تم میں شعر گوئی کا ماہر ہے، اور کوئی عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت میں یکتا ہے لیکن اس کے پاس نہ عمل ہے نہ اخلاص ہے تو یہ سب خوبیاں بیکار ہیں۔

○ اے منافق، اے مخلوق اور اسباب کی پرستش کرنے والے، حق تعالیٰ کو بھلانے والے گردن جھکا پھر توبہ کر اس کے بعد علم سیکھ اور عمل کر اور مخلص بن ورنہ ہدایت

نہ پائے گا۔

○ دوستو، افسوس ہے کہ تم سیر ہو کر کھاتے ہو حالانکہ تمہارے پڑوسی بھوکے رہتے ہیں اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم مومن ہیں، تمہارا ایمان ہرگز صحیح نہیں ہے، ہر وہ حقیقت جس کی گواہی شریعت نہ دے گمراہی ہے۔

○ اہل دل کی صحبت اختیار کرتا کہ تو بھی صاحب دل ہو جائے، تیرے لیے ایک ایسے شیخ کی ضرورت ہے جو سمجھدار اور احکام الٰہی کی تعمیل کرنے والا ہو تا کہ تجھ کو مہذب بنائے علم پڑھائے اور نصیحت کرے

○ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو تمہارا قلب طرح طرح کے وسوسے خرید فروخت، خورد ونوش اور بیوی بچوں میں لگا رہتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے لقمہ کو حرام اور مشتبہ ہونے سے بچاؤ، نفس کے خلاف جہاد کرو۔

○ ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو، اور نہ کسی سے امید رکھو، اپنی تمام حاجات اللہ کے سپرد کر دو، صرف اسی پر بھروسہ رکھو، سب کچھ اسی سے مانگو، اللہ کے سوا کسی پر اعتماد نہ کرو کہ توحید پر سب کا اجماع ہے۔ (فتوح الغیب)

○ اے لوگو، اے منافقو، اے دعویٰ کرنے والو، اے جھوٹو، میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں، اہل دل کی صحبت اختیار کرو تا کہ تم کو بھی دل نصیب ہو، لیکن تمہارے پاس تو دل ہے ہی نہیں، تم سراپا نفس، طبیعت اور ہوا وسوس ہو۔

○ دیکھو، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے سائل کو دیا کرتے تھے، اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے، اس کا دودھ دوہتے، اپنا کرتہ سیا کرتے، تم ان کی متابعت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو جب کہ اقوال وافعال میں ان کی مخالفت کر رہے ہو۔

○ بادشاہ ایک ہی ہے، نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے، حرکت دینے والا ایک ہی ہے، سکون دینے والا ایک ہی ہے، مسلط کرنے والا ایک ہی ہے اور مسخر کرنے والا

ایک ہی ہے، معطی و نافع اور خالق و روزی رساں وہی ایک ہے۔

○ تم پر افسوس ہے، کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہو یعنی اللہ سب سے برتر ہے، حالانکہ تم اپنے قول میں جھوٹے ہو کیونکہ مخلوق تمہارے قلب میں سب سے برتر ہے، اللہ سے توبہ کرو، اور کوئی نیکی اس کے سوا کسی اور کے لیے مت کرو"

○ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، بدعت نہ نکالو، اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو، صبر کرو، بے صبری نہ کرو، سختی کے بعد آسانی اور مراد حاصل ہونے کا انتظار کرو، نا امید نہ ہو، اور اپنے مولا کے دروازے کو نہ چھوڑو (فتح الربانی)۔

○ اے بادشاہو، اے غلامو، اے ظالمو اور اے منصفو، اے منافقو، اے مخلصو دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک ہے اپنے مجاہدے اور زہد سے جملہ ماسوی اللہ کو چھوڑ دو، غیر سے قلب کو پاک کرو۔

○ اے عالمو اور زاہدو، بادشاہوں اور سلطانوں کے لیے تم کب تک منافق بنے رہو گے کہ تم ان سے اپنا زر و مال اور شہوات و لذات حاصل کرتے رہو، تم اور اکثر بادشاہان وقت، اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے بارے میں ظالم اور خیانت کرنے والے ہو۔

○ مخلوق پر پیش کرنے والا علم سیکھو اور خود عمل کرو، اس کے بعد دوسروں کو پڑھاؤ جب تم عالم بن کر عامل بن جاؤ گے تو اگر خاموش بھی رہو گے تو تمہارا علم، کلام کرے گا۔ اور عمل کی زبان سے کلام کرے گا، اس لیے سرتاپا عمل بنو بغیر گفتگو، سرتاپا اخلاق بنو بغیر ریا کے، سرتاپا توحید بنو بغیر شرک کے۔

○ فرمایا، خدا اپنی تقدیر کا مختار ہے، کوئی اس میں دخل دینے کی طاقت نہیں رکھتا نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پر زور دے کہ مقدر بدلوا لے۔ جس کا یہ عقیدہ ہے وہ گمراہ ہے۔

○ فرمایا نہ کسی سے محبت کرنے میں جلدی کرو، نہ عداوت و نفرت میں۔ پہلے قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اسس کو پرکھ کر دیکھ لو ایسا نہ ہو تم نفس کی شرارت سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو کہ یہ گناہ ہے۔

○ فرمایا خدا رسول کی اطاعت کرو۔ بدعات سے بچو۔ فرمانبردار رہو۔ صبر کو شیوہ بناؤ سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی جانو۔ تکلیف میں نا امید نہ ہو جایا کرو۔ خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ پراگندہ نہ رہو۔ توبہ سے گناہوں کو دھو ڈالا کرو۔ اپنے مولا کے دروازے سے کبھی نہ ہٹو۔

○ فرمایا اپنے دل کے دروازہ پر دربان بن جاؤ۔ جس کے ملنے کا حکم خدا دے اس کو اندر جانے دو۔ جس کو منع کرے اس کو روک دو دلوں کی خواہش کو زیادہ نہ بڑھاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، کسی حال اور مقام پر بھروسہ کر کے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہمیشہ اسس پہ قائم رہنا ہے کیونکہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْنٍ آیا ہے۔ تغیر اور تبدیلی لازمی ہے۔

○ فرمایا خدا کو چھوڑ کر جو دوسروں سے مانگتا ہے اس نے خدا کے رتبہ اور درجہ کو نہیں پہچانا۔ فرمایا مومن کی علامت یہ ہے کہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہتا ہے۔ قسمت پر بھروسہ کر کے بیکار نہیں بیٹھتا۔ اگر تلاش میں کامیاب ہوا تو روزی بھی اور ثواب تلاش بھی ورنہ صرف تلاش کا ثواب حاصل کرتا ہے۔

○ کسی نے پوچھا حسن خلق کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ تو عرفان حق میں ایسا سرشار ہو کہ کسی کے ظلم اور سختی سے پہنچ کا اثر محسوس نہ کرے پوچھا گیا، بقا کیا چیز ہے؟ فرمایا بقائے رب ہے اور وہ حجاب نفس کی دوری کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور نفس کا حجاب دور نہیں ہوتا جب تک کہ باہر کی دید سے نگاہ نہ اٹھائے اور اپنے نفس کی دید میں مصروف نہ ہو۔

○ کسی نے پوچھا حضور فقیر کے معنی کیا ہیں۔ فرمایا: فَ کہتی ہے ذات الٰہی میں فنا ہو جا اور ماسوا اللہ سے دل کو فارغ کر لے۔ قؔ کہتا ہے اپنے قلب کو جب خدا کی قدرت سے

مضبوط کر اور اس کی رضامندی ورضا جوئی میں قائم ہو جانا ہی چاہتی ہے
خدا سے امیدوار رہے اور اس کا خوف دل میں رکھے۔ اور تمام کی خواہش ہے رقت قلب
اور رجوع علی اللہ یعنی نفسانی خواہشوں سے دامن بچا کر خدا کی طرف رجوع ہو جا۔

○ علامہ ابن النجار کا بیان ہے کہ جبائی سے یہ روایت پہنچتی ہے کہ حضور غوث پاکؒ نے فرمایا کہ مجھے فرائض کے بعد محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور عام و خاص کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنے کے سوا کوئی بہتر کام معلوم نہیں ہوتا۔ اگر ساری دنیا کی دولت کا مالک ہو جاؤں تو سب کی سب بھوکوں کو کھلا دوں اور محتاجوں کو دے دوں میرے ہاتھ میں روپیہ نہیں ٹھہرتا ہزاروں اشرفیاں صبح سے شام تک ہاتھ میں آتی ہیں مگر شام کو کچھ باقی نہیں رہتا۔ مستحقوں کو بانٹ دیتا ہوں۔

○ فرمایا جس پیر میں یہ پانچ وصف نہ ہوں وہ دجال ہے پیر نہیں ہے ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو۔ دوسرے علم حقیقت جانتا ہو۔ تیسرے اپنے پاس آنے والوں کے ساتھ بھلائی اور خندہ پیشانی سے برتاؤ کرتا ہو اور مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو۔ چوتھے غربا اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً و فعلاً عاجزی و انکساری سے پیش آتا ہو۔ پانچویں یہ کہ مریدین کی باطنی تربیت و تعلیم کی لیاقت رکھتا ہو اور خود ریا، حسد، طمع، خود بینی، غفلت عیش طلبی سے پاک ہو۔

اقوال حضرت شیخ سعدیؒ

○ جو ہوش میں ہے وہ کبھی تکبر نہیں کرتا۔
○ مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے۔
○ میٹھی زبان بے شمار دشمنوں سے بچاتی ہے۔

○ اس کی ہمت پر قربان جو نیک کام اخلاص سے کرتا ہے۔

○ اگر چڑیاں متحد ہو جائیں تو شیر کی کھال کھینچ سکتی ہیں۔

○ شیر بھوکا مر جائے گا مگر کتے کا جھوٹا کھانا پسند نہیں کرے گا۔

○ نا اہل کی تربیت کرنا گنبد پر اخروٹ رکھنے کی مانند ہے۔

○ اگر تو کسی ایک شخص کی بھی تکلیف دور کر دے تو یہ کام زیادہ بہتر ہے یہ مذہب تو لوگوں کی خدمت میں ہے تسبیح کے دانوں اور سجدوں میں نہیں۔

○ اگر روزی عقل سے حاصل کی جاتی تو دنیا کے تمام بے وقوف بھوکے مر جاتے۔

○ ہر شخص کو اپنی عقل سب سے بڑی اور اپنا بیٹا سب سے خوب صورت نظر آتا ہے۔

○ دشمنوں سے ہمیشہ بچو اور دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے۔

○ اصل قابل تعریف وہ شخص ہے جس کی تعریف اقارب ہمسائے اور دوست کریں۔

○ دو باتیں خلاف عقل ہیں بولنے کے وقت خاموش رہنا اور خاموش ہونے کے وقت بولنا۔

○ آدمی کے علم کا اندازہ تو ایک دن میں ہو جاتا ہے لیکن نفس کی خباثت کا پتہ برسوں بھی نہیں چلتا۔

○ اگر تیری کوشش سے کوئی بہتر بات سامنے آئے تو اس کو اللہ کی توفیق سے سمجھ نہ کہ اپنی کوشش سے۔

○ کسی بادشاہ نے درویش سے پوچھا کیا میں تمہیں یاد آتا ہوں۔

○ جواب ملا ! ہاں جب میں خدا کو بھول جاتا ہوں۔

○ وہ جانور جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں نہ تو عالم ہے اور نہ عاقل اس نادان کو کیا خبر کہ

اس پر کتابیں لدی ہیں یا ایندھن۔

○ کیا تو نے کبھی انگور کی بیل کے متعلق غور کیا ہے باغبان جتنی زیادہ اس کی ٹہنیاں تراشتا ہے اتنے ہی زیادہ انگور نکلتے ہیں۔

○ فقیر کے پاس ایک روٹی ہو تو وہ آدھی روٹی کسی مستحق کو حصہ دے دے گا۔ لیکن اگر بادشاہ کے پاس ایک سلطنت بھی ہو تو وہ پھر بھی ایک سلطنت اور چاہے گا۔

○ دو شخصوں نے فضول دکھ اٹھایا اور محنت کی ایک وہ جس نے دولت جمع کی لیکن اس کو استعمال نہ کیا دوسرا وہ جس نے عقل سیکھی لیکن اس کی مشق نہ کی چاہے جتنا بھی علم حاصل کر لو اگر تم اس پر عمل نہیں کرتے تو تم نادان ہو۔

اقوال حضرت فریدالدین عطارؒ

○ فرماتے ہیں بدبختی کی چار علامتیں ہیں۔ اول جہالت۔ دوم سستی۔ سوم بے کسی اور چہارم مفلسی۔

○ فرماتے ہیں بزرگی اور خوبی کے چار نشان ہیں (۱) حلم (۲) خوش کلامی (۳) مہمان نوازی (۴) صاحب اندیشی۔

○ فرماتے ہیں سعادت مند کے چار نشان ہیں (۱) سلامت روی (۲) صبر (۳) صلح جوئی اور (۴) کم طمع میں۔

○ شیخ عطارؒ فرماتے ہیں چار چیزوں کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے۔ اول دشمن کو۔ دوسرے آگ کو تیسرے بیماری کو۔ اور چوتھے عشق کو (یعنی ان سے بچنا چاہیے)

○ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں بادشاہ کا رعب اور دبدبہ زائل کر دیتی ہیں اول ہزل و تمسخر دوم سفلوں کی صحبت (سوم) عورتوں کی محبت اور چہارم کار بے فائدہ۔

○ نفس امارہ کو مارنے کے لیے چار ہتھیار درکار ہیں۔ ایک خاموشی کا خنجر۔ دوسرا بھوک اور فاقے کی تلوار۔ تیسرا تنہائی اور خلوت کا نیزہ اور چوتھا عبادت کا تیر۔

○ پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بغیر بے سود ہیں (۱) ذکر بے اخلاص (۲) عبادت بے حضور قلب (۳) مال بے سخاوت (۴) نام بے نیک نامی اور (۵) علم بے عمل۔

○ فرماتے ہیں۔ پانچ چیزیں عمر گھٹاتی ہیں۔ (۱) تنہائی اور بے کسی (۲) محتاجی و بے نوائی (۳) مردہ شوئی و غسالی (۴) دشمن کا خوف اور (۵) نامطبوع شکل کا سامنے رہنا۔

○ فرماتے ہیں۔ چار چیزوں کی بقا کم ہوتی ہے (۱) ظالم کے ظلم کی (۲) مومن کے غصہ و غضب کی (۳) عورت کے پیار اور محبت کی اور (۴) ناجنس کے التفات و محبت کی۔

○ فرماتے ہیں۔ ایماندار انسان چار چیزوں سے چار چیزوں کو پاک رکھتا ہے (۱) دل کو حسد سے (۲) زبان کو جھوٹ اور غیبت سے (۳) شکم کو لقمۂ حرام سے اور (۴) اعمال کو ریا سے۔

○ فرمایا! چار چیزیں، چار چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں (۱) لجاجت سے رسوائی و بے عزتی (۲) غصہ سے پشیمانی و ندامت (۳) تکبر سے دشمنی و عداوت۔ اور (۴) کاہلی سے خسارہ و نقصان۔

○ فرماتے ہیں۔ چار چیزوں سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں (۱) خاموشی سے بے خوفی و امن (۲) سخاوت سے عزت و سرداری (۳) عبادت سے قبول و قرب اور (۴) شجاعت سے مال و دولت۔

○ فرمایا! چار اوصاف سے انسان نیک بخت کہلاتا ہے۔ اول انصاف پسندی سے دوم واقفیت اور باخبری سے۔ سوم۔ کم گوئی اور کم خوابی سے۔ چہارم حلم و بردباری اور تحمل سے۔

○ فرماتے ہیں۔ چار چیزیں چار چیزوں سے توسل تامہ رکھتی ہیں۔ اول عقل سے علم۔ علم سے عقل

دوم علم سے عمل اور عمل سے علم۔ سوم شکر سے نعمت اور نعمت سے شکر۔ چہارم تجارت سے مال اور مال سے تجارت۔

○ فرماتے ہیں انسان کی عمر پانچ چیزوں سے بڑھ جاتی ہے اول اچھی آوازوں کے سننے سے۔ دوم اچھی صورتوں کے دیکھنے سے۔ سوم۔ بے غم و اندیشہ رہنے سے۔ چہارم نیک نام رہنے سے اور پنجم حکومت کرنے سے۔

○ فرماتے ہیں۔ تین چیزیں جب اپنے قابو اور اختیار سے نکل جائیں تو پھر حاصل ہونا ان کا ناممکن ہے۔ اول جو بات زبان سے نکل جائے دوم۔ جو تیر کمان سے نکل جائے سوم وہ زمانہ جو گزر چکا ہو۔ ع۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

○ کمینے آدمی کی چار علامتوں سے پہچان ہوتی ہے (۱) وہ اپنے عیوب سے آنکھیں بند کرکے دوسروں کے عیب دیکھتا ہے (۲) سراپا بخل ہوتا ہے۔ (۳) بد خلقی اس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے اور (۴) اللہ کی عبادت میں کاہلی اور سستی کرتا ہے۔ خدا کے مقبول انسان کے نشان تین ہیں۔ ایک خوف خدا۔ دوسرا رزق حلال۔ اور تیسرا دعا نہ کرنا۔

اقوال حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

○ فرمایا کریم وہ ہے جس کی طبیعت میں یکسانیت ہو۔ اور کج خلقی نہ ہو۔

○ فرمایا! آزاد طبع انسان کسی کا غلام نہیں بنتا۔ اور عزیز الخلق شخص کہیں ذلت نہیں پاتا۔

○ فرمایا! تقویٰ یہ ہے کہ کوئی تیرا دامن نہ پکڑے۔ اور جوانمردی یہ ہے کہ تو کسی کا دامن گیر نہ ہو۔

○ فرمایا۔ خدا کا خوف انسان کے دل کا چراغ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان ظاہری اور باطنی تاریکی میں رہتا ہے۔

○ بدن کی صحت کم کھانے میں ہے۔ روح کی صحت بھوکے رہنے میں آبرو کی خاموشی میں ہے۔

○ فرمایا! صاحب وقت ماضی پر افسوس نہیں کرتا۔ مستقبل کا اندیشہ نہیں رکھتا اور ہر حالت میں اپنے حال پر خوش رہتا ہے۔

○ فرمایا! یہ بھی ظلم ہے کہ ظالم کو مدد دی جائے یا اس کے فعل کو اچھا کہا جائے اگر ظالم کے ساتھ جور و جفا کی جائے تو ثواب ہے۔

○ فرمایا! تین چیزیں تین شخصوں کو مضر اور نقصان رساں ہیں۔ اول امراء و حکام کو فساد۔ دوم۔ علماء کو طمع اور دولت مندوں کی صحبت و قرب، سوم۔ مردان خدا و فقرا کو ریا۔

○ فرمایا! دنیا میں تین قسم کے انسان ہیں۔ اول زاہد و عابد، جن کا ظاہر خراب۔ باطن اچھا ہے۔ دوم علماء و فضلاء و واعظ جن کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ سوم جاہل جن کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہے۔

○ فرمایا! زہد کے تین حرف ہیں۔ پہلا ز ہے۔ جس سے زیب و زینت کا ترک کرنا مراد ہے۔ دوسراہ جس سے ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا مقصود ہے۔ تیسرا د جس دنیا اور دولت کا ترک مطلب ہے۔

○ فرمایا! تین چیزیں انسان کے ہلاک ہونے کا باعث ہیں۔ اول گناہ کرنا توبہ کے حوصلے پر۔ دوسرے تائب نہ ہونا زندگی کے بھروسے پر۔ تیسرے اپنے بڑے جرم کو ناچیز سمجھنا۔ بخشش کی امید پر۔

○ فرمایا! بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔ خدا پرست

وہ ہے جو خودی کے دام میں نہ آئے۔ نیک بندہ وہ ہے۔ جس نے کسی کے ساتھ بدی نہیں کی برائی کی بدنامی اپنے سر نہیں لی۔

○ فرمایا (۱) انسان کے دل میں رحمانی اور شیطانی وسوسے موجود رہتے ہیں اور آئندہ ہر وقت اور ہر آن نئے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا سعادت مند وہ ہے جو شیطانی وسوسوں کو دور کر کے رحمانی خیالات کو ترقی دے۔

○ فرمایا! انسان کو چاہیے کہ بات کرتے وقت سمجھے کہ اسے خدا سنتا ہے خاموشی کے وقت جانے کہ وہ میرے دل کے راز سے واقف ہے۔ میرا اٹھنا اور بیٹھنا اس کے سامنے ہے یعنی یہ حرکات وہ سنتا ہے۔

○ فرمایا! انسان کے قالب میں قلب کی ایک حالت نہیں رہتی بلکہ ہر حالت اور ہر زمانہ میں رنگ بدلتا رہتا ہے کبھی دل حاضر ہے کبھی غائب۔ کبھی عاجز ہے۔ کبھی قادر۔ کبھی غافل ہے کبھی ہوشیار۔ کبھی خاموش ہے کبھی ذاکر۔ کبھی مومن ہے کبھی کافر۔ کبھی زہر ہے کبھی تریاق کبھی نیک کبھی بد۔

اقوال حضرت امام غزالیؒ

○ غریب مہمان آجائے تو قرض لے کر بھی تکلف کر۔
○ کھانے میں عیب نہ نکالو، ناپسند ہو تو مت کھاؤ۔
○ بدعتی، ظالم، فاسق اور تکبر کی دعوت قبول مت کرو۔
○ ظالم کے مرنے سے ملول ہونا ظلم میں شامل ہونا ہے۔
○ ماں باپ کا بیٹے کے مال میں جبراً تصرف کرنا ظلم نہیں۔
○ اصلاح بچوں کی مکتب میں ہے اور عورت کی گھر میں۔

○ عالم دنیا طلب کا فساد شیطان کے فساد سے زیادہ ہے۔

○ بد خلقی سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور دشمنی سے جفا کاری

○ اگر کوئی شخص قرض لے اور دینے کی نیت نہ ہو تو وہ چور ہے۔

○ مسئلہ تقدیر مشکل مسئلہ ہے، اس میں بحث سے ممانعت ہے۔

○ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے تمام اعضاء گناہ میں پڑ جاتے ہیں۔

○ مہمان کے ساتھ تکلف نہ کرو، ورنہ مہمان رکھنے کو دشمن رکھو گے

○ محتاجوں سے مہنگا مال خریدنا احسان میں ہے اور صدقہ سے بہتر ہے۔

○ جس کا لباس باریک اور ہلکا ہو گا، اس کا دین بھی ضعیف ہو گا۔

○ حوادث و آفات زمانہ کو برا کہنا خدا کو گالی دینا ہے۔

○ نقد کی نسبت ادھار زیادہ قیمت پر فروخت کرنا درست ہے۔

○ مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے اور نشان تکبر، مگر بہ عذر۔

○ اس زمانہ کے علماء دنیا کے عالم ہیں۔ دین کے عالم ہرگز نہیں۔

○ گری ہوئی چیز کا بغیر اطلاع قبضے میں کر لینا لوٹنے کی مانند ہے۔

○ قرض بغیر تقاضا کے ادا کر دینا قرض دار کی طرف سے احسان ہے۔

○ السلام علیکم کے کہنے سے ترک کلام کے گناہ سے نکل جاتا ہے۔

○ محتاج کو مہلت دینے میں کوئی احسان نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف ہے۔

○ علم کا مطالعہ کیا کرو اور وہ علم اپنے دل کے حالات جاننے کا ہے۔

○ وعظ گوئی سے پرہیز کرو، جب تک تم خود پورے عامل نہ بن جاؤ۔

○ جو شخص مال کافی رکھتا ہو اس کے لیے کسب کرنے سے عبادت بہتر ہے۔

○ ریاکاری گویا خدا تعالیٰ کی نسبت لوگوں کو زیادہ عزیز رکھنا ہے۔

○ جو کام نبی ﷺ کے حکم کے خلاف ہو اگرچہ بشکل عبادت ہو گناہ ہے۔

○ عبادت میں تشدد سے بچو اور میانہ روی اور مداومت کو لازم پکڑو۔

○ نماز میں حضور قلب کی تدبیر یہ ہے کہ الفاظ کے معانی پر خیال رکھے۔

○ مخلوق سے ایسا سلوک کرو جو ان سے اپنے حق میں پسند کرتے ہو

○ تنگدست قرض دار کو مہلت دینا رحمت الٰہی کو جوش میں لاتا ہے۔

○ اکثر تاخیر نکاح بھی سبب زنا بن جاتی ہے اور وبال والدین پر ہوتا ہے۔

○ زکوٰۃ نعمت مال کا شکر ہے اور نماز روزہ حج بدن کی نعمتوں کا۔

○ اقرار باللسان پوست ہے ایمان کا اور تصدیق بالقلب مغز ہے اس کا۔

○ خالق سے ایسا معاملہ کرو جیسا کہ تم اپنے غلام سے اپنے لیے کرانا چاہتے ہو۔

○ لاعلمی کا عذر مقبول نہیں ہے۔ البتہ نادر الوقوع امور میں لاعلمی کا عذر مقبول ہے۔

○ وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور مسکین نہ بلائے جائیں۔

○ دنیا کو دنیا کے کاموں سے طلب کر اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے۔

○ جب تک آدمی اپنے نفس سے بہ نہ آئے، دوسرے نفس کا ذمہ نہ اٹھائے۔

○ سب سے بڑی دولت زبان ذاکر۔ دل شاکر اور زن فرمانبردار ہے

○ نیک عورت امور دنیا سے نہیں بلکہ اسباب آخرت سے ہے۔

○ مال حرام سے صدقہ دینے والا ناپاک کپڑا پیشاب سے دھونے والے کی بہ مثل ہے۔

○ اگر مستجاب الد[redacted]بننا چاہتے ہو تو لقمۂ حلال کے سوا پیٹ میں کچھ نہ ڈالو۔

○ عورت اگر محافظ[redacted]ہے تو اس کی معمولی فروگذاشتوں سے درگزر کرو۔

○ اپنے آپ کو عظمت اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا نام عجب ہے۔

○ عورت کے ساتھ نیک خو رہنا چاہیے۔ اس کو رنج نہ دے، بلکہ اس کا رنج سہے۔

○ بلند آواز سے رونا بے صبری اور قہقہہ مار کر ہنسنا سفاہت کی دلیل ہے۔

○ لوگوں کی نیکیوں کو ظاہر کرنا چاہیے اور برائیوں سے چشم پوشی لازم ہے

○ نکاح نہ کرنے والا گو شرمگاہ کو بچالے، مگر نظر اور دل کا بچانا اس کو محال ہے۔

○ کلام میں نرمی اختیار کر کیونکہ الفاظ کی نسبت لہجے کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔

○ عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے، اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔

○ خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے، اور خواہش سے مغلوب ہونا چوپایوں کی۔

○ امرد خوب صورت کی طرف نظر کرنا مطلقاً ناجائز ہے، خواہ بشہوت ہو یا بلا شہوت

○ اپنے عیال کے لیے ایک سال کا سامان کیا کرو کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

○ مہمان کے روبرو تھوڑا کھانا رکھنا بے مروتی ہے، اور حد سے زیادہ رکھنا تکبر

○ فقیر کو صدقہ دے کر احسان نہ جتلا، بلکہ اس کے قبول کرنے کا خود احسان مند ہو۔

○ طالب دنیا سمندر کا پانی پینے والے کی مثل ہے کہ جس قدر پیتا ہے زیادہ پیاس لگتی جاتی ہے۔

○ زبان نرم ترین عضو بے استخوان ہے۔ اگر گفتار بھی نرم ہو تو زبان ہے ورنہ زیان ہے

○ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو روبرو لانا حقیر سمجھے، یا جس کے روبرو لائیں وہ حقیر جانے۔

○ عورت کی بد خلقی پر صبر کرنے والا حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر ثواب پائے گا۔

○ دعوت قبول کرنے میں امیر و غریب کا فرق مت کر۔ راہ دور ہونے کی وجہ سے دعوت رد نہ کر۔

○ اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھ لینا جہالت ہے، بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھنا چاہیے۔

○ جو کسب مقدار ضرورت سے زیادہ خدا طلبی کے لیے ہو وہ کسب سب گناہوں کا سردار ہے۔

○ عورتوں کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے۔ ضعف کا علاج خاموشی اور ستر کا علاج پردہ میں رکھنا ہے۔

○ نکاح دین کا حصار ہے اور شہوت شیطان کا ہتھیار ہے۔ نکاح اس کے شر سے بچانے والا ہے۔

○ تمسخر اکثر قطع دوستی، دل شکنی اور دشمنی کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔

○ اہل و عیال کے لیے کسب حلال کرنا ابدالوں کا کام ہے۔ ان کو صلاحیت سے رکھنا اور ادب سکھانا جہاد سے افضل ہے۔

○ قرض ادا کرنے کا مقدور ہوتے ہوئے ایک ساعت دیر کرنا بھی ظلم میں داخل ہے مگر باجازت قرض خواہ۔

○ بازار کے اندر ذکر الٰہی میں معروف شخص مردوں میں زندہ کی مثل، مغروروں میں غازی کی مثل اور خشک درختوں میں سرسبز کی مثل ہے۔

○ جس بیوی سے تیرے والدین ناراض ہوں اس کو طلاق دے دینا خدمت والدین میں داخل ہے۔

○ برکت کے معنی یہ ہیں کہ تھوڑے مال میں بہرہ مندی زیادہ ہو، اس سے بہتوں کو فائدہ پہنچے اور اعمال صالح کی زیادہ توفیق ہو۔

○ کبھی غصہ کے وقت طلاق کا لفظ زبان پر نہ لاؤ کہ اللہ کو یہ امر سخت ناپسند اور عورت

دل شکنی کا موجب ہے۔

○ جب آدمی کی نادانی ایسے کام میں ہو جو اس کی طبیعت کے موافق ہے تو اس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہے۔

○ جو شخص عذاب قبر سے آزاد رہنا چاہتا ہے، وہ دنیا سے صرف اتنا تعلق رکھے۔ جتنا بیت الخلا سے رفع حاجت کے وقت رکھتا ہے۔

○ غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کسی شخص کا ذکر اس کی پیٹھ پیچھے اس طریق پر کیا جائے کہ اگر وہ سنے تو اسے رنج ہو۔

○ صبح سویرے اٹھنا چاہیے اور سب سے پیشتر جو خیال دل میں آئے یا زبان سے نکلے وہ خدائے پاک کا ذکر ہونا چاہیے۔

○ کسی کو اپنے حسب دلخواہ بنانے کی کوشش نہ کرو، بلکہ اپنے آپ کو اوروں کے حسب دلخواہ بنانے کی کوشش کرو۔

○ عورت کی بداخلاقی پہ صبر کرنا، اس کی ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اس کو قائم رکھنا بہتر عبادت ہے۔

○ جو مہمان خود آجائے اس کے لیے تکلف نہ کرو اور جس کو تو خود بلائے اس کے لیے تکلف میں کچھ کمی اٹھا نہ رکھو۔

○ مجلس کے اندر بیٹھ کر قریب تر لوگوں کی مزاج پرسی کرو۔ میزبان کو انتظار میں نہ ڈالو۔ وقت مقررہ پہ جلد پہنچا کرو۔

○ جس مجلس میں جا کر خلاف شرع امور معلوم ہوں اور منع نہ کر سکتا ہو تو وہاں سے چلے آنا واجب ہے۔

○ بعض لوگ توکل کے یہ معنی لیتے ہیں کہ حصول معاش کی کوشش اور تدبیر نہ کریں۔ مگر یہ خیال جاہلوں کا ہے کیونکہ یہ شریعت میں سراسر حرام ہے۔

○ اگر تو اس قدر نماز پڑھے کہ پشت خم ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بدن ہلال بن جائے، ہرگز فائدہ نہ پائے گا تاوقتیکہ مال حرام سے پرہیز نہ کرے گا۔

○ علم دین وہ ہے جو خدائے تعالیٰ کا خوف زیادہ کرے۔ ذاتی برائیوں سے واقف کرے، خدا تعالیٰ کی عبادت کا شوق دل میں پیدا کرے، دنیا کی طرف سے ہٹانے، دین کی طرف لگائے اور برے افعال سے مجتنب کرے۔

○ تو اس دنیا میں دار آخرت کی طرف چلنے والا ایک مسافر ہے۔ تیرے سفر کی ابتدا مہد اور انتہا لحد ہے۔ تیری عمر کا ہر برس منزل۔ ہر مہینہ فرسنگ، ہر دن میل اور ہر سانس قدم ہے۔

○ جس احتیاط اور پرہیز سے مسلمان کو رنج پہنچے اس کو چھوڑ دے۔

○ تاوقتیکہ نفس و خواہش مجاہدات قویہ سے تابع شریعت نہ بن جائیں دل انوار معرفت سے زندہ نہیں ہو سکتا۔

○ مجلس طعام میں اگر بہت لوگ حاضر ہیں اور ایک دو شخصوں کا انتظار ہے تو حاضرین کی رعایت اولیٰ ہے لیکن اگر وہ شخص جس کا انتظار کیا جائے، فقیر یا مسکین ہے، تو انتظار اولیٰ ہے۔

○ تین چیزیں خباثت قلب کو ظاہر کرتی ہیں۔ (۱) حسد (۲) ریا (۳) عجب۔ عقلمند کو ان سے بچنا چاہیے۔ جو شخص ان سے محفوظ رہے گا وہ دوسری مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

○ فی نفسہ شعر گوئی یا شعر خوانی منع نہیں، کیونکہ شعر کلام ہے کہ اچھا اچھا ہے اور برا برا لیکن اس کا استعمال بے جا اور کثرت شغل شیطانی فعل ہے کہ جس سے احکام و فرائض فوت ہوں۔

○ تا بمقدور کسی سے مناظرہ و مباحثہ مت کرو کیونکہ اس میں منفعت کی نسبت

مضرت زیادہ ہے، اور تمام اخلاق ردیہ یعنی ریا۔ کینہ۔ حسد، تکبر و تفاخر کا منبع ہے۔

○ نیک نصیحت کے ماننے کی طرف طبیعت کا مائل نہ ہونا اور اپنی باتوں کی تردید سے رنجیدہ ہونا کبر ہے۔ عجب و کبر اور فخر نہایت مہلک بیماریاں ہیں۔

○ خوراک بھوک سے کم کھاؤ تاکہ قوت عبادت اور صحت میسر آئے۔ زیادہ کھائے گا تو خواہش نفس کے لیے ہو جائے گا کیونکہ عبادت سے غافل ہو گا۔ اور یہی نفس کی خواہش ہے۔

○ اس کی دوسری آنکھ پھوڑے، پھر پتھر مارے اور اس کا سر توڑ ڈالے۔ اسی طرح دشمن کی طرف پتھر پھینک پھینک کر آپ مجروح ہو اور دشمن صحیح و سالم رہے اور مخالف دیکھ دیکھ کر ہنسیں۔

○ خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے ہیبت ہے۔ بغیر سلطنت کے قلعہ ہے بغیر دیوار کے، فتح یابی ہے بغیر ہتھیار کے آرام ہے کراماً کاتبین کا قلعہ ہے مومنین کا شیوہ ہے۔ عاجزوں کا، دبدبہ ہے حاکموں کا، مخزن ہے حکمتوں کا، جواب ہے جاہلوں کا۔

○ برے کاموں سے بچنے کے لیے صفائے دل ضروری ہے اور صفائے دل کے لیے باطنی تقویٰ ضروری ہے۔

○ اگر دل پاک ہے تو جسم پاک ہے۔ اگر دل صاف نہیں تو تمام جسم میں بھی فساد ہو گا۔

○ ناواجب احتیاط باعث تکبر اور نشان غرور ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کی جائے نماز پر نماز پڑھنا یا اس کے لوٹے سے وضو کرنا یا اس کے برتن سے پانی پینا چاہے تو اس کو منع کرنا یا کراہت ظاہر کرنا بد خلقی ہے۔

○ عالم کو بردبار، حلیم الطبع اور صاحب وقار ہونا چاہیے تمسخر اور مزاح سے بچنا چاہیے جو بات معلوم نہ ہو، اس کے اظہار میں شرم نہ چاہیے اور باعمل ہونا چاہیے۔ کیونکہ بلا علم کے

دوسروں پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں پڑسکتا۔

دوستی کے پاک رشتے میں پروئے ہوئے دل ایک دوسرے کے لیے دھڑکتے ہیں دماغ دوستی کا غلط جائزہ لیتا ہے لیکن دل دوستی کے گلستان کی بہار قائم رکھتا ہے اس لیے دل سے دوستی کا حال پوچھو۔

اے بیٹے زیادہ مت بول جو زیادہ بولتا ہے اس کی خطائیں بڑھ جاتی ہیں۔ جس کی خطائیں بڑھ جائیں اس کی شرم کم ہو جاتی ہے اور جس کی شرم کم ہوئی اس کا ایمان جاتا رہا اور جس کا ایمان نہ رہا وہ جہنم داخل ہوا۔

اقوال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح

فرمایا کہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ جب خدائے عزوجل کا نام یا اس کا کلام سنے تو لازم ہے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور ہیبت حق تعالیٰ سے اس کے ایمان میں اضافہ ہو۔

• فرمایا ان چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے (۱) ماں باپ کا چہرہ (۲) مصحف یعنی قرآن مجید (۳) عالم دین کی صورت (۴) خانہ کعبہ (۵) اپنے پیر کی صورت۔

فرمایا کہ جس نے نعمت پائی سخاوت کی بدولت پائی۔

فرمایا کہ ہم مجاہدہ وریاضت میں رہے ہم کو سوائے ہیبت حق کچھ حاصل نہ ہوا۔

فرمایا کہ جو انسان جس قدر معرفت میں زیادہ ہوگا اسی قدر متحیر ہوگا۔

فرمایا۔ درد میں مبتلا ہونا مومن کے لیے صحت ایمان کی دلیل ہے۔

حق تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں یہی ہے کہ اس کی تجلیات کا عکس بندہ پر پڑے۔

فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے کہ جب صبح اٹھے تو رات کی اسے خبر نہ ہو کہ کیا گذری

نماز ایک طرح کی بارگاہ رب العزت میں التجا ہے اور التجا کرنے کے لیے اللہ کا قرب چاہیے قرب نماز ہی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

جس نے کچھ پایا اس نے خدمت مرشد سے پایا لہٰذا مرید کو چاہیے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر بھی تجاوز نہ کرے پیر و مرشد جو کچھ اسے تسبیح اور ورد اور نماز کے بارے میں تلقین کرے اسے بلا چون و چرا بجا لائے تاکہ کسی مقام پر پہنچ سکے کیوں کہ پیر ہی مرید کی صحیح طرح تربیت کرنے والا ہوتا ہے۔

عارفان الٰہی اہل فضل ہیں اور وہ اللہ کی محبت اور یاد میں مستغرق رہتے ہیں

عارف ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جس پر روزانہ عالم غیب سے ایک لاکھ تجلی نازل ہوتی ہے پھر ایک زمانے میں کئی ہزار تجلیاں رونما ہوتی ہیں اور لحظہ بہ لحظہ اس پر عجیب حالت اور کیفیت طاری ہوتی ہے۔

پھر فرمایا عارف اسے کہتے ہیں جو تمام جہانوں کو جانتا ہو عقل سے کئی معنی نکال سکتا ہو اور بیان کر سکتا ہو محبت کے رموز کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت باطن و معانی کے سمندر میں تیرتا رہے تاکہ اسرار الٰہی اور انوار الٰہی کے موتی نکالتا رہے اور قدردانوں کی خدمت میں پیش کرتا رہے جب وہ دیکھیں پسند کریں۔

عارف ہر وقت ولولہ عشق میں ہوتا ہے اور اللہ کی پیدا کردہ قدرتوں میں تحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہو تو بھی دوست کی یاد میں ہوتا ہے اگر بیٹھا ہے تو بھی دوست کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اگر سویا ہے تو بھی دوست کے خیال میں متحیر ہے اور اگر جاگتا ہے تو بھی دوست کی عظمت کے حجاب کے گرد طواف بھی کرتا ہے۔

اہل عشق صبح کی نماز ادا کر کے جائے نماز پر سورج نکلنے تک قیام پذیر رہتے ہیں ان کا اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں مقبول ہو جائیں۔ تاکہ

انوار و تجلیات سے مستفیض ہوں۔

عرفان ایک ایسا حال ہے جس میں عارف ایک ہی قدم میں عرش سے لے کر حجاب عظمت تک فاصلہ طے کر لیتا ہے اور وہاں سے قرب کبریا تک پہنچ جاتا ہے اور پھر دوسرے قدم میں اپنے مقام پر آ پہنچتا ہے۔

نماز ایک امانت ہے جو پروردگار عالم کی طرف سے بندوں کے سپرد کی گئی ہے پس بندوں پر واجب ہے کہ وہ اس امانت کو اس طرح محفوظ رکھیں اور اس کا حق اس طرح بجا لائیں کہ اس میں کوئی خیانت وارد ظاہر نہ ہو۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمان کیسے ہیں جو فرض نماز میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہی گزر جاتا ہے اور پھر قضا پڑھتے ہیں۔

جو کوئی بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے اور دوزخ کے مابین سات پردے حائل کر دے گا جن میں سے ہر ایک پردہ پانچ سو سالہ راستے کے برابر ہوگا۔

جس کسی نے جھوٹی قسم کھائی گویا اس نے اپنے گھر بار کو ویران و برباد کیا اور خیر و برکت اس گھر سے اٹھالی گئی۔

اگر تمہیں مردوں جو کیڑوں اور سانپوں کے نرغے میں ہیں اور زیر زمین قید خانے میں مقید ہیں ذرہ بھر معلوم ہو جائے کہ ان پر کیا بیت رہی ہے تو تم کھڑے کھڑے اپنے آپ میں گھل جاؤ اور نمک میں پانی کی ہو جاؤ۔

جو شخص قرآن پاک مصحف مقدس کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی آنکھوں کی بینائی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی آنکھیں خراب نہیں ہوتیں۔

مرید کو چاہیے کہ جو کچھ اپنے پیر و مرشد کی زبان سے سنے اس پر عمل پیرا ہو جائے مسلسل پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور خدمت بجا لاتے اگر متواتر حاضری میسر نہ

ہو سکے تو کم از کم اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش میں رہے۔

بعض چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وقدرت کاملہ سے کائنات میں پیدا فرمایا ہے اگر لوگ ان کے بارے میں غور وفکر کریں تو پل بھر میں دیوانے ہو جائیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے دائرہ اختیار میں نہیں لیکن مرد کو چاہیے کہ وہ اس کے احکام بجالانے میں کمی وکوتاہی نہ کرے تاکہ جو کچھ وہ چاہے وہی ہو جائے۔

سورت فاتحہ تمام دردوں، مرضوں اور بیماریوں کے لیے شفا ہے لہٰذا وہ بیماری جو کسی طبی دوائی سے درست نہ ہوتی ہو اس کی خاطر صبح کی نماز کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ اکتالیس مرتبہ سورت فاتحہ پڑھی جائے اور دم کیا جائے تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے شفا دے گا اور اس سورت کی برکت سے صحت بخش دے گا۔

جو شخص ایک مرتبہ کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے مقرر کر لے تو اسے پھر روزانہ نہ پڑھنا چاہیے اگر دن کے وقت نہ پڑھ سکے تو رات کو پڑھ لے البتہ ہر حال میں مقررہ شدہ وظیفہ ضرور پڑھا جائے۔

انبیاء اولیاء مشائخ اور مردان خدا کا جو وظیفہ ہوتا ہے وہ اسے باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور جو کچھ وہ اپنے پیروں سے سنتے ہیں اسے بجالاتے ہیں۔

عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہے پس جو اس میں داخل و وارد ہو وہ اسے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے کیوں کہ کوئی آگ عشق و محبت کی آگ سے قوت والی نہیں ہوتی۔

سلوک میں وہی آدمی منازل طے کر سکتا ہے جو دنیا کے مال واسباب کو اپنے دل سے ترک کر دے۔

فرمایا جب عارف کامل حال ہو جاتا ہے تو لاکھویں مقام سے باہر نکلتا ہے اور اپنے مقام میں مزید ترقی کر جاتا ہے اگر وہ اس مقام سے باہر نہ نکلے تو وہ اسی مقام میں رہ جاتا ہے حیرت اس وجہ سے ہے کہ وہ ابھی تک کنارے پر ہے اسے راستہ ہی نہیں ملتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا کام ضائع ہو جاتا ہے۔

عارف الٰہی کی یہ شان ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور جو کچھ بھی طلب کرے اسی کے پاس آئے جس کسی سے بات کرے تو اس کا جواب ملے البتہ راہ الٰہی میں وہ شخص عارف نہیں جو حق تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے درپے ہو۔

محبت حق میں عارف کا کمال یہ ہے کہ پہلے اپنے آپ پر نور ذات ظاہر کرے پھر اگر کوئی شخص اس کے پاس دعوے کر کے آئے تو اسے بزور کرامت قائل کرے۔

جس شخص کو رضائے الٰہی حاصل ہو جائے تو پھر وہ جنت کی خواہش سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

جس شخص نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ پھر بھی مخلوق سے خلوت اور جدائی اور علیحدگی اختیار نہ کرے تو سمجھ لے کہ اس میں بھی اللہ کو پہچاننے میں کمی رہ گئی ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ بہتے پانی کا شور و غوغا کتنا ہوتا ہے لیکن جونہی وہ سمندر میں پہنچ جاتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے پس عاشق معشوق تک پہنچ جاتا ہے یعنی واصل ہو جاتا ہے تو اس کی فریاد باقی نہیں رہتی۔

عشق و محبت کی راہ ایسی ہے جو شخص عشق دوست کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے کیوں کہ وہ یاد حق کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہیں لاتے۔

اہل محبت اگرچہ محبت میں درماندہ ہوتے ہیں مگر کام ان لوگوں جیسا کرتے ہیں

جو سوئے ہوتے ہیں اگر وہ بیدار ہوتے تو مطلوب کے طالب بنتے اور اپنی طلب گاری سے فارغ ہو جاتے مگر وہ خود محبوب کے مشاہدہ میں مشغول رہتے ہیں اور معشوق خود ایسا ہے جو مطلوب کے سامنے اپنے طلب گار کی طرف رجوع رکھتا ہے محبت کی راہ میں کام ہی فرمانبرداروں کا ہے۔

اہل سلوک کے ہاں محبت ایک ایسا علم ہے کہ لاکھوں علماء اس کو جاننے اور سمجھنے کے خواہش مند ہیں مگر ذرہ برابر اس علم کی وہ خبر نہیں رکھتے اور زہد میں بھی ایسی طاعت ہے کہ زاہدوں کو اس کی خبر نہیں اور وہ اس سے غافل ہیں اور وہ ایک ایسا راز ہے جو دونوں جہانوں سے باہر ہے جسے اہل محبت اور اللہ کے عاشقوں کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔

اگر کوئی شخص برا کچھ عرصہ کے لیے نیک لوگوں کی صحبت و ملازمت میں رہے تو امید ہوتی ہے کہ نیکوں کی صحبت ضرور اس پر اثر کرے گی اور وہ نیک بن جائے گا یہ چیز اس کی نیکی پر دلالت ہوگی اور اگر کوئی نیک شخص چند روز بروں کی صحبت اختیار کرے تو وہ ان کی طرح ہو جائے گا۔

نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بدتر ہے۔

ایسے عارفان حق بھی ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ سے کوئی چیز طلب نہیں کرتے۔

طالب میں فقر کامل اس وقت آتا ہے جب کہ اس کا بائیں ہاتھ کا فرشتہ متواتر آٹھ سال تک اس کے اعمال نامہ میں کوئی برائی نہ لکھے۔

دنیا میں عزیز ترین چیزیں تین ہیں اول وہ عالم جس کی گفتگو اپنے علم و فضل سے ہو دوم وہ آدمی جسے طمع اور لالچ نہ ہو سوم وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی خوبیاں بیان کرے اور کبھی گلہ نہ کرے۔

تصوف رسوم ہے نہ کہ علوم اور یہ چیز اہل محبت کے انفاس سے میسر آتی ہے
عارف دنیا کو دوست نہیں رکھتا بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا دنیا سے بے خبری کے باعث دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اسے اس کی بالکل خبر نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ عاشق ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے ان کے عقیدے کے مطابق کوئی چیز موجودات میں سے نہیں ہے اس کے برعکس اہل فصاحت و بلاغت کا نظریہ یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ دنیا میں کوئی چیز موجود ہے یا نہیں۔

جب عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے اور اس سے تعلق پیدا کرلے تو وہ منزل قرب میں ٹھہر جاتا ہے اس کے بعد جب اس سے پوچھا جائے کہ تو کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے تو اس کے بارے میں اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ اللہ کے ساتھ تھا

فقر یہ ہے کہ ہر آنے والے کو محروم و مایوس نہ کیا جائے اگر کوئی بھوکا ہو تو اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے اور اگر کوئی ننگا ہو تو اسے مناسب لباس مہیا کیا جائے یعنی ہر حالت میں آنے والے کی مدد کی جائے اور اس کی دل جوئی کی جائے۔

محبت حق میں صادق وہ شخص ہے جو اپنے بیٹوں بھائیوں اور عزیزوں سے قطع تعلق کر کے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں محو ہو جائے اور وہ ہر کسی سے لاتعلق ہو پس محب ہو وہ شخص ہے جو کلام اللہ کے حکم و فرمان پر چلے اور اپنے قول میں سچا ہو۔

محبت کے مفہوم میں چار چیزیں شامل ہیں اول ذکر الٰہی میں ہر وقت دل و جان سے خوش رہنا دوسرے یہ کہ ذکر حق کی بدولت عظمت حاصل کرنا تیسرے یہ کہ ذکر کے بیے

دنیوی الائشوں سے اپنے آپ کو لاتعلق رکھا چوتھے یہ کہ اپنی اور اس کے سوا جو ہے سب کی حالت پر رونا۔

عاشقوں کا ایثار ان کی بے نیازی ہے اور محبوں کا ایثار ان کا آرزو مند ہوتا ہے۔

دنیا میں سب سے اچھی بات اللہ کے بندوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا ہے اور جو کچھ دل میں ہو ایک دوسرے سے کہہ دیں اور صاف صاف بیان کر دیں اور بدترین چیز یہ ہے کہ درویش درویشوں سے جدا رہیں۔

دنیا اور نفس کی مخالفت کر کے اللہ سے دوستی کی جا سکتی ہے۔

عارف کی صداقت اور عافیت اسی میں ہے کہ اس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور وہ خود اللہ کی ملکیت میں ہو۔

توکل درحقیقت یہ ہے جو مخلوق کے دکھ اور تکلیف کی شکایت کسی سے نہ کرے۔

عارفوں کا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر ان کا توکل اور بھروسہ نہ ہو اور نہ ہی کسی شخص کی طرف ان کی التفات و توجہ مبذول ہو۔

توبہ کے کئی مقامات ہیں مثلاً جاہلوں سے دور رہنا جھوٹوں سے ترک تعلق کرنا کافروں سے منہ موڑنا محبوبوں کے قریب جانا خیرات میں جلدی سے کام لینا صحیح معنوں میں توبہ کرنا اور ہر طرح کی توبہ کے لیے مظالم کو رد کرنا مال غنیمت طلب کرنا اور قوت فیصلہ کو آزمانا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔

دل وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور مشاہدہ حق میں باقی ہو حق تعالیٰ کو

اس کے اعمال پر غلبہ حاصل ہو اور اس کو اپنے آپ پر کچھ اختیار نہ ہو اور عرش تک اسے قرار نہ ہو یہ راستہ اہل دل کے لیے مناسب ہے۔

زندگی کا سفر ہر ایک کو در پیش ہے اور انتہا اس کی موت ہے اس کے لیے ہر ایک کو توشہ تیار کرنا چاہیے۔

اہل محبت کا گروہ ایسا ہے کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا کہ عرفاء کہتے ہیں کہ یقین بمنزلہ نور ہے کہ جس کی بدولت بندہ اپنے احوال میں منور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اہل محبت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

علم ایک ایسی چیز ہے جو ہر شے کو محیط کیے ہوئے ہے اور معرفت اس محیط میں سے ایک جز ہے پس خدا کہاں ہے اور بندہ کہاں ہے یہ علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور معرفت کے لیے دونوں محیط ہیں۔

جب تک عارف کو خصوصی اسرار حاصل نہیں ہوتے اس کا فیض جاری نہیں ہوتا۔

اہل سلوک کے ہاں توبۃ النصوح کے لیے تین چیزیں لازم ہیں اول کم کھانا روزے کے لیے دوم کم سونا طاعت کے لیے سوم کم بولنا دعا کے لیے چنانچہ پہلے خوف پھر امید اور پھر محبت پیدا ہوتی ہے پس خوف کے ضمن میں ترک گناہ ضروری ہے تاکہ آگ سے نجات مل جائے امید کے ضمن میں طاعت کرنا واجب ہے تاکہ بہشت میں جیات ابدی ملے اور محبت کے ضمن میں تمسک کے لیے اجتہاد کرنا ضروری ہے تاکہ رضائے الٰہی حاصل ہو۔

میں نے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی زبان سے سنا ہے، فرماتے تھے کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے، اول سمندروں جیسی سخاوت، دوم، آفتاب جیسی شفقت، سوم، زمین جیسی تواضع۔

محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفات حق اس کے اندر پیدا ہو جائیں اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے مقابلہ پر دعویٰ کرکے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کرلے۔

حاجت روائی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ جب کبھی کوئی مہم یا کار سخت پیش آئے تو سورۃ فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آخری میم، کو الحمد سے ملا کر پڑھے اور پوری سورۃ فاتحہ پڑھ کر تین مرتبہ آہستہ آہستہ آمین کہے انشاء اللہ مہم پوری ہو گی۔

میں نے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کی زبانی سنا، فرماتے تھے کہ انسان مستحق فقراء اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس عالم فانی میں اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے، محبت کی علامت یہ ہے کہ فرماں بردار رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کردے۔

فرمایا! چار چیزیں جو ہر نفس ہیں (۱) وہ درویشی جو تونگری معلوم ہو (۲) وہ گرسنگی (فاقہ) جس کا علم کسی کو نہ ہو سکے۔ بظاہر سیری نظر آئے۔ (۳) وہ اندوہ گینی (غم)، جو چہرے سے خوشی نظر آئے۔ یعنی دل میں خواہ کتنا ہی حزن و ملال ہو مگر چہرے سے بشاشت ٹپکتی ہو (۴)، دشمنی کرنے والے کے ساتھ دوستی کا برتاؤ کرنا۔

فرمایا! پہلے خوف خدا کرنا ضروری ہے۔ اس سے بندہ گناہ ترک کرتا ہے۔ اور آتش دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ (امید مغفرت) اس کے ضمن میں بندہ طاعت کرنے لگتا ہے اور جنت و مرتبہ و حیات ابدی حاصل کرتا ہے۔ پھر محبت

جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس کے ضمن میں اجتہاد و تفکر کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا! محب صادق وہی ہے جو دوست کی بھیجی ہوئی بلا کو طوع و رغبت سے قبول کرے۔ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہوتا ہے۔ جو چیزیں اس میں پڑتی ہیں جل بھن کر فنا ہو جاتی ہیں۔ محبت کی راہ پر گامزن کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ اہل سلوک و محبت کے نزدیک محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ پوری پوری اطاعت کرے اور ڈرتا رہے کہ کہیں نکال نہ دیا جائے۔ محبت میں سچا وہی ہے جو حب قرآن ماں باپ۔ اولاد۔ برادر سب سے دل کو ہٹا کر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو جائے۔

فرمایا! سلوک میں پہلا راستہ شریعت کا ہے۔ جب اس راہ پر برابر و ثابت قدم ہو جاتا ہے اور اس کے تمام احکام بجالاتا ہے۔ تو طریقت کا راستہ ملتا ہے۔ جب اس پر مجاہدہ جملہ شرائط اور تمام احکام طریقت پر فرمانبرداری کے ساتھ ثابت قدم ہو جاتا ہے تو معرفت کی راہ ملتی ہے۔ جب اس پر بھی وہ ثابت قدم رہتا ہے تو آشنائی اور روشنائی پیدا ہوتی ہے۔ تو جو چوتھا مرتبہ حقیقت کا ہے وہاں پر فائز ہو جاتا ہے۔ آدمی کو اس راہ میں پہلے دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے اس کے بعد خود اپنے آپ سے بیزار ہونا چاہیے۔ ورنہ اہل سلوک میں وہ داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بغیر اس کے وہ سلوک کا دعویٰ کرے تو جھوٹا ہے۔

فرمایا! عارف وہ ہے جو تمام عالم کو جانے اور عقل سے لاکھوں معانی بیان کرے اور محبت کی تمام مشکل باتوں کا جواب دے وہ کھڑا ہے تو دوست کے خیال میں کھڑا ہے۔ بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں سو رہا ہے تو اسی خیال میں متحیر ہے۔ بیدار ہے۔ تو حجاب عظمت دوست کے گرد طواف کر رہا ہے۔ عارفوں میں ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں عرش سے حجاب عظمت تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں

اور یہ ان کی کمترین درجہ ہے اہل عرفان کی زبان پر یاد حق کے سوا اور کوئی سخن نہیں ہوتا اور دوست کے لیے مال وملک سب سے ہاتھ اٹھا لینا ان کا ادنےٰ کام ہے۔ ان کی بڑی صفت یہ ہے کہ ہمیشہ خاموش اور ایک حالت اندوہ میں رہتے ہیں۔

اقوال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی

۱۔ ہر چیز کی عطا کا راز رضائے الٰہی میں ہے جس کو اللہ چاہے عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہے عطا نہیں کرتا۔

۲۔ فرمایا عارف وہ ہے کہ ہر لمحہ اس پر عجائبات کائنات ظاہر ہوتے ہوں اور وہ عشق الٰہی میں ہر وقت ڈوبا رہے اگر اس وقت اس کے سینے میں زمین وزمان کے اسرار بھی آجائیں تو وہ بھی سما جاتے ہیں۔

جو شخص مقام حقیقت میں پہنچا، حسن عمل سے پہنچا۔

مجلس میں جب آئے جہاں خالی جگہ ہو بیٹھ جائے۔

درویشی کی نعمت سے کوئی نعمت بالاتر نہیں ہے۔

درویشی راحت نہیں بلکہ دنیا کی مصیبتوں میں مبتلا رہنا ہے۔

درویش جب کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ حکم دیتا ہے وہی ہوتا ہے۔

درویش کے ایک کلمہ میں آگ اور دوسرے میں پانی ہوتا ہے۔

جو شخص کامل ہوتا ہے وہ کبھی دوست کا راز فاش نہیں کرتا۔

جو بات عقل میں نہ آئے اور عقل کی اس میں رسائی نہ ہو وہ کرامت ہے۔

درویشی میں سب سے مشکل کام یہ ہے کہ رات کو فاقے سے رہے، تاکہ معراج کو پہنچے۔ جو درویش خواہش نفسانی سے پیٹ بھر کر کھانا کھائے وہ نفس پرست ہے

درویش نہیں۔

جو درویش دنیا کو دکھانے کی غرض سے اچھا لباس پہنے وہ درویش نہیں بلکہ راہ سلوک کا رہزن ہے۔

درویش کو مجرد رہنا چاہیے کہ اس سے اس کے مدارج کو ترقی ہوتی ہے۔

درویش کا فاقہ بہ اختیار خود ہے۔

درویش کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ عالم تجرد میں رہے۔ ہر روز ایک ملک سے گذرے اور ترقی کرتا رہے حق تعالیٰ نے تمام مملکت درویش کے اختیار میں کی ہے۔

خداوند تعالیٰ کے خوف کا تازیانہ بندہ کی تادیب کے لیے ہے جب دل میں جگہ پاتا ہے تو دل کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔

سلطان راہ سلوک وہ شخص ہے جو سر سے پاؤں تک دریائے محبت میں غرق رہے اور کوئی ایسی ساعت نہیں کہ اس کے سر پر عالم محبت سے بارش نہ ہوتی ہو۔

اور اولیاء انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیائے کرام محفوظ ہیں عالم سکر میں بھی کوئی فعل ان سے خلاف شریعت سرزد نہیں ہوتا۔

پیر میں اتنی قوت ہونا ضروری ہے کہ مرید کے قلب کی سیاہی کو اپنی باطنی قوت سے صاف کر دے اور اس کو حق تعالیٰ تک پہنچا دے۔

در حقیقت مرد وہی ہے کہ کشف و کرامات کے مرتبے میں اپنی ذات کو ظاہر نہ کرے تاکہ سلوک کے کل درجات حاصل ہو جائیں۔ کشف و کرامت کے اظہار سے بقیہ درجات سے محروم رہنا پڑے گا۔

کامل اکمل ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ان سے کسی حالت میں بھی سِرّ دوست فاش نہیں ہوا اور وہ دوسرے رازِ دل سے واقف ہوتے چلے۔

راہ سلوک میں حوصلہ وسیع چاہیے تاکہ اسرار جگہ پکڑیں اور فاش نہ ہونے پائیں کیونکہ

رازِ سرِّ دوست ہے سالک کے لیے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں۔

اہل سلوک کہتے ہیں کہ کمالیت مرد کی چار چیز سے پیدا ہوتی ہے اول کم سونا، دوم کم بولنا۔ سوم کم کھانا۔ چہارم خلق سے کم صحبت رکھنی۔

درویش کو مقام قرب اس وقت تک حاصل نہ ہو گا جب تک وہ سب بیگانوں سے بے گانہ نہ ہو جائے اور تجرید اختیار نہ کرے اور آلائش دنیا سے پاک وصاف نہ ہو۔

مرید کو پیر کے حضور و غیبت میں یکساں رہنا چاہیے اور جب ان کا وصال ہو جائے اس وقت زیادہ ادب کرنا لازم ہے۔

اگر حضوری مرشد حاصل نہ ہو اور توبہ میں لغزش واقع ہو تو اپنے پیر کے کپڑے آگے رکھے اور ان سے بیعت کرے۔

آپ نے بابا فریدالدین گنج شکرؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اے درویش! جب تک تھوڑا نہ کھاوے اور کم نہ سووے اور کم نہ بولے اور خلق سے صحبت کم نہ رکھے ہرگز جوہر درویشی حاصل نہ ہو گا۔ درویش کا گروہ وہ گروہ ہے جنہوں نے سونا اپنی ذات پر حرام کر لیا ہے اور صحبت خلق مار و افعی سے بدتر جانتے ہیں"

جو لذت سماع میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں ہے، اور وہ کیفیت ایسی ہے کہ بغیر سماع کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے چالیس برس مجاہدے پر مجاہدے کیے لیکن اپنے آپ میں کوئی روشنی نہ پائی لیکن جب سے کم کھانا۔ کم سونا۔ کم بولنا اور خلقت سے ملنا جلنا کم کیا تو اس قدر روشنی حاصل ہوئی کہ آسمان کی طرف نگاہ کرنے سے عرش عظیم کو بے پردہ دیکھ لیا اور زمین کی طرف دیکھنے سے تحت الثریٰ تک نظر پہنچ گئی۔

فرمایا! کہ اگر کوئی درویش خالق (کی نعمت کے شکریہ) کے لیے نہیں بلکہ خلق (کی نظروں میں معزز بننے) کے لیے عمدہ لباس پہنے تو وہ درویش نہیں بلکہ رہزنِ سلوک ہے اور جو درویش (حظِ) نفس کے لیے عمدہ کھانا کھائے تو وہ دروغ گو اور خود پرست ہے اور جو درویش دولت مندوں کی ہم نشینی کرتا ہے۔ وہ مرتدِ طریقت ہے اور جو خواہش نفسانی کے مطابق خوب جی بھر کر سوتا ہے۔ اسے یقیناً درویشی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان الائش نفسانی بھی رکھے اور خدا رسیدہ بھی ہو۔

فرمایا! کہ جو اولیا اسرار کو ظاہر کرتے ہیں وہ غلبات شوق سے مجبور ہوتے ہیں۔ مگر بعض ایسے کامل و پختہ احمال ہوئے ہیں کہ کسی حال میں ظاہر نہیں کرتے لہٰذا سالک راہ کا وسیع ہونا چاہیے تاکہ اسرار الٰہی کو پوشیدہ رکھ سکے۔ اگر شیخ منصور حلاج کامل ہوتے تو ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتے۔ اس راہ میں ایسے ایسے لوگ بھی ہیں۔ کہ اسرار کے لاکھوں دریا پی جاتے ہیں۔ اور معلوم بھی نہیں ہوتا بلکہ ھل من مزید کا نعرہ مارتے ہیں۔

فرمایا جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت واویلا کرے وہ جھوٹا ہے دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجالائے کہ اسی بہانے یاد تو کیا۔ اہل معرفت کے نزدیک بلائے دوست رضائے دوست ہے۔ جس دن ان پر کوئی بلا نازل نہیں ہوتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کوئی نعمت چھین لی گئی ہے۔

مرشد کو اس قدر قوت اور تفتیح خاطر چاہیے کہ جب طالب اس کی خدمت میں واسطے حصول بیعت کے حاضر ہو وے اسے واجب ہے کہ ایک ہی نگاہ میں تمام الائش دنیا جو اس کے سینہ میں موجود کل الوجود نکال ڈالے اور ایسا صاف کرے کہ کوئی کدورت، رنگ اور لگاؤ دنیاوی باقی نہ رہے بعدہ اسے اپنی بیعت سے ممتاز فرما کر واصل الی اللہ کرے۔

اگر اس قدر قوت پیر میں نہ ہو تو جاننا چاہیے کہ پیر اور مرید دونوں بادیہ ضلالت میں ہیں۔
آپ نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"اے درویش! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تجرید اور تفرید میں بدرجہ کامل اکمل تھے۔ جب انہیں آسمان پر لے گئے آواز آئی کہ انہیں الگ ہی رکھو کہ آلائش دنیا ان کے ساتھ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت حیرت زدہ ہوئے۔ اسباب دنیوی اپنے کپڑوں میں دیکھنے لگے۔ خرقہ شریف میں ایک سوئی اور ایک کانٹہ چوبیں پایا۔ عرض کی، بارخدایا! اس کا کیا کروں۔ وحی ربانی ہوئی پھینک دو۔ آپ نے اسے پھینک دیا۔ تب آسمان پر گذر ہوا۔"

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا۔

اے درویش! جب قلیل وکم مایہ چیز ہونے سے ایسے اولوالعزم پیغمبر پر اعتراض ہوا تو افسوس اس بندگی کے حال پر جو دنیا میں بالکل آلودہ ہو رہا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر معاندین نے چھری رکھی اور گلا کاٹنے لگے۔ آپ نے شدت درد سے چاہا کہ فریاد کریں۔ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر آپ نے اف کی تو نام آپ کا جریدہ پیغامبری سے محروم کر دیا جائے گا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس حکم کے سننے پر اف تک نہ کی اور نہایت صبر کے ساتھ جان جان آفرین کو سونپی۔

بغداد شریف میں ایک درویش کو کسی اتہام میں پکڑ کر قاضی کے روبرو لائے۔ قاضی نے بعد تحقیقات کے حکم قتل کا سنایا جلاد یہ حکم سن کر درویش کو سیاست گاہ میں لے گیا اور موافق قاعدہ کے قبلہ رخ کیا اور چاہا کہ قتل کرے۔ اس درویش نے منہ قبلہ سے پھیر کر رخ بجانب قبلہ کرنا چاہیے۔ درویش نے کہا کہ تو اپنے کام میں مشغول ہو۔ میں نے منہ اپنے قبلہ کی جانب کر لیا ہے۔ وہ دونوں اسی حیص و بیص میں تھے کہ قاصد خلیفہ کا حکم لے کر آیا

کہ ہم نے قصور اس درویش کا معاف کیا، لازم ہے کہ چھوڑ دیا جائے۔

حضرت قطب صاحب نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"دیکھو، اس کی خوش عقیدگی نے صاف قتل سے بچا لیا۔

اقوال حضرت فرید الدین گنج شکرؒ

دین کی حفاظت علم کے ساتھ کر۔

عدل و انصاف میں عزت و حشمت ہے۔

وقت کا کوئی بدل نہیں۔

ہنر ذلت سے بھی حاصل کر

دشمنوں کو حتی المقدور راضی کر دو۔

قرض کو جتنی جلدی ہو سکے ادا کر دو۔

احمق (غافل) کو زندہ نہ سمجھ۔

وہ چیز فروخت نہ کر خریدی نہ جا سکتی ہو۔

ہر ایک کی روٹی نہ کھا۔ البتہ ہر ایک کو کھلا دے۔

ہر وقت زیب و زینت میں مصروف نہ رہ

کسی وقت بھی نفس سے لڑائی کو ختم نہ کر

جاہ و مال کے لیے جان کا خطرہ مول نہ لے۔

موت کو کسی وقت فراموش نہ کر

فقیر کے نزدیک تمام خلق اللہ برابر و یکساں ہے۔

زندگی یہ ہے کہ درویش ذکر حق میں مشغول رہے۔

دردِ محبت ایک بے بہا نعمت ہے۔

تدبیر میں نقصان اور تسلیم و رضا میں سلامتی ہے۔

بلا کو ہوس کا نتیجہ سمجھ، گناہ پر شیخی نہ کر۔

دل کو شیطان کا کھلونا نہ بنا۔

ہر روز نئی نعمت کی تلاش میں رہ۔

سبکساری اور درشت مزاجی کو اپنی کمزوری سمجھ۔

اپنی طاقت پر گھمنڈ نہ کر

مغرور سے تکبر برتنا چاہیے۔

خدا ترس وزیر کو ملک کا انتظام سپرد کر دے۔

دوست کو تواضع کے ساتھ خوش کر۔

اپنے عیبوں سے واقفیت حاصل کر۔

دین کا کوئی بدل نہیں۔

آرام کا خواہشمند ہے تو حسد نہ کر۔

جو ہر ایک کے ساتھ نیکی کرتا ہے اس کو اپنا سمجھ۔

متکبر آدمی کے سب لوگ دشمن ہو جاتے ہیں۔

اپنی اندرونی حالت کو ظاہری حالت سے اچھا رکھ

دولت مندوں کے پاس بیٹھ تو اپنے دین کو نہ بھول

ایسی کوشش کر کہ مرنے کے بعد زندہ جاوید ہو جائے۔

اپنی حرارت عملی کو لوگوں کی سرد باتوں سے ٹھنڈا نہ ہونے دے۔

جب تک معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی، لطف عبادت حاصل نہیں ہوتا۔

ہونے کا غم نہیں اور نہ ہونے کا افسوس نہیں۔

جو تجھ سے خوف زدہ ہو تو بھی اس سے بے خوف نہ رہ،

جیسا تو ہے، ویسا ہی لوگوں پر ظاہر کر۔ ورنہ اصلیت خود بخود کھل جائے گی۔

زندہ دل وہی ہے جس میں محبت و اشتیاق ہے۔

اگر آسودگی چاہتے ہو تو حسد سے بچتے رہو۔

خدا کو چھوڑ کر اپنے زور بازو پر بھروسہ نہ کرو۔

شہوت نفسانی کے وقت اپنے آپ کو ہر جار کھو۔

ہمیشہ کوشش کرتے رہو کہ موت کے بعد زندگی نصیب ہو۔

اپنے عیبوں پر نظر رکھو۔ دشمن کی سخت کلامی سے برانگیختہ نہ ہو۔

قیاس پر باتیں نہ کرو۔ اور دل کو شیطان کا بازیچہ نہ بناؤ۔

ہر شخص کا کھانا نہ کھاؤ لیکن ہر شخص کو کھلاؤ۔ اور مستحقوں کو محروم نہ رکھو۔

دشمن کو نیک مشورہ سے شکست دو اور دوست کو تواضع سے غلام بناؤ۔

فرمایا: اگر کسی کا شیخ کامل نہ ہو تو اہل سلوک کی کتابوں کو پیش نظر رکھے اور ان کی متابعت کرے۔

جو شخص اپنے نفس کی خواہشات سے دور رہے وہ اللہ تعالٰے کے نزدیک ہوتا ہے۔

جب اہل دولت کے پاس بیٹھو تو اپنے دین کو نہ بھولو۔ عزت و حشمت، عدالت و انصاف میں سمجھو۔

جس قدر تم اپنے ظاہر کو سنوارتے ہو اس سے زیادہ اپنے باطن کو آراستہ کرو ظاہری آرائش کے پیچھے نہ پڑھو۔

تصوف کا کمال یہ ہے کہ اصحاب تصوف ہر روز پانچوں وقت نمازیں اپنے کو عرش پر دیکھیں۔

فرماتے ہیں۔ معاملہ خدا سے رکھو۔ وہ رازق ہے اور سب مرزوق۔ جسے وہ دے اس سے کوئی نہیں لے سکتا۔

پھر فرمایا کہ کوئی چیز افضل اور بڑھ کر اس سے نہیں کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے۔

فرمایا۔ طریقت کی راہ، رضا و تسلیم ہے۔ اگر دوست گردن پر تلوار مارے تو اسی پر راضی رہے۔ جس کی یہ حالت ہو، درویش ہے۔

صوفی وہ ہے جس کے دل میں اتنی صفائی ہو کہ اس کے صفائے قلب کے سامنے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔

فرمایا۔ انسان کو ہمیشہ درویشوں کے حق میں نیک گمان رکھنا چاہیے تاکہ ان کی حمایت نصیب ہو۔

فرمایا ہے۔ صوفی وہ ہے کہ سب چیزیں اس سے صاف ہو جائیں اور اس کو کوئی چیز آلودہ نہ کرے۔

فرمایا کہ درویشی قناعت کا نام ہے۔ درویش کو جو کچھ ملے اس پر قناعت کرے اور یہ نہ کہے کہ ایسا ملنا چاہیے تھا نیز فرمایا! فقیر کے لیے دولت کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں۔ جب فقیر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ تو اس کے دینی اور دنیوی کام اپنے آپ بنتے چلے جاتے ہیں۔

فرمایا! کہ جب تک دوست کی شفاعت نہ ہو ہزار سال بھی عبادت کی جائے تو بھی ذوق حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہی نہیں کہ کس کے لیے اطاعت کر رہا ہے۔

درویشوں کو درویشی سے چار چیزیں ملتی ہیں، جسمانی آسائش، دل کی فراغت۔ دین کی سلامتی۔ حساب قیامت سے نجات (راحت القلوب)۔

دشمن کی دشمنی اس سے مشورہ کرنے میں ٹوٹ جاتی ہے۔

کوئی مصیبت جب خدا کی طرف سے آئے گی تو تو اس سے بھاگ کر کہاں جائے گا۔

جو کچھ رضائے الٰہی کے خلاف خرچ ہو، اسراف میں داخل ہے۔ جو رضائے الٰہی کے لیے خرچ کیا جائے وہ اسراف نہیں۔

امیر، غریب، درویش، مسکین کوئی آئے اسے خالی پیٹ اور خالی ہاتھ نہ جانے دو کچھ نہ کچھ ضرور دے دو۔

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو پیش نظر رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں کسی شخص کی ناراضگی کی کچھ پرواہ نہ کی جائے۔

اہل دولت اور سلاطین کی محبت سے بچو، کیونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے اور عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔

دعا میں اللہ تعالیٰ سے یہ تین چیزیں مانگنی چاہیں۔ وقت خوش، آب دیدہ، راحت دل (انوار الفرید)۔

- حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سعی بلیغ کرتے رہنا چاہیے۔

جو شیخ مریدوں کو قانون مذہب اور سنت جماعت پر نہیں چلاتا، اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہیں رکھتا وہ راہزن ہے

اگر تم بزرگانہ مرتبہ کے خواہش مند ہو تو بادشاہوں اور امیروں کی صحبت سے پرہیز کرو۔

علم ایک "ابر" ہے جو رحمت کے سوا کچھ نہیں برساتا۔ جو اس "ابر" سے حصہ لیتا ہے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

نامرادی اور مایوسی کا دن دراصل مردانِ خدا کی معراج ہے (اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وصل سے پہلے وصل کی تمنا اور طلب تھی جس میں کیف وسرور تھا۔ وصل حاصل ہو جانے سے وصل کی تمنا اور طلب میں جو کیفیت وسرور حاصل تھا وہ ختم ہو گیا۔ اسی کو نامرادی و مایوسی سے تعبیر فرمایا ہے اور وصل کا دوسرا نام معراج ہے) یارب دعائے وصل کو ہرگز نہ کر قبول، پھر کیا رہا جو دل کی حسرت نکل گئی۔

ایک محفل میں بابا فریدالدین گنج شکر بھی موجود تھے اور لوگ سماع کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علمائے کرام کے اختلاف کا ذکر کر رہے تھے۔ ان لوگوں کی تمامتر گفتگو سننے کے بعد آپ نے فرمایا، سبحان اللہ، ایک جل کر راکھ ہو چکا ہے اور دوسرا ابھی تک اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔

شیخ جلال الدین رومیؒ فرمایا کرتے تھے کہ باتوں کا دل پہ اثر ہوتا ہے اس لیے اولاً ہر بات کے اول و آخر کو خوب جانچو اور پرکھو، اگر وہ کام اور بات اللہ کے لیے ہے تو کرو ورنہ مت کرو۔

تیرا دل جس کے بد ہونے کی گواہی دے اس کے پاس سے فوراً اٹھ جا۔

ذلیل ترین آدمی وہ ہے جو ہر وقت کھانے اور کپڑوں میں مشغول رہے۔

نفس کی خواہش پوری نہ کر، ورنہ اس کی طمع بڑھ جائے گی۔

علماء اشرف الناس ہیں اور فقراء اشرف الاشراف ہیں۔

درویش علماء میں ایسا ہے جیسے آسمان پر ستاروں میں چودھویں رات کا چاند ہو۔

جو چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہے ایک دن ہما بھی اس کے دام میں پھنس جاتا ہے۔

حق تعالیٰ سے ساز کر کے سب لیتے ہیں اور وہ دیتا ہے۔ اس کی دین کو کوئی روک نہیں سکتا۔

غل و غش، حسد، کبر، حرص اور بخل چھوڑ دینے سے دل کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ بندہ اس کے دربار میں دست سوال دراز نہ کرے اور وہ اسے خالی واپس کر دے۔

کچھ دیر دو آدمیوں کا باہمی تبادلہ خیالات اکیلے آدمی کے دو سالہ غور و فکر سے بہتر ہے۔

دولت مندوں کو دولت سے چار چیزیں ملتی ہیں، جسمانی رنج، دل کی مشغولی دین کا نقصان، قیامت کا حساب۔

طریقت یہ ہے کہ درویش کے دل میں دنیا اور اہل دنیا کی دوستی کا ذرہ بھر اثر نہ ہو۔

عالم وہ ہے جو علم نبوی سے بہرہ ور ہو، اور علم نبوی کا تعلق آسمان سے ہے۔
جس قدر امیر لوگوں سے بچو گے، اسی قدر اللہ تعالیٰ سے نزدیکی بھی حاصل کرو گے۔

صوفی کسی چیز کو مکدر اور خراب نہیں کرتا بلکہ وہ ہر چیز کو مانجھ کر صاف اور منقیٰ کرتا ہے۔

تدبیر اور زیادہ غور و فکر کرنے سے آفت آتی ہے اور تسلیم کر لینے میں ہی سلامتی ہے۔

دنیا میں کثرت مشغولیت سے دل مردہ ہو جاتا ہے، اللہ کے ذکر سے دل کو زندگی ملتی ہے۔

جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ اس پر حاوی ہو گیا، جس نے دنیا کو اختیار کر لیا وہ ہلاک ہو گیا۔

کاش کہ لوگوں کو علم کا درجہ معلوم ہو جاتا تو وہ سب کاموں سے الگ ہو کر حصول علم

میں لگ جاتے۔

جو درویش مالدار ہونا چاہتا ہے۔ وہ حریص ہے (درویش نہیں)۔

امام شافعی کا قول ہے کہ میں دس سال صوفیا کرام کی خدمت میں رہا تو مجھے معلوم ہوا کہ وقت کیا چیز ہے۔

اگر درویش فاقہ سے مر جائیں تو بھی لذت نفس کے لیے قرض نہیں لیتے کیونکہ قرض اور توکل میں بعد المشرقین ہے دونوں یکجا نہیں سماتے۔

جو شخص محبت کا دعوٰی کرے اور تکلیف کے وقت غوغا کرے وہ محبت میں صادق نہیں بلکہ کاذب اور دروغ گو ہے۔

سلوک کی صلاحیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو لقمہ حرام سے پرہیز کرتا ہے جو اہل دنیا سے اجتناب کرتا ہے۔

فرمایا! جو پیر اہل سنت وجماعت کے طریق پر کاربند نہیں اور اس کے اقوال وافعال حرکات وسکنات، حدیث و قرآن کے مطابق نہیں وہ اس راہ میں رہزن ہے۔

فرمایا! بارگاہ الٰہی میں مومن کے دل کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ لیکن لوگ دل کی اصلاح سے غافل ہیں۔ اسی لیے گمراہی میں پڑتے ہیں۔ سلوک کا اصل اصول یہی دل ہے۔

فرمایا کہ وہ درویش نہیں جو دنیا کے کاموں میں معروف ہو اور مال و مرتبہ اور جاہ و ترقی کا طلب گار ہو ایسا شخص درویش نہیں بلکہ مرتد طریقت ہے۔ اس راہ میں بڑا اصول حضوری دل ہے جو حلال لقمہ کھانے اور دنیا سے پرہیز کیے بغیر حاصل نہیں ہوتی

تصوف ایک اخلاق ہے اس لیے گنج شکر نے ارباب تصوف کو اخلاقی ہدایتیں دی ہیں صوفی دنیا اور دنیا کے لوگوں سے بے نیاز اور مستغنی ضرور رہتا ہے مگر کسی حال میں وہ دنیا کی خدمت اور ہجو نہیں کرتا ہے وہ نہ اس سے محبت اور نہ اس سے عداوت

رکھتا ہے۔

درویشی اور درویش کے متعلق فرماتے ہیں۔ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ درویش کو ان چار چیزوں سے دور رہنا چاہیے۔ (۱) لوگوں کے عیب نہ دیکھے (۲) باتیں جن کا سننا اچھا نہیں نہ سنے (۳) وہ باتیں جن کا کہنا فضول ہے نہ کہے (۴) جہاں جانا مناسب نہ ہو نہ جائے۔

فرمایا۔ جس شخص کو کوئی زحمت یا تکلیف ہو سمجھے کہ اسے گناہ سے پاک کر رہے ہیں بندے کو سمجھنا چاہیے۔ کہ سب دکھ اور آرائش اللہ کی طرف سے ہے۔ آدمی کو اپنے نفس کا طبیب خود بننا چاہیے۔

جب آدمی تین باتوں سے اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے تین چیزوں کو اٹھالیتا ہے۔ اول جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال سے برکت اٹھا لیتا ہے دوم جو شخص قربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے عافیت اٹھالیتا ہے سوم جو شخص نماز نہیں پڑھتا اللہ مرنے کے وقت اس سے ایمان کو جدا کر دیتا ہے۔

فرمایا، عقلمند وہ ہے جو سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے اور ماسوائے اللہ سے کسی طرح کی امید نہ رکھے۔ پھر فرمایا کہ اہل توکل پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اگر اس وقت انہیں آگ میں پھینک دیا جائے۔ یا زخمی کیا جائے تو اپنی مطلق خبر نہ ہو۔

فرمایا جو شخص جس قدر زیادہ موت سے غافل ہو گا اسی قدر دنیا کا ذکر اس کے دل میں محکم ہو گا۔ جو شخص ہمیشہ موت کو یاد رکھتا ہے اللہ جل شانہ، اس سے خوش ہوتا ہے۔

فرمایا وہ صوفی و سالک نہیں جو یاد حق میں نہیں۔ کیونکہ جس دم وہ یاد حق سے غافل ہوتا ہے اسے نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کن کن نعمتوں سے محروم رہتا ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے یاد الٰہی سے غافل نہیں رہنا چاہیے اہل تصوف صرف اسی دل کو نہ

سمجھتے ہیں جو یاد الٰہی میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ جو یاد خدا سے غافل ہیں وہ مردے ہیں۔

آپ نے فرمایا اے درویش! جب فقیر پر عالم حال و وجد آتا ہے عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کوئی چیز ان پر مخفی نہیں رہتی۔ حضرت حق کے نازل کردہ انوار اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح اولیاء اللہ کے احوال ہیں ویسے ہی انبیاء کرام بھی احوال رکھتے ہیں۔

اقوال حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر علیہ الرحمۃ

اے بھائی، تجھے کیا خبر کہ کفر نے اپنے تم خوردہ حسن سے اہل دنیا پر کیسے کیسے جور وستم کروائے اور انہیں اپنا عاشق بنایا۔

اے بھائی، اس دنیا میں جو حسن ترین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے، اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق حسنِ کفر ہے۔

اے بھائی اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تجھ پر واضح ہو جائے گی، اسی طرح روح کو بھی پہچانو، اس لیے کہ روح کی معرفت پر ہی آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو اور دنیا و آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی، تم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یہ کس لیے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

اے بھائی عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تاکہ تیرے آئینے میں

اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم اسرار بنائے، اَلَا شَانُ بِسرِی تمہاری ہی شان میں ہے۔

اے بھائی، کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بدحالی تک لے جائیں۔ (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب بدنصیبی اور بدقسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بدبختی اور بدنصیبی دراصل برے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہیں۔ (اخبار الاخیار)

عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور خود کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے۔ اور اس حسن میں محو ہو کر سب کو فراموش کرے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

اے بھائی، غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے اس لیے تمہیں اپنے لیے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے۔ ذرا ہوش کرو، اور اس بات کا یقین کر لو تم بحالت موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کر لو

اے بھائی گڑ کا ایک ٹکڑا لو، اور اس سے سو گولیاں بناؤ اور ہر ایک کا الگ سے نام رکھو مثلاً کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو، تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور ان کے نام رکھے اس وقت تک تو ان کے نام دیکھا رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو ان کے نام ختم ہو جائیں گے اور وہی نام یعنی گڑ رہ جائے گا۔

اے بھائی کچھ خبر نہیں کہ لوگوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا کر رہے ہیں کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع کیا کرنا چاہیے، میں ہر وقت اسی شش و پنج میں ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینہ دل کو اس لیے صاف و ستھرا

کر رہا ہے تاکہ عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشق خستہ حال کو بتلادے کہ میں معشوق ہوں۔

اے بھائی، اپنی معرفت حاصل کرو، اور اپنی ذات کو پہچانو، جب اپنی ذات سے روشناس ہو جاؤ گے تو عشق کے اسرار خود بخود تم پر کھلتے جائیں گے اور جب عشق کو اپنے حسن پر دیکھو گے تو ہر ایک کی زبان پر اپنا چرچا پاؤ گے۔ خلاصہ یہ کہ عاشق ہی جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور حسن کو اپنے دل کے آئینے میں دیکھو (آں شاہد معنے کہ ہمہ طالب اویند۔ ہم اوست کہ از چادر تو ساختہ سر پوشش)، (در بادیہ ہجر چرا بند بمانیم ؛ در عین وصالیم نگارست در آغوش) وہ معشوق حقیقی کہ جس کے سب طالب ہیں یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپا رکھا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں اس لیے کہ ہم عین وصال میں ہیں، معشوق ہماری آغوش میں ہے۔"

اقوال حضرت نظام الدین اولیاءؒ چشتی

اولیاء کا عشق ان کی عقل پر غالب ہوتا ہے۔

جس کی طبع لطیف ہو وہ جلدی برہم ہو جاتا ہے۔

جس میں علم و عشق و عقل ہو وہ خلافت مشائخ کے شایان ہوتا ہے۔

درویش کو چاہیے کہ نہ خوشی سے خوش ہو نہ غمی سے غمناک۔

ہر ایک کا ظلم سہنا چاہیے اور اس کا بدلہ لینے کی نیت بھی نہیں کرنی چاہیے۔

فرمایا۔ درویش کو پردہ پوش ہونا چاہیے۔ پردہ پوشی سب عبادتوں سے افضل ہے

سالک جب پیر کی بیعت میں مستقیم ہو تو جو کچھ اس سے پہلے کر گزرا ہو اس کے لیے اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

معاملے کے وقت اس قسم کی گفتگو کرنی چاہیے۔ جس سے گردن کی رگیں نمودار نہ ہوں۔ یعنی تعصب اور غضب کی علامت نہ پائی جائے۔

فرمایا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ زنا کرنا۔ مومن سے شرارت کرنا۔ شیطان کے نزدیک افضل کام ہیں۔

فرمایا! حق تعالیٰ کے اولیاء اور دوستوں نے سالہا سال نفس کی آرزو پوری نہیں کی اور اسے بری طرح مارا ہے۔

فرمایا! جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسے بددعا نہ کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لے۔

عارف اللہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ اور صرف حسب ضرورت کلام کرتا ہے۔

عارف کے ستر مقام ہیں۔ ان میں سے ایک اس کی مرادوں کا نہ ملنا ہے۔

فرمایا! عشق اور عقل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں۔

فرمایا! جو شخص کسی شیخ یا عالم دین کی بے عزتی کرے گا وہ دنیا و آخرت میں منافق اور لعنتی ہوگا۔ نعوذ باللہ۔

فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مقام سے گرے تو شروع میں گرے۔ اگر یہاں سے بھی گر گیا تو پھر اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

فرمایا! گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے۔ مگر طاعت سے ہزار مرتبہ۔ یعنی جس طاعت میں ریا کا میل ہو وہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔

فرمایا! جب کوئی بندہ ادنیٰ چیز کو خدا کے لیے چھوڑتا ہے تو اس سے بہتر شے اسے مل جاتی ہے۔

فرمایا! ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کی نگاہ میں تمام خلقت

مجھ سے بھی کم حقیقت معلوم نہ ہو۔

فرمایا: جس نے گناہ اور نافرمانیاں کی ہوں اور ان نافرمانیوں سے حظ اٹھایا ہو جب وہ توبہ کر کے اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت میں بھی ویسا ہی حظ آئے گا۔

فرمایا اگر محبوں کے دل میں نماز کے وقت دنیا کا خیال آئے تو از سر نو نماز پڑھتے ہیں اگر عاقبت کا خیال آجائے تو سجدہ سہو بجالاتے ہیں

فرمایا۔ صبر اس کا نام ہے کہ مصیبت سے کسی طرح کی کراہت نہ کرے اور ایسا معلوم ہو کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہی نہیں ہوئی! تمام چیزوں کی کنجی صبر ہے۔

حضرت امیر خسرو نے پوچھا محبت میں مصیبت کیوں ہوتی ہے۔ فرمایا اس لیے کہ ہر کمینہ اس کا دعویٰ نہ کرے۔

فرمایا جو مصیبت دوست کی طرف سے ہوتی ہے وہ مصیبت نہیں ہوتی بلکہ عین نعمت ہوتی ہے۔

فرمایا! ترک دنیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اپنے تیں ننگا رکھے، لنگوٹا باندھ کر بیٹھ جائے۔ درویش لباس بھی پہنے اور کھائے بھی۔ لیکن جو کچھ اسے ملے اس کی طرف راغب نہ ہو۔ اس سے دل نہ لگائے۔

تین وقتوں میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کی حالت میں۔ دوسرے وہ کھانا کھاتے وقت جو اطاعت کی قوت کی نیت سے کھایا جائے اور تیسرا درویشوں کے حالات بیان کرتے وقت۔

فرمایا! مومن کی دل آزاری اللہ کو ستانے کے ہم معنی ہیں۔ مومن وہ ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہے اور مغرب میں ایک مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کو یہاں درد محسوس ہو۔

فرمایا جو اہل سماع اور صاحب درد ہیں انہیں قوال کے صرف ایک شعر پر رقت طاری

ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ درد و ذوق نہیں رکھتے انہیں خواہ کتنے ہی ساز ہوں کچھ اثر نہیں ہوتا۔

○ مرد جب علم سیکھتا ہے تو اسے شرف حاصل ہوتا ہے اور جب اطاعت کرتا ہے تو اس کے کام کی بہتری ہوتی ہے۔ اس موقع پر پیر کو چاہیے جو دونوں کو توڑ دے یعنی علم اور عمل دونوں کو اس کی نظر سے گرا دے گا کہ خودپسندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

○ فرمایا! شعر ایک لطیف چیز ہے۔ مگر وہ سخت بے لطف ہوتا ہے۔ جب تعریف میں کہا جائے اور کہیں پیش کیا جائے۔ اسی طرح علم بھی بہت اچھی شے ہے مگر اس کی عزت جاتی رہتی ہے۔ اگر اسے حاصل کرکے، در در کا چکر لگایا جائے۔

○ جب ایک مرتبہ پیٹ بھر جائے تو پھر اور نہیں کھانا چاہیے۔ البتہ دو شخصوں کو کھانا جائز ہے۔ ایک وہ جس کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں، اور وہ ان کی خاطر ان کے ساتھ مل کر اور کچھ کھالے اور دوسرے وہ جو روزہ رکھتا ہے اور سمجھتا ہو کہ سحری کے وقت شاید کچھ نہ مل سکے۔

○ فرمایا! جب تک اللہ جل شانہ کی محبت قلب کے غلاف میں ہوتی ہے تب تک گناہ کا صادر ہونا ممکن ہے۔ لیکن جب دل کے آس پاس آجاتی ہے۔ تو پھر ممکن نہیں کہ گناہ صادر ہو۔

○ اعانت حقوق ہمسایہ کے متعلق فرمایا کہ (۱) جب ہمسایہ قرض مانگے تو اسے دو (۲) اس کی ضرورت پوری کرو (۳) بیماری میں اس کی عیادت کرو۔ (۴) مصیبت میں غم خواری کرو (۵) مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھو اور میت کے ساتھ جاؤ۔

○ فرمایا! شرط عیادت ہے (۱) تین دن بعد بیمار پرسی کو جائے (۲) پاس بیٹھ کر نصیحت کرے کہ بیماری کفارہ گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسے بیمار کر ڈالتا ہے (۳) بیمار کو صدقہ دینے کی ترغیب دے اور کہے صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

○ ایک مرتبہ سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ آپ کے کچھ دوست جمع ہوئے ہیں اور بانسریاں بھی لائے ہیں۔ فرمایا میں نے تو منع کیا تھا کہ بانسریاں اور جو حرام چیزیں ہیں نہ آنی چاہییں کیونکہ یہ سب کھیل تماشے ہیں جب تالی بجانے کی ممانعت ہے تو بانسری کی ضرور ہی ہوگی۔

○ فرمایا! خلقت کی چار قسمیں ہیں (۱) وہ جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہو (۲) جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہو (۳) جن کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہوں (۴) جن کا ظاہر اور باطن دونوں آراستہ ہوں۔ پہلی قسم کے لوگ متعبد کہلاتے ہیں جو عبادت تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ مجذوب ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ (ریاکار) عالم ہیں۔ اور چوتھی قسم والے (پکے) مشائخ بھی ہوتے ہیں۔



اقوال حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ

○ طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلب آخرت ہی ہے۔

○ اعتبار خاتمہ کا ہے ظاہر حال لائق اعتماد نہیں۔

○ تحمل سے کام لے۔ اگر کوئی جفا کرے تو اسے معاف کر دے۔

○ نماز با جماعت کے پابند رہو اگر کوئی تارک نماز محفل میں آکر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کرو۔

○ تقویٰ تجارت اچھا لقمہ ہے مگر خرید و فروخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہ لاؤ۔

○ جس قدر سالک کو معرفت خدا تعالیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اسی قدر تعلقات کم ہوتے جاتے ہیں

○ تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہے اور خلوص نیت یہ ہے کہ جس کام کی نیت کرے اس میں رضامندی ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہو۔

○ کرامت بغرض دوستی عقیدہ اور اصلاح ایمان منجانب اللہ کے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

○ اکل حلال یعنی اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاؤ، ذات پاک ہر ایک کی مددگار ہے۔ جو کچھ چاہیے اس سے چاہو۔۔

○ مسلمان کے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے۔ جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے۔ اس کی متابعت کرے اور جس سے منع کیا ہے اس کو ترک کر دے۔

○ صادق مرید اسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے، بجا لائے اور جو کچھ اسے دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو دعا گو سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بدخیالات گذریں ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر خیال بھی پیر کے برخلاف ہو تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا۔

○ نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے، اعضاء کا قبلہ "کعبہ شریف" ہوتا ہے اگر اعضا اس طرف نہ ہوں تو نماز درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح "دل کا کعبہ" ذات پاک حق تعالیٰ ہے۔ اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو یہ نماز کیسی ہوگی۔

○ اے درویش! راہ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں، جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو اور ہر لحظہ اور گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے اور اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے۔

○ اصل کار مخالفت نفس کی ہے، مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس پر نگاہ رکھے یعنی سانس روکے تا جمعیت باطن حاصل ہو، جب سانس لے گا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پاوے گا۔

○ فقیری کا سرمایہ مجاہدہ ہے۔ وہ بھی صدق دل سے نہ اس غرض سے کہ مخلوق اس کو عابد، زاہد، صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور جب مجاہدہ باخلاص ہوگا تو فائدے مند ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے مقام مقصود تک بھی پہنچا دے گا۔

○ درویش کو چاہیے کہ اگر اسے فاقہ درپیش ہو تو پھر بھی اللہ کے سوا کسی سے اپنی غرض نہ کہے۔

○ متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہے کہ جو کچھ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے وہ کرنا چاہیے اور جس سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے بچنا چاہیے۔

اقوال حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی رح

۱۔ فرمایا کہ تمام کائنات کی ہر موجود چیز اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے۔

۲۔ فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خوشحال کرنے کی کوشش کرے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی اور اللہ اسے خوش حال کر دیتا ہے۔

۳۔ فرمایا کہ اچھا محب وہی ہے جس کا دل اپنے محبوب کی طرف مائل رہے۔

۴۔ فرمایا کہ شیخ اس شخص کو اپنے سے دور کر دیتا ہے جو دوسروں کے لیے موجب تلقین اور لائق تکمیل ہو جائے اور اس سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اور جو ابھی تربیت کے لائق ہوں، ان کی تکمیل و تربیت کی خاطر انہیں دور نہیں کرتا۔

۵۔ فرمایا اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنے آپ کو نو آمد خیال کرے اور ہر دن

کو پہلا دن تصور کرے تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اگر دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تباہی اور ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

۶۔ فرمایا فقرا کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دعا دینا ہے۔ آگے جو کسی کے ساتھ ہونا مقدر ہے ہو جائے گا۔ اللہ کے کام میں کسی نبی یا ولی کو دخل نہیں ہے وہ خداوند عالم ہیں۔ اپنا کام کبھی جمال سے کرتے ہیں اور کبھی جلال سے۔

۷۔ فرمایا کہ انسان کامل جان عالم ہے۔ اس کا فوت ہو جانا گویا کل جہان کا فوت ہو جانا ہے۔

۸۔ فرمایا کہ ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے۔ چاہے کوئی جمعہ کی رات فوت ہو جائے یا رمضان میں۔

۹۔ فرمایا۔ اولیا اللہ کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے۔ جہاں ان کی روح ہو گی۔ وہاں ان کا جسم ہو گا۔ چنانچہ ابدال کا عالم یہی ہے کہ جب ان کی روح پرواز کرتی ہے تو جسم بھی ساتھ ہی پرواز کرتا ہے اس لیے کہ روحانیت ان کے جسم پر غالب ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اولیا کی ارواح ہوتی ہیں وہیں اولیا کے جسد بمنزلہ ظل ہمراہ ہوتے ہیں اور ان کی روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ صرف بقدر موانست ہوتا ہے۔

۱۰۔ فرمایا کہ ایک بزرگ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات وارد ہونے لگیں تو اس بزرگ نے چاہا کہ خلوت میں چلا جائے تاکہ نعمت میں ترقی ہو۔ مگر ہوا یہ کہ صرف اس خلوت گزینی سے اس کی واردات منقطع ہو گئیں۔ اس موقع پر کسی نے پوچھا کہ واردات اور نعمت کے فقدان کا باعث کیا ہوا۔ فرمایا کہ نزول نعمت محض عنایت ازلی اور فضل لم یزلی ہے مگر اس بزرگ نے خلوت گزینی کو باعث ترقی خیال کیا اور اپنی تدبیر کو دخل کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مقام سے محروم ہو گیا۔

فرمایا کہ علماء حلال کھانے پر بہت غور کرتے ہیں مگر اس طرف خیال نہیں کرتے کہ شریعت کا باطن بھی شریعت کے ظاہر پر منحصر ہے۔ اور دراصل اہم ترین کام قلت طعام۔ قلت منام، قلت کلام اور قلت صحبت مع الانام ہے۔ مگر اس طرف کوئی رجوع نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب ظاہری پرہیز زیادہ نہ کرتے تھے مگر آپ کی کم خوری بدرجہ کمال تھی یہاں تک کہ پانی بھی بہت کم پیتے تھے۔ بارہا آپ کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا۔ مگر ہر بار یہی دیکھا کہ آپ دسترخوان پر ادھر اُدھر ہر طرف ہاتھ ڈالتے تھے جیسے ہر طرف سے ہر چیز کھا رہے ہیں۔ مگر ہر بار ہاتھ آخر ایک ہی جگہ پر رکھتے۔ اتنا کم کھانے والا بزرگ کم ہی ہوا ہے۔

○ فرمایا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر نے اپنے شیخ و مرشد کو لکھا کہ اکثر پنجاب کے آدمی تعویذ کے لیے آتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے جواب دیا کہ کام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کا اسم لکھ کر دے دیا کرو۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ اس کا ایک فائدہ تو نقد ہے کہ سائل کا دل خوش ہو جاتا ہے اور اسے تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔

○ فرمایا کہ آزار نقرس یعنی پاؤں کے جوڑوں اور گھٹنوں کا درد ہمارے پیروں کا موروثی مرض ہے یعنی حضرت مولانا صاحب، ان کے والد صاحب شیخ کلیم اللہ صاحب اور شیخ یحییٰ مدنی صاحب ان تمام بزرگوں کو یہ مرض لاحق رہا۔ حکیم مولوی محمد عمر نے عرض کیا کہ حضور آپ کو یہ درد ہے اس کا علاج کرائیں۔ فرمایا یہ مرض علاج سے دفع نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ یہ ہمارے پیران عظام کا موروثی مرض ہے۔

ایک دن کسی نے حضرت قبلہ عالم سے پوچھا کہ مرض نفسانیت کی بھی کوئی دوا ہے

○ فرمایا کہ دوا بہت ہے اگر کوئی کرے۔ لیکن سب لوگ زبان سے تو اپنے آپ کو مریض کہتے ہیں مگر ہمیں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو علاج کا طالب ہو۔ حالانکہ

طبیب موجود ہے۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ یا حضرت میں اپنے آپ کو مریض جانتا ہوں لیکن علاج نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اپنے آپ کو مریض خیال کرنا بھی غنیمت ہے کہ کبھی علاج بھی میسر آجائے گا۔ مگر وہ جو اپنے آپ کو مریض ہی نہیں جانتا اس کا علاج مشکل ہے۔

○ ایک دن مثنوی شریف کے اس مصرع سے گر گل است اندیشہ تو گلشنے کی تشریح میں فرمایا کہ اس اندیشہ میں صرف جاننے سے کام نہیں بنتا۔ جب تک کہ اس میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو محو نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص حج کا ارادہ کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مکہ اس طرف ہے مگر جب تک کمر باندھ کر چل نہیں پڑتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت نہیں کرتا۔ اور منزلیں طے نہیں کرتا، اس خیال کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کہ اس کا طریقہ مجاہدہ ہے۔ جس میں کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور کم ملنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیاوی جھنجھٹ اس راستے میں ہماری رکاوٹ بنتے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ خود ہی اپنے دل کو کسی طور پر دنیاوی کاموں، کھیتی باڑی، عورتوں اور بچوں میں لگا رکھا ہے لہٰذا یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ چاہیے یہ کہ ان دنیوی علائق کو ترک کر دیا جائے۔

○ فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا صاحب نے مجھے فرمایا کہ   ایک دفعہ دوران سفر میں نے ایک ہندو کو دیکھا کہ اس کے پاس ضرورت کی ہر شے ہر وقت موجود ہوتی تھی اور اس میں جتنی چاہتا خرچ کرتا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ یہ عمل میں نے بڑی مشکل سے حاصل کیا۔ اگر آپ براہ کرم میرے گھر تشریف لا سکیں تو اس عمل کے موکلوں کو آپ سے آشنا کرا دوں۔ میں نے جواب دیا کہ جملہ اوراد قرآن پاک میں موجود ہیں۔ ہمیں تم سے کوئی حاجت نہیں

فرمایا کہ شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر اور اشغال و اوراد تلقین کرتا ہے مگر جب

وہ ان کو قضا کرتا ہے تو شیخ بھی اسے نہیں پہچانتا، چاہے وہ بہت مدت تک بھی ان کے پاس کیوں نہ بیٹھا ہو۔

اقوال حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ

- عادل یا ظالم کا حکمران ہونا لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔
- عمل کے بغیر علم اور صحیح عقیدہ کے بغیر عمل کچھ فائدہ نہیں دیتا۔
- جس شخص کے دل میں حبِ دنیا سما جاتی ہے وہ بے حیا ہو جاتا ہے۔
- بزرگوں کی صحبت و زیارت سے حصول فیض کا دارومدار نصیبہ ازلی پر ہے
- اغنیاء کی کثرت تواضع پر اعتبار نہ کرنا چاہیے کیونکہ کثرت تواضع منافقت کی علامت ہے۔
- دنیادار امیروں کی صحبت میں دل مردہ ہو جاتا ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی کیوں نہ ہو۔
- آدمی خواہ ملک شام میں چلا جائے یا روم: میں جو کچھ اس کی قسمت میں ہے اس میں کمی بیشی نہیں ہوگی۔
- صوفی جب مقام جمع میں پہنچتا ہے تو واجب اور ممکن اسے ایک نظر آتے ہیں۔ اور تفرقہ اس کی نظر سے اٹھ جاتا ہے۔
- وجود مطلق واحد ہے ظہور کثرت وہی ہے۔ تمام اشیاء وجود مطلق کی صفات و شیونات کے مظاہر ہیں۔
- جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور وہ عاجز ہو جاتا ہے چنانچہ چور ہمیشہ خوار ہی رہتے ہیں۔

○ معرفت کا مدعی عارف نہیں ہوتا۔ لاف عرفاں سے زنی اے عارف لاغر سرشت، نغمہ قدوس را بابک بک و چکگ چہ کار۔

○ دنیادار لوگ بے فائدہ اپنی عمر عزیز کو اس بے وفا دنیا کے پیچھے ضائع کر دیتے ہیں اور آخرکار اپنے ساتھ بھی کچھ نہیں لے جاتے۔

○ علماء نہ جنت میں اکیلے جائیں گے نہ دوزخ میں بلکہ جہاں جائیں گے ایک بڑی جماعت کے ساتھ جائیں گے۔

○ سالک کو چاہیے کہ قناعت اختیار کرے کیونکہ القناعۃ کنز لا ینفذ قناعت وہ خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

○ ہر کسی کو شریعت کی تابعداری کے مطابق ہی نفع حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر سعادت دارین کا حاصل ہونا محال ہے۔

○ جب سالک نے دنیا کو دل سے نکال دیا تو پھر اس کو نماز روزہ کافی ہے دوسرے وظائف چاہے نہ ہوں۔

○ کوئی درویش ایسا نہیں جس نے دنیا داروں سے دوستی کی ہو اور آخرکار افسوس سے اپنی انگلیوں کو دانتوں سے نہ کاٹا ہو۔

○ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا ہوا نیچے اتر آئے لیکن اس کا کوئی ایک فعل بھی خلاف شریعت ہو تو وہ کوئی چیز نہیں۔

○ جس شخص کو اچھا اخلاق حاصل ہے اسے مرتبہ ولایت حاصل ہے حسن اخلاق کے بغیر زہد و عبادت سے کچھ فائدہ نہیں۔

○ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرنی چاہیے جس کو والدین رد کر دیں وہ ہرگز مقبول نہ ہوگا۔

○ علم ظاہر کے بغیر علم باطن کا حصول ناممکن ہے اور یہ جو لوگ بغیر علم ظاہر حاصل

پابند ہوئے ہیں یہ نادر بات ہے۔

○ جب تک دل کا آئینہ وساوس اور گناہوں کے زنگ سے پاک نہیں ہوتا۔ حسنِ محبوب کے عکس، پرتو کا محل بننے کے قابل نہیں ہوتا۔

○ سالک کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے ہر فعل کو عین حکمت خیال کرے اگرچہ اس کی حکمت سے مطلع نہ ہو۔ معترض دونوں جہان میں مردود ہوتا ہے۔

○ دنیا اللہ کی مبغوض ہے۔ اسی لیے کسی اللہ کے نبی یا ولی نے اس کو اختیار نہیں کیا بلکہ اس کو تین طلاقیں دے دیں اور فقر وفاقہ میں خوش رہے۔

○ سالک کو چاہیے کہ ہر کسی سے لطف و احسان اور خلق و مروت سے پیش آئے کیونکہ حسد اور کینہ اور جھگڑا فساد اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع ہے۔

○ تمام گناہوں اور مصیبتوں کی اصل اور جڑ دنیا کی محبت ہے، جب تک سالک کے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے۔ اس کو امن حاصل نہیں۔

○ بدمذہبوں کی صحبت میں رہ کر طرح طرح کی نعمتیں حاصل کرنے کے بجائے بھوک سے مر جانا بہتر ہے۔ کیونکہ بدمذہبوں کی صحبت زوالِ ایمان کا باعث بھی ہوتی ہے۔

○ خاموشی اور ماسوی اللہ سے فراموشی سے مراد وہ خاموشی اور فراموشی ہے جو موت کے وقت انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ پس آخر کار جس چیز سے سابقہ پڑنے والا ہے اسی کے کام میں لگ جا اور اسی کو اختیار کر۔"

○ فقیر سفید چادر کی مانند ہے، جس طرح سفید چادر میں داغ برا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر فقیر سے کوئی برا کام سرزد ہو جائے تو زیادہ برا معلوم ہوتا ہے۔

نفس و شیطان سے بر تند از راہ ترا

نابینا زند اندر چاہ ترا

○ دنیادار۔ اس شخص کو لائق اور قابل کہتے ہیں، جو دنیا کی خاطر جھوٹ اور فریب میں ماہر ہو، لیکن اللہ والے اس شخص کو لائق اور قابل کہتے ہیں جو دنیا کی ہر چیز سے ہاتھ جھاڑ کر یاد خدا میں مشغول ہو۔

○ جو شخص مصیبت پر صبر نہیں کرتا اس کو مصیبت پر مصیبت پیش آتی ہے لیکن جو صبر کرتا ہے وہ اس مصیبت سے بھی نجات پالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جو بھی حاصل کرتا ہے اس پر صبر کرتا ہے ان اللہ مع الصابرین۔

○ جو شخص خود کو سب سے زیادہ نیک بخت سمجھے وہ سب سے زیادہ بد بخت ہوتا ہے۔ اور جو شخص خود کو سب سے زیادہ کمتر سمجھے وہ حق تعالےٰ کا محبوب و مقبول ہوتا ہے۔

○ جو کوئی اپنی آنکھ محارم سے بند رکھتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشات و شہوات سے روکتا ہے اور باطن کو دوام مراقبہ سے اور اپنے ظاہر کو اتباع شریعت سے سنوارتا ہے اس کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی

○ سالک کو چاہیے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے کہ یہ چیزیں راہ فقر کی مانع اور راہزن ہیں۔ اصل مقصود یاد حق ہے۔ اس سے کسی وقت خالی نہ رہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابی اسی پر منحصر ہے۔

○ وجود ظاہر سے واجب الوجود مراد ہے اور وجود باطن سے ممکن مراد ہے۔ کیونکہ صفت موصوف میں مخفی ہوتی ہے ممکن سے مراد باری تعالیٰ کا علم ہے۔ اصطلاح صوفیا میں اس کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

○ مظہر عین ظاہر ہے کیونکہ جملہ ممکنات ذات مطلق کے مظاہر ہیں مثلاً کافر اسمِ مُضل کا مظہر ہے اور مومن مظہر اسم باری۔ اور ہرگز کوئی بھی متصرف حقیقی کے حکم سے منہ نہیں پھیر سکتا تمامی مظاہر ممکنات اسماء الٰہی کے تابع ہیں اور ہرگز اپنے متبوع کے حکم

سے قدم باہر نہیں رکھتے۔

اقوال حضرت مجدد الف ثانیؒ

○ توحید دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو نکال دینے کا نام ہے جب تک دل میں اللہ کے سوا کوئی چیز ہو توحید درست نہ ہوگی۔

○ انسانی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

○ باطنی امراض کی جڑ اور اندرونی بیماریوں کا سردار دل کا ماسوائے حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتار ہونا ہے جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر آزادی حاصل نہ ہو جائے ایمان کی سلامتی محال ہے۔

○ غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور شرک سے بچنا تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ہے۔

○ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں تاکہ خلق کو حق تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ اور گمراہی سے نکال کر راہ ہدایت پہ گامزن کریں۔

○ مردوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

○ عقائد کے درست ہونے کے بعد شرع کے اوامر کا بجا لانا اور نواہی سے رک جانا اصل اسلام ہے۔

○ طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں۔

○ علمائے ظاہر کے درست عقائد کا جمال صوفیا کے مجاہدات سے بڑھ کر ہے۔

○ سچا پیر وہ ہے جو مرید کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف لے جائے۔

○ جو شخص جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر خواہشات نفسانی سے دور ہوگا۔

○ جو چیز دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کا بظاہر اچھا اسباب ہے وہ قبیح ہے اگرچہ بظاہر اچھی دکھائی دے۔

○ اتباع سنت یقیناً نجات دینے والا اور بخشنے والا ہے سنت کے خلاف امور کی تقلید میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔

○ جب تک انسان قلبی امراض میں مبتلا ہو کوئی عبادت اور اطاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ اس کے لیے مضر ہے اس لیے عبادت میں اثر پیدا کرنے کے لیے پہلے قلبی امراض کو دور کرنا چاہیے۔

○ اللہ کے بندوں سے محبت کرنے میں اللہ کی قرابت حاصل ہوتی ہے۔

○ تزکیہ نفس کے لیے باطنی آفات دور کرو تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو۔

○ دل کو گناہوں کے زنگار سے پاکیزہ کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی سب سے بہتر ہے۔

○ شریعت کے اصولوں پہ خود عمل کرنا اور ان کو فروغ دینا سب سے بڑی نیکی ہے

○ تواضع دینی اور دنیوی بلندی اور عزت کا ذریعہ ہے۔

○ تقویٰ اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی اشد ضرورت میں سے ہے۔

○ گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لیے واجب اور فرض عین ہے کوئی شخص اس سے مستغنی نہیں۔

○ حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچنا ورع ہے اور جسے ورع حاصل ہو جائے وہ سمجھے کہ اسے بڑی اعلیٰ نعمت اور دولت حاصل ہو گئی۔

○ بندہ مقبول وہ ہے جو اپنے مولیٰ کے ہر فعل پہ راضی رہے اور جو شخص اپنی رضا کا تابع ہے وہ اپنا بندہ ہے اگر مولیٰ بندہ کی گردن پہ چھری چلا دے تو پھر بھی بندہ کو چاہیے کہ اللہ کے اس حکم پہ راضی رہے۔

○ ذکر سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اس لیے نماز کے بعد اپنے اوقات کو ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھنا سب سے بہتر ہے۔

○ اللہ تعالیٰ کا فیض خواہ اولاد اور مال کی صورت میں ہو یا ارشاد و ہدایت کی صورت میں ہو ہر خاص و عام کے لیے وارد ہوتا ہے۔

○ یاد رکھو! فقرا کے آستانے کی جاروب کشی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

○ تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت ہے اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے۔

○ انبیاء و اولیا کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور و نزدیک نہیں۔

○ اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

○ اپنے وقت عزیز کی قدر جانو! مخبر صادق "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ "یعنی یہ کام ابھی کر لوں گا کہنے والے ہلاک ہو گئے۔"

○ محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں، تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور "کفر و کفار" کے ساتھ "نفرت و بیزاری" رکھنے سے آدمی مسلمان ہو گا۔

○ گروہ اہل اللہ کی خدمت میں خالی ہو کر آنا چاہیے تاکہ پُر ہو کر واپس لوٹے اپنے افلاس و محتاجی کا اظہار کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرمادیں اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے۔

○ قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوافل۔ فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا وقت پر ادا کرنا ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے

اگرچہ خالص نیت سے ادا کیے گئے ہوں۔

○ میرے مخدوم! اگر آج تھوڑی سی محنت کو ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ نہ بنائیں اور تھوڑی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ نہ کریں تو کل کون سا منہ لے کر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے اور کیا حیلہ پیش کریں گے۔

○ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کسی بشر کی طرح نہیں بلکہ عالم ممکنات کی کوئی چیز بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے اپنے "نور" سے پیدا فرمایا ہے۔

○ "طریقت و شریعت" ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال کا ہے جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔ کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ۔ ہر حقیقت جسے شریعت رد کرے مردود اور باطل ہے۔

○ چونکہ سرور دو عالمؐ محبوب رب العلمین ہیں تو آپؐ کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطے سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محب جس میں بھی اپنے محبوب کے شمائل و عادات و اخلاق پاتا ہے ان کو اپنا محبوب بنالیتا ہے اس سے مخالفین کی برائی کا قیاس کرلینا چاہیے۔

○ طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے۔ ایک شریعت پہ استقامت اختیار کرنی کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہو۔ دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص پہ اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں زیبا اور محبوب دکھائی دیں۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ

○ اگر تو کسی صوفی کو متکبر دیکھے تو اس سے دور بھاگ کیونکہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔

○ مصلحت شرعیہ کے بغیر کسی سے زیادہ میل جول نہ رکھ، جو شخص لوگوں سے بکثرت ملتا ہے وہ ان کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔

○ منافق کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ اس کی بدگوئی سے بچنے کے لیے اس کو چھوڑ دیں۔

○ جو شخص دنیا سے محبت رکھتا ہے اور اس کو وضو، نماز اور تمام اعمال صالحہ میں وساوس شیطانی پیش آتے ہیں۔

○ عارفوں کو امور دنیا کے فوت ہو جانے کا کچھ رنج و غم نہیں ہوتا، امور اخروی کے فوت ہو جانے پر ہوتا ہے۔

○ اے برادر، اپنے علم و عمل میں غور کر، اگر تو اس میں کچھ ریا یا شہرت کی خواہش پائے تو اپنی حالت پر رو۔

○ اے دوست، یاد رکھ جب تک تو اس دنیا میں ہے بکثرت استغفار کرتا رہ کیونکہ اس کے ساتھ اس معاملہ میں پورا نہیں اتر سکے گا۔

○ اے دوست، امراء کے پاس جانے سے پرہیز کر اگرچہ امر و نہی کے لیے ہو کیونکہ تو ان کے ساتھ اس معاملہ میں پورا نہیں اتر سکے گا۔

○ جو شخص نیک ہونے کا مدعی ہو اور قرآن سننے کے وقت اس کا دل نہ روئے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ قساوت قلب، اخلاق صالحین کے منافی ہے۔

○ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا بھی ایک نعمت ہے، پس اللہ کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں اور

نہ ہی کسی سے ان کے مقابلہ میں شکر کرنا ممکن ہے۔

○ مومن کی ایک علامت یہ ہے کہ دنیا کا مال ومتاع جو کچھ اسے ملے راہ خدا میں خرچ کردے، اپنے بعد اپنی اولاد کی مفلسی کا اندیشہ نہ رکھے۔

○ اے دوست، دوسرے دن کے لیے کھانا جمع کرنے میں اپنے نفس کا امتحان لے اگر وہ اس کے لیے بے چین ہو تو اس سے کہو کہ صالحین کے مقام میں تیرا کچھ حصہ نہیں،،

○ جو شخص یہ کہے کہ طریق صوفیہ کو قرآن وحدیث نے بیان نہیں کیا وہ کاذب اور مفتری ہے، اس کا یہ قول اس کی جہالت پر واضح دلیل ہے۔

○ اے برادر، غور کر کہ کیا تو محض اللہ کی خاطر کسی سے محبت یا عداوت رکھتا ہے یا نفسانی خواہش اور دنیاوی مفاد کی خاطر، پس تو اپنے نفس پر رو اور استغفار کر۔

○ روزشب بے داری، عزلت خاموشی، زہد وورع اور تمام مجاہدات سے اصل مقصود سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ عبادت شرعیہ بجالانے کا ملکہ حاصل ہو جائے۔

○ جو شخص لوگوں سے اپنی تعریف سن کر خوش ہو اور اپنی برائی سنکر ناخوش ہو وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتا، اس کو اپنی حالت پہ رونا چاہیے۔

○ جو شخص فرض، واجب سنت اور مستحب، اور حرام ومکروہ کے فرق کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے اور جاہل کی اقتدار ظاہری اور باطنی طریق میں کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

○ اہل اللہ اپنے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں، وہ دوسروں کے عیوب کی ٹوہ میں نہیں لگتے، اس خیال سے کہ لوگوں کے عیوب کا متلاشی اللہ تعالی کی رحمت سے بہت دور ہوتا ہے۔

○ جس شخص کو داعی الی اللہ ہونے کا زعم ہو اس کے لیے بد خلق ہونا نہایت

○ قبیح ہے کہ لوگ اس کی بد خلقی سے خائف رہیں، یہ بات اس جماعت کے لیے بھی بری ہے۔

○ اپنے نفس کی جانچ پڑتال میں لگے رہو تاکہ تم اپنے نفس کے خصائل میں سے منافقین کی صفات نکال کر مومنین کی صفات پیدا کر سکو۔ کیونکہ یہ دونوں صفات ایک دوسری کی ضد ہیں۔

○ اے دوست، تو اس بات سے پرہیز کر کہ خود کو شرعی ضرورت سے زیادہ دنیاوی امور میں ملوث کرے، کیونکہ ممکن ہے کہ تیری موت غفلت کی حالت میں واقع ہو جائے اور تو دونوں جہان میں نامراد ہے۔

○ جو شخص دنیا کی فضولیات مثلاً کھانا پینا، سونا، گفتگو کرنا اور جماع وغیرہ سے صبر نہیں کرتا اس کو قیامت میں ملائکہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (تمہارے صبر کرنے کے باعث تم پر سلام ہو) نہ کہیں گے بلکہ وہ اس دن نہایت رنج و غم اور بے سامنی میں ہو گا۔

○ اے برادر، تو اپنے نفس کی چھان بین کر کہ وہ ظاہر و باطن میں یکساں ہے یا نہیں اور کثرت سے استغفار کر اور جان لے کہ جو شخص لوگوں پر اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے اور قیامت کے دن منافقوں کے گروہ میں اٹھے گا۔

○ ادب میں زیادتی سے مرتبہ میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور حقیقتاً ادب یہ ہے کہ آدمی خود کو ناقص سمجھے اور دوسروں کو باکمال جانے۔ بے ادب میں یہ صفت نہیں ہوتی وہ خود کو باکمال اور دوسروں کو ناقص سمجھتا ہے۔

○ فاسق شخص، ہر داعی الی اللہ کی گمشدہ چیز ہے، اس کے فسق پر دل سے رنجیدہ ہو لیکن ظاہراً اس کو برا بھلا نہ کہو، اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔ فسق و فجور کی برائی بیان کر کے اس کو فسق و فجور سے نفرت دلاؤ۔

○ اللہ کے نیک بندے اللہ کے احکام پر سر تسلیم خم رکھتے ہیں اور اس کی قضا مثلاً

بیٹے، بھائی اور عزیز و اقارب میں سے کسی کے فوت ہو جانے پر راضی رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مقصود کو اپنی خواہشات اور اپنی مرادوں پر مقدم رکھتے ہیں۔

○ اے دوست تو اپنی حالت پر غور کر کیونکہ تیرا ظاہر و باطن تمامتر خواہشات میں غرق ہے اور تو عموماً اپنے پروردگار سے محجوب رہتا ہے، نہ تجھے عبادات میں لذت حاصل ہوتی ہے اور نہ تو خلوت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مراقب ہوتا ہے، پھر تو نیک ہونے کا کیونکر دعویٰ رکھتا ہے۔

○ اے دوست اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات سے پاک رکھ اور اللہ کا ذکر بکثرت کر کیونکہ جب تیرا باطن روشن ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری گفتگو کو حکمت (دانائی) سے بھر دے گا۔ اور تو اپنے زمانے کا حکیم (دانا) ہو گا، لیکن دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے یہ تیرے لیے ناممکن ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے کل موجودات بندے کو اللہ کی یاد دلانے کے لیے پیدا کی ہیں۔ اگر یہ چیزیں یادِ الٰہی میں مددگار ہوں تو تیرے لیے مبارک ہیں، اور اگر یہ چیزیں تیرے اور اللہ کے درمیان حجاب بن جائیں تو تیرے لیے منحوس ہیں، یہی وجہ ہے کہ مال اور اولاد آدمی کے لیے سخت فتنہ ہیں۔ کیونکہ ان کی جانب میلان رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ممکن نہیں۔

حضرت سلطان باہو

○ جس نے اللہ کو پہچان لیا ہو وہ اللہ کے ذکر کے سوا اور کوئی بات نہیں کرتا۔

○ دنیا کا طالب ہیجڑا ہے عقبیٰ کا طالب مونث اور طالب مولیٰ مرد ہے۔

○ جاہل گوبر کے کیڑے کی طرح ہے جو اپنے کام میں مر جاتا ہے۔

○ عالم باعمل وہ ہے جو علم پر عمل کرے۔ خلق سے باخلاق پیش آئے۔ اور علم سے تواضع کرے اور حرص وحسد وکبر سے پاک ہو۔

○ فقیر ولی اللہ وہ ہے جو کسی سے اور کوئی حاجت نہ رکھے۔ اور مولیٰ کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑے اور کمینی دنیا کی طرف رخ نہ کرے۔

○ چھپ کر گناہ کرنے والے کا وبال خاص اس ذات پر ہوتا ہے اور علانیہ کرنے والے کا برا اثر عوام الناس پر بھی پڑتا ہے۔

○ مسلمان وہ ہے جس میں حمیت ہو، غیرت ہو اور صلابت ہو۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

○ اپنے خلق کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر ڈھالو۔ شبانہ روز اللہ کا ذکر کرنا اللہ کی راہ میں تلوار مارنے سے افضل ہے

○ ہزار شیطانوں سے ایک نفس بدتر ہے۔ ذکر وعبادت سے غافل انسان پر نفس اور شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

○ قرآن شریف پڑھنا۔ اللہ کا ذکر کرنا۔ علم حدیث وفقہ حاصل کرنا۔ پاک رہنا۔ نماز پڑھنا بزرگوں کی خدمت میں رہنا رحمت وبرکات کا سبب ہے۔

○ شرک چار قسم کا ہے (۱) غیر اللہ کے آگے سجدہ کرنا (۲) غیر اللہ کے آگے جانور ذبح کرنا (۳) غیر اللہ کے نام نذر کرنا (۴) غیر اللہ کی قسم کھانا

○ راہ فقر میں مردان خدا وہ ہیں جو کھانا تو اس دنیا کا کھاتے ہیں اور کام اس دنیا (عقبیٰ) کا کرتے ہیں۔ ان کی مثال مست اونٹ کی ہے۔ جو کانٹے کھاتا اور بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔

○ جو شخص ریا کار اور سود خور قاضی (جج) کی طرح ہو اور بے جا لحاظ کرنے والے مفتی اور ظالم حاکم (مجسٹریٹ) جیسا ہو وہ شیطان اور گمراہ ہے، اس کی کسی بات کا

اعتبار نہیں۔

○ اور فضیلت کا سبب محض علم ہوتا ہوتا تو بلم باعور کو ہوتا۔ اگر محض عبادت ہوتا تو شیطان راندہ درگاہ خدا نہ ہوتا۔ اگر محض ریاضت کرنا ہوتا تو پسران یہود گمراہ نہ ہوتے جو تیس سال کا ایک روزہ رکھ کر خلوت گزین رہے تھے۔

○ علم راہ فقر کے لیے ضروری ہے۔ اور جو عالم نہ ہو گمراہ ہے۔ علم رفیق اور جانی دوست ہے۔ بے علم زاہد لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ عالم حدیث بیان کر کے لوگوں کو ہدایت کی راہ بتاتا ہے۔ علم شریعت ہی علم ہے۔

○ آنکھ کا افسردہ ہو جانا دل کے سیاہ ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ اور دل کی سیاہی حرام کھانے سے ہے۔ اور حرام کھانا گناہوں کی کثرت کے باعث ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھول جانے سے ہے اور موت کو فراموش کرنا دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت سب خطاؤں کی جڑ ہے۔

○ دل تین قسم کے ہیں۔ (۱) قلب سلیم۔ جس میں اللہ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ (۲) قلب منیب۔ جس کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہو اور تیسرا قلب شہید۔ جو ہر شے میں اللہ اور اس کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔

○ فرمایا رسول اللہ صلعم نے غنی دنیا میں غنی ہیں اور آخرت میں فقیر۔ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ فقر میرا فخر ہے۔ اور اسی سے میں تمام نبیوں پر فخر کرتا ہوں۔

○ جھوٹا شخص امت محمدیہ سے نہیں ہے کیونکہ مسلمان کا کام دروغ گوئی نہیں۔ بدبخت شخص، بے ضمیر، سیاہ دل اور بے حیا ہوتا ہے۔ جو شخص سچی بات کہنے کی جرات نہ کرے وہ گونگا شیطان ہے۔ ظالم کے منہ پر سچی بات کرنا جہاد سے افضل ہے۔

○ علماء اور فقراء میں فرق یہ ہے عالم لوگ علم کے طالب ہیں اور فقیر مولا کے بے عمل

○ عالم باعمل وہ ہے جو علم پر عمل کرے۔ خلق سے باخلاق پیش آئے۔ اور علم سے تواضع کرے اور حرص وحسد وکبر سے پاک ہو۔

○ فقیر ولی اللہ وہ ہے جو کسی سے اور کوئی حاجت نہ رکھے۔ اور مولیٰ کو کسی حالت میں بھی نہ چھوڑے اور کمینی دنیا کی طرف رخ نہ کرے۔

○ چھپ کر گناہ کرنے والے کا وبال خاص اس ذات پر ہوتا ہے اور علانیہ کرنے والے کا برا اثر عوام الناس پر بھی پڑتا ہے۔

○ مسلمان وہ ہے جس میں حمیت ہو، غیرت ہو اور صلابت ہو۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

○ اپنے خلق کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر ڈھالو۔ شبانہ روز اللہ کا ذکر کرنا اللہ کی راہ میں تلوار مارنے سے افضل ہے

○ ہزار شیطانوں سے ایک نفس بدتر ہے۔ ذکر وعبادت سے غافل انسان پر نفس اور شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

○ قرآن شریف پڑھنا۔ اللہ کا ذکر کرنا۔ علم حدیث وفقہ حاصل کرنا۔ پاک رہنا نماز پڑھنا بزرگوں کی خدمت میں رہنا رحمت وبرکات کا سبب ہے۔

○ شرک چار قسم کا ہے (۱) غیر اللہ کے آگے سجدہ کرنا (۲) غیر اللہ کے آگے جانور ذبح کرنا (۳) غیر اللہ کے نام نذر کرنا (۴) غیر اللہ کی قسم کھانا

○ راہ فقر میں مردان خدا وہ ہیں جو کھانا تو اس دنیا کا کھاتے ہیں اور کام اس دنیا (عقبیٰ) کا کرتے ہیں۔ ان کی مثال مست اونٹ کی ہے۔ جو کانٹے کھاتا اور بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔

○ جو شخص ریاکار اور سود خور قاضی (جج) کی طرح ہو اور بے جا لحاظ کرنے والے مفتی اور ظالم حاکم (مجسٹریٹ) جیسا ہو وہ شیطان اور گمراہ ہے، اس کی کسی بات کا

اعتبار نہیں۔

○ اور فضیلت کا سبب محض عالم ہونا ہوتا تو علم باعور کو ہوتا۔ اگر محض عبادت ہوتا تو شیطان راندہ درگاہ خدا نہ ہوتا۔ اگر محض ریاضت کرنا ہوتا تو پسران یہود گمراہ نہ ہوتے جو تیس سال کا ایک روزہ رکھ کر خلوت گزین رہے تھے۔

○ علم راہ فقر کے لیے ضروری ہے۔ اور جو عالم نہ ہو گمراہ ہے۔ علم رفیق اور جانی دوست ہے۔ بے علم زاہد لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ عالم حدیث بیان کر کے لوگوں کو ہدایت کی راہ بتاتا ہے۔ علم شریعت ہی علم ہے۔

○ آنکھ کا افسردہ ہو جانا دل کے سیاہ ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ اور دل کی سیاہی حرام کھانے سے ہے۔ اور حرام کھانا گناہوں کی کثرت کے باعث ہے اور گناہوں کی کثرت موت کو بھول جانے سے ہے اور موت کو فراموش کرنا دنیا کی محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت سب خطاؤں کی جڑ ہے۔

○ دل تین قسم کے ہیں۔ (۱) قلب سلیم ہے جس میں اللہ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ (۲) قلب منیب۔ جس کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہو اور تیسرا قلب شہید۔ جو ہر شے میں اللہ اور اس کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔

○ فرمایا رسول اللہ صلعم نے غنی دنیا میں غنی ہیں اور آخرت میں فقیر۔ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ فقر میرا فخر ہے۔ اور اسی سے میں تمام نبیوں پر فخر کرتا ہوں۔

○ جھوٹا شخص امت محمدیہ سے نہیں ہے کیونکہ مسلمان کا کام دروغ گوئی نہیں۔ بدبختی شخص، بے ضمیر، سیاہ دل اور بے حیا ہوتا ہے۔ جو شخص سچی بات کہنے کی جرات نہ کرے وہ گونگا شیطان ہے۔ ظالم کے منہ پر سچی بات کرنا جہاد سے افضل ہے۔

○ علماء اور فقراء میں فرق یہ ہے عالم لوگ علم کے طالب ہیں اور فقیر مولا کے بے عمل

عالم اگر سب جمع ہو کر مردہ دل کو زندہ نہیں کر سکتے۔ مگر فقیر کا دل ایک نظر سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ اور شیطانی نفس کو مار سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا دل زندہ اور زندگی بخش ہے۔

○ کامل مرشد وہ ہے جو مرید کو ارتکاب گناہ سے بچالے اور مرید صادق وہ ہے جو گناہ سے سچی توبہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو گناہ سے تائب ہو جائے وہ ایسا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

○ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کی ایک کنجی ہے اور بہشت کی کنجی فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرنا ہے۔ فقیروں اور مسکینوں سے محبت رکھنا رسولوں کے اخلاق سے ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا نبیوں کے خلق سے ہے اور ان سے بھاگنا منافقوں کے اخلاق سے ہے۔

○ انسان کے وجود کے ساتھ دس شیطان لگے ہیں۔ یعنی دو آنکھیں۔ دو کان دو ہاتھ دو پاؤں۔ ایک منہ اور ایک پیٹ جو بڑا شیطان ہے۔ جب یہ پر ہو جاتا ہے تو باقی تو شیطان بھوکے رہتے ہیں۔ اگر یہ خالی ہو تو دوسرے تو گناہ سے باز رہتے ہیں کہ بسیار خوار است بسیار خوار۔ یعنی بڑا پیٹو اتنا ذلیل ہے۔

○ امیروں کی صحبت سے تکبر اور سیاہ دلی پیدا ہوتی ہے۔ دولت مندوں کی صحبت سے حرص۔ بچوں کی صحبت سے کھیل کود اور ہنسی ٹھٹھا۔ عورتوں کی صحبت سے جہالت اور شہوت۔ اللہ کے فقیروں کی صحبت سے رضائے مولیٰ صالحوں کی صحبت سے خدا کی بندگی کی طرف رغبت اور علماء کی صحبت سے علم اور پرہیزگاری اللہ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔

○ چیزوں میں سے افضل تین چیزیں ہیں (۱) علم (۲) فقر اور (۳) زہد۔ نیز فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس طرح میں ساری مخلوقات سے افضل ہوں اسی طرح فقیروں کو امیروں پر فضیلت ہے۔ اور فقیر کی تعریف میں فرمایا کہ فقیر وہ ہے جس کی بھوک اور بیماری کی لوگوں کو خبر نہ ہو یعنی وہ کسی حالت میں بھی لوگوں کے پاس اپنی حاجت نہ لے جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیروں سے مراد بھیک مانگنے والے نہیں جو در بدر مانگتے اور مال جمع کرتے رہتے ہیں۔

○ اللہ نے انسان کو سر دیا ہے کہ سجدہ کرے۔ زبان دی ہے کہ حمد و ثنا کرے دل دیا ہے کہ اللہ کا ذکر کرے۔ عقل دی ہے کہ اللہ کی ذات و صفات پر غور کرے آنکھ دی ہے کہ اس کی قدرتوں کا مشاہدہ کرے۔ کان دیئے ہیں۔ کہ کلام اللہ سنے۔ ہاتھ دیے ہیں کہ مسلمانوں سے مصافحہ اور سخاوت کرے پاؤں دیے ہیں کہ بزرگان دین کی خدمت میں چل کر جائے۔ اعضاء کے اتنے فرائض ہوتے ہوئے کہاں گنجائش ہے کہ آدمی ان سے لہو و لعب اور رقص و سرور کا کام لے۔

○ ایک بزرگ نے دوسرے کو لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی وہ ہے جو آپ کا پیرو ہو اور پیروی کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کے نقش قدم پر چلے اور یک تک پہنچے انہی معنوں میں یہ شعر ہے۔

پندار سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

اقوال حضرت وارث علی شاہؒ دیوہ شریف انڈیا

○ فرمایا۔ فقیر کو لازم ہے کہ بجز خدا کے کسی پر بھروسہ نہ کرے۔
○ فرمایا۔ بڑی فقیری یہ ہے کہ مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے
○ فرمایا۔ فقیر وہ ہے جو اپنی بستی میں رہ کر خویش و اقربا کا ممنون نہ ہو۔

○ فرمایا۔ فقیر وہ ہے جو کسی چیز کا مالک ہو اور نہ خود کسی ملک میں ہو۔

○ فرمایا۔ فقیر کو چاہیے نہ کسی کے لیے دعا کرے نہ گنڈا تعویذ کرے۔

○ فرمایا۔ محبت میں شاہ و گدا کا فرق نہیں رہتا۔ جیسے محمود و ایاز کا واقعہ ہے۔

○ فرمایا۔ عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ جائے۔

○ فرمایا۔ جس صورت کا خیال پختہ ہو جائے گا وہی صورت بعد مرگ بھی قائم رہے گی

○ فرمایا۔ ہمارے یہاں مجوسی، عیسائی سب مذہب والے برابر ہیں کوئی فرق نہیں ہے

○ فرمایا۔ عاشق غافل نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کی یہی نماز اور یہی روزہ ہے۔

○ فرمایا۔ دشمن سے بدلہ نہ لو۔ دشمن کے ساتھ سلوک کرو۔ حضرت شیرِ خدا کی یہ سنت ہے۔

○ فرمایا۔ جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے۔ اس میں عداوت کی گنجائش نہیں ہوتی

○ فرمایا۔ بھائی بھائی میں باہمی محبت ہونا۔ اس کی دلیل ہے کہ ان کو باپ سے محبت ہے۔

○ فرمایا۔ جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا۔ سب دکھانے کی چیز ہے۔ اگر لگاؤ نہیں تو خاک۔

○ فرمایا۔ جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو اس کی کوئی سانس معشوق کی یاد سے خالی نہیں ہوتی۔

○ فرمایا۔ جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔

○ فقیر کو لازم ہے کہ دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے اور خدا کے واسطے جان دے دے۔

○ فرمایا۔ فقیر وہ ہے جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے عرض کیا گیا کس سے سانس خالی

نہ جائے، فرمایا کہ اللہ سے۔

○ فرمایا۔ محبت کرو کسب سے کچھ نہیں ہوتا۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ محبت نہیں تو ریاضت بے کار ہے۔

○ فرمایا۔ فقیر کو چاہیے ہر حال میں خوش رہے اور زندگی کے دن کاٹ دے تکلیف ہو تو شکایت نہ کرے اور آرام ہو تو شکر بجا لائے۔

○ فرمایا۔ ایک صورت کو پکڑ لو۔ وہی تمہارے ساتھ یہاں بھی رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی۔

○ فرمایا۔ پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے۔ جو پیر کی شکل ہے بس یہی سب کچھ ہے پیر کی ذات میں فنافی اللہ اور فنافی الرسول کا مرتبہ مل جاتا ہے۔

○ فرمایا۔ لا الہ الا اللہ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور بات ہے بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے۔ دیکھ کے عاشق ہونا ممکن ہے۔

○ فرمایا۔ جب تک خود بینی ہے حقیقت سے حجاب رہے گا۔ خود پرستی حجاب کو بڑھاتی ہے اور مقصود سے دور رکھتی ہے اور بے خودی حجاب کو اٹھاتی ہے۔

○ فرمایا۔ فقیر کم مشائخ زیادہ ہوتے ہیں چونکہ منزل عشق سخت دشوار گذار ہے اس لیے طالب اس راستے کو مشکل سے پسند کرتے ہیں۔

○ فرمایا۔ جس کو سب شیطان کہتے ہیں۔ اس راہ میں وہ دوست بن جاتا ہے دشمنی نہیں کرتا۔

○ فرمایا۔ جس کی قسمت کا جو ہے وہ اس کو ملے گا اگر زندگی میں تو نہیں ملا تو مرتے وقت ضرور ملے گا اور مرتے وقت نہ ملا تو اس کی قبر میں ضرور ٹھونس دیا جائے گا۔

○ فرمایا۔ فقیر کو چاہیے نہ تکلیف سے گھبرائے اور نہ شکایت کرے۔ کیونکہ محبوب کی

دی ہوئی چیز سے گھبرانا محبت کے منافی ہے اور محبوب کی شکایت مشرب عشاق میں کفر ہے۔

○ فرمایا۔ مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے جب تک قطرہ نہیں ملتا قطرہ رہتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو وہی قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔ پھر اسے کوئی قطرہ نہیں کہتا۔

○ فرمایا۔ جو شخص اپنا کام آپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ میاں بھی علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور جو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑتا ہے تو اللہ اس کے کام کو پورا کرتا ہے۔ لازم ہے کہ جو کام کرے اللہ کے بھروسے پر کرے۔

سیرت اولیاءؒ

اولیاء کرام کی سیرت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا آئینہ ہے اولیاء جس بات کو زبان سے مانتے ہیں اس پر دل و جان سے عمل پیرا ہو کر دکھاتے ہیں اس لیے ان کی زندگی اسلام کے عملی پہلو کا منہ بولتا ثبوت ہے ان کی پوری زندگی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں گزرتی ہے اس لیے ان کی زندگی کا اخلاقی پہلو بڑا روشن اور واضح ہوتا ہے اس سے ہمیں بڑی عبرت اور سبق حاصل ہوتا ہے ان کی روزمرہ کی تعلیمات اور واقعات ہمیں اسلام پر سچے دل سے عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر اولیاء کرام کی سیرت کی چند روشن باتیں آپ کے پیش خدمت کی جاتی ہیں۔

نیک عمل کرتے رہو

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ کی مجلس میں کچھ لوگ صرف اس غرض سے آتے ہیں کہ دیکھیں آپ کہاں کہاں وعظ میں غلطی کرتے ہیں یا وہ چاہتے ہیں کہ محض بیکار سوال کر کے آپ کو پریشان کریں۔ آپ نے تبسم فرما کر اس شخص سے کہا کہ ان لوگوں کی باتوں کا برا نہ مانو کیونکہ میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کا خالق و رازق ہونے کے باوجود دنیا کی بدگمانی و بدزبانی سے نہیں بچا تو پھر میں کیونکر بچ سکتا ہوں۔ بس یہ ایک عمل خیر ہے جسے نیک نیتی سے کر رہا ہوں۔ دنیا چاہے کچھ بھی کہے میں کرتا رہوں گا۔

سفر کی تعریف

ایک دن حضرت شیخ امان پانی پتیؒ نے فرمایا کہ مجھے سفر درپیش ہے۔ شیخ اجودھنی نے عرض کیا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے حضرتؒ نے فرمایا کہ سفر دنیا ہوتا تو میں آپ لوگوں کو ساتھ لیتا۔ یہ سفر آخرت ہے اس لیے میں آپ لوگوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں ۔

شوق کا اثر

حضرت شیخ امان پانی پتیؒ شیخ محمد حسن کے خلیفہ تھے۔ حضرت نے کئی خاندانوں سے فیض حاصل کیا تھا۔ مسائل توحید میں دسترس رکھتے تھے۔ علم تصوف اور مسائل توحید میں صاحب تصنیف تھے۔

نقل کرتے ہیں کہ لڑکپن میں جب شیخ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچے تو بار بار پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو جاتے تھے۔ چہرے کی رنگت تبدیل ہو جاتی تھی اور جب ہوشیار ہوتے تو نماز قضا ادا کرتے ۔

محبت کے متعلق ایک نظریہ

حضرت شیخ امان پانی پتیؒ کو اہل بیت پاک سے ایسی محبت تھی کہ اگر دوران درس کوئی سیدزادہ آجاتا تو آپ کتاب بند کر کے تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ میرے نزدیک فقیری کی دو چیزیں ہیں۔ اہل بیت رسول اللہ سے محبت اور تہذیب اخلاق۔ محبت کی علامت یہ کہ حضورؐ کے متعلقین کو محبوب سے زیادہ دوست رکھا جائے۔ جو شخص خدائے تعالیٰ کا عاشق ہے وہ اس کے حبیبؐ کو ضرور دوست رکھے گا۔

فنا و بقا کی حقیقت

حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ تھانیسر میں مجلس ہوئی۔ آپ کے پیر بھائی اور دیگر مشائخین جمع تھے کہ کلمہ طیبہ کا ذکر آ گیا، حضرت نے فرمایا جس نے اس کلمہ کو دل سے پڑھا وہ اگر لفظ لَا کسی ذی جان کے کان میں کہہ دے تو وہ مر جائے گا، اور اِلَّا اللہ کہہ دے تو وہ پھر زندہ ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر حضرت کھڑے ہوئے، قریب ہی ایک گائے بندھی ہوئی تھی

اس کے کان میں لاَ کہا وہ اسی وقت مر گئی، پھر اِلاَّ اللہ کہا تو وہ زندہ ہو گئی۔

توبہ کرنے میں دیر کی وضاحت

حضرت شفیق بلخیؒ کا واقعہ ہے ایک روز ایک بوڑھا حاضر خدمت ہوا اور بولا میں نے بہت گناہ کیے ہیں، اور اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ بوڑھے نے کہا "لیکن میں بہت دیر کے بعد آیا ہوں"، فرمایا"، جو مرنے سے پہلے توبہ کرلے اور خوف خدا اس کے دل میں گھر کرلے تو یہ دیر نہیں ہے۔

حضرت شفیق بلخیؒ کا معقولہ

ایک روز حضرت نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا، اے قوم! اگر تم مردہ ہو تو دنیا قبرستان ہے اور اگر لڑکے ہو تو یہ مکتب ہے، اور اگر دیوانے ہو تو یہ ویرانہ ہے، اور کافر ہو تو کفرستان ہے اور اگر مسلمان ہو تو اسلام ہے۔

ایک شخص کو حضرت رابعہ کی نصیحت

بصرے کے ایک رئیس حضرت رابعہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے کہا میں کچھ نصیحت چاہتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا، اگر کوئی شخص تجھ سے یہ دریافت کرے کہ تو اللہ کو دوست رکھتا ہے تو خاموش ہو جا، کیونکہ اگر تو انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا، اور اگر تو اقرار کرے گا تو یہ غلط بیانی ہے۔ یہ اس لیے کہ تیرے اعمال دوستوں جیسے نہیں۔ یہ الفاظ اثر آفریں ثابت ہوئے۔ رئیس اشکبار ہوا۔ اس نے گناہوں سے توبہ کی۔ اس کے اندر تمام خوبیاں پیدا ہو گئیں جو ایک مومن کے لیے لازم و مخصوص ہے۔

جذبہ اصلاح

ایک دفعہ خلیفہ وقت حضرت سفیان ثوری کے سامنے نماز پڑھ رہا تھا اور حالت نماز میں بار بار اپنی داڑھی پہ ہاتھ پھیرتا تھا۔ حضرت سفیان نے اسے بلا خوف و ہراس ٹوکا اور صاف الفاظ میں کہا کہ یہ نماز نماز نہیں ایسی نمازیں قیامت کے دن اٹھا کر تمہارے منہ پہ ماری جائیں گی خلیفہ نے کہا ذرا آہستہ آہستہ

کہیے، آپ نے فرمایا اگر ایسی ضروری بات تمہارے خوف سے نہ کہوں یا دبی زبان سے کہوں تو میرا پیشاب اسی وقت خون ہو جائے

آخرت کا معاملہ

ایک دفعہ حضرت مالک بن دینار کسی سفر سے دریا کے راستے واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب ان کی کشتی کنارے سے جا لگی تو محصول لینے والا کشتی میں آیا اور کہا ہر مسافر کے سامان کی تلاشی لی جائے گی کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے" یہ سن کر حضرت مالک بن دینارؒ نے اپنے کپڑے جھاڑے اور چھلانگ لگا کر زمین پر آ گئے۔ محصول لینے والے نے پوچھا "یہ کیا آپ کشتی سے باہر کیوں کود گئے۔" فرمایا میرے ساتھ کوئی چیز ہی نہ تھی۔ وہ بولا۔ اچھا تو جایئے حضرت مالک دینارؒ فرماتے ہیں۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ بس آخرت کا معاملہ بھی اسی طرح ہو گا۔

معروف کرخی کا طریقہ شفقت

حضرت معروف کرخی کا خالو شہر کا حاکم تھا۔ ایک دن اس کا گزر شہر کے ایک ویران اور خستہ حال محلے سے ہوا۔ وہاں ایک جگہ دیکھا کہ معروف بیٹھے ہوئے روٹی کھا رہے ہیں اور ایک کتا بھی آپ کے پاس کھڑا ہے آپ روٹی کا ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالتے ہیں اور دوسرا کتے کے منہ میں دے دیتے ہیں۔ خالو نے کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ کتے کے ساتھ بیٹھ کر روٹی کھا رہا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ شرم کے سبب سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں۔

کسی کی بزرگی جانتے کا طریقہ

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کو خبر پہنچی کہ فلاں جگہ ایک بہت بڑے بزرگ آئے ہوئے ہیں۔ حضرت بایزید بزرگوں کی زیارت اور صحبت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے وہ اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ ان بزرگ کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے

وہاں دیکھا کہ انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ حضرت بایزید بسطامی اسی وقت بغیر ملاقات کے واپس لوٹ آئے اور فرمایا کہ اگر یہ شخص ولی اللہ ہوتا اور اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے آداب قبلہ کی خبر ہوتی تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکتا۔

امام شاطبیؒ کتاب الاعتصام میں لکھتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ تارک سنت کو درجہ ولایت حاصل نہیں ہوتا۔ اگرچہ ترک سنت کا سبب عدم واقفیت ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ سے امید رکھو

ایک دفعہ خواجہ حسن بصریؒ کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیے کہ میں اسے حرز جان بنا لوں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو پھر کسی سے نہ ڈر اور اگر خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو پھر کسی سے امید نہ رکھ۔ دوبارہ لکھا۔ اس دن کو ہمیشہ یاد رکھ جب موت سر پر کھڑی ہوگی۔

غیبت کو چھوڑ دو

خواجہ حسن بصریؒ کو ایک دفعہ خبر پہنچی کہ فلاں آدمی نے آپ کی غیبت ہے آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے پاس بطور ہدیہ بھیجا اور ساتھ ہی یہ پیغام دیا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں میرے نامہ اعمال میں منتقل کر دی ہیں۔ اس احسان کا بدلہ دینے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے اس لیے صرف یہ کھجوریں نذر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں

عبادت کو خفیہ رکھو

حضرت داؤد طائیؒ چالیس برس تک مسلسل روزے رکھتے رہے لیکن ان کے گھر والوں کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی۔ وہ عبادت گاہ کو جاتے وقت دوپہر کا کھانا ساتھ لے جاتے تھے اور راہ میں کسی کو دے دیتے تھے۔ شام کو گھر آکر روٹی کھا لیتے تھے اور گھر والوں کو خبر تک نہ ہوتی تھی کہ آپ روزہ سے تھے۔

اصل امیری عبادت ہے

حضرت سمنون روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بغداد میں ایک دولتمند آدمی نے چالیس ہزار درہم مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کیے۔ حضرت سمنون نے یہ بات سنی تو فرمایا "درہم تو ہمارے پاس ہیں نہیں ہم یہی کرینگے کہ ہر درہم کے بدلے ایک رکعت نماز ہی پڑھ ڈالیں۔ یہ کہہ کر وہ مدائن تشریف لے گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔

تھوڑے اسباب پر قناعت کرو

ایک دفعہ رات کو شہر بصرہ میں آگ لگ گئی۔ حضرت مالک بن دینار بصری کا گھر بھی اس کی لپیٹ میں آگیا۔ مالک نے اپنا عصا، چادر اور جوتیاں اٹھائیں اور باہر نکل آئے لوگوں نے کہا حضرت گھر کی خبر تو لیجئے۔ فرمایا گھر میں اور رکھا ہی کیا ہے۔ ہلکے بوجھ والے رہائی پا گئے اور بھاری بوجھ والے ہلاک ہو گئے۔ قیامت میں ایسا ہی ہو گا۔

مالک بن دینارؒ کا زہد

ایک دفعہ کچھ لوگ رات کے وقت حضرت مالک بن دینار کی زیارت کے لیے گئے۔ دیکھا کہ گھر میں اندھیرا ہے اور مالک ایک روٹی کو ہاتھ میں لیے ہوئے مل رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ حضرت گھر میں نہ دیا ہے اور نہ روٹی کھانے کے لیے سالن۔ یہ کیا؟ فرمایا۔ بھائی مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ خدا کی قسم میں تو ان چیزوں پر بھی نادم ہوں جو میرے پاس ہیں۔

شہرت اچھی نہیں

عبداللہ بن مبارکؒ کے ایک شاگرد نے اپنی کسی تصنیف میں ان کا قول نقل کرتے ہوئے قال عبد اللّٰہ بن المبارك لکھ دیا۔ حضرت کو معلوم ہوا تو اس کے پاس جا کر بھیجا کہ اس سے میرا نام اپنی تصنیف سے چھیل دو۔ میری کیا حقیقت ہے کہ کسی قول کو میری طرف منسوب کر کے لکھا جائے۔

احساس امانت

عبداللہ بن مبارک ایک دفعہ شام تشریف لے گئے۔ وہاں کسی سے ایک قلم مستعار لیا۔ لیکن واپس دینا یاد نہ رہا۔ شام سے واپس جاتے ہوئے مرو کے مقام پر پہنچے تو معاً یاد آیا کہ قلم ساتھ ہی آ گیا ہے۔ اسی وقت شام کو مراجعت کی اور سینکڑوں میل کا پرصعوبت سفر دوبارہ طے کر کے وہ قلم اس کے مالک کو معذرت کے ساتھ واپس کیا۔

اللہ کی رحمت

ایک دفعہ آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا اور لوگ بڑی بے تابی سے بارش کا انتظار کر رہے تھے لیکن بارش تھی کہ برسنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ حضرت مالک بن دینار نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ تم سب بارش کا انتظار کر رہے ہو لیکن تمہارے اعمال دیکھ کر مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں اگر پتھر نہ برسے تو سمجھو کہ اللہ نے خاص رحمت کی۔

اللہ سے بخشش کی دعا

ایک روز حضرت فضیل بن عیاضؒ میدان عرفات میں کھڑے تھے اور حجاج کو دیکھ رہے تھے کہ وہ نہایت خشوع و خضوع سے بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگ رہے ہیں۔ فرمانے لگے سبحان اللہ اگر اتنے آدمی کسی بخیل کے پاس جا کر سوال کریں تو وہ بھی ان کو کچھ نہ کچھ دے دے اور تو جو سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ بھلا ان لوگوں کو کیسے ناامید کرے گا تیرے لیے ان کی مغفرت کوئی مشکل نہیں۔ الٰہی ان سب کو اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے۔

اہل حق باعث رحمت ہیں

ایک دفعہ بغداد سے کچھ لوگ مکہ معظمہ گئے۔ اور حضرت سفیان بن عیینہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں۔ جواب ملا بغداد سے۔ حضرت سفیان نے پوچھا آپ لوگوں کے عالم اجل کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون؟ فرمایا

ابو محفوظ معروف کرخیؒ۔ بغدادیوں نے کہا الحمد للہ وہ بخیریت ہیں۔ حضرت سفیان نے فرمایا جب تک وہ بغداد میں رہیں گے اہل بغداد بخیریت رہیں گے۔

تبلیغ کا انوکھا انداز

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص آپ کی سخت غیبت کرتا ہے۔ آپ نے اس شخص کے پاس ایک طبق چھوہاروں کا بہ سبیل عذر بھیج دیا اور کہا اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیاں میرے دفتر اعمال میں منتقل کر دی ہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کا کچھ عوض ادا کروں، معاف کرنا مجھ میں پورے معاوضے کی طاقت نہیں۔

ایک بھائی کی غمخواری

حضرت معروف کرخیؒ کے پاس ایک سائل آیا تو اس کو کچھ دینے کے لیے جوتی کے سوا اور کچھ نہ دیکھا وہی دے دی بعد ازاں آپ کو معلوم ہوا کہ اس نے جوتا فروخت کر کے اس کی قیمت کا کوئی پھل خریدا ہے۔ تو فرمایا۔ الحمد للہ شاید اس کا دل میوے کو چاہتا ہو۔ پس ہم نے اس کی قیمت دے کر غم خواری کی۔

کھانے میں احتیاط کی انتہا

حضرت سفیان ثوری جب کسی دعوت ولیمہ میں بلائے جاتے تو روٹی اپنے گھر سے ساتھ لے جاتے۔ صاحب خانہ جب کہتا یہ کیوں نہیں کھاتے؟ تو فرماتے، "تجھے اپنی روٹی کا حال معلوم ہے مجھے اپنی کا۔ پس ہر ایک اپنا اپنے علم کے مطابق کھانا کھائے۔

مرنے سے عبرت پکڑو

حضرت حاتم عاصمؒ سے کسی نے پوچھا کہ ہم دنیا میں نصیحت یافتہ کب ہو سکتے ہیں؟ فرمایا، "جب یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائے کہ دنیا کی ہر چیز کا انجام بربادی ہے اور دنیادار کو انجام کار مٹی میں جانا ہے۔ لہٰذا تعجب ہے اس شخص پر جس کے گھر سے جنازہ نکلے اور وہ اس سے بھی عبرت حاصل نہ کرے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

حضرت سالم بن ابی الجعد کے ہاتھ میں جو کچھ آتا خرچ کر دیتے۔ اس پر ان کی بیوی نے ملامت کی آپ نے فرمایا "مجھے خود نیکی سے کر تمہیں تکلیف میں چھوڑ جانا اس سے زیادہ پسند ہے کہ خود بدی لے جاؤں اور تمہیں خیر مال و متاع میں چھوڑ جاؤں۔

نفس کو تنبیہ

حضرت ابو سلیمان درانیؒ کے پاس جب کوئی بیٹھتا اور آپ کی طبیعت گھبراتی تو آپ اپنے نفس کو تنبیہ کرتے اور فرماتے "تجھے اپنے سے زیادہ نیک لوگوں کی صحبت پسند نہیں۔ جب اس کو اپنے آپ سے اچھا دیکھا تو اس کے پاس بیٹھنا تجھے مشکل ہو گیا۔"

قناعت کا انوکھا انداز

حضرت عبد الواحد بن زیاد فرماتے ہیں "میرے والد کو اپنے باپ سے ایک بڑی حویلی ورثے میں ملی۔ آپ اس کی ایک کوٹھڑی میں رہتے۔ جب وہ گر جاتی تو دوسری میں رہنا اختیار کرتے۔ حتیٰ کہ اس کی آخری کوٹھڑی میں جا کر آپ کا انتقال ہو گیا لیکن کبھی مرمت نہ کرائی۔

بھوکے کو روٹی کھلانا

حضرت عبد اللہ بن مبارک سے لوگوں نے مسجد بنانے کو کچھ طلب کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا "بھوکے کے پیٹ میں ایک لقمہ جانا یا کسی محتاج کی حاجت روائی کرنا میرے خیال میں مسجد بنانے سے بہتر ہے۔ اگرچہ میں اکیلا ہی اس کی تعمیر کر سکوں۔

لوگوں کا احساس خدمت خلق ہے

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنیؒ اپنی چھت کا پرنالہ اپنے گھر کے اندر رکھتے تاکہ کسی راہرو پر یہ پانی نہ گر جائے آپ کے پاس ایک بلی مر گئی۔ آپ نے اپنے گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور ڈھیر پر نہ پھینکا کہ لوگوں کو اس کی بدبو سے تکلیف بھی پہنچے گی۔

ادنیٰ لوگوں سے نفرت نہ کرو

حضرت عطا سلمیؒ کے پاس گھر کا کام کرنے کے لیے مخنث ملازم تھے۔ کسی نے کہا، کیا آپ کو اس سے گھن نہیں آتی کہ یہ لوگ آپ کے گھر میں ہوں! آپ نے فرمایا۔ بخدا میرے خیال میں وہ مجھ سے زیادہ پاکباز، گناہوں میں کم اور ریا و نفاق میں مجھ سے ادنیٰ درجہ رکھنے والے ہیں۔ تو میں ان سے کیونکر گھن کروں۔

استقامت اختیار کرو

حضرت صالح مری ایک دن فرمانے لگے جو ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہے تو ضرور اس کے لیے دروازہ کھلے گا۔ اس پر ایک عورت بولی "کیا خداوند عالم بھی دروازہ بند رکھتے ہیں؟ صالح کہنے لگے ایک عورت سمجھ گئی اور بوڑھے آدمی نے نہ سمجھا۔

سجدہ ریزی میں خشوع

حضرت ابوامامہؓ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا تو فرمانے لگے "یہ نہایت اچھا ہوتا اگر گھر میں ہوتا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھتا" نیز فرمایا "حضرت عمرؓ جب کسی نمازی کو گردن جھکائے دیکھتے تو دُرّے لگاتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو۔ خشوع تو دل میں ہوتا ہے نہ کہ گردن جھکانے میں۔

ابوذر بن عقیلی کا طرزِ عمل

حضرت موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے میرے پاس تین توڑے چاندی کے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اسے فقراء اور حاجت مندوں میں تقسیم کردو میں نے لے لیے اور اس میں سے کچھ ابوذر عقیلی کے پاس بھیجے۔ آپ فاقہ زدہ رہتے تھے۔ آپ نے ان کو فوراً واپس کردیا۔ گویا میں نے توڑوں کی بجائے بچھو بھیجے ہوں اور خود رات بھر بھوکے رہے۔

وضو کا لوٹا اللہ کی راہ میں دے دیا

حضرت ابوسعل صعلوکیؒ ایک مرتبہ وضو کر رہے تھے کہ اثنائے وضو میں ایک شخص آیا اور کچھ ضرورت کا اظہار کیا دینے کے لیے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ فرمایا تھوڑی دیر انتظار کر لیں وضو سے فارغ ہو جاؤں" جب وضو کر چکے تو فرمایا "یہ لکڑی کا لوٹا (جس سے وضو کر رہے تھے) لے جاؤ اور تو کوئی چیز اس وقت ہے نہیں۔

تحفہ دینا بہتر ہے

حضرت ابو مطیعؒ فرماتے ہیں" ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو آپس میں غلام، گھوڑے، مکان اور بہت سامان تحفہ میں دیا کرتے تھے۔ لیکن آج کل روٹی اور کھانا وغیرہ تحفہ ہو گیا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ اس کو بھی ترک کر دیں گے اور اسلاف کی عادت بالکل جاتی رہے گی اور ان کا ذکر کتابوں میں رہ جائے گا۔

سائل کو کچھ دو

ایک دن حضرت معروف کرخیؒ کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس اس وقت کوئی چیز دینے کو موجود نہ تھی۔ آپ نے اپنی جوتیاں اٹھا کر دے دیں۔ سائل نے ان جوتیوں کو بازار میں فروخت کر کے کوئی پھل خرید لیا۔ اگلے روز جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا الحمدللہ شاید اس شخص کا دل پھل کھانے کو چاہتا ہوگا۔ چلو ہم نے اس کی قیمت ادا کر دی۔

علم کو بڑھاؤ

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری عسقلان تشریف لے گئے۔ تین دن گذر گئے لیکن کوئی شخص آپ سے کوئی مسئلہ یا دین کی بات پوچھنے نہ آیا۔ آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ بھئی اس شہر میں میرا قیام ہو چکا۔ بس اب یہاں سے چلنے کی تیاری کرو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں علم بھی مر جائے گا۔

زیادہ تجسس اچھا نہیں

ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو امام مسجد نے پوچھا کہ آپ نہ تو کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں اور نہ کچھ کام کرتے ہیں پھر آپ کی گذر کس طرح ہوتی ہے۔ شیخ نے فرمایا صبر کر پہلے میں نماز دوبارہ پڑھ لوں پھر جواب دوں گا۔ کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں جو رزق دینے والے کو نہیں جانتا۔

احترام مسجد

حضرت بایزید بسطامیؒ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہ آپ کے گھر سے چالیس قدم کے فاصلے پر واقع تھی۔ آپ اس مسجد کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی راستے میں کبھی نہ تھوکا۔

اللہ کی رحمت طلب کرو

حضرت معروف کرخیؒ ایک دن روزے سے تھے۔ اسی حالت میں ایک سقہ کے پاس سے گزرے وہ کہہ رہا تھا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔ جو اس پانی کو پی کر جائے" آپ یہ سنکر آگے بڑھے اور اس سے پانی لے کر فوراً پی لیا۔ پھر فرمایا کیا عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سقہ کی دعا کو ہی قبول فرمالے۔

سچی توبہ کی شرائط

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت جنید بغدادیؒ سے توبہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ توبہ میں تین باتیں ہونی چاہئیں۔

اول ندامت

دوسرے اس بات کا مصمم ارادہ کہ آئندہ خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔

تیسرے ماضی میں کیے ہوئے گناہوں کے کفارے کا خیال۔

فقر کی زینت

ایک مرتبہ حضرت شیخ شبلیؒ کا لباس بہت بوسیدہ ہو گیا تھا (یا بروایت دیگر انہوں نے عالم بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تھے) ایک شخص نے آپ سے کہا کہ عید سر پہ آ گئی لوگ تو اس دن زیب و زینت کے لیے نئے نئے کپڑے پہن کر آئیں گے۔ اور آپ اس حالت میں وہاں جائیں گے فرمایا فقر کی زینت اس کا فقر اور اس فقر پر صبر کرنا ہے۔

ہر کار رزق خدا کے ذمے ہے

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کے پاس کثرت عیال کی شکایت کی، آپ نے فرمایا "ایک کام کرو اپنے گھر میں جا کر دیکھو۔ جس کسی کا رزق خدا کے ذمہ نہ ہو اس کو نکال دے" وہ شخص خاموش ہو گیا اور پھر کبھی ایسی شکایت زبان پہ نہ لایا۔

برہنہ نہانا حیا کے خلاف ہے

ایک مرتبہ سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی دریائے دجلہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں چند لوگوں کو برہنہ نہلاتے دیکھا تو فرمایا۔ "خدا کی قسم مجھے بار بار مر کر زندہ ہونا پسند ہے لیکن ان لوگوں کا فعل پسند نہیں ہے۔

ہوائے نفس کی مخالفت

حضرت ابو محمد مرتعشؒ سے کسی شخص نے آ کر کہا کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی کمال نہیں کمال یہ ہے کہ ہوائے نفس کی مخالفت کرے کیونکہ نفس کی ہوا کی مخالفت کرنا ہوا میں اڑنے سے کہیں زیادہ افضل ہے۔

نماز میں محو ہونا

ایک دفعہ جاڑوں کے دن تھے۔ مولانا روم نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور ڈاڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی جاڑے کی شدت کی وجہ سے آنسو جمع ہو کر تیخ ہو گئے لیکن حضرت اسی طرح نماز میں مشغول رہے۔

بیماروں سے کراہت نہ کرو

مولانا رومؒ ایک مرتبہ قونیہ سے باہر گرم پانی کے ایک چشمہ پر غسل کرنے گئے۔ وہاں جذام (کوڑھ) کے چند مریض نہا رہے تھے۔ خدام نے ان کو ہٹانا چاہا مولانا نے خدام کو ڈانٹا اور چشمے میں اسی جگہ سے پانی لے کر بدن پر ڈالنا شروع کیا جہاں کوڑھی نہا رہے تھے۔

دوسروں کا احساس

ایک دفعہ مولانا رومؒ حمام میں گئے لیکن بغیر نہائے فوراً باہر آ گئے لوگوں نے سبب پوچھا تو فرمایا تو ایک شخص پہلے سے نہا رہا تھا۔ حمامی نے میری خاطر سے اس کو ہٹانا چاہا لیکن مجھے یہ پسند نہ تھا کہ مجھے کسی دوسرے پر ترجیح دی جائے اس لیے میں باہر چلا آیا۔

اولیاء کا استغراق

حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک ایسا موذی پھوڑا نکل آیا کہ ہاتھ کاٹ دینے کے سوا اس کا کوئی علاج نہ تھا۔ جراحوں نے کہا ہاتھ کٹوا دیجئے۔ آپ اس پر رضامند نہ ہوئے۔ آپ کے مریدوں نے جراح سے کہا کہ شیخ جب نماز میں مشغول ہوں تو تم ہاتھ کاٹ لینا۔ چنانچہ جراح نے نماز کی حالت میں ہاتھ کاٹ لیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

جانور پر رحم کرو

ایک مرتبہ مولانا روم کے ایک ارادت مند کے گھر میں سماع کی مجلس تھی۔ مولانا بھی اس میں شریک ہوئے وہاں مٹھائی کے دو طبق پڑے تھے لوگ سماع میں مشغول تھے کہ ایک کتا کہیں سے گھس آیا اور مٹھائی کے طبق میں منہ ڈال دیا۔ لوگوں نے ان کو مارنا چاہا۔ مولانا نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم لوگوں سے زیادہ بھوکا تھا۔ اس نے کھایا تو اسی کا حق تھا۔

ریاکاری سے بچنا چاہیے

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں جو شخص اپنے اعمال میں جادوگر سے زیادہ ہوشیار نہ ہو۔ وہ ضرور ریاکار ہو جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ریاکار کو کہے گا جا اپنے اعمال

کا بدلہ ان لوگوں سے لے جن کو تو دکھلاتا تھا۔" آدمی جب تک لوگوں سے میل جول رکھے ریا سے نہیں بچ سکتا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کا ایثار

حضرت ابراہیم ادھم ؒ ایک رات غیر آباد مسجد میں گئے جس کے کواڑ نہ تھے۔ دیکھا کہ تین درویش سو رہے ہیں۔ سردی نہایت سخت تھی۔ آپ صبح تک مسجد کے دروازے ہی میں کھڑے رہے۔ انہوں نے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا ہوا سرد تھی۔ میں نے خیال کیا کہ دروازہ روکے رکھوں تاکہ تمہیں سرد ہوا کم لگے۔

غیبت کی مذمت

حضرت ابراہیم بن ادہم سے کسی دوست نے ملنا چھوڑ دیا۔ پھر چند روز بعد آپ کی ملاقات کو آیا اور ایک شخص کی غیبت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: بخدا تیرا نہ ملنا ہی بہتر ہے۔ تو نے میرے دوست کی نسبت میرے دل میں بغض ڈال دیا اور میرے دل کو غافل کر دیا۔

ضرورت پوری کرنا احسان ہے

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بڑا احسان یہ ہے کہ سائل کو تیرے پاس سوال کی ضرورت ہو اور وہ تجھ سے شرم کھائے اس صورت میں تیرا احسان اس کی شرمندگی کی مکافات نہ کرے گا۔ مناسب یہ تھا کہ تو اپنے دوست کے حالات کی خود تفتیش کرتا اور سوال کی نوبت ہی نہ آتی کہ اس کی ضرورت پوری کر دیتا۔

حیثیت کے مطابق حاجت روائی کرو

ایک عورت امام لیث بن سعدؒ کے پاس چھوٹا سا برتن لے کر شہد مانگنے آئی اور کہا "میرا خاوند بیمار ہے" امام موصوف نے اسے شہد کا بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم فرمایا۔ کسی نے کہا وہ تو چھوٹی سی پیالی میں مانگتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے اپنی قدر کے موافق مانگا اور ہم نے اپنی حیثیت کے موافق دیا ہے۔

حضرت عامر بن قیس کی انکساری

حضرت عامر بن قیسؒ سے ایک شخص نے کہا "میرے لیے دعا فرمایئے آپ نے فرمایا "مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی پسندیدہ بات کے لیے اس سے سوال کروں چہ جائے کہ غیر کے کیونکہ یہ ایک قسم کی شفاعت ہے اور شفاعت مقربین کا کام ہے۔

مسجد میں دنیاوی باتوں سے بچو

حضرت خلفؒ بن ایوب ایک روز مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک آدمی کسی بات کے دریافت کرنے کو آیا۔ آپ اٹھے اور مسجد سے باہر جا کر اس کی بات سنی اور اس کا جواب دیا۔ پھر واپس آ گئے اور فرمانے لگے مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مناسب نہیں یہ خانہ خدا ہے۔

ہر چیز سے اچھا جاننا محبت ہے

ایک شخص نے بشیر بن صالح سے کہا۔ میں آپ سے للٰہی محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا "تجھے کس نے جھوٹ بولنے پر آمادہ کیا؟ تو میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ تو اپنے گدھے کا پالان میری پگڑی اور دوسرے کپڑوں سے زیادہ عزیز خیال کرتا ہے۔

سائل سے حسن سلوک

ایک دفعہ ایک آدمی نے اوس بن خارجہ سے کہا میں آپ کے پاس ایک معمولی ضرورت کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا "معمولی ضرورت کے لیے معمولی آدمی تلاش کر اور میرے پاس کسی بڑی ضرورت کو بیان کر کیونکہ مجھ میں اس کے پورا کرنے کی توفیق ہے۔

غرور کی مذمت

حضرت واسعؒ نے ایک دن اپنے بیٹے کو ذرا خراماں چال چلتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا "تجھے کچھ خبر ہے تو کون ہے؟ تیری ماں کو

میں نے دو سو درہم کے عوض مول لیا تھا۔ اور میں جو تیرا باپ ہوں، تمام مسلمانوں سے بدتر ہوں۔ پھر یہ تیرا اترانا کس بات پہ ہے!

ترکِ سنت کے خوف سے کنارہ کشی

حضرت طاؤسؒ اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ جب ان سے اس کا باعث پوچھا گیا تو فرمانے لگے "حاکموں کے ظلم رعیت کی تباہ کاری اور سنت کے جلتے رہنے کے باعث میں نے یہ تنہائی اختیار کی ہے کیونکہ جو حق کے قائم کرنے میں غلام اور اپنے بیٹے میں فرق کرے وہ ظالم ہے۔

سخاوت کا عجیب انداز

حضرت شعبہؒ مشہور ترین محدث ہیں۔ بڑے عابد و زاہد اور عالم فاضل تھے۔ ایک سائل ان کے پاس حاضر ہوا دینے کے لیے کوئی چیز گھر میں میسر نہ ہوئی تو اپنے مکان کی چھت میں سے ایک کڑی نکال کر اس کے حوالے کر دی کہ اس کو فروخت کر لینا اور معذرت بھی کی کہ اس وقت میرے پاس دینے کے لیے اور کچھ نہیں۔

مذمت خوشامد کا طریقہ

ابو عبداللہ سمرقندیؒ کی جب لوگ تعریف کرتے تو فرماتے "واللہ میری اور تمہاری مثال اس لڑکی کی سی ہے جس کی بکارت زنا سے زائل ہو گئی ہو اور اس کے گھر والوں کو معلوم نہ ہو، وہ اس کی شب زفاف پر خوش ہوں، مگر لڑکی اپنی فضیحت کے خوف سے غمگین ہو۔

اللہ والوں کی جرأت

بصرہ کے ایک حاکم نے مالک بن دینارؒ سے کہا "تجھے معلوم ہے کس بات نے تجھے ہمارے سامنے درشتی اور سخت کلامی کی جرأت دی؟ اور کس وجہ سے ہمیں تیرے مقابلے کی طاقت نہیں؟ اس کا باعث تیرا ہم سے بے طمع ہونا اور دنیا سے بے رغبتی ہے۔

سمجھانے کا مؤدبانہ انداز

حضرت عطا خراسانی فرماتے ہیں "جب میں کسی آدمی سے حدیث یا کوئی اور بات سنتا ہوں۔ اگرچہ وہ مجھے پہلے سے معلوم ہو اور بارہا اس کو سنا ہو تاہم خوب کان لگا کر متوجہ ہو کر سنتا ہوں گویا پہلی مرتبہ اسی سے سن رہا ہوں۔ اس خیال سے کہ اگر میں اس کو بتلاؤں گا تو وہ شرمندہ ہو جائے گا۔

سید عبدالقادر جیلانی کی دعا

ایک مرتبہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کو دیکھا کہ حرم کعبہ کے اندر سنگریزوں پر سجدہ ریز ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔ یا الٰہا مجھے بخش دے اور اگر میں سزا کا مستحق ہوں تو قیامت کے دن مجھے اندھا اٹھانا تاکہ نیکوں کے سامنے مجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

نفس کو قابو پانے میں کامیابی ہے

حضرت ابو علی دقاقؒ کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص بڑی دور سے چل کر آیا اور عرض کی کہ فلاں جگہ سے آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا جس مقصد کے لیے تم آئے ہو وہ محض طویل سفر طے کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا اسے حاصل کرنے کے لیے اپنے نفس پر قابو پانے کی کوشش کرو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔

مخلوق سے بے نیازی

حضرت عتبہ بن الغلامؒ حضرت خواجہ حسن بصری کے شاگرد تھے۔ کسی نے حضرت عبدالواحدؒ بن زید سے پوچھا۔ کیا کوئی ایسا آدمی آپ کی نظر میں ہے جو خلقت سے واقعی بے نیاز ہو، انہوں نے فرمایا" ذرا ٹھہرو ایسا آدمی تھوڑی دیر میں میرے پاس آنے والا ہے۔ اتنے میں حضرت عتبہؒ تشریف لائے حضرت عبدالواحدؒ بن زید نے عتبہؒ سے پوچھا "کیسے راستے

میں کس کس سے ملاقات ہوئی جواب دیا میں نے نگاہ ہی اونچی نہیں کی ملاقات کا کیا سوال ہے۔

تصوف سمجھنے سے آتا ہے

حضرت شیخ جنیدؒ بغدادی نے اپنے ہم عصر اور دوست شیخ ابوبکر کتانیؒ کو ایک ہزار مسائل تصوف لکھوائے تھے۔ جب ابوبکر کتانیؒ نے وفات پائی تو آپ کو بہت تشویش ہوئی کہ کہیں وہ مسائل کسی نااہل کے ہاتھ نہ پڑ جائیں مگر جب معلوم ہوا کہ ابوبکر کتانیؒ نے خود انہیں وفات سے پہلے دھلوا دیا تھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مسائل تصوف کے سمجھنے کے لیے استعداد کی ضرورت ہے ہر کس و ناکس ان کو نہیں سمجھ سکتا۔

اپنی حاجت کو پورا کرو

ایک دفعہ ایک شخص حضرت جنیدؒ بغدادی کی خدمت میں پانچ سو دینار لایا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کہ ان دیناروں کے علاوہ بھی تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا۔ جی ہاں خدا کے فضل سے بہت کچھ ہے" آپ نے فرمایا تیری کچھ حاجتیں بھی ہیں؟ اس نے کہا۔ جی ہاں کتنی ہی حاجتیں ہیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ پھر ان دیناروں کا مجھ سے زیادہ تو حقدار ہے کہ نہ میرے پاس کچھ ہے۔ نہ مجھے کوئی حاجت ہے۔

ذلت اور شرافت کا معیار

حضرت شبلیؒ نے ایک دفعہ ایک امیر کے پاس آدمی بھیج کر کوئی چیز طلب کی۔ اس نے طعنہ کے طور پر کہلا بھیجا۔ جس سے آخرت و عقبیٰ کے خواستگار ہوا کرتے ہو اس سے کیوں طلب نہیں کرتے۔ حضرت شبلی اس کا جواب سنکر جلال میں آ گئے اور اسے کہلا بھیجا۔ تو ذلیل ہے اور دنیا بھی ذلیل ہے۔ اس کے مقابل حق تعالیٰ شریف ہے اور آخرت بھی شریف ہے۔ لہٰذا میں ذلیل کو ذلیل سے اور شریف کو شریف سے مانگتا ہوں۔

نوکروں پر رحم کرو

ایک دفعہ حضرت مولانا رومؒ کی اہلیہ کرا خاتون نے اپنی لونڈی کو سزا دی۔ مولانا کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ اگر وہ آقا ہوتی اور تم اس کی لونڈی تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ پھر فرمایا کہ فی الحقیقت تمام انسان ہمارے بھائی بہنیں ہیں کوئی شخص خدا کے سوا کسی کا غلام نہیں کرا خاتون نے اسی وقت لونڈی کو آزاد کر دیا اور جب تک زندہ رہیں غلاموں اور کنیزوں کو اپنے جیسا کھلاتی اور پہناتی رہیں۔

علم بکاؤ چیز نہیں

حضرت شیخ ابوالعباسؒ ایک مرتبہ ایک دکان پر اخروٹ خریدنے گئے دکاندار نے اپنے ملازم سے کہا کہ اچھے اچھے اخروٹ چن کر دینا شیخ نے پوچھا۔ جب کوئی شخص اخروٹ خریدنے آتا ہے تو تم اپنے ملازم کو ہمیشہ یہی حکم دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا "نہیں" یہ تو میں نے آپ کے علم کی وجہ سے کہا ہے۔ آپ نے یہ سنکر جواب دیا۔ بھائی میں چند اخروٹوں کے عوض اپنا علم فروخت نہیں کرسکتا۔ یہ کہہ کر آپ اخروٹ لیے بغیر چلے گئے۔

دشمن کے لیے دعائے مغفرت

ایک شخص جھجو نامی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے بلا وجہ عناد رکھتا تھا اور ہر وقت آپ کو ایذا پہنچانے کی تاک میں رہتا تھا قضائے الٰہی سے وہ فوت ہو گیا حضرت محبوب الٰہی کو اس کی وفات کی خبر ملی اور آپ اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور تدفین کے بعد اس کی قبر کے قریب نماز دوگانہ پڑھی اور اس سے جو تکلیفیں پہنچی تھیں ان کو معاف کر کے بڑے خشوع و خضوع سے اس کی مغفرت کے لیے دعائیں بھی مانگتے رہے۔

استاد کی اولاد کی تعظیم

ایک دفعہ ایک شخص حضرت شیخ ابوالفتح رکن الدین ملتانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کے استاد

کا لڑکا ہوں۔ حضرت نے اس کا نام و پتہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے والد سے سورہ اخلاص پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا تم میرے خداوند زادہ ہو۔ مجھ کو اسی طرح حکم دو جس طرح ایک آقا اپنے غلام کو دیتا ہے اس نے کہا مجھے زر و مال کی حاجت ہے آپ نے اسی وقت اس کو دس ہزار ٹنکے عنایت فرمائیے اور وہ خوش خوش آپ سے رخصت ہوا۔

سفارش کی حقیقت

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں لیکن استطاعت نہیں ہے آپ بادشاہ کو لکھیں کہ وہ سرکاری خزانہ سے مجھے زادِ راہ عنایت فرمائے۔ آپ نے یہ سنکر محرروں سے فرمایا کہ بادشاہ کو لکھ دو کہ اس شخص کو زادِ راہ عنایت کیا جائے لیکن میں نے فقہ میں دیکھا ہے کہ جو شخص بادشاہوں سے خرچ لے کر حج کو جاتا ہے اس کا حج قبول نہیں ہوتا۔

مہمان کی عزت کرو

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی ملاقات کے لیے ہر روز بیسیوں آدمی آتے لیکن آپ کسی کو بغیر کھلائے پلائے نہ جانے دیتے فرماتے تھے کہ جو شخص کسی زندہ آدمی کی ملاقات کو آئے اور اس کے یہاں کوئی چیز نہ چکھے تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی۔ جب کوئی مہمان آپ کے یہاں مقیم رہتا نہ صرف اس کے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتے تھے بلکہ نقد وظیفہ بھی دیتے تھے اور اس کے رہنے کے لیے علیحدہ حجرہ کا انتظام بھی کر دیتے تھے۔

قضاءِ نماز ہونے کا افسوس

حضرت شیخ شرف الدینؒ احمد منیری نے ایک دن علی الصباح سرد پانی سے غسل کیا طبیعت کمزور تھی، سرد پانی برداشت نہ کر سکے اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فجر کی نماز کا وقت جا چکا تھا۔ آپ کو سخت رنج ہوا بار بار اپنے آپ سے مخاطب ہو کر

فرماتے تھے کہ جتنا مجاہدہ اور ریاضت میں نے کی ہے اگر کسی پہاڑ نے کی ہوتی تو پانی ہو جاتا۔ لیکن افسوس شرف الدین کچھ نہ ہوا (ہیچ نہ شد)

شاہی نذرانہ لینے سے انکار فرخ سیر شاہ ہند حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی کا بڑا عقیدت مند تھا۔ اس نے ایک مرتبہ آپ کے لنگر کے لیے ایک بڑی جاگیر نذر کی۔ لیکن آپ نے اس کو لینے سے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے بہت اصرار کیا لیکن آپ اپنے انکار پر قائم رہے۔ حضرت کا اصول تھا کہ بادشاہوں اور امراء کی ملاقات کے لیے کبھی ان کے پاس نہیں جاتے تھے۔ البتہ جو آپ کی خانقاہ میں خود آجاتا اس سے مل لیتے تھے اور اتباع سنت و شریعت کی تلقین فرماتے تھے۔

نماز باجماعت کی اہمیت ایک دفعہ حضرت حاتم اصمؒ کی نماز باجماعت فوت ہو گئی آپ کو اس کا شدید صدمہ ہوا۔ ایک دو ملنے والوں نے اظہار افسوس کیا۔ اس پر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کے لیے آتا۔ لیکن میری نماز باجماعت فوت ہو جانے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

خطا کار پر شفقت ایک رات حضرت جنیدؒ کے مکان میں ایک چور گھس آیا اور آپ کا پیراہن مبارک چرا کر لے گیا۔ دوسرے دن حضرت جنیدؒ بازار سے گذر رہے تھے کہ دیکھا وہ چور آپ کے پیراہن کو فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہہ رہا ہے کہ کوئی شناخت کرے کہ یہ پیراہن تیرا ہی ہے تو میں خرید لوں گا۔ اگر بعد میں یہ چوری کا مال نکل آیا تو میں مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یہ سنکر حضرت جنیدؒ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں واقف ہوں۔ اس پر خریدار نے پیراہن

لے لیا۔

سب سے اچھا عمل

ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ شبلیؒ سے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے خَیْرُ عَمَلِ الْمَرْءِ کَسْبُ یَمِیْنِہٖ (انسان کا سب سے اچھا عمل وہ ہے جسے اپنے دہنے ہاتھ سے حاصل کرے) تو اس میں کسب یمین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا جب رات ہو تو پانی لے کر وضو کرو اور نماز کے لیے تیار ہو جاؤ۔ پھر جتنی نماز چاہے پڑھو۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں نہایت عجز کے ساتھ دعا کرو۔ بس یہی تمہارا کسب یمین ہے۔

اہل حق کی جانداروں پر شفقت

حضرت شیخ شبلیؒ ایک مرتبہ شہر سے گندم کی ایک بوری خرید کر لائے۔ گھر پہنچ کر بوری کا منہ کھولا تو ایک چیونٹی پر نظر پڑی جو بے تابی سے اِدھر اُدھر دوڑ رہی تھی۔ رات کو بستر پر لیٹے تو نیند نہ آئی۔ بار بار یہی خیال آتا تھا کہ میں تو اپنی خواب گاہ میں ہوں اور غریب چیونٹی میرے سبب سے بے خانماں ہو گئی صبح ہوتے ہی اسے گندم میں سے ڈھونڈ نکالا اور پکڑ کر وہیں چھوڑ آئے جہاں سے لائے تھے۔

اللہ سے غافل مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے

لوگوں نے ایک مرتبہ شیخ شبلیؒ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے کیا معنی ہیں۔

اِذَا رَاَیْتُمْ اَھْلَ الْبَلَآءِ فَاسْئَلُوْا رَبَّکُمُ الْعَافِیَۃَ

(جب تم مبتلائے بلا لوگوں کو دیکھو تو اپنے رب سے عافیت مانگو)

آپ نے فرمایا۔ مبتلائے بلا وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف سے غافل ہیں۔

صوفیا کے سات اصول

کسی شخص نے حضرت سہل تستریؒ سے پوچھا کہ صوفیائے کرام کے وہ کون سے اصول ہیں جن کی پابندی کرنا

ان کے نزدیک فرض ہے۔ فرمایا کہ صوفیہ کے سات اصول ہیں جن کو وہ فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ پہلا کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا۔ دوسرا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع۔ تیسرا کسب حلال۔ چوتھا لوگوں کو تکلیف سے بچانا۔ پانچواں گناہوں سے بچنا۔ چھٹا توبہ و استغفار، ساتواں حقوق کا ادا کرنا۔

فقیروں کا بادشاہ سے کیا تعلق

سلطان زین العابدینؒ بڈشاہ (والی کشمیر) کے عہد میں ایک خدا رسیدہ بزرگ شیخ بہاؤالدینؒ گنج بخش تھے۔ ایک مرتبہ سلطان نے آپ کو شاہی محلات میں آنے اور دریا کی سیر کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے کہلا بھیجا۔ ہم فقیروں کو سیر و تفریح اور محلات شاہی سے کیا تعلق؟ ہمیں معاف رکھو۔ ہم بادشاہوں سے دور ہی اچھے ہیں۔

رضائے الٰہی

شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے لبوں پر تیس سال تک تبسم نہ آیا لیکن جب ان کا بیٹا فوت ہوگیا تو لوگوں نے ان کو خلاف معمول متبسم دیکھا۔ پوچھا کہ اے شیخ یہ تبسم کرنے کا کون سا موقع ہے۔

فرمایا: مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ میرے فرزند کی موت میں راضی تھا اس لیے میں نے بھی رضائے الٰہی کی خاطر تبسم کیا ہے جو اس کی خوشی وہی میری خوشی۔

صبر سے کام لیا

حضرت مخدوم جہانیاں کی خانقاہ اور قیام گاہ سے چیزیں اکثر چوری ہو جاتیں لیکن آپ ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتے ایک بار دہلی میں مقیم تھے کہ آپ کی چادر کسی نے اڑالی۔ ایک عقیدت مند نے کہا کہ آپ کی چیزیں اکثر چورائی جاتی ہیں۔ آپ چور کے لیے بدعا کریں۔ فرمایا میں نے نہ کبھی پہلے بددعا کی ہے اور نہ اب کروں گا بلکہ اگر چور آجائے تو میں چادر اس کو بخش دوں گا۔

گالیوں سے اجتناب کرو

ایک دفعہ دو شخص سر راہ لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اے ملعون تو ایک کہے گا تو مجھ سے دس سنے گا۔ اتفاق سے مولانا رومؒ ادھر سے گذرے۔ آپ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بھائی جو کچھ کہنا چاہتے ہو مجھ کو کہہ لو۔ مجھ کو اگر ہزار کہو گے تو ایک بھی نہ سنو گے۔" دونوں سخت شرمندہ ہوئے اور آپس میں صلح کر لی۔

اولیاء کی شان قناعت

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اپنے دور کے حکمرانوں اور امیروں سے راہ و رسم رکھتے۔ لیکن اس کا مقصد ان کو سیدھے راستہ پر چلانا تھا۔ فرماتے تھے کوئی درویش سلاطین و امراء سے کسی ذاتی غرض کے لیے ملتا ہے تو وہ درویش نہیں ہے۔ درویش کو ہر حال میں قانع اور متوکل باللہ ہونا چاہیے۔ ایک دفعہ سیف خان والی اودھ نے ایک گاؤں آپ کی نذر کرنا چاہا۔ جس کی آمدنی ایک لاکھ ٹنکہ تھی۔ آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ ایک درویش کی شان قناعت کے خلاف ہے۔

اپنی اصلاح کے لیے اپنے عیب دیکھو

ایک دفعہ مولانا وجیہ الدین یوسف نے حضرت برہان الدینؒ غریب کی خدمت میں عرض کی کہ میں جس قدر اپنے نفس کے عیوب کو دور کرتا ہوں اسی قدر زیادہ عیوب نظر آتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ تو ایک انسان کا کمال ہے کیونکہ انسان کو جب کمال حاصل ہوتا ہے تو اس کی نظر اپنے ہی عیوب پر پڑتی ہے۔

اللہ کے ولی بے خوف ہوتے ہیں

حضرت جبلہ بن اہتمؒ نے بہت مجاہدے کیے ہیں۔ سنسان و خطرناک جنگلوں میں عبادت کی ہے۔ آپؒ ویرانہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر کی آواز سنائی دی۔

نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا، شیر آپ ہی کی طرف آرہا ہے، قریب پہنچا تو وہ ٹھہر گیا آپ بلا خوف وخطر اسی طرح قبلہ رو بیٹھے رہے اور جب وہ کھڑا ہی رہا تو آپؒ نے شیر سے فرمایا۔ جاؤ اپنی روزی کہیں اور تلاش کرو۔ آپ کے یہ کلمات سنتے ہی شیر وہاں سے چلا گیا۔

جلال فقیر کا اثر

حضرت خواجہ حسن بصریؒ اموی حکومت کی پالیسی سے بہت سے بنیادی امور میں اختلاف رکھتے تھے، لیکن حجاج اس بات پر مُصر تھا کہ آپ اس اختلاف سے باز رہیں اور اپنی زبردست شخصیت کے اثرات حکومت کی تائید میں صرف کریں۔ لیکن آپ جیسے حق گو مجاہد کے لیے یہ ناممکن تھا۔ اس لیے آپ نگاہ عمال سے بچ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ سرکاری جاسوسوں نے ہر چند تلاش کیا مگر ناکامی ہوئی۔ لیکن ایک خارجی کو کسی نہ کسی طرح آپؒ کی گوشہ نشینی کا علم ہو گیا اور اس نے آپ کو طرح طرح سے ڈرانے، دھمکانے اور حکومت کو مطلع کرنے کی باتیں شروع کر دیں۔ آپ اولاً تو برداشت کرتے رہے، لیکن ایک دن وہ اسی ارادے سے آپؒ کے پاس آرہا تھا کہ اسے دیکھ کر آپ کو غصہ آگیا اور بارگاہ ایزدی میں عاجزی کے ساتھ اس سے چھٹکارا پانے کی درخواست کی۔ چلتے چلتے وہ خارجی لڑکھڑایا، زمین پر گر گیا۔

بیت اللہ شریف سامنے آگیا

حضرت شیخ شاہ کلیم اللہؒ کی خدمت میں ایک طالب علم حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کے طالب علم دین ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ اس پر شفقت بھی فرمایا کرتے تھے ایک دن اس نے حضرت سے عرض کیا۔ نماز کی ہر نیت کے وقت میں کہتا ہوں "منہ میرا کعبہ کی طرف"، لیکن آج تک کعبہ مجھے نظر نہیں آیا۔ حضرت شیخ اس کی شرارت پر مسکرائے اور

ازراہ کرم فرمایا۔ اچھا آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو حضرت شیخ نے فرمایا کیا نظر آرہا ہے ؟ اس نے عرض کیا۔ بیت اللہ شریف سامنے ہے، پھر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ ہر وقت ایسا ہو سکتا ہے۔

درخت کی کونپلیں پھوٹ آئیں

حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ دہلویؒ کے ایک مرید خواجہ محمد یوسف تھے جن کے رہائشی مکان میں ایک عمدہ باغ تھا۔ خواجہ صاحب ایک بار علیل ہوئے تو حضرت شیخ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ عیادت سے فراغت کے بعد آپ باغ میں تشریف لے گئے جہاں بر سبیل تذکرہ یہ بات بھی آئی۔ کہ اس باغ میں دو انار کے درخت خشک ہو گئے ہیں کئی برس گزر چکے ہیں لیکن ان میں ایک پتی بھی نہیں پھوٹی ہے۔ حضرت شیخ نے سن کر تبسم فرمایا۔ وہیں وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا فرمائی۔ اگلا دن ابھی پورا نہیں گزرا تھا کہ ان درختوں پر کونپلیں پھوٹنے لگیں اور پھر چند ہی دنوں میں وہ درخت ہرے بھرے ہو گئے۔

اللہ کے بندے جو مانگتے ہیں اللہ اسے پورا کر دیتا ہے

حضرت عبدالواحد بن زیدؒ کو فالج کا مرض ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے آپ جہاں اور بہت سی ضروریات سے معذور ہو گئے تھے، وہیں آپؒ وضو سے بھی مجبور ہو گئے تھے لیکن تمام مجبوریاں تو آپ گوارا فرما سکتے تھے لیکن طہارت کے ساتھ نماز ادا نہ ہونا، یہ قابل برداشت تھا۔ چنانچہ آپ نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کیا، یہ مرض مجھے قبول ہے۔ میں تیری اس مرضی میں راضی ہوں، لیکن اتنی عنایت فرما کہ نمازوں کے اوقات میں میرے اعضاء

تندرست ہو جایا کریں تاکہ وضو کر سکوں، اور طہارتِ تامہ کے ساتھ تیرے عالی مقام دربار میں حاضری دے سکوں۔ گزارش منظور ہوئی۔ شب و روز کے ایک ایک لمحہ میں ان پر فالج کا اثر رہتا تھا۔ لیکن جب بھی نمازوں کے اوقات آتے تو ان کے اعضا بالکل تندرست ہو جاتے تھے اور جب وہ خوب اچھی طرح وضو کر لیتے اور شکر ادا کر چکتے تو پھر تمام اعضا فالج زدہ ہو جاتے۔

درویشی کا مطلب

لوگ درویش اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، حالانکہ درویش وہ ہے جس کے پاس سب کچھ ہو۔

ایک مرتبہ ایک بادشاہ کا ایک درویش کے پاس سے گزر ہوا۔ درویش پاؤں پھیلائے گدڑی سی رہا تھا، اس نے بادشاہ کی طرف نہ آنکھ اٹھا کر دیکھا اور نہ تعظیماً پاؤں ہی سکیڑے جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا، اور بے اعتنائی کا سبب پوچھا، تو بولے۔ بادشاہ! جس نے خلقت سے ہاتھ سکیڑ لیے ہیں اسے پاؤں سکیڑنے کی حاجت نہیں رہتی۔

اللہ کی پہچان کا صلہ

حضرت یحییٰ معاذ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اسے آگ سے عذاب نہیں دیا جائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اس کو آگ سے عذاب دیا جائے گا۔ حضرت یحییٰ معاذ فرماتے ہیں کہ میں اس سے کیونکر غافل ہو جاؤں جو مجھ سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا۔ مجھے معلوم ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا، پس وہ آگ کے لیے عذاب ہے اور جس نے اسے نہیں پہچانا آگ اس کے لیے عذاب ہے۔

اللہ پر توکل کی انتہا

جب حضرت بایزیدؒ نماز پڑھتے تو ہیبت حق اور تعظیم شریعت کے سبب آپ کے سینے کی ہڈیوں سے اس قدر چرچراہٹ کی آواز نکلتی کہ لوگ اس آواز کو بخوبی سن لیتے۔ ایک دن حضرت ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام نے حضرت سے پوچھا

اے شیخ! آپ کوئی کسب نہیں کرتے اور نہ کسی سے سوال کرتے ہیں، پھر آپؒ کھاتے کہاں سے ہیں۔

حضرت نے فرمایا "ٹھہرو میں نماز کا اعادہ کر لوں، کیونکہ جو شخص روزی دینے والے کو نہیں جانتا اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت کے اس ارشاد سے امام شرمندہ ہوا اور اس نے آپ کی عبادت و ریاضت سے متاثر ہو کر عرض کیا میں اب تک غافل تھا اور اب آپ نے ہوشمند ہی بنا دیا ہے۔

ثوری کہلانے کی وجہ

حضرت سفیان ثوریؒ جو انسانوں سے بڑھ کر عقلمند اور صاحب ہوش تھے۔ ثوری اس لیے کہلائے کہ ایک روز حضرت نے مسجد میں پہلے بایاں پاؤں رکھا، مسجد کے ایک کونے سے آواز آئی "اے سفیان ثور کیا تم عبادت خانے میں جو اللہ کا گھر ہے بے سوچے سمجھے داخل ہوتے ہو" حضرت یہ آواز سنکر روئے اور اپنے آپ سے کہا "اے سفیان اگر تو انسانوں کی طرح مسجد میں داخل ہوتا تو آج تیرا شمار حیوانوں میں نہ ہوتا"

منکر نکیر کے سوال کا جواب

حضرت شبلیؒ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا کہ کہیے آپؒ منکر نکیر سے کیونکر نبٹے؟ فرمایا "یوں کہیے کہ انہوں نے مجھ سے کیونکر خلاصی پائی۔ جب انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے میں نے کہا اے فرشتو! میرا خدا وہ ہے جس نے سب فرشتوں سے میرے باپ کو سجدہ کرایا۔ اور میں اس وقت اپنے باپ کی پیٹھ میں تم کو دیکھ رہا تھا۔ فرشتے حیران ہو کر بولے، ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے، ہم اس سے سوال کرتے ہیں اور وہ آدم کی نسبت جواب دیتا ہے

قناعت کی حقیقت

جب حضرت سفیانؒ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت نے سرہانے کے نیچے سے ایک ہزار دینار کی تھیلی نکالی اور حاضرین سے کہا کہ لو یہ رقم صدقہ کر دو" حاضرین متعجب ہوئے، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت اپنے پاس پھوٹی کوڑی نہیں رکھتے تھے۔ فرمایا "اسی زر کی بدولت میں نے اپنا دین شیطان سے بچایا ہے۔ جس وقت وہ میرے دل میں وسوسہ ڈالتا کہ آج تو کیا کھائے گا، کیا پہنے گا، تو میں کہتا کہ دیکھو یہ روپیہ ہے تو وہ شرمندہ ہو کر چلا جاتا اور مجھے کسی کے دروازے پر نہ جانا پڑتا۔

غفلت سے بیداری

حضرت ابوالعباسؒ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شکاری کو دیکھا، وہ ساحل پر مچھلی کا شکار کر رہا تھا اور اس کے پہلو میں اس کی چھوٹی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب مچھیرا کوئی مچھلی پکڑتا تو ٹوکری میں ڈال کر اس لڑکی کے پاس رکھ دیتا تھا اور لڑکی مچھلی کو ٹوکری سے نکال کر پانی میں چھوڑ دیتی تھی۔ کافی دیر تک مچھلی کا شکار کرنے کے بعد جب اس نے ٹوکری میں دیکھا تو ٹوکری میں کچھ نہ تھا۔ لڑکی سے پوچھا۔ مچھلیاں کدھر گئیں، لڑکی نے جواب دیا۔ اباجان کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ حضور رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مچھلی اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتی ہے وہ کانٹے میں پھنستی ہے یہ سن کر وہ شخص رونے لگا کہ اتنی عمر ہو گئی لیکن مجھے اس بات کا وہم بھی نہ ہوا تھا۔

موت کی خواہش

حضرت سفیان ثوریؒ کا طرز عمل تھا کہ جب آپ کا کوئی ارادت مند سفر کا قصد کرتا تو آپ فرماتے کہ اگر کہیں راہ میں موت نظر پڑے تو میرے لیے لیتے آنا۔ اور مرتے دم رو کر فرمایا کہ میں موت کا بہت خواہش مند رہتا تھا لیکن آج معلوم ہوا کہ موت لاٹھی ٹیک کر دنیا میں سفر کرنے سے کہیں زیادہ دشوار ہے یعنی خدا کے روبرو پیش ہونا آسان کام نہیں۔ اور موت کا ذکر سنکر خوف کے مارے

بے ہوش ہو جایا کرتے تھے، اور لوگوں کو نصیحت فرماتے کہ موت سے پہلے اس کا سامان مہیا کر لو۔ اور جب موت کے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کو جنت مبارک ہو تو فرمایا کہ اہل جنت تو دوسرے لوگ ہوتے ہیں ہماری وہاں تک رسائی کہاں ہو سکتی ہے۔

چار عمل کرنے کی باتیں

حضرت سفیان ثوری نے ایک مرتبہ حضرت حاتم سے فرمایا کہ میں تمہیں ان چار چیزوں سے آگاہ کرتا ہوں جن کو عوام نے بربنائے غفلت فراموش کر دیا ہے اول یہ کہ لوگوں پہ اتہام لگا کر ان کو برا بھلا کہنا احکام خداوندی سے غافل بنا دیتا ہے۔ دوم کسی مومن کے عروج پر حسد کرنا ناشکری کا پیش خیمہ ہے۔ سوم ناجائز دولت جمع کرنے سے انسان آخرت کو بھول جاتا ہے۔ چہارم خدا تعالیٰ کی وعید پر خوفزدہ نہ ہونے اور اس کے وعدوں پہ اظہار مایوسی کرنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے اور یہ سب چیزیں نہایت بری ہیں۔

فریب سے بچنے کا عجیب طریقہ

حضرت داؤد طائیؒ سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپؒ شادی کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا میں کسی مومنہ کو فریب دینا نہیں چاہتا۔ لوگوں نے کہا وہ کس طرح آپ نے فرمایا جب میں اس سے شادی کر دوں گا اس کا کھانا کپڑا اپنے ذمہ لوں گا اور یہ صریح فریب ہو گا کیونکہ سب کا رازق و کفیل حق تعالیٰ ہی ہے۔

اتباع سنت کی انتہا

حضرت بایزید بسطامیؒ سنت نبویؐ کے اس قدر دلدادہ تھے کہ آپؒ نے تمام عمر خربوزہ نہیں کھایا۔ لوگوں نے آپ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ خربوزہ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ تناول فرمایا ہے تو پھر اس چیز کو کیونکر کھا سکتا ہوں جس کے متعلق مجھے علم نہیں کہ میرے محبوبؐ نے اسے کھایا ہے یا نہیں۔

اللہ کا انداز بخشش

ایک دفعہ ایک نہایت عابد زاہد بزرگ بیمار ہو گئے۔ بیماری کے ایام میں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی موت واقع ہو گئی اور ان کی روح کو فرشتے آسمان پر لے گئے۔ غیب سے ندا آئی اے فلاں ہمارے واسطے دنیا سے کیا لایا ہے۔ عرض کیا الٰہی دنیا قید خانہ ہے، قید خانے سے قیدی کچھ کھو کر آتا ہے لے کر نہیں آتا۔ حکم ہوا کہ تمہاری ایک عبادت بھی قبول نہیں ہوئی مگر یہ بات قبول ہو گئی، جاؤ ہم نے تم کو بخش دیا۔

جھوٹے لوگ

حضرت شفیق بلخیؒ ایک روز ایک قبرستان کے پاس سے گزرے ساتھیوں نے فرمایا یہاں سب جھوٹے لوگ سوئے پڑے ہیں" ساتھی متعجب ہوئے اور بولے "حضرت یہ کیسے؟ فرمایا یہ لوگ زندگی میں کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس مال ہے اور ہمارا مال بچہ ہے، اگر یہ سب درحقیقت ان کی ملکیت ہوتے تو ان میں سے کسی ایک کو ہی اپنے ساتھ لاتے۔

سکندر کی وصیت

سکندر نے مرتے وقت حکم دیا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو میرے دونوں ہاتھ تابوت سے باہر نکال دینا۔ لوگوں نے پوچھا اس میں کیا حکمت ہے، اس نے کہا۔ "تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں جاتے وقت خالی ہاتھ جاتا ہوں۔

اچھی نصیحت

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے کسی درویش کو کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کر، درویش نے کہا۔ کیا تم اپنے مال کو دوست رکھتے ہو، یا اپنے دشمن کو؟ بادشاہ نے کہا "اپنے مال کو" درویش بولے: پھر یہ کیا معاملہ ہے کہ تم مال کو تو اس جہاں میں چھوڑتے ہو، اور اپنے دشمن کو ہمراہ لے جاتے ہو۔ انصاف تو یہ ہے کہ دشمنوں کو یہاں چھوڑو، اور مال کو ہمراہ لے جاؤ۔

سخاوت کا مقصد

ایک دفعہ ایک وزیر کو جو بہت سخی تھا بادشاہ نے کہا، "تم اپنا مال کیوں ضائع کرتے ہو؟ اگر تمہیں مال و دولت پسند نہیں تو مجھے دے دو۔ تاکہ میری دولت میں اضافہ ہو" وزیر نے کہا "تم مال کو دوست نہیں رکھتے جو جمع کرنا پسند کرتے ہو۔ جب کہ میں اسے راہ خدا میں لٹا کر اپنے ساتھ لے جانے کا بندوبست کرتا ہوں۔

حضرت القاسم گرگانی کا تصرف

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک واقعہ پیش آیا، جس کے حل کا طریقہ بے حد دشوار معلوم ہوا۔ میں شیخ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کی زیارت کے ارادے سے طوس میں پہنچا حضرت شیخ مسجد میں اپنے کمرے میں تنہا بیٹھے تھے اور میرے واقعہ کو ایک ستون سے کہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا "اے شیخ آپ یہ گفتگو کس سے کر رہے ہیں؟ شیخ نے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس ستون کو میرے ساتھ گویا کر دیا۔ اس نے مجھ سے سوال کیا، جس کا میں جواب دے رہا ہوں۔

حضرت بابا فریدؒ کا تصرف

صاحب اخبار الاخیار فرماتے ہیں کہ چند سوداگر اونٹوں پر شکر لادے جا رہے تھے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے ان سے دریافت کیا کہ ان اونٹوں پر کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا نمک ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ نمک ہی ہوگا۔ جب سوداگر اپنی منزل پر پہنچے اور شکر کی بوریاں کھولیں تو ان میں سے شکر کی بجائے نمک نکلا بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری خطا معاف کر دیجئے۔ جب حضرت نے کرم کی نگاہ کی تو نمک پھر شکر بن گئی۔

حضرت بہاء الدینؒ ذکریا کی دعا کا اثر

حضرت قطب الاقطابؒ ملتان میں شیخ بہاء الدینؒ کے مہمان تھے۔ ایک شب

کفار کی فوجیں قلعہ ملتان کے نیچے پہنچیں، تاکہ شہر کو لوٹیں۔ حاکم ملتان حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضرت قطب الاقطاب شیخ بہاء الدین اور شیخ جلال الدین سے دعا چاہی۔ اس وقت حضرت قطب الاقطاب کے دست مبارک میں ایک تیر تھا، وہ حاکم کو دیا اور فرمایا اس کو اپنے گھر لے جاؤ اور دشمن کی فوج کی طرف پھینک دینا۔ چنانچہ جب کفار فوج نے قلعے پر حملہ کر کے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو حاکم ملتان نے وہ تیر ان کی طرف پھینک دیا۔ اور اسی وقت فوج پر بجلی سی گری جس کی ہیبت سے ان کے دل کانپ اٹھے اور وہ حملہ کرنے سے باز آ گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا تقویٰ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ آپ ہمیشہ موصل سے آٹا منگوا کر اس کی روٹی پکوا کر کھایا کرتے تھے۔ ایک روز آپؒ کے خادم نے آپؒ کے صاحبزادے کے ہاں سے خمیر کے آٹے میں ملا کر روٹی پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت امام موصوف نے روٹی دیکھتے ہی فرمایا، یہ روٹی کیسی ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ صاحبزادہ صاحب کے باورچی خانے سے خمیر لے کر آٹے میں ملا دیا ہے۔ فرمایا یہ روٹی میں نہیں کھا سکتا، کیونکہ وہ ایک سال قاضی رہ چکا ہے۔ خادم نے عرض کیا تو پھر اس روٹی کو کیا کروں؟ فرمایا کہ رکھ چھوڑو۔ اگر کوئی سائل آئے تو اسے دے دینا۔ چنانچہ وہ روٹیاں چالیس روز تک رکھی رہیں اور کوئی سائل نہ آیا۔ لاچار ہو کر خادم نے وہ روٹیاں دریائے دجلہ میں ڈال دیں۔

حضرت سلطان المشائخ کی کرامت

حضرت سلطان المشائخؒ کے آستانہ پر ایک شخص یار محمد رہتا تھا۔ وہ ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ ایک روز اس نے کسی سے ذکر کیا کہ اگر مجھ میں چلنے پھرنے کی سکت ہوتی تو میں فخر جہاں کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا کا طالب ہوتا۔ اسی شب اس نے حضرت کو دیکھا، حضرت نے فرمایا مرزا یار محمد! تم میں چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی، میں خود تمہارے

پاس چلا آیا ہوں۔ تسلی رکھو، اچھے ہو جاؤ گے۔ صبح جب وہ شخص اٹھا تو خود کو تندرست پایا۔ اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا۔

حضرت امام نخعیؒ کی کرامت حضرت امام نخعیؒ چند رفقا کے ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ان کا گھوڑا قریب المرگ ہو گیا رفقائے سفر ان کی عظمت و شان سے واقف تھے، چنانچہ انہوں نے آپؒ سے عرض کیا کہ آپ اپنا سامان ہمیں دے دیجئے تاکہ اسے اپنی سواریوں پر رکھ لیں۔ حضرت نے اسے پسند نہ کیا اور ساتھیوں سے فرمایا ٹھہر جاؤ، ابھی جواب دیتا ہوں۔ آپ نے فوراً وضو کیا۔ دو رکعت نفلیں پڑھیں اور اللہ سے دعا کی ابھی آپ دعا ہی میں مشغول تھے کہ گھوڑے میں قوت پیدا ہو گئی اور وہ درست ہو گیا۔

ہمارا اخلاق

ایسی اچھی عادتیں اور اخلاق جن سے انسان کی دُنیا و آخرت سنور جائے اور انسان کو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بنا دے

علامہ عالم فقری

انمول موتی

○ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں جس نے محفل میں اپنے آپ کو برا کہا اس نے اپنی تعریف کی اور یہ ریا کی علامت ہے۔

○ حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں، اپنی نیکیوں کے لیے پوشیدہ جگہ بناؤ، جیسے برائیوں کے لیے بناتے ہو۔

○ حضرت عطا سلمیؒ رات میں اکثر اپنے جسم کو ٹٹولتے کہ کہیں کثرت گناہ سے مسخ تو نہیں ہو گیا۔

○ حضرت ابو معاویہؒ اسود فرماتے ہیں، میرے دوستوں میں سے جو مجھے اپنے پر فضیلت دے وہ مجھ سے افضل ہے۔

○ حضرت میمون بن مہران کو جب کسی دعوت میں بلایا جاتا تو غریبوں کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ برتن چاٹتے۔

○ علم پڑھنا اور اس کا بڑھانا بے فائدہ ہے جب تک کہ اطاعت و خوف بھی ساتھ ساتھ نہ بڑھیں۔

○ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ جب پھیری والوں سے کوئی چیز خریدتے تو راستہ سے ایک طرف کھڑے ہوتے تاکہ راہروں کو تکلیف نہ ہو۔

○ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں، قیامت میں سب سے بڑھ کر بد بخت وہ عالم ہے جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں مگر خود عامل نہ ہو۔

○ حضرت مالکؒ بن دینار فرماتے ہیں "جب لاغر کے بعد حاکم موٹا ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت اور اپنے رب کی خیانت کرتا ہے۔

○ حضرت ابو عمرانؒ جونی فرماتے ہیں "قیامت کو جو کچھ انسان کے ساتھ ہو گا۔ جانور دیکھیں گے تو کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں انسان نہیں بنایا۔

○ ایک شخص نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہا۔ اے بدترین بوڑھے" سالم نے کہا اے بھائی میرے خیال میں تم راستی سے کچھ دور نہیں گئے۔

○ حضرت عبداللہ تیمیؒ فرماتے ہیں "آدمی جن لوگوں کی عیب چینی کرتا ہے وہ عیبوں میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے جن کی وہ عیب چینی کرتا ہے۔

○ حضرت سہل تستریؒ سے عبداللہ بن مبارکؒ نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کل سے فرمایا نہیں بلکہ ابھی مرنے کو پسند کرتا ہوں۔

○ حضرت بشرؒ حافی بہت کم گفتگو کرتے اور دوستوں کو فرماتے "تم غور کرو اپنے اعمال نامے میں کیا لکھا رہے ہو، وہ تمہارے پروردگار کے سامنے پیش ہو گا۔

○ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں مجھے نزع کے وقت کم تکلیف کا ہونا پسند نہیں ہے کیونکہ یہ آخری مصیبت ہے جس پہ مومن کو اجر ملے گا۔

○ حضرت ابو دردا فرماتے ہیں "میری طرف کسی دوست نے ایسا تحفہ نہیں بھیجا جو مجھے السلام علیکم سے زیادہ پیارا ہو اور نہ مجھے اس کی موت کی خبر سے بڑھ کر کوئی عمدہ خبر ملی ہے۔

○ حضرت ابراہیم تیمیؒ غلاموں جیسے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ ان کے دوستوں کے سوا کوئی ان کو عالم نہ جانتا تھا۔ فرمایا کرتے "مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو برائی کی طرح مخفی رکھے۔

○ حضرت بکر بن مزنیؒ فرماتے ہیں "مجھے اپنے مال میں سے وہ چیز بہت پیاری ہے

جس سے اپنے دوست کی دلجوئی کروں۔ اور سب سے بڑی چیز وہ ہے جو پیچھے چھوڑ جاؤں۔

○ حضرت مالک بن دینارؒ سے کسی نے کہا "کیا آپ کے پاس قاری کو لائیں جو آپ کو قرآن مجید سنائے؟ آپ نے کہا "بچہ گم کرنے والی کو نوحہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں"۔

○ اسلاف کی عادت تھی کہ اگر کوئی اپنا قرضہ ادا کرنے کو کہتا تو فی الفور ادا کر دیتے اور افسوس کرتے کہ ہم اس کے حالات سے بے خبر رہے کہ اس کو سوال کی بھی ضرورت پڑی۔

○ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو دنیا و آخرت میں ذلیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔

○ انسان رات کو کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اس کے چہرے پر ذلت ہوتی ہے۔

○ حضرت حسن بصریؒ کے پاس کوئی آتا تو اسے کچھ دے کر دعا کرتے "یا اللہ! اس نے ہم سے قوت مانگی ہے اور ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں تو ہماری خیرات کرنے سے مغفرت کے زیادہ لائق ہے۔

○ حضرت رابعہ عدویہؒ کی آنکھ میں نماز پڑھتے وقت ایک تنکا چبھ گیا جو سلام کے بعد آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا "دیکھو میری آنکھ میں یہ سخت چیز کیا ہے؟ پس اس کو زیادہ گہرا ہونے کے باعث بڑی مشکل سے نکالا۔

○ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خبر پہنچی کہ دمشق کی مسجد کے ستونوں کو سرخ رنگ کیا گیا ہے اور ان کو زعفران کی خوشبو دی گئی ہے آپ نے دمشق کے صوبدار کی طرف لکھا کہ ان درہموں کے مستحق ان ستونوں سے بڑھ کر مساکین و غربا ہیں۔

○ میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں "میرے نزدیک عمر بن عبدالعزیزؒ سے بڑھ کر کوئی پیارا نہ تھا

لیکن مجھے ان کے حاکم ہونے کی حالت میں دیکھنے سے ان کو مردہ دیکھنا زیادہ پسند ہے

○ میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ بغیر باطن کے صرف اچھا ہونا اس پاخانہ کی طرح ہے جس کی بیرونی طرف خوب آراستہ ہو اور اس کی اندرونی طرف بدبو اور پلیدی ہو۔

○ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں "وہ شخص موت کے لیے تیار نہیں ہوا جسے یہ خیال ہو کہ کل زندہ رہے گا۔" نیز فرمایا "نیکیاں موت کی یاد کی فرع ہیں اور گناہ نسیان موت کی شاخ۔"

○ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں "ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی آرزو تعجب سے دیکھتا تھا اور اب میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کے خواستگار نہیں ہیں۔

○ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں "شیطان مجھ سے سوال کرتا ہے تیرا کھانا کیا ہے، لباس کیا ہے اور سکونت کہاں ہے؟ میں جواب دیتا ہوں کہ میری غذا موت ہے میرا لباس کفن ہے اور میرا مسکن قبر ہے۔

○ شیخ داؤدؒ فرماتے ہیں "دنیا میں سب سے زیادہ کمزور وہ شخص ہے جو اپنی شہوت کے ضبط پر قدرت نہ رکھتا ہو اور سب سے زیادہ طاقتور وہ ہے جو ضبط پر قدرت رکھتا ہو۔

○ ابوالعالیہؒ ایک دفعہ ہارون الرشید کے پاس آئے اور فرمایا "مظلوموں کی دعا سے خائف رہ، کیونکہ ان کی دعا رد نہیں ہوتی اگرچہ فاجر و گنہگار اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔

○ حضرت ابراہیم بن یوسفؒ مال اکٹھا کرتے اور فرماتے "میں اسے بھوکوں ننگوں کے لیے جمع کرتا ہوں نہ کہ اظہار امارت یا بنائے عمارت کے لیے۔ اگر انسان ایسا نہ کرے تو مال جمع کرنا چھوڑ دے۔

○ حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں "جس شخص نے قرآن مجید سیکھا اور اس میں تفقہ بھی حاصل

کیا، پھر وہ کسی امیر کے پاس بغیر کسی خاص ضرورت کے جائے تو وہ اپنے قدموں کے مقدار جہنم میں داخل ہوا۔

○ حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں۔ مچھر جب تک بھوکا ہے زندہ رہتا ہے۔ سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کہ جب موٹا ہو جاتا ہے تو اس کا دل مر جاتا ہے۔

○ ایک آدمی نے بکرؒ بن عبداللہ کو بہت سی گالیاں دیں۔ آپ خاموش رہے۔ کسی نے کہا آپ بھی اسے کیوں گالیاں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا "میں اس شخص کی کوئی برائی نہیں جانتا کہ میں اس کو برا کہہ سکوں اور بہتان لگانا جائز نہیں۔

○ معتمرؒ بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہمارا مکان گر پڑا۔ میرے باپ نے اسے نہ بنوایا اور فرمایا "موت اس سے بہت قریب ہے۔ پھر ہمارے لیے ایک خیمہ لگوایا اور اس میں ہم کو رکھا پس ہم اس میں تیس سال سے ہیں۔

○ ایک شخص نے زیاد بن ظبیانؒ سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ جیسے مسلمان پیدا کردے" تو آپ نے فرمایا "تو نے خدائے پاک سے اچھی بات نہیں مانگی۔ بلکہ خدائے تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تمام لوگ برے ہو جائیں۔

○ حضرت مطرفؒ بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو میرے متعلق کچھ ضرورت ہو تو وہ کاغذ پر لکھ کر مجھے بھیج دے میں مسلمان کے چہرے پر سوال کی ذلت کو دیکھ نہیں سکتا۔ کیونکہ سوال کی ذلت بخشش سے بڑھ کر ہے۔ خواہ بخشش بہت زیادہ ہو۔

○ حضرت ربیعؒ بن خیثم کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی چیز یا مستعمل کپڑا نہ دیتے اور فرماتے "مجھے شرم آتی ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے پیش ہو اور ردی اشیاء ہوں جو اس کی راہ میں دی گئی ہوں۔

○ جب عبداللہؒ بن ربیعہ بیمار ہوئے تو امام لیثؒ ان کی عیادت کو آئے اور ان کو روتے

دیکھا۔ امام نے سبب پوچھا، آپ نے فرمایا مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہے۔ امام نے اپنے نوکر کو بھیجا۔ وہ ہزار دینار لے آیا اور آپ کا قرض ادا کیا۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی۔ اگر دنیا کو اپنی طرف دیکھے تو یقین کر لے کہ تجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے جس کی سزا جلد مل گئی ہے۔

○ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں مروت اور دیگر اخلاق حمیدہ بہت کم رہ جائیں گے اور مرد مردوں کے باعث اور عورتیں عورتوں کے باعث ایک دوسروں سے مستغنی ہوں گے۔

○ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت دوسرے کو کہے "تو اللہ سے ڈر" اور وہ اس کا جواب دے "تو اپنے آپ کو سنبھال"۔

○ نوشیرواں نے بزرجمہر سے پوچھا کہ شجاعت کیا ہے۔ اس نے کہا قوت دل کہا قوت بازو کیوں نہیں کہتا۔ کہا اگر دل قوی نہیں تو قوت بازو بیکار ہے۔

○ کسی نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا، حضرت علقمہؓ صحابی افضل ہیں یا حضرت اسودؓ؟ کہا، خدا کی قسم ہم تو اس لائق بھی نہیں کہ ان کا ذکر کریں۔ پھر ان میں تفاضل کس طرح کر سکتے ہیں۔

○ کسی نے حضرت سفیان ثوریؒ سے سوال کیا کہ کیا وہ شخص بھی امر بالمعروف کرے جسے یقین ہو کہ اس کی بات مقبول نہ ہو گی؟ تو آپ نے فرمایا، ہاں تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور ہو جائے۔

○ حضرت سفیان ثوری کی مجلس میں فقرا امیروں کی طرح ہوتے۔ ایک دفعہ ایک مفلس آدمی آپ کے پاس آیا اور دور ہٹ کر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے دوست قریب آ جا۔ اگر تو غنی ہوتا تو میں تجھے اپنے پاس نہ بٹھاتا۔

○ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں پچاس برس لوگوں میں بیٹھا۔ میں نے ایک شخص بھی ایسا نہ پایا جو بعد قطع کے مجھ سے وصل کرتا اور میرا گناہ بخشتا یا میرا عیب چھپاتا۔ یا غصہ کے وقت میں اس سے امن میں ہوتا۔

○ ایک زاہد نے حلوہ کھانا ترک کر رکھا تھا، صرف اس خیال سے کہ مجھ سے اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ خواجہ حسن بصری نے سن کر کہا "وہ شخص احمق ہے کیا وہ سرد پانی کا شکر ادا کر سکتا ہے۔

○ محمد بن سیرین کی ایک خچر دہلیز پر بندھی رہتی تھی۔ جب کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی۔ اس کو کھولتا اور بلا اجازت سوار ہو کر چلا جاتا۔ کیونکہ لوگ اس پر ان کی رضا جانتے تھے۔

○ حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں "ہمارا دوست وہ ہے جس کا دوست اسی کی غیر حاضری میں اتنی جرات نہ کر سکے کہ روپوں کی تھیلی کھول کر اپنی حاجت کے مقدار بلا اجازت لے لے۔

○ شیخ محمد مصریؒ کے وقت میں غلہ سخت گراں ہو گیا۔ جس قدر غلہ آپ کے ذخیرے میں جمع تھا نکال کر سابقہ ارزاں نرخ پر فروخت کر دیا۔ پھر جس طرح اور لوگ جس نرخ گراں سے خریدتے تھے، آپ بھی خرید کر گزارہ کرتے رہے۔

○ حضرت مسعر بن کدامؒ سے اگر کوئی کہتا کہ میرے لیے دعا کرو تو فرماتے دعا تو خود کرو میں آمین کہوں گا۔ کیونکہ دعا حاجت ہی کو کرنی چاہیے۔

○ حضرت رباح قیسیؒ کی بیوی اول شب بعد نماز عشا عمدہ کپڑے پہن کر شوہر سے کہتیں کیا آپ کو میری حاجت ہے اگر وہ کہتے کہ نہیں تو وہ لباس اتار کر اور دوسرا لباس بدل کر تمام رات قیام میں مشغول رہتیں۔

○ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ متکبر کو دنیا سے نہیں نکالتا یہاں تک کہ ادنیٰ

خدمت گار اور ہمسایوں سے اس کو ذلت نہ دکھائے اور سا اپنے پاخانے پیشاب میں لوٹتا نہ پھرے۔

○ روایت ہے کہ کسریٰ کے خزانے میں ایک تھیلی ملی جس میں کھجور جتنے بڑے بڑے گندم کے دانے تھے۔ ان پر لکھا ہوا تھا، جس زمانے میں بادشاہوں کی عدالت اپنے کمال پر تھی برکت بھی اسی مرتبے پر تھی۔

○ عبداللہ طاہر نے ایک دن اپنے بیٹے سے کہا کہ ہمارے خاندان میں سلطنت کب تک رہے گی۔ بیٹے نے کہا جب تک عدالت رہے گی۔



ولی اللہ بنانے والے اخلاق کا تفصیلی جائزہ

اخلاقِ حسنہ

اچھا اخلاق ہی اللہ کے بندے کی پہچان ہے لہٰذا جو اللہ کا طالب بننا چاہے اُسے اچھے اخلاق پر عمل پیرا ہونے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے

نکاتِ اعتدال

○ کھانے پینے سے بے اعتدالی جسمانی خوبصورتی کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔

○ نیک ہمسایہ دور کے بہن بھائیوں سے اچھا ہوتا ہے کیوں کہ وہ وقت پر کام آتا ہے۔

○ ضمیر کی آواز اسی میں ہوتی ہے جس میں عزتِ نفس کا مادہ ہو۔

○ وقتی خوشی بے ثبات ہے اور حقیقی خوشی یادِ الٰہی میں ہے۔

○ دولت آتے ہوئے خوشی دیتی ہے اور جاتے ہوئے پریشانی دیتی ہے۔

○ جس طرح ہوا اپنا رخ تبدیل کرتی رہتی ہے اسی طرح دولت بھی اپنا رخ تبدیل کر لیتی ہے۔

○ عاجزی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو غصہ ہی نہ آئے۔

○ متکبر شخص غصہ ضبط کرنے میں بے بس ہوتا ہے۔

○ ہر چیز کی زیادتی نقصان دہ ہے۔

○ افراط سے پیا جائے تو آبِ حیات بھی زہر ہے۔

○ جب کسی ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی لو تو اعتقاد سے کھاؤ جلدی فائدہ ہوگا۔

○ جس شخص کا من صاف نہ ہو اسی سے بچو کیوں کہ ایسے آدمی سے ہمیشہ نقصان پہنچے گا۔

○ آنے والے وقت کو غنیمت جانو کیونکہ آنے والا وقت جانے والے وقت سے بہ

حاوی ہے۔

○ عقل مند سوچ کر عمل کرتا ہے اور جاہل سوچے بغیر فوراً عمل کرتا ہے۔

○ بری عادات کو ترک کیے بغیر اللہ کی عبادت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بعض لوگ کاروبار میں جھوٹ بولتے ہیں بے ایمانی کر لیتے ہیں اور ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں ایسی نماز اہل تقویٰ کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

○ جو بری عادت کو ترک کی کوشش کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔

○ اعتدال ہر حال میں بہت بہتر رہتا ہے کیوں کہ ایسا کرنے سے اگر فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی کم ہوگا۔

○ اپنی آمدن کے مطابق خرچ کرو گے تو ہمیشہ مالی پریشانی سے دور رہو گے۔

○ محنت کر کے کھانا کسی سے عطیہ ملنے کی نسبت بہت بہتر ہے۔

○ اعتدال پر نگاہ رکھو کیوں کہ دنیا میں ہر طرف افراط و تفریط نے گھیرا ہوا ہے۔

○ جو بلی مندر میں رہتی ہو وہ دیوتا سے نہیں ڈرتی۔

○ قرض لینے والا درازی عمر کی دعا کرتا ہے جبکہ مقروض تمہاری موت کا خواہش مند رہے گا

○ ملاقات کے وقت نرم اور اچھے انداز سے ملنا دل آزار دعوت کھلانے سے بہتر ہے۔

○ ہر شخص جو کچھ سوچتا ہے وہ اسے ہی اپنے لیے کافی خیال کرتا ہے۔

○ خرید و فروخت میں اچھی طرح بھاؤ معلوم کر کے خرید و فروخت کرو کبھی دھوکہ نہ کھاؤ گے

○ اپنی رہائش بنانے سے پہلے ارد گرد کے ہمسایوں کی جانچ پڑتال کر لو۔

○ دولت اس کی ہے جو اسے کھاتا ہے نہ کہ اس کی جو اسے کماتا ہے۔

○ جس شخص کے ہاتھ میں لاٹھی نہیں اسے ہر کوئی تکلیف پہنچا سکتا ہے اس لیے اپنی حفاظت کا سامان خود پیدا کرو۔

○ صحیح عالم از راہ انکساری سب کچھ پڑھ لکھ کر یہ سوچتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا مگر تھوڑا سا علم رکھنے والا ہمیشہ یہ سوچتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔

○ برا کام اس وقت تک بظاہر دلچسپ نظر آتا ہے جب تک کر ہو نہیں جاتا۔

○ بڑھاپا ہر صورت آ کے رہتا ہے مگر کوئی بوڑھا کہلانے کے لیے رضا مند نہیں ہوتا

○ ہر وقت بے مقصد بولتے رہنے سے انسانی وقار اور عزت نفس مٹی میں مل جاتی ہے۔

○ ضدی فوراً بدلہ لیتا ہے مگر سمجھ دار وقت ٹال کر انتقام کا بدلہ لیتا ہے۔

○ مردانگی زندہ دلی میں ہوتی ہے مردہ دلی سے مردانگی جنم نہیں لیتی۔

○ گھر میں دو بیویاں خاوند کی پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔

○ بنیاد ہمیشہ سیدھی رکھو کیوں کہ اوپر کی عمارت کا سارا دارومدار بنیاد پر ہوتا ہے

○ بدمعاش کا محاسبہ نہ کرنا اس کی بدمعاشی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

○ طاقتور جھگڑنے میں ہمیشہ ہاتھ چلاتا ہے جب کہ کمزور زبان چلاتا ہے۔

○ قرض کی مدت کی میعاد انسانی کی پریشانی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

○ جس بات کو پوشیدہ رکھنے کے لیے کسی کے کان میں کہا جائے لوگ اسے دور دور تک پھیلا دیتے ہیں۔

○ جلدی انسان کے اعمال کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں لاتی۔

○ کھوپڑیوں کے پیالے ہوس کی بنا پر کبھی نہیں بھرتے کیوں کہ ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی۔

○ روزی کی وسعت آدمی کے دین کی سلامتی اور دل کی فراغت کا ذریعہ بنتی ہے۔

○ رزق کی کشادگی اور تنگی کا تعلق عقلمندی یا بیوقوفی پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر ہے جسے چاہے کم دے یا زیادہ دے۔

○ آمنے سامنے کی گفتگو غائب آدمی کی باتوں سے زیادہ وزن دار ہوتی ہے۔

○ کسی کے پوشیدہ عیب یا گناہ کا تجسس کرنا گناہ میں شامل ہے۔

○ غریب کے بعد امیر ہونا امیری سے غریب ہونے کی نسبت زیادہ بہتر ہے

○ مظلوم کی مدد کرنا کار ثواب ہے لہٰذا اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو تو اس کی مدد کرو۔

○ جو شخص لمبی چوڑی امیدیں لگاتا ہے پوری نہ ہونے کی صورت میں غم اٹھاتا ہے

○ دولت بے وفا معشوق کی مانند ہے جو آتے ہوئے خوشی دیتی ہے اور جاتے ہوئے غم۔

○ جوانی اور عمر کو نہ قیام ہوتا ہے اور نہ دوام ہوتا ہے۔

○ دانت نعمتیں چباتے چباتے ختم ہو جاتے ہیں مگر مزہ لینے والی زبان کو کچھ نہیں ہوتا۔

○ قبروں کی زیارت سے انسان کو موت ضرور یاد آجاتی ہے مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔

○ خلوت میں امن ہی امن ہے مگر ایسا امن بے فائدہ ہے۔

○ عمر بھر انسان جگہ بہ جگہ پھرتا ہے مگر جہاں سکھ ملا وہاں دکھ بھی ضرور مل کے ہی رہتا ہے۔

○ راحت اور غم انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

○ جوانمردی یہ ہے کہ سخاوت کرو تو اس میں احسان نہ جتلاؤ کوئی تکلیف دے تو درگزر کرو دولت مندی ہو تو عاجزی اختیار کرو ہر عادت میں نیکی اختیار کرو۔

○ ہر انسان کا ماضی آئینے کی مانند روشن ہوتا اور مستقبل قبر کی مانند تاریک ہوتا ہے اس لیے فکر اور تردد کی ضرورت نہیں۔

○ ماضی کی غلطیوں پر پچھتاتے رہنا بے عقلی کی دلیل ہے۔

○ ہر شخص کا نیک کام ایک محدود دائرے میں مشہور ہوتا ہے جبکہ برے کام دور دور تک بہت جلد مشہور ہو جاتے ہیں۔

○ مرد اپنی عورت سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ ہر روز نئے انداز میں مہربان ہو جبکہ مرد میں سوائے حیوانیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

○ دل ایک پرکشش بچے کی مانند ہے جو دیکھتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے مل جائے۔

○ بے وقوف انسان سے واسطہ ذہنی سکون برباد کرنے کا باعث بنتا ہے۔

○ وقت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

○ ایک کڑی کے ٹوٹ جانے سے تمام زنجیر بیکار ہو جاتی ہے۔

○ جس کا ذوق علمی نہ ہو اس کے سامنے علمی بات کرنا عقل مندی نہیں۔

○ اگر کسی دوست کو آزمانا چاہتے ہو تو تکلیف میں آزماؤ۔

○ جو میدان جنگ میں بہادری سے جوہر دکھائے وہی بہادر ہے زبانی بہادری کا دعویٰ کرنے والا بہادر نہیں ہوتا۔

○ جسمانی تکلیف میں کسی کے مدد کرنے کے علاوہ اور کیا کام آسکتا ہے۔

○ کھانے پینے والے دوست بدلتے رہتے ہیں۔

○ نیک اعمال کے بدلے میں صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔

○ برے لوگ برائی کرنے کا صرف بہانہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

○ انسانی زندگی کا مقصد دوسروں کی مدد کرنا بھی ہے۔

○ شیطان انسان کے دل میں ہمیشہ یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ ابھی تیرے مرنے میں دیر ہے اس لیے پھر نیکی کر لینا مگر موت آنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

○ دل آزاری بڑا قابل افسوس گناہ ہے اور اللہ اسے اس وقت تک معاف نہیں

کرتا جب تک انسان اسے معاف نہ کر دے۔

○ تمہارا دشمن خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو مگر اسے کمزور نہ سمجھ کیوں کہ اسے کمزور سمجھنے سے تو اپنا دفاع کم کر دے گا جس کے نتیجے میں تو خود بھی کمزور ہو جائے گا۔

○ جو کبھی سوچنا ختم نہیں کرتا وہ کبھی کام شروع نہیں کرتا۔

○ باعزت شخص وہی ہے جو دوسروں کی عزت کرے اس کے بدلے میں لوگ خود بخود اس کی عزت کرنے لگیں گے۔

○ جو شخص مصیبتوں میں سچائی کا دامن نہ چھوڑے وہ ہمیشہ قابل اعتبار شمار کیا جاتا ہے۔

○ کم کھانے اور کم باتیں کرنے والا ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

○ کبھی یہ نہ سوچو کہ کسی دوسرے کی محنت ضائع کر دی جائے ورنہ تمہاری محنت بھی ضائع ہو جائے گی۔

○ بدصورت سے نفرت کرنا انسانی دستور کے خلاف ہے

○ ہر اچھی تدبیر اور تقریر کی تائید کرنی چاہیے۔

○ قانون دان بات بات پر نکتہ چینی کرنے کا عادی ہوتا ہے اس لیے اس کی دوستی سے بچنا بہتر ہے۔

○ صبر کا دشمن لالچ عقل کا دشمن غصہ علم کا دشمن تکبر اور سچائی کا دشمن مبالغہ ہے اس لیے ان سے بچو۔

○ سیرت کے سامنے صورت ہیچ ہو جاتی ہے۔

○ جب کسی کی عزت ختم ہو جائے تو دولت کچھ نہیں کر سکتی۔

○ شوکت بمقابلہ حکمت بہت کم وقعت رکھتی ہے۔

○ ماضی کی حسرتیں کیا کم ہیں جو حال و مستقبل کے متعلق آرزوئیں وابستہ کر کے انہیں بھی مایوسیوں میں تبدیل کرتے ہو۔

○ علم کو دولت پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ علم سے دولت کمانے کی راہیں بھی کھلتی ہیں مگر دولت سے علم خریدا نہیں جا سکتا کیوں کہ علم ہمیشہ محنت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

○ گھریلو زندگی میاں بیوی کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔

○ وہ گھر سنسان ہے جس میں بچے نہ ہوں کیوں کہ بچوں کی رونق سے گھر آباد رہتا ہے۔

○ نوجوانی کی مستیاں انسان کو بڑھاپے میں شرم دلاتی ہے۔

○ بزرگوں کے سامنے اپنے دل کو قابو میں رکھو کہ بزرگی کا اثر دل پر فوراً ہی پڑتا ہے۔

○ انسان کی یہ سوچ کہ جو کچھ کیا ہے میں نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔

○ ایک باپ کئی بیٹوں کو پرورش کر کے جوان کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے مگر بیٹے باپ کی خدمت نہیں کر سکتے۔

○ خواہشات کو دل میں جگہ دینے سے ایک نہ ایک دن وہ ضروریات کی صورت ڈھال لیتی ہیں۔

○ جو شخص یہ سوچ لے کہ دنیا مجھے نہیں ملی تو خدا ہی کو پالوں اسے خدا ضرور مل کے رہے گا۔

○ جب مومن کے دل پر اللہ کا خوف طاری ہو جائے تو اس کے اعمال میں استقامت پیدا ہو جاتی ہے۔

○ مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں اگر دونوں پہیے ایک طرف لگا دیئے جائیں تو گاڑی کا چلنا ناممکن ہے یعنی عورتیں مردوں کے کام کرنے لگ جائیں تو گھر کا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔

اعتکاف میں حصولِ روحانیت کا مکمل طریقۂ کار

روحانی اعتکاف

علامہ عالم فقری

نقارۂ دانائی

○ جو شخص اپنی آمدن کے مطابق خرچ کرتا ہے ہمیشہ سکھی رہتا ہے۔

○ فضول باتوں کا سننا نفسانی خواہشات میں اضافہ کرتا ہے۔

○ حد سے زیادہ خوشی کسی آنے والی آفت کا پیغام ہے۔

○ فاصلے پر رہنے والے عزیز و اقارب سے تعلقات اچھے رہتے ہیں۔

○ محنتی لوگ کبھی بیکاری اور غربت کا شکار نہیں ہوتے۔

○ جو دکاندار گاہک کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے گاہک دوبارہ اس کے پاس ضرور جاتا ہے۔

○ دوستی میں حساب بے باک رکھو کبھی خرابی اور بدگمانی پیدا نہ ہوگی۔

○ جوں جوں انسان عمر رسیدہ ہوتا ہے اسے چاہیے کہ اپنی عادتوں کو عمر کے تقاضے کے مطابق ڈھال لے۔

○ اچھا لباس انسانی شخصیت پہ اثر انداز ہوتا ہے۔

○ جو کام شروع کرو خواہ اپنا ہو یا بیگانہ اسے مکمل کرنے کی کوشش کرو۔

○ جو ہر وقت دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش میں رہے وہ کبھی ایسا دھوکہ کھاجاتا ہے کہ زندگی بھر اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔

○ بدزبان بیوی کا بہترین علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی بہتری کی دعا کی جائے۔

○ جہاں جھگڑا ہو جائے وہاں لوگوں کے مجمع سے جلدی نکل کر کنارہ کشی اختیار کرنا پریشانی سے نجات کا باعث بنے گا

○ جو شخص ہر کام میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتا ہے

○ جس شخص پر نیکی کا گمان کیا گیا غور سے دیکھا تو اسی میں کوئی چھپا ہوا عیب نظر آیا ہے۔

○ پیار کا جواب ایک نہ ایک دن ضرور پیار میں ملے گا مگر جسے آپ پیار نہیں کریں گے اس سے پیار کی اُمید کیسے رکھ سکتے ہیں کیوں کہ اس کے اندر بھی تو انسانی دل ہے۔

○ دنیا میں نیک لوگوں کی دن بدن کمی ہو رہی ہے کیوں کہ دنیا خوف خدا سے خالی ہو گئی ہے۔

○ ایک شخص کی آواز کچھ کام نہیں کرتی اگر مل کر چلیں تو اس کی آواز پُر اثر ہو جائے گی۔

○ اچھی عادت یہی ہے کہ خود کو خوش رکھو کیوں کہ خوش خو کبھی غمزدہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ مصیبت ہی میں کیوں نہ مبتلا ہو بد خو کبھی خوش نہیں رہتا خواہ ہر لحاظ سے راحت میں ہو۔

○ جس طرح شبنم کے قطروں سے کنواں نہیں بھر سکتا ایسے ہی حریص آدمی کی آنکھ دنیا بھر کی نعمتیں ملنے کے باوجود نہیں بھر سکتی۔

○ ہر کام کو تسلی اور یقین سے کرو کیوں کہ بے یقینی اعتماد میں کمی پیدا کرتی ہے۔

○ دولت سے حد سے زیادہ پیار کرنے والوں کو اللہ بھول جاتا ہے اور نہ ہی انہیں موت یاد رہتی ہے۔

○ ہر انسان کے پاس عقل ہے اور دنیا اسے تجربات دیتی ہے۔

○ اپنی نظر کو قابو میں رکھو کیونکہ یہ ایسا ذرہ ہے کہ جوہری کے ہاتھ سے بڑے گوہر کو

اڑا لے جاتا ہے۔

○ عقل مند بننے کے لیے اس صدف کی طرح خاموش رہ جن کے اندر موتی ہوتے ہیں مگر وہ بولتی نہیں۔

○ خاموشی ہر حال میں بہتر ہوتی ہے۔

○ کسی کو دفن کرتے ہوئے دل و دماغ میں عبرت پیدا ہوتی ہے مگر یوں قبرستان سے واپس آ کر کام کاج میں مصروف رہتے ہیں تو عبرت کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

○ سخاوت کر کے کسی کو احسان جتلانا ایسا ہے جیسے درخت بو کر خود ہی کاٹ لینا ہے۔

○ سربلندی پر پہنچے والے پانی کے بلبلے کی مانند ایک نہ ایک دن ضرور خاتمے پر پہنچ جاتے ہیں۔

○ عاجزی انسان کو بام عروج تک پہنچانے میں بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

○ شباب ختم ہونے سے پہلے اس کی حفاظت کرتا کہ دیر تک اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

○ دل کی آرزوں کو اعتدال کی حد میں رکھو ہمیشہ سکھ پاؤ گے۔

○ جسمانی رعب اور وقار کا معیار خوبصورتی اور دانش مندی پر ہوتا ہے۔

○ انسانی زندگی کی ناکامی کا دارومدار بے اصولی پر ہے۔

○ زیادہ دولت کا لینا یا اقتدار حاصل کر لینا کامیابی نہیں بلکہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے مطابق زندگی گزارنا اصل کامیابی ہے۔

○ امیر اور غریب کی دوستی دیرپا نہیں ہوتی۔

○ تندرست اور بیمار کی مصاحبت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی

○ جوان اور بوڑھے کا یارانہ ایک نہ ایک دن ختم ہو جاتا ہے۔

○ شریف اور شریر انسان زیادہ عرصہ ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔
○ ظالم اور عادل ایک دوسرے کے دوست تو بن جاتے ہیں مگر نبھا نہیں ہوتا۔
○ جب کوئی دوسروں کی بھلائی کرے گا تو دوسرے بھی اس کی بھلائی چاہیں گے کیوں کہ انسانی فطرت ایسی ہی ہے۔
○ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا نیک بختی کی علامت ہے۔
○ کفرانِ نعمت رزق کی تنگی کا باعث بنتا ہے اس لیے کفرانِ نعمت بدبختی کی دلیل ہے۔
○ آج کے دوست ہی کل کے دشمن بنتے ہیں اس لیے دوستی محدود رکھو تاکہ دشمن کم بنیں۔
○ انسان تنہائی میں فرشتے سے برتر یا حیوان سے بدتر ہے اور یہ اس کے علم اور عقل پر مبنی ہے۔

○ بے عمل عالم کی باتیں دل سے اسلام کی عظمت کو مدھم کر دیتی ہیں۔
○ حاکمِ بے عدل دونوں جہان میں روسیاہ ہے۔
○ تیز رفتار پیادہ ایک نہ ایک دن خود ہی کسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لیے اعتدال سے چلنا بہتر ہے۔

اخلاقی نصیحتیں

اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو درست کرنے کے لیے داناؤں کی آزمائی ہوئی مندرجہ ذیل نصیحتوں پر ضرور عمل کرو۔

غنیمت ہے

بڑھاپے سے پہلے جوانی بیماری سے پہلے تندرستی تنگی سے پہلے فراخی مشغولیت سے پہلے فرصت موت سے پہلے زندگی غنیمت ہے۔

مت بھول

اپنے اللہ کو اپنی موت کو اپنے وعدے کو اپنے مقصد کو اپنے عزیز و اقارب اپنے قرض اور اپنے ماں باپ کی وصیت کو مت بھول۔

نہ دے

کسی کو غلط مشورہ نہ دے۔ اپنی بیوی کو طعنہ نہ دے، عورت کو زیادہ آزادی نہ دے۔ بغیر سوچے سمجھے جواب نہ دے مال کے بدلے میں عزت نہ دے۔ پڑوسی کو تکلیف نہ دے دوسرے کی چیز بلا اجازت نہ دے۔ بلا وجہ کسی کو دکھ نہ دے۔

ضرور کر

جوانی میں زیادہ عبادت ضرور کر۔ خوشحالی میں ماں باپ کی خدمت ضرور کر، آئے مہمان کی خدمت ضرور کر۔ مرنے سے پہلے صدقہ و خیرات ضرور کر۔ ہر بڑے کا ادب ضرور کر۔ سچے دوست کی تلاش ضرور کر۔ کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوشش ضرور کر رضائے الہی کے لیے تبلیغ ضرور کر۔ تندرستی میں سیر و سیاحت ضرور کر۔ ضرورت مندوں کی مدد ضرور کر۔ تلاش حق ضرور کر۔

ہوتا ہے

زیادہ قسمیں کھانے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ زیادہ باتیں کرنے والا بیوقوف ہوتا ہے چاپلوسی کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ ہر دل عزیز حق بات نہ کہنے والا ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسنے والا مردہ دل ہوتا ہے۔ شیخی مارنے والا بے اعتبار ہوتا ہے۔ فریب دینے والا خطرناک ہوتا ہے۔ زیادہ میل ملاپ رکھنے والا مطلب پرست ہوتا ہے۔

قبول کر

دوست کا تحفہ چاہے معمولی ہو قبول کر۔ بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے قبول کر غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو قبول کر۔ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو قبول کر۔ اپنی غلطی چاہے ذلت آمیز ہو قبول کر۔ نیک بیوی کی چاہت چاہے بدصورت ہو قبول کر۔ نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو قبول کر۔

آتی ہے

فضول خرچی سے غربت آتی ہے۔ بے ادبی سے بدنصیبی آتی ہے۔ محنت سے دولت آتی ہے۔ دیانت سے عزت آتی ہے۔ کفایت شعاری سے قناعت آتی ہے عقلمندوں کی صحبت سے عقل آتی ہے۔ غیبت کرنے اور سننے سے بداعتمادی آتی ہے مصیبت میں صبر کرنے سے راحت آتی ہے۔ کسی کا مال ناحق کھانے سے بربادی آتی ہے لوگوں کا دل دکھانے سے ذلت آتی ہے۔

نہیں چلتی

جاہلوں کے سامنے عقلمندوں کی دلیل نہیں چلتی۔ مالداروں میں غریب کی بات نہیں چلتی۔ خیالات کی دنیا پر کسی حکومت نہیں چلتی ظالم کے سامنے محبت کی بات نہیں چلتی موت کے سامنے کوئی حکمت نہیں چلتی۔ بددیانت اور جھگڑالو کی دکان نہیں چلتی۔ تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی۔

دور بھاگ

بری محفل سے دور بھاگ۔ مقدمے بازی سے دور بھاگ۔ جھگڑے کی جگہ سے فوراً دور بھاگ۔ فحش قصے اور کہانیوں سے دور بھاگ۔ نشہ بازوں سے دور بھاگ۔ دھوکہ بازوں سے دور بھاگ۔

منتظر رہے

زیادہ کھانے والا بیماری کا منتظر رہے۔ ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کا منتظر رہے

دوسروں کو تکلیف دینے والا اللہ کے قہر کا منتظر رہے۔ اوباش دوستوں والا اپنی بربادی کا منتظر رہے۔ چغل خور ذلت کا منتظر رہے۔ دوسروں کو دکھ دینے والا دکھ پہنچنے کا منتظر رہے۔ والدین کا نافرمان اپنی اولاد سے نافرمانی کا منتظر رہے۔ بلا سوچے سمجھے خرچ کرنے والا مفلسی کا منتظر رہے۔

بہترین نیکی ہے

غلبہ رکھتے ہوئے معاف کردینا بہترین نیکی ہے۔ کسی غرض مند کی خفیہ مدد کردینا بہترین نیکی ہے کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنا۔ بہترین نیکی ہے۔ جابر کے سامنے حق بات کہنا۔ بہترین نیکی ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔ بہترین نیکی ہے ضرورت کے وقت قرض مانگنے والے کو قرض دینا بہترین نیکی ہے۔

بیان مت کر

اپنی زبان سے اپنی خوبی۔ حاسد کے سامنے اپنی آمدن۔ خود غرض کے سامنے اپنی مصیبت۔ کسی کے سامنے اپنی بے حیائی کا قصہ۔ نقص زدہ کے سامنے اس کا نقص۔ بیوی کے سامنے غیر عورت کی تعریف اور بلا تصدیق سنی سنائی بات۔ بیان مت کر۔

آزمایا جاتا ہے

بہادر مقابلے کے وقت۔ بربادغصے کے وقت۔ دوست ضرورت کے وقت۔ امین غربت کے وقت۔ عورت فاقے کے وقت، مستقل مزاج مصیبت کے وقت۔ شریف وعدے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

دوستی مت کر

بدکار اور مکار سے۔ غرض منداور لالچی سے۔ دشمن کے دوست سے۔ جھوٹی گواہی دینے والے سے۔ بیوقوف جاہل جس سے بچنے کی ہر کوئی تاکید کرے۔ جس سے ماں باپ منع کریں۔ اجنبی بخل کرنے والے سے دوستی مت کر۔

دور رہے گا

بدخلق محبت سے۔ بدمعاملہ عزت سے۔ بے ادب مراد سے۔ لالچی سکون قلب سے۔ بخیل سچے دوست سے۔ آرام طلب ترقی سے۔ دولت جمع کرنے والا خوشحالی سے دور رہے گا۔

جلدی کر

مہمان کے آگے کھانا رکھنے میں۔ میت کی تجہیز و تکفین کرنے میں۔ جوان لڑکی کے نکاح کرنے میں۔ قرض ادا کرنے میں۔ توبہ استغفار کرنے میں۔

میں ہے

پیٹ کی توبہ حرام مال نہ کھانے میں ہے۔ شرمگاہ کی توبہ حرامکاری سے بچنے میں ہے ہاتھ پاؤں کی توبہ حرام جگہ پر نہ جانے میں ہے۔ آنکھ کی توبہ غیر محرم کو نہ دیکھنے میں ہے۔ کان کی توبہ بری باتیں نہ سننے میں ہے۔ خدا کی دوستی نفس کی خواہشات ترک کرنے میں ہے خدا کی دشمنی نفس کی خواہشات پوری کرنے میں ہے۔

ظاہر مت کر

کسی کا عیب۔ دل کا بھید۔ دوسرے کی بات۔ پوری طاقت۔ سفر کی سمت اپنی تجارت کا فائدہ اور نقصان حد سے زیادہ ضرورت ظاہر مت کر۔

بہتر ہے

بدکار آدمی کی صحبت سے نقصان اٹھالینا بہتر ہے۔ جھگڑا مول لینے سے غم کا کھالینا بہتر ہے۔ ذلت کی زندگی سے غم کا کھالینا بہتر ہے۔ بے موقع بولنے کی عادت سے گونگا ہو جانا بہتر ہے۔ حرام کے مال کی مالداری سے مفلسی بہتر ہے، خوف و ذلت کے حلوے سے آزادی کی خشک روٹی بہتر ہے۔ دوسروں سے مانگنے کی بجائے فاقہ بہتر ہے۔

شکست کھالے

علم کے اظہار میں استاد سے، زبان چلانے میں عورت سے۔ بڑی آواز میں گدھے سے۔ بحث کرنے میں جاہل سے کھانے پینے میں ساتھی سے مال خرچ کرنے میں شیخی خور سے۔ لڑائی کرنے میں بیوی سے شکست کھالے۔

شکایت مت کر

لوگوں کے سامنے اپنی قسمت کی شکایت مت کر۔ اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی شکایت مت کر۔ ماں باپ اور استاد کی شکایت مت کر غیر کے سامنے اپنے دوست کی شکایت مت کر۔ بیوی کے سامنے اس کے میکے والوں کی شکایت مت کر۔ اپنا ذاتی مکان

ہوتے ہوئے رہائش کی شکایت مت کر۔

مت چلا

بڑوں کے سامنے زبان مت چلا۔ بات کرتے وقت ہاتھ مت چلا۔ یہ جلتے ہوئے گرسکہ کھوٹا ہے مت چلا۔ محلہ اور بازار میں تیز سواری مت چلا۔ اپنی جانب سے بری رسم مت چلا۔ دوسروں کے درمیان اپنی بات مت چلا۔ کسی کو غلط راستے پر مت چلا۔

مت ٹھکرا

ماں باپ کی محبت۔ ملی ہوئی روزی۔ کھانے پینے کی چیز۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت بہن کی محبت۔ اپنے خیر خواں کی بات مت ٹھکرا۔

اچھی اور بُری خصلت

نہ کہے اور کر دے یہ خصلت جواں مردوں کی ہے۔ کہے اور نہ کرے یہ خصلت منافقوں کی ہے۔ کہے اور کر دے یہ خصلت سوداگروں کی ہے۔ نہ کہے اور نہ کرے یہ خصلت پست ہمتوں کی ہے، نہ کرے اور کسی کو کرنے دے یہ خصلت ذلیلوں کی ہے۔ تھوڑا کرے اور بہت احسان جتائے یہ خصلت کمینوں کی ہے بہت کرے اور بھول جائے یہ خصلت عالی مرتبہ لوگوں کی ہے۔

پیغمبروں کے واقعات

۱۔ تسلیم و رضا ہر حال میں بہتر ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک نوجوان آیا اور درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی، میں نے سنا ہے کہ آپ تمام وحوش و طیور کی بولیاں جانتے ہیں اور جب یہ جانور آپس میں باتیں کرتے ہیں تو آپ ان کی باتوں کا مطلب خوب سمجھتے ہیں۔ آپ یہ فن مجھے بھی سکھا دیجیے تاکہ میں جانوروں کی بولیاں سن کر خدا کی معرفت حاصل کر سکوں کیوں کہ بنی آدم کی زبانیں تو کھانے پینے اور فریب و دغا کے دھندے ہی میں لگی رہتی ہیں۔ ممکن ہے حیوانات اپنے پیٹ بھرنے کے لیے کچھ اور تدبیروں پر عمل کرتے ہوں۔

حضرت موسیٰ نے اپنے نور بصارت سے اس نوجوان کے ذہن میں چھپی ہوئی اصل بات دیکھ لی اور اس سے کہا۔ اس خیال خام سے باز رہ اس میں بے شمار خطرے پنہاں ہیں۔ جانوروں کی بولیاں سیکھ کر خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے لیے خدا ہی سے رجوع کر۔

موسیٰ کلیم اللہ نے اس نوجوان کو بہت سمجھایا بجھایا، لیکن جس قدر آپ اسے روکتے اور سمجھاتے، اسی قدر وہ ضد کرتا جاتا۔ انسان کی فطرت ہے کہ اسے جس بات سے منع کیا جائے۔ اور بار وہی بات کرتا ہے۔ اس نے بے حد خوشامد سے کہا۔

اے پیغمبر خدا، مجھے اس بات سے محروم کرنا۔ آپ کے لطف و کرم اور مہر و محبت سے بعید ہے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے بڑی صفات سے نوازا اور نور بصیرت بخشا ہے کسی شے کی حقیقت آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اگر آپ نے مجھے جانوروں کی بولیوں کے فن سے آگاہ نہ کیا تو میرا دل ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جائے گا اور میری مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہے گی

حضرت موسیٰ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا، یا الٰہی! تو بے نیاز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ان کی عقل و خرد کو شیطان مردود نے اپنا کھلونا بنا لیا ہے۔ تو ہی بتا میں کیا کروں اگر اسے جانوروں کی بولیاں سکھا دوں تو یہ بات اس کے حق میں نیک نہ ہوگی اور اگر نہ سکھاؤں تو اس کا دل صدمے سے چور ہوتا ہے

حق تعالیٰ نے حکم دیا، اے موسیٰ، تم اس نوجوان کی خواہش پوری کر دو، کیونکہ ہماری سنت ہے کہ ہم کسی کی دعا رد نہیں کرتے۔

یہ حکم پانے کے باوجود حضرت موسیٰ نے سوچا ایک بار پھر اس نوجوان کو اس خیال سے باز رہنے کی کوشش کروں۔ چنانچہ آپ نے اسے نہایت شیریں اور نرم لہجے میں سمجھایا کہ خدا نے اجازت تو عطا فرما دی ہے اور اب تیری مراد خود بخود پوری ہو جائے گی۔ لیکن تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ یہ خیال ذہن سے نکال دے اور خدا سے ڈر کیونکہ یہ پٹی شیطان نے تجھے پڑھائی ہے مجھے یقین ہے کہ تو سینکڑوں آفتوں میں پھنس جائے گا اور آخر میں سوائے ندامت و پشیمانی کے ہاتھ نہ آئے گا۔

اس بات نے اس نوجوان پر صرف اتنا اثر کیا کہ وہ کہنے لگا: بہت بہتر، میں تمام جانوروں کی بولی سیکھنے کے خیال سے درگزر کرتا ہوں۔ لیکن کم از کم دو جانوروں کی بولیاں تو ضرور ہی سکھا دیجئے۔ ایک اس کتے کی بولی جو میرے مکان کے دروازے پر پہرا دیتا ہے اور دوسرا اس مرغ کی بولی جو میرے گھر میں پلا ہوا ہے۔ بس میرے لیے ان دو جانوروں

کی بولی سمجھ لینا بھی بہت ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "اچھا، جا آج سے ان دونوں حیوانوں کی بولی کا فن میں نے خدا کے حکم سے تجھے عطا کیا۔

وہ نوجوان خوش خوش گھر واپس گیا اور اگلے روز اپنے پالتو جانوروں کی باتیں سننے کے لیے دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد گھر میں کام کرنے والی خادمہ ہاتھ میں ایک کپڑا لیے دروازے پر آئی۔ اس میں رات کا بچا کھچا روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ وہ خادمہ نے باہر پھینک دیا۔ اسی وقت مرغ پھڑپھڑاتا ہوا آیا اور وہ ٹکڑا اٹھا کر اپنی چونچ میں دبا لیا۔ پہرا دینے والے کتے نے یہ دیکھ کر مرغ سے کہا "یار، تو بڑا لالچی ہے۔ دانہ دُنکا بھی چگ کر اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ باسی روٹی کا یہ ٹکڑا ہمارے حصّے کا تھا۔ وہ بھی تو نے اچک لیا۔

مرغ نے کتے کا شکوہ سنا تو جواب میں کہا "بھائی، اس باسی روٹی کا رنج نہ کر ذرا صبر سے کام لے۔ خدا نے تیرے لیے بہترین نعمت مقرر کی ہے۔ کل ہمارے مالک کا جیتا گھوڑا مرنے والا ہے۔ اس کا گوشت خوب پیٹ بھر کر کھائیو۔ یوں خدا تجھے بے کوشش اور بے مشقت رزق عطا کرے گا۔

اس نوجوان نے مرغ کی یہ بات سنتے ہی تھان پر سے گھوڑا کھولا۔ بازار میں لے جا کر اس کے دام کھرے کیے اور خوشی خوشی گھر واپس آیا۔ اگلے روز صبح پھر خادمہ نے دسترخوان جھاڑا تو روٹی کا ٹکڑا زمین پر گرا۔ مرغ پھر اچک کر لے گیا اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا۔ آخر اس نے مرغ سے کہا "ابے تو بڑا چالاک اور فریبی ہے۔ تو نے کل کہا تھا کہ آقا کا گھوڑا مر جائے گا اور مجھے خوب پیٹ بھر کر گوشت کھانے کو ملے گا۔ اب بتا، گھوڑا کہاں مرا؟ آقا نے تو اسے لے جا کر بازار میں بیچ ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے تو ازلی جھوٹا ہے۔ سچائی تیرے مقدر میں نہیں۔

مرغ جھوٹا نہیں، بڑا باخبر تھا۔ اس نے جواب دیا، یار، تو خواہ مخواہ تاؤ کھاتا ہے گھوڑا تو مرنے ہی والا تھا۔ یہاں نہ مرا۔ دوسری جگہ جاکر مر گیا۔ ہمارا آقا گھوڑا بیچ کر ہی نقصان سے تو بچ گیا۔ اور بظاہر اپنا نقصان دوسرے کی گردن پر ڈال دیا، لیکن فکر نہ کر۔ کل انشاء اللہ اس کا اونٹ مر جائے گا۔ پھر تیری پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہوگا۔

نوجوان لپکا ہوا گیا اور اونٹ کو بھی بازار میں لے جاکر۔ دام وصول کر لیے۔ جانور کے مرنے کے صدمے اور رقم کے نقصان سے چھٹکارا پایا۔ دل میں خوش تھا کہ ان جانوروں کی بولیاں سیکھ کر فائدے ہی میں رہا۔ حضرت موسیٰ نے خواہ مخواہ ڈرا دیا تھا کہ ہزاروں آفتوں میں پھنس جائے گا۔ ابھی تک تو کوئی آفت آئی نہیں۔

تیسرے دن کتے نے غرا کر مرغ سے کہا "ابے او زمانے بھر کے کذاب، کب تک کاٹھ کی ہانڈی آگ پر چڑھائے جائے گا۔ تو تو بڑا ہی فریبی نکلا۔ آخر تجھے جھوٹ بولنے میں مزا کیا آتا ہے۔

مرغ نے کتے کی یہ جھاڑ سن کر کہا "یار جانی، میں جھوٹ نہیں بولتا۔ مالک نے اونٹ کو بھی لے کر جاکر بیچ ڈالا اور پیسے جیب میں رکھے۔ اب وہ اونٹ جس بدنصیب نے خریدا تھا، اس کے گھر جاکر مر گیا ہے۔ بہر حال، تو غم نہ کر۔ کل ہمارے آقا کا غلام مرے گا۔ موت نے اسے تاکا ہے۔ غلام کے مرنے کے بعد۔ آقا فقیروں کو روٹیاں اور گوشت بانٹنے کا اہتمام کرے گا۔ پھر تیرے مزے ہی مزے ہیں۔ لے اب خوش ہو جا۔

مرغ کی بات سنتے ہی نوجوان نے غلام کو بھی ایک شخص کے ہاتھ اچھی قیمت پر بیچ دیا اور اس نقصان سے بچ کر جی میں۔ بہت خوش ہوا۔ اس نے دل میں کہا۔ خدا کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے تین حادثوں سے بال بال بچا لیا۔ اگر کتے اور مرغ

کی بولیاں مجھے نہ آتیں تو بڑا بھاری نقصان اٹھانا پڑتا۔

چوتھے دن کتے نے لال پیلی آنکھیں نکال کر مرغ سے کہا "ابے او جھوٹوں کے بادشاہ، تو نے یہ بھی سوچا کہ تیری یہ دروغ گوئی کب تک چلے گی؟ تو تو کہتا تھا کہ غلام مرے گا اور اس کے مرنے پر ہمارا آقا فقیروں میں گوشت اور روٹیاں بانٹے گا۔ غلام کہاں مرا؟"

مرغ نے جواب دیا "بخدا میں نے سچ کہا تھا۔ آقا اگر اس غلام کو نہ بیچتا تو وہ اس مکان میں مرتا۔ بہر حال، جس نے اسے خریدا، وہ اب اپنے نصیبے کو رو رہا ہوگا۔ کیونکہ غلام اس کے گھر جاتے ہی اگلے روز صبح مر گیا اور بے چارے خریدار کی رقم برباد ہوئی لیکن اب تو خوش ہو جا کہ خود ہمارے آقا کی باری آگئی ہے۔ کل یہ یقیناً مر جائے گا۔ اب دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو موت کے فرشتے سے کیوں کر بچائے گا۔ کاش! وہ بے وقوف اتنا سمجھتا کہ ایک نقصان، سیکڑوں نقصانوں کا صدقہ ہوتا ہے۔ یاد رکھ کہ جسم و مال کا زیاں۔ جان کا صدقہ ہے، دنیاوی معاملات میں انسان بعض اوقات زر و مال خرچ کر کے اپنی جان بچا لیتا ہے، لیکن افسوس کہ قدرت الٰہی کے رازوں سے جاہل ہے کہ یہاں اپنا مال بچانے کی کوشش کرتا ہے، اور نہیں جانتا کہ وہی مال اگر اپنی ذات پر سے صدقہ کرے تو نقصان، فائدہ بن جائے۔ خیر، اب تو قصہ ہی تمام ہوا چاہتا ہے آج ہمارا آقا سوئے عدم روانہ ہو جائے گا۔ پھر اس کے والی وارث گائے ذبح کریں گے اور دیگیں چڑھیں گی۔ فقیروں اور محتاجوں کا ہجوم ہوگا۔ روٹیوں کے ٹکڑے اور ہڈیاں بوٹیاں اس کثرت سے تجھے کھانے کو ملیں گی کہ جی بھر جائے گا۔ ہا! گھوڑا، اونٹ اور غلام کی موت ہمارے بے وقوف اور مغرور آقا کی جان کا بدلہ تھا۔ مال کے نقصان اور اس کے رنج و الم سے تو محفوظ رہا۔ لیکن اپنی جان گنوائی۔

آقا نے مرغ کی زبانی اپنے مرنے کی خبر وحشت اثر سنی تو پیروں تلے کی زمین

نکل گئی۔ ہاتھ پیروں میں دم نہ رہا گرتا پڑتا، بدحواس، بدحال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری داستان سنا کر فریاد کی کہ اے خدا کے سچے نبی! مجھے ملک الموت کے پنجے سے بچائیے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔

"ارے احمق، اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔ فوراً بازار میں جا اور اپنے آپ کو بھی بیچ ڈال۔ تو تو اس کام میں بڑا ہوشیار ہے۔ اس مرتبہ بھی اپنا نقصان کسی اور کے سر منڈھ دے اور خود کو بیچ کر جو مال ملے وہ اپنے خزانے میں بھر لے۔ سچ ہے آنے والی مصیبت کو عقل مند پہلے دیکھ لیتا ہے اور بے وقوف آخر میں۔

اس نوجوان نے پھر منت سماجت شروع کی اور اس قدر رویا کہ حضرت موسیٰ کو اس پر رحم آیا۔ ارشاد ہوا" اے نوجوان اب تو تیر کمان سے نکل چکا اور چھوٹا ہوا تیر کبھی واپس نہیں آتا۔ قضا نے تیرا گھر تاک لیا ہے اور اسے ٹالنا میرے بس میں نہیں، ہاں بارگاہ الٰہی میں تیرے لیے یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ جب تیری روح بدن کا ساتھ چھوڑے تو ایمان کی دولت تجھے نصیب ہو۔ وہی زندہ ہے جو ایمان سلامت لے جائے۔

ابھی پیغمبر خدا کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ نوجوان کا جی مالش کرنے لگا دل گھبرایا، ہاتھ پاؤں سنسنانے لگے۔ یکایک خون کی ایک قے ہوئی۔ وہ قے ہیضے کی نہ تھی، موت کی تھی، اسی وقت چار آدمی اسے کندھوں پہ لاد کر گھر لے گئے۔ مکان پہ پہنچتے پہنچتے اس پر تشنج طاری ہوگیا، زبان بند ہوئی، آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں، کانوں کی لویں مڑ گئیں۔ آخر کار اس نے ایک ہچکی لی اور اپنی جان۔ جان آفریں کو سونپ دی۔

حضرت موسیٰ نے خبر سنی تو درگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے باری تعالیٰ، اسے ایمان کی دولت نصیب فرما۔ اپنی شان الوہیت کے صدقے میں اسے بخش دے، ہرچند اس نے گستاخی اور ضد کی، لیکن وہ نادان تھا۔ اس پہ رحم فرما۔ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیغمبر کی دعا

قبول فرمائی اور اس نوجوان کو بخش دیا۔

۲۔ تکبر کی خفیہ صورت

حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانے کا ذکر ہے۔ ایک شخص علانیہ کہا کرتا تھا کہ اللہ نے میرے بے شمار عیوب دیکھے ہیں۔ لیکن اپنے رحم و کرم کے باعث وہ مجھ پر گرفت نہیں کرتا۔ اس شخص کا یہ قول بظاہر تواضع پر مبنی تھا، لیکن اصل میں تکبر سے بھرپور خدا نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ذریعے اس کو انتباہ کیا کہ۔

"اے بے وقوف! تو صراط مستقیم سے بھٹک کر کہیں کا کہیں جا نکلا ہے اور خوشی سے کہتا ہے کہ میں تیرے گناہوں کی پکڑ نہیں کرتا۔ حالانکہ تو اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ میں ہر آن تیری اس قدر گرفت کرتا رہتا ہوں کہ گویا تو سر سے پیر تک آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ تیری مثال اس سیاہ دیگ کی سی ہے جس پر اسی کا زنگ چڑھتا رہتا ہے اور اس زنگ نے تیری روح کی پیشانی بے نور کر دی ہے۔ تیرے قلب پر زنگ کی اتنی تہیں چڑھ گئی ہیں کہ تجھے خدا کے بھید دکھائی نہیں دیتے۔ دیکھ اگر کوئی لوہار زنگی (حبشی) ہو تو دھواں ویسا ہی ہوتا ہے جیسا لوہار کا چہرہ اور اگر کوئی رومی اس پیشے میں داخل ہو تو دھوئیں سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص گناہ کے گھناؤنے اثر سے واقف ہو جاتا ہے اور گڑگڑا گڑگڑا کر توبہ کرنے لگتا ہے۔ لیکن جو بدنصیب گناہ میں آلودہ ہ[illegible] اور اگر [illegible] پر اصرار کر[illegible]ے تو اس کی عقل پر خاک پڑ جاتی ہے اسے کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہاں تک ک[illegible]ے گناہ کے کاموں ہی میں لذت ملنے لگتی ہے۔ پس وہ شخص گمراہ اور بے دین ہوا۔ پھر اس میں حیا اور ندامت کا احساس ہی باقی نہیں رہتا۔

جب حضرت شعیب علیہ السلام نے یہ باتیں، حق تعالیٰ کی جانب سے حکم پاکر اس شخص سے کہا تو وہ جسح پر اتر آیا اور کہنے لگا "اگر خدا میری گرفت کرتا تو پھر اب تک میرا نام و نشان کیوں باقی ہے؟ اس نے مجھے فنا کیوں نہ کر دیا۔

حضرت شعیب نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا الٰہی! یہ شخص مجھے جھٹلا رہا ہے اور تیری گرفت کا کھلا ثبوت چاہتا ہے۔ خدا نے جواب دیا۔

اے شعیب، میں ستار العیوب ہوں۔ لوگوں کے عیب ظاہر نہیں کرتا اس شخص کے سب گناہ بیان نہ کروں گا۔ البتہ اس کی گرفت کی ایک واضح علامت بتاتا ہوں۔ وہ علامت یہ ہے کہ یہ بدنصیب روزے بھی رکھتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے۔ زکوۃ بھی نکالتا ہے اور دعائیں بھی کرتا ہے۔ اس طرح کی بہت سی عبادتیں اور نیک عمل بھی دکھاوے کے لیے کرتا ہے۔ لیکن اس کی روح کو ان عبادتوں اور نیکیوں سے ذرہ برابر بھی لذت نہیں ملتی۔ ظاہر میں اس کی عبادت اور نیکیاں خشوع و خضوع سے لبریز ہیں لیکن باطن میں پاک نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے درخت میں اخروٹ تو ان گنت لگے ہوں مگر ان میں مغز نہ ہو۔ عبادت اور نیکیوں کا پھل پانے کے لیے ذوق درکار ہے اور پھل میں مغز، تاکہ اس سے درخت پیدا ہو۔ جس طرح بغیر گودے کا بیج درخت نہیں بن سکتا۔ اسی طرح بے جان صورت محض خیال ہوتی ہے۔

جب حضرت شعیب نے یہ نکتے اس شخص پر واضح کیے تو وہ ہکا بکا رہ گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ

حضرت داؤدؑ کے زمانے میں ایک شخص تھا۔ فطری طور پر نہایت کاہل اور ناکارہ

ہمیشہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہتا۔ روزانہ صبح آنکھ کھلتے ہی خدا سے دعا کرتا کہ یا اللہ! مجھے محنت اور مشقت کے بغیر روزی دے۔ جب تو نے مجھے کاہل اور بیمار ہی پیدا کیا تو پھر غیب سے روزی عطا کر اور محنت و مشقت کے عذاب میں مت ڈال تاکہ میں تیرے ہی در کار بھکاری بنا رہوں۔ بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ زخمی پشت والے گدھوں پر گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ لاد دیا جائے۔

ایک مدت تک روزانہ یہی دعا کرنا اس کا مشغلہ رہا۔ لوگ اس کی اس دعا پہ ہنستے اور مذاق اڑاتے کہ ذرا اس لمبی ڈاڑھی والے کو دیکھو معلوم ہوتا ہے بھنگ پی ہے یا گھاس کھا گیا ہے۔ خدا نے ہر شخص کی روزی محنت و مشقت کے ساتھ اتاری ہے اس کے برعکس کبھی نہیں ہوتا۔ لیکن یہ لالچی ہاتھ پیر ہلائے بغیر خدا سے اپنا رزق طلب کرتا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ کوئی اس سے کہتا، اے بھئی، خوش ہو جا، خدا نے ہمیں خبر دی ہے کہ بہت جلد تجھے ایک بڑا خزانہ ملنے والا ہے۔ ذرا یاروں کا حصہ بھی نکال رکھنا۔ کوئی کہتا سارا مال اکیلے ہی ہڑپ نہ کر جانا۔ لیکن وہ شخص کسی کے کہنے سننے کی کچھ پروا نہ کرتا اور برابر آہ و زاری میں لگا رہتا۔

یہ حقیقت ہے کہ خدا سب کی دعائیں سنتا اور مرادیں پوری کرتا ہے۔ اس نے خود اپنی کتاب پاک میں کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا اور تمہاری دعا قبول کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔ خواہ بندے کی دعا کیسی ہو۔ قصہ مختصر اس شخص نے جب دعاؤں اور رونے دھونے کی حد کر دی تو رحمت ربانی کو جوش آیا اور سننے والے نے مانگنے والے کی بات سنی۔

وہی شخص منہ اندھیرے اسی دعا میں آہ و زاری کے ساتھ مشغول تھا کہ ایک آوارہ گائے نے ٹکر مار کر اس کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا اور گھر میں گھس آئی۔ اس نے فوراً پھیر کھار کر گائے کو پکڑ لیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھے اور بے تامل حلق پہ

چھری پھیر کر ذبح کر دیا۔ پھر قصاب کو بلایا کہ اس کی کھال اتار کر گوشت کے پارچے اور بوٹیاں بنا دے۔ استنے میں گائے کے مالک کو بھی خبر مل گئی۔ وہ پہلے ہی اپنی گائے کی تلاش میں گلی کوچوں کی خاک چھان رہا تھا۔ وہ بھاگا بھاگا آیا۔ دیکھا کہ گائے ذبح بھی ہو چکی اور اب قصاب اس کی تکا بوٹی کرنے میں مصروف ہے اس نے دہائی دی اور چلانا شروع کیا۔

"ارے ظالم! یہ کیا غضب کیا یہ گائے تو میری تھی۔ بدک کر نکل گئی تھی تجھے بھلا کیا حق تھا اسے پکڑ کر ذبح کرنے کا؟

دعا مانگنے والے نے جواب دیا "سنو برادر، زیادہ چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں میں برسوں سے اس دعا میں مصروف ہوں کہ یا الٰہی، تو مجھے محنت و مشقت کے بغیر روزی عطا فرما۔ آج خدا خدا کر کے خدا نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یہ گائے میرے گھر بھیج دی۔ جب میں نے اسے گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے محنت و مشقت کے بغیر میرا رزق بھیجا ہے۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور ذبح کر دیا۔"

یہ جواب سنکر گائے کے مالک کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی۔ اس نے پہلے تو اس شخص کی خوب ٹھکائی کی۔ پھر گریبان پکڑا اور دھکے دیتا ہوا حضرت داؤدؑ کی عدالت میں لے چلا کہ وہیں چل کر تجھے اس ظلم کی سزا دلواؤں گا۔ کیا خوب بہانہ ہے کہ میں تو خدا سے بے محنت کی روزی مانگتا تھا۔ اے احمق، اگر محض دعا مانگ کر دوسروں کا مال ہضم کرنے کی اجازت ہو جاتی تو پھر کوئی کچھ نہ کرتا۔ صرف دعا کے بل بوتے یہ لوگ ساری دولت کے مالک اور حق دار بن جاتے۔ پھر تو سب سے زیادہ مزے میں اندھے بھیک منگے رہتے کیونکہ ان کے کام دن رات اس کے سوا اور کیا ہے کہ یا الٰہی ہم اندھوں کو بے محنت و مشقت کے روزی عطا کر۔

لوگوں نے گائے کے مالک کی بات سنی تو اسی کو حق پر قرار دیا اور دعا مانگنے والے کو ظالم کہنے لگے۔ ایک مرد دانا نے اس سے کہا "ارے او عقل کے دشمن، محض دعا کے بھروسے پر کوئی شخص کیسے مال دار ہو سکتا ہے؟ ایسا عمل شریعت نے کبھی جائز قرار نہیں دیا۔ کسی شے کی ملکیت حاصل کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ شے خریدی جائے۔ دوسرا یہ کہ بھیک مانگ کر حاصل کرے۔ تیسرا یہ کہ کوئی اپنی خوشی سے دے۔ چوتھا یہ کہ کوئی مرتے وقت تیرے حق میں وصیت کر جائے۔ اب یا تو اس بے چارے کی گائے واپس کر یا سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جا۔

مرد دانا کی یہ بات سنی تو دعا مانگنے والے نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا "اے خدائے رحمٰن و رحیم، تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے اپنی آرزو کی تکمیل کے لیے سینکڑوں روز و شب آہ و زاری کرنے اور دعا مانگنے میں صرف کیے ہیں۔ وہ دعا تو نے میرے دل میں ڈالی تھی اور امیدوں کے ہزاروں چراغ روشن کیے تھے۔ حضرت یوسف کی طرح میں نے کتنے ہی خواب دیکھے تھے۔ اب یہ مردود، گائے کا مالک، مجھے اندھے بھیک منگے کی گالی دیتا ہے۔ یا اللہ! اسے شیطان نے بہکایا ہے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں اندھا بھیک منگا نہیں۔ میں نے کبھی کسی مخلوق کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ میں تو ہمیشہ تیرے ہی آگے دستِ سوال دراز کرتا رہا ہوں۔ اندھے بھیک منگے اور مجھ میں بڑا فرق ہے وہ محض اپنی جہالت کے باعث مخلوق سے سوال کرتا ہے اور میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ ہر دشواری تیرے لیے آسان ہے یہ لوگ میرے دلی راز کو نہیں جانتے اور میری دعا کو بے ہودہ گردانتے ہیں۔ یہ بھی سچے ہیں کہ عالم الغیب اور دلوں کے راز جاننے والا تیرے سوا اور ہے ہی کون"

وہ شخص منہ اوپر اٹھا کر اپنی دانست میں خدا سے یہ کلمے کہہ رہا تھا کہ گائے کے مالک نے جھلا کر ایک دو ہنٹر اس کی پشت پر رسید کیا اور کہا۔

"ایے ادھر آسمان کی طرف منہ اٹھا اٹھا کر کیا بکواس کر رہا ہے؟ ادھر میری طرف دیکھ، اور حقیقت کا سامنا کر۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ خدا اور اس کے بندوں کو اس فریب میں مبتلا کر کے صاف نکل جائے گا؟ ایسا ہرگز نہیں ہونے کا۔ جب تیرا دل ہی مر چکا تو کس منہ سے آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور زبان کھولتا ہے۔

دعا مانگنے والے نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی اور رو کر بولا "اے خدائے ذوالجلال اپنے اس بندے کو رسوا نہ کر۔ میں بے شک برا ہوں۔ گناہ گار ہوں۔ اور خطاکار ہوں۔ لیکن تو عیبوں کو ڈھانپنے والا ہے۔ میری برائی کو فاش نہ کر۔ تو واقف ہے کہ میں سردی کی لمبی اور تاریک راتوں میں کس عجز و انکسار سے تجھے پکارتا رہا ہوں۔ اگر اس آہ و زاری اور عبادت کی قدر تیری مخلوق کو نہیں تو مجھے کیا پروا۔ مگر تو تو جانتا ہے۔ یا اللہ! یہ لوگ مجھ سے گائے واپس مانگتے ہیں۔ بھلا میں کہاں سے لا کر دوں؟ وہ تو ذبح ہو چکی۔ اس میں میرا قصور کیا ہے؟ گائے بھیجنے والا تو اے رب جلیل تو خود ہے۔

قصہ کوتاہ، حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ سب سے پہلے گائے کے مالک نے اپنا دعویٰ پیش کیا اور کہا "اے پیغمبر خدا میری گائے بدک کر شہر کے گلی کوچوں میں آوارہ پھر رہی تھی۔ اتفاق سے اس شخص کے گھر میں جا گھسی۔ یہ خدا جانے کب سے تاک لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے میری گائے کو پکڑ کر ذبح کر لیا۔ اب میں آپ کے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ اس سے دریافت فرمائیں کہ اس نے یہ حرکت ہی کیوں کی؟

داؤد علیہ السلام نے دعا مانگنے والے سے مخاطب ہو کر فرمایا، "ہاں اے شخص اب تیری باری ہے۔ سچ سچ بتا تو نے اس کی گائے پکڑ کر ذبح کیوں کی؟ ادھر ادھر کی مت ہانکو معقول بات کہو تاکہ فیصلہ دو ٹوک کیا جا سکے۔

اس نے عرض کیا "اے داؤد، اس شہر کے سبھی لوگ، کیا مرد، کیا عورت۔ مجھے جانتے پہچانتے ہیں۔ آج تک میں نے کسی کا مال مارا نہ چوری کی۔ نہ کسی کو ناجائز پریشان کیا میرا طریق گزشتہ سات سال سے یہ ہے کہ شب و روز حق تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں رو رو کر یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے محنت و مشقت کے بغیر حلال کی روزی عطا فرما۔ شہر کے تمام مرد و زن یہ دعا سنتے اور میرا مذاق اڑاتے تھے۔ آپ چاہیں تو کسی بھی جوان، بوڑھے یا بچے سے میری اس بات کی تصدیق فرما سکتے ہیں کہ یہ بوسیدہ لباس والا فقیر جھوٹ کہتا ہے یا سچ۔ آخر مسلسل دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری سنی اور یہ گائے خود بخود میرے مکان کا دروازہ توڑ کر اندر گھس آئی۔ میری آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی نور آ گیا۔ اس لیے نہیں کہ رزق حلال بے محنت کے ملا، بلکہ اس لیے کہ حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ میں نے گائے کو پکڑ کر اس نیت کے ساتھ ذبح کیا کہ شکرانے کے طور پر اس کا گوشت غریبوں اور فقیروں میں تقسیم کروں۔ ابھی اس مقصد کے لیے قصاب سے گوشت کے پارچے بنوا ہی رہا تھا کہ یہ شخص نہ جانے کہاں سے شور مچاتا ہوا آ گیا۔ اور کہنے لگا کہ گائے میری ہے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا۔ مگر یہ کچھ سنتا ہی نہیں۔ اور تو اور سب لوگ بھی اسی کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔

حضرت داؤدؑ نے اس کی یہ تقریر سنکر فرمایا "ان لمبی باتوں کو ترک کر اور کوئی ایسی معقول دلیل دے جس سے یہ ثابت ہو کہ کسی کی گائے پکڑ کر بغیر اجازت، بغیر قیمت ذبح کر لینا کس حد تک جائز ہے۔ کیا تجھے وہ گائے مالک نے بخش دی تھی یا تو نے مول خریدی تھی۔ بہرحال تیرے بیان سے اتنا ثابت ہو گیا کہ وہ گائے تجھے مالک نے دی نہ تو نے خریدی۔ لہٰذا اب اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کر دے۔ اگر تیرے پاس قیمت نہیں ہے تو پھر کسی سے قرض لے۔ بس یہی ایک صورت ہے۔

دعا مانگنے والے نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا "اے داؤدؑ، آپ بھی وہی کہنے لگے جو دوسرے کہتے ہیں؟" اس کے بعد ایک آہ دردناک اس کے دل سے نکلی اور اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا "اے میرے دل کی تپش جاننے والے تو داؤدؑ کو روشنی دکھا اور اسے صحیح راستے پر ڈال۔" یہ کہہ کر وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اس کا رونا ایسا تھا جو سنگ کو موم نہ کر دیتا۔ حضرت داؤدؑ کا دل بھی دہل گیا اور انہوں نے گائے کے مالک سے کہا۔

اے گائے والے، مجھے آج کے دن کی مہلت دے تاکہ میں خلوت میں جاکر اپنے رب سے ہدایت طلب کروں۔ وہی سب بھیدوں اور رازوں سے بھی واقف ہے۔

خدا کے پیغمبر نے تنہائی میں جاکر عبادت شروع کی، اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اور خدام کو حکم دیا کہ کسی شخص کو اس خلوت میں مخل ہونے کی اجازت نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسرار کھول دیے اور ایک ایک بات اپنے برگزیدہ پیغمبر کے قلب میں ڈال دی۔ حضرت داؤدؑ نے شکر کا سجدہ ادا کیا اور مکان کا دروازہ کھلوا دیا۔ اگلے روز مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو طلب کیا۔ گائے والے نے آتے ہی اودھم مچانا شروع کیا اور مدعی کو بے نقط سنانے لگا "ارے غضب خدا کا! پیغمبر برحق کے عہد میں مجھ پر ایسا صریح ظلم توڑا جا رہا ہے۔ میری گائے کو دن دہاڑے پکڑ کر ذبح کر لیا اور ڈکار تک نہ لی۔ پھر اوپر سے رونا دھوتا اور خدا رسی کا فریب دیتا ہے۔ اے داؤدؑ کیا یہ جائز ہے کہ میری گائے خدا مجھ سے پوچھے بغیر اسے دے دے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا "بس بس۔ چپ ہو جا۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب اس شخص کا پیچھا چھوڑ اور اسے معاف کر دے۔ جب حق تعالیٰ نے تیرے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائی تو تو بھی اس کی ستاری کا حق ادا کر اور اپنی گائے کی طرف سے صبر کر۔

حضرت داؤدؑ کا یہ ارشاد سنتے ہی گائے والے نے غل غپاڑا مچا دیا کہ ہائے لوگو! یہ کیا انصاف ہے، جو مجھ غریب کے ساتھ کیا جارہا ہے؟ یہ انصاف نہیں ظلم ہے۔ ستم ہے۔ میری گائے جاتی رہی اور مجھی سے صبر کرنے کو کہا جارہا ہے۔ اور جس نے یہ ظلم ڈھایا ہے۔ اسے کچھ نہیں کہا جاتا۔ کیا یہ نیا قانون تم نے اور تمہارے رب نے میرے لیے بنایا ہے؟ ارے ایسا ستم تو اس شہر میں اندھے کتوں پر بھی نہ توڑا گیا ہوگا۔ اے داؤدؑ، یاد رکھ کہ تیری اس زیادتی سے پہاڑ کھیل کھیل اور آسمان شق ہو جائے گا۔

غرض دیر تک وہ اسی طرح لاف گزاف بکتا اور ظلم ظلم، اندھیر اندھیر پکارتا رہا یہاں تک کہ حضرت داؤدؑ نے ڈپٹ کر فرمایا "زیادہ باتیں نہ کر۔ ابھی میں نے اس مقدمے کا فیصلہ ہی نہیں کیا ہے۔ بہتر ہے کہ اپنا سارا مال اور جائیداد اس دعا مانگنے والے کے حوالے کر دے، ورنہ سخت رسوائی ہوگی اور کچھ عجب نہیں کہ جو ظلم و ستم تو نے کیے ہیں، وہ بھی ظاہر ہو جائیں۔

گائے والے نے یہ کلمات سنکر اپنے سر پہ خاک اڑائی۔ کپڑے پھاڑ کر تار تار کر ڈالے اور منہ میں کف بھر کر بولا "اے داؤدؑ اچھا فیصلہ سنایا۔ مجھ پر ظلم و زیادتی کی حد کر دی۔ معلوم ہوتا ہے تو اپنے حواس میں نہیں رہا۔

یہ سنکر حضرت داؤدؑ نے گائے والے کو اپنے قریب بلایا اور کہا "اے بدبخت اس ہنگامے سے باز آ۔ دیکھ، کہیں یہ تیری ہلاکت کا باعث نہ بن جائے۔ تیری تقدیر کھوٹی ہے اور جو تو نے بویا ہے، وہ اب کاٹ۔ جا، میں حکم دیتا ہوں کہ تیرے بچے اور تیری بیویاں اس دعا مانگنے والے شخص کے لونڈی، غلام بنا دیے گئے۔

یہ حکم سنتے ہی گائے والا دیوانے اپنا سر پھوڑنے لگا، تماشائی بھی اس کے حال پر ترس کھانے لگے۔ کیوں کہ پیغمبر خدا کے احکام کی اصل وجہ سے ناواقف تھے،

ایک دو آدمیوں نے جرأت کی اور حضرت داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"اے نبی اللہ، آپ کی ذات بابرکات سے ایسا صریح ظلم سرزد نہ ہونا چاہیے۔ ہم سب حیرت میں ہیں کہ ایک بے قصور گائے والے پر آپ نے اتنا عتاب فرمایا اور جس شخص نے اس کی گائے ناحق پکڑ کر ذبح کر لی اُسے آپ نے بری کر دیا"

حضرت داؤدؑ نے فرمایا "شاید وہ وقت آن پہنچا جب اس گائے والے کے پوشیدہ بھید ظاہر کر دیے جائیں۔ آؤ تم سب ہمارے ساتھ جنگل کی طرف چلو۔ وہاں ایک دریا کے کنارے سب راز کھلا جاتا ہے۔ پوری بستی میں منادی کر دو کہ سب مرد وزن اپنے اپنے گھروں سے نکلیں تاکہ اس راز سے آگاہ ہو جائیں" یہ سنکر سب حیران ہوئے حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔

"سنو اے لوگو، اس جنگل میں ایک بڑا تن آور اور گھنا درخت ہے۔ اس کی شاخیں آپس میں گھتی ہوئی ہیں اور سورج کی شعاعوں کو زمین تک پہنچنے نہیں دیتیں۔ مجھے اس درخت کی جڑیں سے انسانی خون کی بو آتی ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس گھنے تن آور درخت کے سائے میں ایک آدمی کو قتل کیا گیا تھا؟ نہیں۔ تم نہیں جانتے۔ البتہ وہ جانتا ہے جس نے اس زمین و آسمان اور قاتل و مقتول کو پیدا فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس گائے والے نے اپنے آقا کو قتل کیا۔ یہ شخص اصل میں مقتول کا زر خرید غلام تھا۔ اس نے فریب سے اپنے آقا کو قتل کر کے اس کے مال اور جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ یہ دعا مانگنے والا جوان اسی مقتول کا بیٹا ہے۔ اس زمانے میں یہ نابالغ اور ناسمجھ تھا۔ اس لیے اصل حال سے بے خبر ہے۔ خدا نے اب تک اس گائے والے کے ظلم کو اپنی صفت ستاری کے صدقے میں بالکل پوشیدہ رکھا۔ لیکن اس بے غیرت، بے رحم، سنگدل شخص نے اپنے مقتول آقا کے کم سن بچوں پر بھی ظلم ڈھانا شروع کیا سب کچھ ان سے چھین لیا اور یہاں تک نمک حرامی

پر اترا کر اس کے آقا کے بچے دانے دانے کو محتاج ہو گئے۔ اب محض ایک ادنیٰ گائے کے لیے اپنے آقا کے فرزند کو ملامتیاں سناتا اور زبان طعن کے کچوکوں سے مارے ڈالتا ہے۔ اس مردود نے اپنے گناہ کا پردہ خود ہی فاش کیا ورنہ شاید خدا اس کی پردہ دری نہ کرتا۔ اس قسم کے ظالم اور فاسق لوگ اپنا پردہ خود ہی چاک کیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو، ظلم ہمیشہ روح کی گہرائیوں میں دبا رہتا ہے۔ لیکن ظالم اسے خود لوگوں پر کھول دیتا ہے۔

غرض حضرت داؤد علیہ السلام کے ہمراہ شہر کے سب مرد و زن اس جنگل کی طرف چلے۔ گائے والا بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب اس گھنے تن آور درخت کے قریب پہنچے تو حضرت داؤد نے حکم دیا کہ مدعی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے جائیں۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ پیغمبر نے اس سے فرمایا۔

"اے سگ دنیا، سن۔ پہلے تو نے اس دعا مانگنے والے کے دادا کو قتل کیا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں تو اس کے باپ کا غلام بنایا گیا۔ پھر تو نے موقع پا کر اس کے باپ کو بھی اس درخت تلے قتل کیا اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ جمایا۔ تیری بیوی اسی مقتول کی لونڈی تھی۔ اس نے بھی اپنے مالک سے نمک حرامی کی ہے۔ لہٰذا اب جو اولاد لڑکے، لڑکیاں اس لونڈی کے بطن سے ہوئے وہ سب اس دعا مانگنے والے کی ملکیت میں داخل ہیں اور تو بھی اس کا غلام ہے۔ جو کچھ تو نے کمایا ہے وہ سب مال اس کی ملکیت ہے۔ تو نے شرع کے مطابق اس مقدمے کا فیصلہ مانگا تھا۔ اور شرع نے جو فیصلہ کیا، وہ میں نے تجھے سنا دیا۔ اب اس کی تعمیل تیرا فرض ہے تجھے یاد نہیں کہ اپنے آقا کو تو نے کس بے رحمی سے اس مقام پر قتل کیا تھا اس مرد خدا نے تیری کیسی کیسی منت سماجت کی تھی، لیکن تو نے اپنی سفاکی اور شقی القلبی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ خدا کی پناہ! تو نے اسے اسی طرح چھری سے ذبح کیا جس طرح اس دعا

دعا مانگنے والے نے تیری گائے کو ذبح کیا۔ پھر تو نے وہ خون آلود چھری بھی راز فاش ہونے کے خوف سے گڑھا کھود کر دفن کر دی تھی اور وہ اب تک وہیں موجود ہے

اے لوگو! یہاں سے زمین کھود دو۔ اس کے آقا کا سر بھی چھری کے ساتھ ہی دفن ملے گا۔ وہ چھری اس قاتل کتے کی ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس پر اس کا نام ہی کندہ ہے۔

حضرت داؤدؑ کے ارشاد کے مطابق زمین کھودی گئی تو ایک گڑھے کے اندر سے ایک شخص کی کھوپڑی اور تیز دھار کی لمبی سی چھری برآمد ہوئی۔ اب تو گائے والا خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے حضرت داؤدؑ کے قدموں پر گر کر اپنے جرم کا اقرار کیا۔ تماشائیوں پر سکتے کا عالم طاری تھا۔ کیونکہ کوئی ایسا نہ تھا جس نے خدا کے پیغمبر پر بدظنی یا بدگمانی نہ کی ہو۔ لوگوں نے اپنے سروں سے کپڑا اور ٹوپیاں ہٹا دیں۔ ننگے سر ان کے سامنے آئے اور عرض کیا۔

"اے داؤدؑ، ہم سب فطری نابینا ثابت ہوئے۔ کیونکہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے جو فرمایا تھا، اس کا ہم نے اعتبار نہ کیا۔ اس لیے آپ ہماری گستاخی معاف فرما دیں۔ بے شک آپ کا معجزہ ثابت ہو گیا"

حضرت داؤدؑ نے سب کو معاف کیا۔ پھر گائے والے کے بارے میں حکم دیا کہ چونکہ اس شخص کا ظلم کھل چکا ہے اور یہ قاتل ہے۔ اس لیے شریعت کا فیصلہ اس کے بارے میں یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے۔ چنانچہ اسی چھری سے اس کی گردن اڑا دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے کہا۔

خدا حلیم ہے اور وہ گنہگاروں کی رعایت کرتا ہے لیکن جب ظلم حد سے سوا ہو جاتا ہے تو خدا ظالم کو رسوا کر دیتا ہے۔

اے برادر عزیز، تو نے دیکھا کہ ایک ظالم کے مارے جانے سے ایک جہان زندہ

ہوا اور ہر شخص کا حق تعالیٰ پر ایمان از سرِ نو تازہ ہو گیا۔ تو بھی اپنے نفس کو موت کے گھاٹ اتار کر ایک جہان کو زندہ کر۔ گائے والا کون ہے ؟ تیرا نفس، جس نے اپنے آپ کو ظلم، دھوکے اور فریب سے بڑا آدمی بنا لیا ہے۔ گائے کو ذبح کرنے والا کون ہے وہ ہے تیری عقل۔ تن کی گائے کو جو ذبح کرے۔ اس کی مخالفت مول نہ لے۔ عقل قید میں ہے اور چاہتی ہے کہ اللہ سے، ہمیشہ بے محنت و مشقت کے روزی ملتی رہے۔ لیکن شاید تجھے علم نہیں کہ بے محنت کا رزق خدا کی طرف سے کیسے ملتا ہے۔ اس کو جو خواہش نفس، یعنی گائے کو ذبح کر دے۔ اصل وارث عقل سلیم ہے، جو بے کس بے آسرا اور غریب رہ گئی ہے اور خود غرض، بے رحم نفس جس کی حیثیت غلام کی سی تھی۔ آقا اور مالک بن بیٹھا ہے۔ جان لے کہ بے محنت کی روزی روح کی خوراک اور پاک رزق ہے جو صرف گائے (نفس) کی قربانی پر موقوف ہے۔ لہٰذا اے جستجو کرنے والے۔ لازم ہے کہ تو گائے کے ذبح کو ایک پوشیدہ خزانہ سمجھ۔

۴۔ سچے خواب کی تعبیر

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مقام پر تشریف فرما تھے آپ کے چند ساتھی بھی ساتھ تھے کہ یکدم ایک شخص حیرانی پریشانی اور بدحواسی کے عالم میں حاضر ہوا۔ اور کچھ عرض کرنا چاہا آپ نے حلم و وقار کے ساتھ اسے بیٹھنے کو کہا جب ذرا اس کی طبیعت کی شورش رفع ہوئی تو آپ نے اسے معروضات پیش کرنے کی اجازت دی اس نے کہا۔ حضور! میں نے آج صبح صادق کے قریب ایک نہایت بھیانک خواب دیکھا ہے نہ جانے میرے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے، خدا کے لیے میری دستگیری فرمائیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں۔ اچانک ایک شیر کے دھاڑنے

کی آواز سنکر میں بھاگنے لگا۔ بھاگتے بھاگتے میں ایک کنویں کے قریب پہنچا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوفناک شیر میرا پیچھا کرتا ہوا آرہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک درخت کی جڑیں اس کنویں میں لٹک رہی ہیں میں شیر سے بچنے کے لیے اس درخت کی جڑ کو پکڑ کر کنویں میں اترنے لگا اتنے میں شیر کنویں کے منہ پر آگیا۔ وہ نہایت غصے میں اوپر سے مجھے گھورنے لگا۔ شاید وہ اس انتظار میں تھا کہ میں اوپر آؤں تو مجھے وہ اپنا لقمہ بنائے۔ یہ اندازہ لگانے کے لیے کہ کنویں میں کتنا پانی ہے میں نے جو نیچے نگاہ ڈالی تو لرز اٹھا۔ کیونکہ وہ کنواں خشک تھا۔ اس میں پانی کی بجائے ایک نہایت خوفناک اژدھا تھا جو منہ پھاڑے اس انتظار میں تھا کہ میں نیچے اتروں اور وہ مجھے ہڑپ کرلے کنویں کے منہ پر بھوکا شیر اور تہ میں خوفناک اژدھا۔ دونوں مجھے نگل لینے کے لیے تیار۔ یا خدا! میں کیا کروں۔ درخت کی جڑ کی ایک شاخ ہی میرا واحد سہارا تھی۔ میں نے اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ اور تقدیر کے فیصلے کا انتظار کرنے لگا۔ اتفاقاً تھوڑی دیر بعد جو میں نے نگاہ اٹھائی تو ایسا منظر دیکھا کہ میں کانپ اٹھا اور موت میری آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔ کیا دیکھا کہ ایک سفید اور ایک سیاہ پرندہ ہے اور دونوں کنویں میں لٹکی ہوئی اس جڑ کو کتر رہے ہیں۔ اب میری موت یقینی تھی۔ کیونکہ جس تیزی سے وہ پرندے اس شاخ کو کتر رہے تھے بہت جلد وہ شاخ ٹوٹ جاتی اور میں دھڑام سے اژدہے کے منہ میں چلا جاتا۔ امید کی نبضیں ڈوبنے لگیں اور میں سخت اضطراب میں تھا کہ میری آنکھ کھل گئی جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اور سارا بدن پسینے میں شرابور۔ حضور! میں بھاگا بھاگا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ خدا کے لیے مجھے ناامید نہ فرمائیے۔ اس خواب کی تعبیر بتلائیے کون سی مصیبت آنے والی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں اس خواب کو سنکر چمک اٹھیں۔ فرمایا میرے بیٹے! یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ مگر افسوس کہ تم لوگ خواب کو حقیقت اور حقیقت کو خواب سمجھنے کے عادی ہو۔ سن! کہ وہ شیر فرشتہ اجل ہے۔ جو ہر

وقت تیری گھات میں لگا ہوا ہے۔ درخت کی جس جڑ کو پکڑ کر تو لٹکا ہوا تھا یہ تیرا تار حیات ہے اور وہ دو سفید و سیاہ پرندے دن اور رات ہیں جو تیری زندگی کی مہلت کو کم سے کم کرتے جا رہے ہیں۔ کنویں کی تہ میں جو اژدھا منہ کھولے ہوئے تجھے نگل لینے کے انتظار میں ہے۔ یہ اژدہا نہیں تیری قبر ہے جس میں تجھے ایک نہ ایک دن گر جانا ہے۔ حقیقت کو خواب سمجھنے والے اب بھی ہوش کے ناخن لے۔

۵۔ طمع اور لالچ کا انجام

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک راستے کے کنارے پر ایک سونے کی اینٹ گری پڑی تھی اتفاق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر اس طرف سے ہوا آپ کے ساتھ چند آدمی تھے ان میں سے تین آدمیوں کی نظر اس سونے کی اینٹ پر پڑی یکدم لالچ اور طمع کی وجہ سے ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ اینٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا ادھر نہ جاؤ۔ یہ طمع تمہیں ہلاک کر دے گا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ میری پیروی کرو۔ میرے بتائے ہوئے راستے پر چلو۔ میں تمہیں حقیقت حیات سے آشنا کروں گا۔ فانی کی طرف دوڑنے والو! میرا کہا مانو میں تمہیں ذات باقی کی معرفت عطا کروں گا۔ مگر سونے کی اینٹ کی چمک نے تین آدمیوں کی آنکھوں پر لالچ کا پردہ ڈال دیا تھا۔ انہوں نے ایک نہ سنی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ کر اس اینٹ کو حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھ گئے۔ تینوں نے جا کر اینٹ کو اٹھایا۔ اینٹ کافی وزنی اور قیمتی تھی۔ ان کے دل کھل اٹھے۔ سوال پیدا ہوا کہ اس کو آپس میں تقسیم کیسے کیا جائے۔ ایک نے کہا کہ اس اینٹ کے تین ٹکڑے برابر برابر کر لیے جائیں اور ہر آدمی ایک ایک ٹکڑا لے لے۔ مگر تینوں کو سخت بھوک لگ رہی تھی

سونا کھانے کی چیز تو نہیں کہ وہ لوگ اسے کھا کر اپنی بھوک مٹا لیتے۔ قرار پایا کہ دو آدمی تول کر سونے کی اینٹ کے ٹکڑے کریں۔ اور ایک آدمی بازار جا کر کھانا خرید کر لائے چنانچہ دو شخص اینٹ کو توڑنے میں لگ گئے اور تیسرا کھانا لینے بازار چلا گیا۔ جب یہ دونوں اکیلے ہوئے تو مشورہ ہوا کہ کیوں نہ ہم اس اینٹ کے دو ہی ٹکڑے کریں اور آپس میں بانٹ لیں۔ تیسرا جب کھانا لے کر آئے تو اسے قتل کر دیں۔ اس طرح ہمارے حصے میں زیادہ سونا آئے گا۔ بات طے ہو گئی۔ اور ان دو آدمیوں نے اینٹ کو صرف دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اور تیسرے ساتھی کا انتظار کرنے لگے۔ تیسرا بازار گیا۔ کھانا خریدا لیکن ساتھ ہی تھوڑا سا زہر قاتل بھی خریدا۔ اس نے سوچا کہ اگر میں اس کھانے میں زہر ملا کر ساتھیوں کو کھلا دوں تو وہ سب مر جائیں گے اور میں پوری اینٹ کا تنہا مالک بن جاؤں گا۔ زہر ملا ہوا کھانا لے کر جب وہ اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچا تو طے شدہ منصوبے کے مطابق اس کے دونوں ساتھی اس پر جھپٹ پڑے اور تلوار کے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اب دونوں بے فکر بھی تھے اور خوش بھی۔ کہ ان کے حصے میں زیادہ سونا آگیا لیکن بھوک تھی کہ چمکتی ہی جا رہی تھی۔ سونا لے کر چلنے سے پہلے دونوں نے سوچا کہ کھانا تو کھا لیں۔ ڈٹ کر کھانا کھایا۔ دو چار لمحوں میں زہر نے اپنا اثر دکھایا۔ اور وہ دونوں بھی موت کی آغوش میں چلے گئے۔ سونے کی اینٹ پڑی تھی اور اس کے قریب ہی تین بے جان لاشے۔ جناب مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس آ رہے تھے۔ سونے کی اینٹ دیکھی اور تین طالبین دنیا کے لاشے فرمایا ساتھیو! دیکھ لو۔ یہی دنیا ہے اور یہ ہے اس کے چاہنے والوں کا انجام۔

۶۔ حکمت الٰہی کو اللہ خود ہی جانتا ہے

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے روحیں قبض کرنے والے فرشتے عزرائیل (علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ اے عزرائیل، آج تک جن لوگوں کی روح تو نے قبض کی ان میں سے کسی پر تجھے کبھی رحم بھی آیا؟ عزرائیل نے عرض کیا کہ اے پروردگار، تو خوب جانتا ہے کہ روح قبض کرتے وقت ہمیشہ میرا دل دکھتا ہے، لیکن تیرے حکم سے سرتابی کی مجال کہاں؟

خدا نے پوچھا اور یہ بتا کہ تجھے کس پر سب سے زیادہ ترس آیا اور کس کی موت پر تیرا قلب تڑپا۔

عزرائیل نے عرض کیا، یا الٰہی ایک موت ایسی ہے جو بھلائے نہیں بھولتی اور وہ غم ایسا ہے جو تنہائی میں بھی میرے ساتھ رہتا ہے۔ ایک کشتی مرد وزن سے بھری ہوئی سمندر میں سفر کر رہی تھی۔ تو نے حکم دیا کہ اس کشتی کو فنا کر دے۔ میں نے کشتی کو پاش پاش کر دیا۔ پھر تو نے فرمایا کہ سب مرد وزن کی روح میں قبض کر، لیکن ایک عورت اور اس کے نوزائیدہ بچے کو چھوڑ دے۔ میں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ سب کی جانیں قبض کریں۔ ایک بہتے ہوئے تختے پر ماں اور اس کا بچہ رہ گئے۔ سمندر کی لہر اس تختے کو اپنے ساتھ لیے آگے بڑھتی رہیں اور تیز ہوا نے اسے آناً فاناً سینکڑوں میل دور سمندر کے کنارے پر پہنچا دیا۔ میں اس ماں اور بچے کے بچ جانے سے بہت خوش ہوا، لیکن اسی آن حکم صادر ہوا کہ اے عزرائیل، جلد ماں کی روح قبض کر اور بچے کو اکیلا چھوڑ دے۔ اے باری تعالیٰ، تو خوب جانتا ہے کہ یہ حکم پا کر میرا بھی کلیجا کانپ گیا تھا اور جب میں نے اس طفل شیر خوار کو اس کی ماں سے الگ کیا ہے

تو مجھے کس قدر تکلیف پہنچی تھی۔ اب اس دل شکن واقعے پر ایک مدت بیت چکی، لیکن وہ بچہ برابر یاد آتا ہے۔

حضرت حق جل مجدہ نے عزرائیل کی عرض سنکر فرمایا "کیا تو جانتا ہے کہ وہ بچہ اب کہاں اور کس حال میں ہے۔

تجھی کو علم ہے۔ اے میرے پروردگار۔ عزرائیل نے عرض کیا۔

ارشاد ہوا "اے عزرائیل، سن۔ جب تو نے ماں کی روح قبض کی اور بچے کو تنہا چھوڑ دیا تو ہم نے سمندر کی ایک موج کو حکم دیا کہ اس بچے کو احتیاط سے ایک ویران جزیرے میں ڈال دے۔ اس جزیرے میں ایک سرسبز اور گھنا جنگل تھا۔ یہاں صاف شفاف میٹھے پانی کے چشمے بہتے تھے اور بے شمار پھل دار درخت تھے۔ اس جزیرے پر ہم نے اپنے فضل و کرم سے محض اس بچے کی خاطر لاکھوں خوش نوا اور حسین پرندے بھیجے جو ہر وقت چہچہاتے اور نئے سے نیا راگ الاپتے تھے۔ ہم نے چنبیلی کے پھولوں اور پتوں کو حکم دیا کہ اس بچے کا بستر تیار کر دو تا کہ وہ اس پر آرام کی نیند سوئے۔ ہم نے اسے ہر خوف اور خطرے سے محفوظ کر دیا۔ آفتاب کو حکم دیا کہ اپنی تیز دھوپ اس پر نہ ڈال۔ ہوا کو فرمان دیا کہ اس پہ آہستہ آہستہ چل۔ بادلوں کو حکم دیا کہ اس پر مینہ نہ برسانا۔ بجلی کو ہدایت کی کہ خبردار! اسے اپنی تیزی دکھا کر مت ڈرانا۔ انہی دنوں جنگل میں بھیڑیے کی مادہ نے بچے دیے تھے۔ ہم نے اسے حکم دیا کہ اپنے بچوں کے ساتھ ابن آدم کے بچے کو بھی دودھ پلا، اس کی دیکھ بھال کر اور اسے کوئی گزند نہ پہنچنے دے۔ اے عزرائیل، اس نے بھی ہمارے حکم کی تعمیل کی۔ یہاں تک کہ وہ تنہا اور بظاہر بے یار و مددگار بچہ پرورش پا کر خوب صحت مند اور بہادر ہو گیا۔ ہم نے اس کے پاؤں میں کبھی کانٹا بھی نہ چبھنے دیا، دنیا جہان کی نعمتیں اسے عطا کیں اور وہ ان کا شکر بھی ادا کرتا تھا۔ اور اب اے ملک الموت، تو جانتا ہے، وہ بچہ کہاں ہے اور کیا

کر رہا ہے۔

تجھی کو علم ہے، اے میرے پروردگار" عزرائیل نے سجدہ کرتے ہوئے یہ عرض کیا۔

"وہ بچہ نمرود بن گیا، اور اسی نے میرے خلیل ابراہیمؑ کو آگ کے الاؤ میں جھونکا ہے۔ اب وہ خدائی دعوے کر کے لوگوں کو میری راہ سے ہٹاتا ہے اور ان پر تشدد کرتا ہے۔

۷۔ ضد کا انجام اچھا نہیں ہوتا

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل میں جا رہے تھے کہ ایک بے وقوف شخص ان کے ساتھ ہو لیا۔ جنگل میں ایک جگہ گہرے گڑھے میں ہڈیوں کا ڈھیر پڑا تھا۔ وہ بے وقوف ہڈیوں کا ڈھیر دیکھ کر رک گیا اور حضرت عیسیٰ سے کہنے لگا۔

"اے روح اللہ، وہ کیا اسم اعظم ہے جسے پڑھ کر آپ مردوں کو زندہ فرماتے ہیں؟ مجھے بھی اسم اعظم سکھا دیجئے تاکہ ان بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈال دوں۔

اس احمق کی یہ بات سنکر حضرت عیسیٰ نے کہا، "خاموش ہو جا تیری زبان اس اسم اعظم کے لائق نہیں۔

وہ بضد ہوا اور کہنے لگا "بہت اچھا، اگر میری زبان اسم اعظم کے لائق نہیں تو پھر آپ ہی ان ہڈیوں پر پڑھ کر دم کریں۔

اس نے یہاں تک اپنی بات پر اصرار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت متعجب ہوئے اور دل میں کہا: الٰہی یہ کیا بھید ہے۔ اس احمق کی اتنی ضد آخر کس لیے ہے۔ اپنے مردے کو بھلا کر دوسرے مردے کو زندہ کرنے کی فکر میں ہے۔ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ

پر وحی نازل کی کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ حماقت کو حماقت ہی کی تلاش ہوتی ہے۔ اور بدنصیبی، بدنصیبی ہی کا گھر ڈھونڈتی ہے۔ کانٹوں کا اگنا ان کے بوئے جانے کا عوض ہے۔

اتنے میں اس بے وقوف نے پھر ان ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ کر دم کرنے کا تقاضا کیا اور جب انہوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو ناراض ہو کر بولا "اے روح اللہ اب آپ بھی اپنا معجزہ دکھانے میں بخل سے کام لینے لگے۔ شاید آپ کی زبان مبارک میں پہلی سی تاثیر نہ رہی ہوگی۔

یہ سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ کر دم کیا۔ ان کی ان میں ہڈیوں کے اندر حرکت ہوئی۔ کیا دیکھا کہ ایک ہیبت ناک شکل کا قوی الجثہ شیر ہے۔ اس نے گرج کر جست کی اور اس بے وقوف شخص کو لمحہ بھر میں چیر پھاڑ کر برابر کر دیا۔ یہاں تک کہ کھوپڑی بھی پاش پاش کر ڈالی۔ اس کا خول ایسا خالی ہوا جیسے اس میں کبھی بھیجا تھا ہی نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ یہ تماشا دیکھ کر حیران ہوئے اور شیر سے پوچھا "اے جنگل کے درندے تو نے اس شخص کو اتنی تیزی سے کیوں پھاڑ ڈالا۔

شیر نے جواب دیا "اس وجہ سے کہ اس احمق نے آپ کو خفا کر دیا تھا اور آپ کی توہین پر اتر آیا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ نے پوچھا "تو نے اس کا گوشت کیوں نہ کھایا، اور خون کیوں نہ پیا ہو؟

شیر نے کہا "اے پیغمبر خدا، میری قسمت میں اب رزق نہیں ہے۔ اگر اس جہان میں میرا رزق باقی ہوتا تو مجھے مردوں میں داخل ہی کیوں کیا جاتا۔

۸۔ آبِ حیات

ایک دن جبرئیلؑ ایک پیالہ آبِ حیات کا حضرت سلیمانؑ کے نزدیک لایا اور کہا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے تجھے اختیار دیا ہے کہ تو یہ جام نوش کرے تو قیامت تک نہ مرے سلیمانؑ نے جن وانس وحیوانات سے اس بات کا مشورہ کیا۔ سب نے یک زبان ہوکر کہا مبارک ہے۔ پیجئے اور حیاتِ ابدی حاصل کیجئے۔ تب سلیمانؑ نے اندیشہ کیا کہ کوئی اس مشاورت سے خالی تو نہیں رہا ایک خارپشت باقی رہ گیا تھا۔ سو خیال میں گذرا اسے بھی بلانے کے واسطے گھوڑے کو بھیجا گیا وہ اس کے ساتھ نہ آیا۔ تب حضرت نے کتے کو بھیجا خارپشت اس کے ساتھ چلا آیا۔ سلیمان نے کہا تیرے ساتھ کچھ مشورہ کرنا ہے لیکن یہ تو بتا کہ گھوڑے سے زیادہ کونسا جانور شریف ہے جو تو اس کے بلانے سے نہ آیا۔ اور کتا جو کہ سب جانوروں سے خسیس اور نجس و ناپاک ہے اس کے ساتھ چلا آیا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ بولا گھوڑا اگرچہ شریف ہے۔ لیکن بے وفا ہے یہی چاہتا ہے کہ کسی طرح سوار کو گرادے دوسرے یہ کہ دشمن کو بھی اپنے اوپر سوار کر لیتا ہے اور کتا ہرچند کہ خسیس و نجس ہے لیکن وفادار ہے۔ ایک لقمہ کسی کا کھا دے تو ساری عمر اس کا احسان نہ بھولے۔ تب سلیمان نے کہا کہ ایک جام آبِ حیات کا میرے پاس بھیجا گیا ہے اور اس کے پینے یا نہ پینے کا مجھے مختار کیا ہے۔ سبھوں نے مجھے اس کے پینے کی رائے دی ہے۔ بھلا تیری اس میں کیا صلاح ہے پیوں یا رد کروں۔ پوچھا یہ آبِ حیات فقط آپ ہی کے لیے آیا ہے یا سب عیال واطفال وعزیز بھی اسے پیوں گے۔ فرمایا مجھے اکیلے کو اس کے پینے کا حکم ہے خارپشت بولا تو اس کا پینا مناسب نہیں۔ کیونکہ ہر ایک عزیز تمہارے روبرو جب مرے گا تو ان کے غم و ماتم سے یہ جانِ شیریں تمہیں بھی تلخ ہوگی۔ عزیز و دوست جب کوئی نہ رہا تو زندگانی حیف ہے۔ یہ بات سلیمان کو پسند آئی اور وہ آبِ حیات واپس کر دیا۔

اخلاقی حکایات

۱- ایثار کا بے مثل واقعہ

تاریخ اسلام میں ایثار کا ایک بے مثل واقعہ یہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ ہو رہا تھا جنگ پورے زوروں پر تھی مجاہدان اسلام شوق شہادت کے جذبہ سے معمور تھے اسلامی لشکر میں ایک شخص ابوجہم بن حذیفہ تھا اسے خیال آیا کہ شاید میرا چچا زاد بھائی پیاسا ہو۔ اس لیے کہ اس کے پاس مشکیزہ نہیں تھا۔ مشکیزہ سنبھالا اور میدان کارزار میں اپنے بھائی کو ڈھونڈنے لگے۔ آدھا دن گزر گیا۔ لڑتے جاتے مگر جب موقع ملتا میدان میں نگاہ دوڑا دوڑا کر بھائی کو تلاش کرتے۔ اتفاقاً تھوڑے فاصلے پہ ایک شخص کو گرتے دیکھا۔ بالکل ان کے چچا زاد کی طرح تھا۔ لپک کر پہنچے تو دیکھا کہ ان کا چچا زاد بھائی زخموں سے چور سکرات کے عالم میں ہے۔ آواز دی بھائی نے آنکھ کھول دی۔ "العطش" پانی۔ ابوجہم نے مشکیزے کا رخ اپنے بھائی کی طرف کیا ہی تھا کہ قریب سے آواز آئی "العطش" پانی پلاؤ بھائی نے منہ پھیر لیا۔ نزع کے عالم میں کہا پہلے میرے مسلمان بھائی کو پلاؤ تب مجھے دینا۔ ابوجہم کا بیان ہے کہ میں مشکیزہ لیے ہوئے دوسرے زخمی کے پاس پہنچا تو وہ ہشام بن ابی العاص تھے دم اکھڑ چکا تھا بالکل ہی جاں بلب تھے۔ میرے قدموں کی آہٹ جو سنی تو آنکھیں کھول دیں پانی پانی۔ میں نے چاہا کہ مشکیزہ ان کے لبوں سے لگا دوں کہ تیسری آواز آئی "العطش العطش" پانی پانی۔ ہشام نے کہا پہلے میرے مسلمان بھائی کو پلاؤ۔ وہ مجھ سے زیادہ پیاسا ہے۔ میں نے کہا

تم تو پی لو۔ کہا، نہیں۔ یہ غیرت ایمانی کے خلاف ہے کہ میں پانی پی لوں اور میرا مسلمان بھائی پیاسا رہے۔ ناچار مشکیزہ لے کر میں تیسرے زخمی کے پاس پہنچا لیکن افسوس کہ وہ میرے پہنچتے پہنچتے جان جاں آفریں کو سپرد کر چکا تھا۔ میں پلٹا کہ ہشام کو تو آخری وقت میں پانی پلا دوں لیکن ہشام کے پاس پہنچا تو وہ وفات پا چکے تھے۔ میں آگے بڑھا کہ اپنے چچازاد کے حلق کو آخر وقت میں تر کر دوں لیکن وہ بھی راہی ملک بقا ہو چکا تھا۔ تینوں زخمی پیاسے شہید ہو گئے۔ لیکن ایثار و اخوت کی ایسی مثال قائم کر گئے کہ جب تک جنگ یرموک کی تاریخ لکھی جاتی رہے گی۔ ایثار و محبت کی یہ داستان شمس و قمر کی طرح افق تاریخ پر درخشندہ رہے گی (تاریخ اسلام)۔

۲۔ ایمانداری کی قدر و قیمت

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے اور تجارت کیا کرتے تھے ایک روز کا واقعہ ہے کہ عصر کی نماز پڑھ کر بازار میں آئے خرید و فروخت جاری تھی۔ اتفاق سے ایک گاہک آیا اور اس نے ایک اونٹ کی قیمت دریافت کی۔ حضرت واثلہ نے تین سو درہم بتلائے۔ گاہک نے اونٹ کا جائزہ لیا۔ اور جلد ہی اس کی خریداری کا فیصلہ کر لیا۔ تین سو درہم نکال کر حضرت واثلہ کے حوالے کیے۔ اور اونٹ کی نکیل تھام کر روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت واثلہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو سخت پریشان ہو گئے اور دیوانہ وار بازار کا چکر کاٹنے لگے۔ خریدار کا حلیہ بتا کر جو ملتا اس سے اس کے بارے میں دریافت کرتے آخر ڈھونڈتے ڈھونڈتے بڑی مشکل سے وہ گاہک ملا تو حضرت واثلہ نے اس سے دریافت کیا کہ جناب! ذرا یہ تو بتلائیں کہ یہ اونٹ آپ نے کس غرض سے خریدا ہے؟ گاہک نے کہا کیا بات ہے! حضرت واثلہ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اگر آپ نے یہ اونٹ ذبح کرنے کے لیے لیا ہے تب تو کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن اگر سواری کے لیے خریدا ہے تو میں آپ کو بتلا دوں

کہ اس کے ایک پیر میں عیب ہے اور اس کے اگلے ایک پنجے میں سوراخ ہے۔ خریدار نے کہا کہ جناب میں نے اسے سواری ہی کے لیے خریدا تھا۔ حضرت واثلہ نے فرمایا کہ پھر اس کی قیمت ایک سو درہم کم کر دیں۔ یہ فرما کر حضرت واثلہ نے اسے ایک سو درہم لوٹا دیئے یہ دیکھ کر خریدار کو سخت تعجب ہوا۔ اس نے کہا۔ جناب والا۔ آپ نے تو اپنا نقصان خود ہی کر لیا۔ مستدرک میں ہے کہ جناب واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بھائی! یہ نقصان تو عارضی ہے۔ آج نقصان ہوا ہے کل انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔ دنیا کی دولت سونا اور چاندی تو آنی جانی چیزیں ہیں۔ آج ہیں کل نہیں رہیں گی۔ مگر ایمان کا کوئی دام نہیں۔ دولت ایمان لٹ گئی تو سمجھ لو کہ سب لٹ گیا۔ ہم نے تو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اس بات کے لیے بیعت کی تھی۔ کہ زندگی کے ہر لمحے میں اپنے مسلمان بھائی کے خیر خواہ رہیں گے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کسی شے میں خرابی ہو اور اس خرابی کو بتلائے بغیر کوئی شخص کسی خریدار کے ہاتھ فروخت کر دے تو اس کی قیمت دکاندار کے لیے حرام ہوگی یہ اس لیے کہ اس نے اپنے ایک مسلمان بھائی کو دھوکہ دے دیا جو کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ جو دولت دھوکے اور فریب سے کمائی جاتی ہے وہ دھوکے اور فریب کی راہ سے چلی بھی جاتی ہے۔ حقیقی ایمان تو پہاڑ کی طرح ہوتا ہے جو ہل سکتا ہے نہ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے (مستدرک بن حاکم)۔

۳۔ اسلامی اخوت کا تقاضا

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ سے تھے ایک روز کا واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک پھٹا پرانا کمبل اوڑھا ہوا تھا اتفاق سے ایک شخص نے انہیں دیکھا تو اسے بڑی حیرت ہوئی آخر نہ رہ سکا تو آپ کے قریب آ کر ان سے پوچھنے لگا حضرت کیا اس پھٹے پرانے کمبل کے علاوہ آپ کے پاس کوئی کپڑا نہ تھا آپ

اس حال میں نظر آرہے ہیں۔ فرمایا اگر کوئی دوسرا کپڑا ہوتا تو تم میرے بدن پر ضرور دیکھتے۔ اجنبی سے برداشت نہ ہوا۔ اس نے کہا جناب گستاخی معاف! ابھی تو دو دن ہوئے میں نے ایک نہایت عمدہ جوڑا آپ کے بدن پر دیکھا تھا۔ وہ کیا ہوا۔ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ تم ٹھیک کہتے ہیں مگر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو مجھ سے زیادہ اس جوڑے کا ضرورت مند تھا میں نے اسے دے دیا۔ کہ اخوت اسلامی کا تقاضا یہی تھا۔ اجنبی ہنس پڑا جناب! ایسا تو نہ فرمائیں۔ بھلا آپ سے زیادہ اس کپڑے کا محتاج کون ہو سکتا ہے؟ آپ کے پاس تو بس یہی ایک پھٹا پرانا کمبل ہے۔ اجنبی کا اصرار اور اس کی ضد دیکھ کر ابو ذر غفاری کا چہرہ تمتما اٹھا۔ اور نہایت ہی کرخت لہجے میں فرمایا اے شخص! اللہ تیری مغفرت فرمائے۔ تو دنیا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ عمدہ عمدہ لباس۔ اچھے اچھے کھانے۔ آرام دہ مکان خدم و حشم۔ شان و شوکت۔ ہی تیرے نزدیک سب کچھ ہے۔ اجنبی! یہ ساری چیزیں دنیا ہی میں رہ جانے والی ہیں۔ انسان کا خلوص۔ اس کا اخلاق۔ اس کی شرافت۔ ہمدردی مواسات اپنے بھائی کی غم خواری کسی کی مصیبت میں کام آنا۔ اور کمزوروں غریبوں کی دستگیری کرنا یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں لے کر انسان سفر آخرت پر روانہ ہوتا اور اللہ کے مقبول بندوں کی جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے میرے پاس تو بوسیدہ سہی یہ کمبل بھی موجود ہے جسے لپیٹ کر میں نماز پڑھ سکتا ہوں اس شخص کے پاس تو اس طرح کا کوئی بوسیدہ کمبل بھی نہ تھا کہ وہ اپنا تن ڈھانکتا میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ میں نے اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی۔ اور وہ عمدہ جوڑا جو تو نے میرے بدن پر دیکھا تھا اس کے حوالے کر دیا۔ اے شخص سن! میرے پاس بکریاں ہیں جن کا میں دودھ پیتا ہوں میرے پاس ایک گدھا ہے جس پر سامان لادتا ہوں۔ غلام ہیں جو میری خدمت کرتے ہیں۔ عید بقر عید کے موقع پر پہننے کے لیے میرے پاس ایک عبا ہے تم خود غور کرو کہ ان نعمتوں سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو سکتی ہے۔ بلکہ میرے پاس عید بقر عید کے لیے جو

عبا ہے میں سمجھتا ہوں کہ میری ضرورت سے زائد ہے۔ مجھے تو یہی ڈر سمایا ہوا ہے کہ کہیں کل قیامت کے دن مجھ سے اس زائد از ضرورت عبا کے بارے میں سوال نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر میرا محاسبہ ہوا تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ میرے دوست! دنیا سے اتنا ہی لینا چاہیے جتنا کہ ضروری ہو۔ ورنہ طلب کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔

۴۔ احساس ذمہ داری

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے کہ یکدم ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ فوراً باہر تشریف لائے دیکھا تو ایک سائل کھڑا تھا آپ اسے نہایت اعزاز و تکریم سے مکان میں لے آئے اور اس کی خاطر مدارات فرمائی۔ جب اس کی مدارات سے فارغ ہوئے تو اس سے دریافت فرمایا کہ آپ نے کس غرض سے قدم رنجہ فرمایا۔ اس نے کہا۔ اے فرزند رسول! میں مقروض ہوں۔ میرے ذمے چار سو درہم چاندی کے واجب الادا قرض ہیں قرض خواہوں کا سخت تقاضا ہے۔ ادھر چند دنوں سے میں پریشانی میں ہوں۔ میرے اعزا و اقرباء بھی ہیں اور دوست احباب بھی۔ مگر میں کسی سے سوال کر کے رسوا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ آپ کا دروازہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ ہے۔ جو بے پناہوں کی پناہ اور بے آسروں کا آسرا تھے۔ آپ کی رگوں میں اس سخی کا خون دوڑ رہا ہے جس کے دروازے سے کوئی حاجت مند محروم نہیں گیا۔ آخر سوچتے سوچتے میں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ آپ ہی کے دروازے پر دستک دوں۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں محروم نہیں کیا جاؤں گا۔ جناب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی معروضات نہایت صبر و سکون سے سنے اور اپنے غلام کو بلا کر حکم دیا کہ اسے ابھی چار سو درہم چاندی کے دے دو۔ غلام چار سو درہم لایا اور سائل کے حوالے کر دیئے۔ وہ شخص درہم لے کر چلا گیا تو امام روتے ہوئے اٹھے اور گھر میں جانے لگے۔ غلاموں نے جو آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو انہیں

سخت حیرانی ہوئی۔ آخر ایک غلام سے رہا نہ گیا اور اس نے امام سے سوال کر ہی لیا کہ حضور آپ رو کیوں رہے ہیں! کسی نے آپ کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ سائل آپ کے خانوادہ عالیہ کی روایت کے مطابق آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس نہیں گیا۔ اس نے جتنا مطالبہ کیا تھا اتنا آپ نے عطا فرما دیا پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔

امام نے فرمایا۔ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اس شخص کا حال دریافت کرنے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی اور آخر کار اس کو سوال کرنے کی ذلت برداشت کرنا پڑی۔ میں آل نبی ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خبر گیری میرا فرض ہے۔ اگر فرض کی ادائیگی میں مجھ سے غفلت نہ ہوتی تو ایک مسلمان کو میرے سامنے سوال کر کے ذلت برداشت کرنا نہ پڑتی۔ مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ کسی مسلمان کی عزت اور اس کے وقار کو ملحوظ رکھے اور وہ اپنے کسی بھائی کو ان حالات سے دوچار نہ ہونے دے جن حالات سے دوچار ہونے کے بعد مسلمان بھائی کسی ذلت یا رسوائی میں گرفتار ہوتا ہے۔

۵۔ کمال درجے کی سچائی

پیر پیران حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؓ جب حصول علم کے لیے اپنے گاؤں جیلان (گیلان) سے بغداد کے لیے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے زاد راہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی گدڑی میں سی دیئے۔ اور چلتے وقت اپنے لخت جگر کو نصیحت کی کہ بیٹا خواہ کیسی ہی مصیبت اور برے حالات تمہیں پیش آئیں سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا، کیونکہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے سعادت مند فرزند نے عرض کی کہ اے مادر مشفقہ میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کروں گا۔

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر حضرت بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے

کیوں کہ اس دور میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ اثنائے سفر میں ہمدان سے کچھ آگے قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر چھاپہ مارا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ کر تقسیم کے لیے ایک جگہ جمع کر دیا۔

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر ایک طرف چپ چاپ یہ دردناک نظارہ دیکھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آپ کی طرف بڑھا اور پوچھا۔ کیوں میاں لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا۔ اور وہ آپ کی ہنسی اڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اتنے میں ایک دوسرا قزاق آپ کی طرف آیا اور آپ سے وہی سوال کیا۔ آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ آپ کی غریبانہ حالت کو دیکھتے ہوئے دوسرے ڈاکو نے بھی آپ کی بات ہنسی میں اڑا دی۔ ہوتے ہوتے یہ بات بھی ڈاکوؤں میں پھیل گئی اور ان کے سردار احمد بدوی کے کانوں میں بھی جا پڑی۔ اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ۔ ڈاکو حضرت کو کشاں کشاں اپنے سردار کے سامنے لے گئے۔ سردار نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے۔

حضرت نے بلا خوف و ہراس جواب دیا۔ میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

سردار نے پوچھا۔ کہاں ہیں" حضرت نے فرمایا۔ میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے ایک ڈاکو کو حکم دیا کہ اس لڑکے کی تلاشی لو۔ چنانچہ اس نے آپ کی گدڑی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے احمد بدوی اور اس کے قزاق ساتھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں حضرت سے پوچھا لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ پھر بھی تم نے ان دیناروں

کا بھید ہم پر ظاہر کرو۔ حالانکہ یہ رقم اس قدر محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ آخر کس چیز نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور کیا۔"

حضرت نے فرمایا "میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا ان چالیس دیناروں کی میں اپنی والدہ کی نصیحت کیوں فراموش کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیتا۔

حضرت کے الفاظ سنکر احمد بردی بے حد متاثر ہوا اور اس پر رقت طاری ہو گئی ندامت کے آنسوؤں نے اس کے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی اور اس نے آہ بھر کر کہا۔

اے بچے تم پر خدا کی ہزار رحمت ہو کہ تم نے اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھا۔ لیکن حیف ہے مجھ پر کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑتے گذار دی۔ اے بچے تم نے مجھے ہدایت کی راہ دکھا دی۔ اب میں رہتی زندگی تک کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے تائب ہو گیا اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اے سردار ہم بھی اس برے پیشہ سے توبہ کرتے ہیں۔ تو رہزنی میں بھی ہمارا قائد تھا اور توبہ میں بھی ہمارا پیشرو ہے۔

چنانچہ انہوں نے لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس دے دیا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد احمد بردی اور اس کے ساتھی سچے مسلمان بن گئے اور اپنے زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اور خدمت خلق و حق شناسی کی بدولت خاصان خدا میں شمار ہوئے۔

۶۔ سچی دوستی کی علامت

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ قطب وقت اور سرتاج اولیا حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ جذب و مستی میں آکر مجنوں ہو گئے۔ لوگ ان کے اس مبارک جنون کا سبب نہ جان سکے اور

حاکم وقت کے حکم پر انہیں گرفتار کر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں ڈال۔ زندان کے حوالے کر دیا۔ حکومت چونکہ غنڈوں اور بدمعاشوں کے ہاتھ میں تھی جو حضرت ذوالنون مصری کے رتبے اور منصب سے آگاہ نہ تھے۔ اس لیے انہیں زندان کے مصائب بھگتنے ہی پڑے۔ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ قوت و اقتدار کا قلم جب نا اہل اور غدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو منصور جیسا ولی بھی سولی پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ نالائقوں اور بد طینت افراد کے پاس جب بادشاہت آتی ہے تو وہ نبیوں کو بھی جلاد کے حوالے کر دیتے ہیں۔

قصہ کوتاہ، حضرت ذوالنون مصری قید خانے میں پھینک دیے گئے۔ ان کے دوستوں عقیدت مندوں اور جان نثاروں نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی تو ہر طرف سے قید خانے پر ہجوم کیا تاکہ حضرت ذوالنون کی مزاج پرسی اور خیر و عافیت معلوم کریں۔ ان میں سے اکثر کا خیال یہ تھا کہ حضرت ذوالنون جان بوجھ کر دیوانے بنے ہیں۔ ممکن ہے ان کے اس فعل میں کوئی حکمت ہو۔ کیونکہ وہ عشق کے طور طریق میں سب عاشقوں کے قبلہ و کعبہ اور حق تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ہیں، لیکن ایسی عقل و خرد سے اللہ کی پناہ جو ذوالنون مصری کے عشق و عرفان کی دولت کو جنون سمجھتی ہو۔

غرض اسی قسم کی ہزار ہا قیاس آرائیاں کرتے یہ معتقدین اور دوست حضرت ذوالنون مصری کے نزدیک پہنچے۔ انہوں نے وہیں سے للکار کر کہا، "خبردار! کون ہو تم؟ اب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنا۔ جہاں تک آ گئے ہو بس وہیں رکے رہو، ورنہ تم جانو گے۔"

انہوں نے ادب سے عرض کیا، "حضرت ہم سب آپ کے معتقد اور جان نثار ہیں۔ ہم نے سنا تھا کہ آپ پر جنون اور دیوانگی کی تہمت لگا کر ظالموں نے زندان میں بند کر دیا ہے آپ تو صاحب فضل و کمال اور عقل کے بحر ذخار ہیں نہ جانے کس احمق نے آپ پر مجنون ہونے کا شبہ کیا۔ بہر حال، اپنے جان نثاروں اور محبوں سے کچھ پوشیدہ نہ رکھیے اور تمام باتیں کھل کر بیان فرمائیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اصل بات چھپی رہے اور آپ کی ہی

جان جائے۔

جب حضرت ذوالنون نے ان کی جان نثاری کے دعوے دیکھے تو جی میں کہا کہ یہی انہیں آزمانے کا وقت ہے۔ چنانچہ آپ نے ان سب کو کچی پکی گالیاں دینی شروع کیں اور ہاتھ میں جو آیا، پھینک پھینک کر مارنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر سب جان نثار، معتقد اور دوست بھاگ نکلے۔ ایک بھی نہ رکا۔ جب میدان صاف ہو گیا۔ تب حضرت ذوالنون نے قہقہہ لگا کر ایک درویش سے کہا۔

" ذرا دیکھو ان جان نثاروں اور دوستوں کو۔ ذرا سی چوٹ کے خوف سے ایک بھی نہ رکا۔ سب پیٹھ دکھا گئے۔ ارے دوستوں کو تو اپنے دوست کی تکلیف جان کر برابر عزیز ہوتی ہے اور دوست کی جانب سے جو تکلیف پہنچے وہ گراں نہیں ہوتی۔ بلکہ تکلیف مغز اور دوستی اس کا پوست ہے۔

اے عزیز، آزمائش، سختی، مصائب اور تکلیف پر خوش ہونا (کسی سے) دوستی کی علامت ہے، کیونکہ ہر چہ از دوست می رسد نیکوست) دوست کی جانب سے جو کچھ آتا ہے، وہ اچھا ہی اچھا ہے) دوست کی مثال سونے کی سی اور آزمائش آگ کی طرح ہے۔ کھرا سونا آگ ہی میں تپ کر کندن بنتا ہے اور اس میں کھوٹ شامل نہیں رہتی۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کے احسان کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن مبارک بڑے نامور بزرگ ہوئے ہیں آپ کا معمول تھا کہ کبھی کبھار شام کے قصبہ طرطوس میں جایا کرتے تھے اور آپ جب بھی وہاں جاتے تو ایک سرائے میں قیام فرماتے دوران قیام آپ کے پاس ایک نوجوان آجاتا اور آپ سے احادیث سنتا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک حسب معمول اس سرائے میں آئے مگر وہ نوجوان

کو نہ پایا آپ نے سرائے کے ملازمین سے نوجوان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ جناب! بات اصل میں یہ ہے کہ اس نے ایک آدمی سے قرض لے رکھا تھا۔ قرض خواہ نے جب بار بار تقاضا کیا اور نوجوان قرض کی رقم ادا نہ کرسکا تو اس نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ قاضی نے نادہندگی کے جرم میں اسے قید کر دیا اب جب تک قرض کی رقم ادا نہ ہو جائے وہ نوجوان رہا کیسے ہوسکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے قرض کی رقم اور قرض خواہ کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نوجوان دس ہزار کا مقروض ہے شام تک حضرت عبداللہ بن مبارک انتظار کرتے رہے۔ جب رات ہو گئی تو چپکے سے قرض خواہ کے گھر پہنچے اور اس سے کہا کہ بھائی تم اپنے قرض کی رقم مجھ سے لے لو اور اس نوجوان کو رہا کر دو۔ میری طرف سے صرف ایک شرط ہے اور مجھے امید ہے کہ تم اس شرط کی پابندی کرو گے۔ وہ یہ کہ تم میرے سامنے قسم کھاؤ کہ اس کا تذکرہ تم کسی سے نہیں کرو گے۔ قرض خواہ نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی شرط کو قبول کیا اور رقم وصول کر لی رقم ادا کرکے نوجوان کی رہائی کا انتظام کرنے کے بعد حضرت عبداللہ سرائے میں واپس آئے اور صبح ہونے تک بھی انتظار نہ کیا۔ رخت سفر باندھا اور رات ہی میں روانہ ہو گئے نوجوان جیل سے رہا ہو کر سرائے میں آیا تو کسی نے اسے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ آئے اور صرف ایک دن قیام کرکے روانہ ہو گئے۔ یہ سنکر علم دین کے حصول کی آتش شوق نوجوان کے سینے میں بھڑک اٹھی اور وہ اسی وقت حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی تلاش میں چل پڑا۔ کئی منزلوں کے بعد جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے اس کی ملاقات ہوئی تو اسے ایسا لگا جیسے اس کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد مل گیا آگے بڑھا اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے لپٹ گیا۔ عبداللہ بن مبارک نے حال دریافت کیا تو اپنے قید اور رہائی کی داستان سنائی آپ نے پوچھا کہ رہائی کیسے ہوئی؟ تو بولا کہ اللہ کا کوئی بندہ سرائے میں آکر ٹھہرا تھا اسی نے اپنی طرف سے میرا قرض ادا کرکے مجھے رہائی دی افسوس کہ میں اپنے

محسن کو جانتا تک نہیں کہ کم از کم اس کا شکریہ تو ادا کر دوں۔ ابن مبارک نے فرمایا خدا کا شکر ادا کرو کہ اس مصیبت سے تمہیں نجات مل گئی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد قرض خواہ نے جس سے آپ نے قسم لے لی تھی قرض ادا کرنے کا یہ واقعہ لوگوں کو بتلایا تو وہ نوجوان عبداللہ بن مبارک کے مزار پہ کھڑا اعلم دسخا کے اس پیکر کے لیے دعائے مغفرت کر رہا تھا۔

۸۔ مظلوم بڑھیا سے انصاف کا واقعہ

ایک سلجوقی سلطان جلال الدین ابو الفتح ملک شاہ بھی تھا۔ جس نے ۱۰۹۲ء تک بیس برس بڑی شان سے حکومت کی۔ وہ ایک دن زندہ رود نام ندی کے کنارے شکار کھیلنے نکلا۔ اور اس سے فارغ ہو کر مرغزار میں آرام کرنے کے لیے اترا۔ اسی اثنا میں اس کا خاص دربان ایک گاؤں میں گیا اور ایک گائے کو جو ندی کنارے چر رہی تھی۔ پکڑوا کر ذبح کرایا۔ اور کباب بنوا کر خوب کھائے۔ یہ گائے چار یتیموں والی بڑھیا کی تھی اور اس کا دودھ بیچ کر گزارہ کرتی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ یتیموں کی روزی چھیننے والا سلطانی دربان ہے۔ تو وہ ندی کے پل جا کھڑی ہوئی۔ جب ملک شاہ وہاں پہنچا۔ تو اس نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی وہ دربان کوتا نکال کر اسے مارنے لگا۔ تو سلطان نے اسے روک دیا۔ کہ بیچاری مظلومہ معلوم ہوتی ہے۔ سننے دے۔ کہ یہ کس کے ستم کی داد خواہ ہے۔

کہتے ہیں کہ مظلوم بڑا دلیر اور زبان دراز ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ستم رسیدہ چلائی کہ اے الپ ارسلان کے بیٹے! اگر تو آج رود کے پل پہ انصاف نہیں کرے گا۔ تو کل خدا کی قسم پل صراط پر تیرا دامن نہ چھوڑوں گی۔ جب تک کہ انصاف نہ کرا لوں۔ اب سوچ لے کہ ان دو پلوں میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے وہ اس بات کی ہیبت سے متاثر ہو کر گھوڑے

سے اتر آیا۔ اور کہا۔ کہ اے میری ماں مجھے پل صراط پر جواب دینے کی طاقت نہیں۔ فرمایا کہ تم پر کس نے ظلم کیا ہے۔ تاکہ اس سے بدلہ لیا جائے۔ بوڑھی نے کہا۔ اس نے چوب ایک اٹھا کر مجھے مارنے لگا تھا۔ آہ یہ ظالم میری گائے ذبح کر کے کھا گیا۔ اسی کے دودھ پر میری اور میرے یتیم بچوں کی گزران تھی۔ ملک شاہ نے اسی وقت اس دربان کو قتل کرادیا۔ اور ایک گائے کے بدلے اپنی حلال کمائی میں سے ستر گائیں اسے دیں۔

جب یہ نیک دل سلطان ۴۸۵ھ میں فوت ہو گیا۔ تو یہ بوڑھی عورت اس کے مزار پر پہنچی اور دعا کی کہ خدایا جس طرح اس نے میرے عجز کے وقت میری مدد کی ہے تو اس کے بدلے اس پر جب کہ وہ عاجز ہے اس پر بخشش کر۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا منظور کی۔ جیسا کہ مرحوم نے خواب میں اپنے ایک دعا گو کو بتایا۔ کہ اس عورت کی فریاد نے میری دستگیری کی ورنہ عذاب سے رہائی مشکل تھی۔

۹۔ حق گوئی

ابو منصور سلطان طغرل کا وزیر تھا سلطان اسے بہت پسند کرتا تھا کیونکہ وہ فہم و فراست دیانت و صداقت اور دانشمندی میں یکتا حیثیت رکھتا تھا۔ ابو منصور کا معمول تھا کہ ہر صبح نماز فجر کے بعد مصلے پر بیٹھا درود و وظائف میں مشغول رہتا سورج طلوع ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھتا پھر امور دنیا میں مصروف ہو جاتا۔ اتفاقاً ایک مہم پیش آگئی اور بادشاہ بہت پریشان ہو گیا۔ اس نے فوراً وزیر کو طلب کیا۔ آدمی بلانے گیا تو ابو منصور جا نماز پر بیٹھا ہوا تھا۔ ابو منصور نے قاصد سے کہا کہ تم چلو میں وظیفے سے فارغ ہو کر آرہا ہوں۔ قاصد نے جب دربار میں یہ بات آکر بتلائی تو حاسدوں کو سنہری موقع مل گیا۔ اور وہ طرح طرح کی باتیں بنا کر سلطان طغرل کو بھڑکانے لگے۔ حاسدوں نے کہا ظل الٰہی وزیر کی یہ جسارت ملاحظہ فرمائیں شاہی فرمان گیا اور وزیر نے اس کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ اس

طرح کی باتیں سنکر بادشاہ کے غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ پیچ وتاب کھانے لگا اتنے میں ابومنصور اپنے معمولات سے فارغ ہوکر شاہی دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان تو آگ بگولا بنا بیٹھا ہی تھا۔ وزیر پر نظر پڑتے ہی اس کا پارا اور چڑھ گیا۔ سخت غیض وغضب کے عالم میں اس نے وزیر کو مخاطب کر کے کہا، تو نے اتنی دیر کیوں لگائی کیا تیری نظر میں شاہی فرمان کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے؟ دربار کے چاپلوس مصاحبوں کو یقین تھا کہ آج یا تو ابومنصور کا سر قلم کر دیا جائے گا یا پھر وہ معزول ہو جائے گا۔ ابومنصور نے نہایت حلم ووقار سے بادشاہ کا سوال سنا بادشاہ کے لہجے کی تندی اور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے ابومنصور قطعاً مرعوب نہ ہوا اور برسر دربار کہا۔

سلطان! میں خدا کا بندہ ہوں اور تیرا نوکر جب تک اپنے مالک کی بندگی سے فارغ نہ ہو جاؤں تیری نوکری پر حاضر نہیں ہو سکتا تیرے ہاتھ میں اقتدار ضرور ہے لیکن مقتدر اعلیٰ میرے رب کی ذات ہے۔

سلطان اس دلیرانہ جواب کو سن کر آبدیدہ ہو گیا اور کہا ابومنصور! تو مالک کی بندگی کو میری نوکری پر مقدم رکھ اس کی برکت سے انشاء اللہ ہمارے سب کام درست ہو جائیں گے۔ سلطان کا جواب سن کر حاسد ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کہ حق ہی بلند ہوتا ہے۔

۱۰۔ دیانت کا ثمرہ

حضرت علامہ شیخ محمد بن الباقی البزاز بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں مجاور تھا۔ ایک دن ایسا آیا کہ کھانے کے لیے کچھ نہ ملا اور میں بھوک سے نڈھال ہو گیا۔ اسی حالت میں باہر نکلا تو راستے میں ایک تھیلی پڑی دیکھی۔ اٹھا کر دیکھا تو ریشمی تھیلی تھی۔ اور ریشم کی ڈور سے بندھی ہوئی تھی۔ قیام گاہ پر لا کر کھولی تو دیکھا اس میں نہایت قیمتی موتیوں کا ایک ہار ہے۔ میں

بازار میں نکلا دیکھا کہ ایک شخص رومال ہاتھ میں لیے پکار رہا ہے کہ میری تھیلی جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہو گئی ہے۔ جو صاحب اس کا پتہ دیں گے ان کا شکریہ کے طور پہ پانچ سو دینار انعام دوں گا جو اس رومال میں بندھے ہیں۔ میں اس شخص کو اپنے گھر لے آیا اور تھیلی نکال کر اس کے حوالے کی وہ شخص بڑا ممنون ہوا اور حسب وعدہ پانچ سو دینار پیش کیے۔ لیکن میں نے لینے سے معذرت کی۔ اور کہا کہ میں نے یہ کام رضائے الٰہی کی خاطر کیا ہے۔ اجرت لے کر میں اپنا اجر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم اس شخص نے ان کو قبول کرنے پر بہت زور دیا۔ لیکن میں برابر انکار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آکر چلا گیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد میں نے مکہ معظمہ سے رخت سفر باندھا اور ایک سمندری جہاز پر سوار ہو گیا۔ بدقسمتی سے راستہ میں خوفناک طوفان آگیا اور جہاز ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ میرے سوا سب مسافر ڈوب گئے۔ میرے بچنے کی یہ صورت ہوئی کہ ایک تختہ میرے ہاتھ آگیا اور میں اس پر بیٹھ گیا۔ بہتا بہتا ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچ گیا۔ حسن اتفاق سے اس جزیرے کے باشندے مسلمان تھے۔ میں وہاں کی مسجد میں ٹھہر گیا۔ لوگوں نے مجھ سے حال دریافت کیا میں نے ان کو اپنی تمام سرگذشت سنائی۔ لوگ یہ سن کر بہت متاثر ہوئے اور میرے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ بہت سے لوگ مجھ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے لگے اور اپنے بچوں کو بھی نوشت وخواند سیکھنے کے لیے میرے پاس بھیجنے لگے۔ تھوڑی ہی مدت میں یہ لوگ مجھ سے بے حد مانوس ہو گئے اور مجھے اپنا مرشد سمجھنے لگے۔ وہ مجھے کافی مالی امداد بھی دیتے تھے اور دوسری کوئی خدمت کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے آپس میں کچھ مشورہ کیا اور پھر میرے پاس آکر کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ شادی کر لیں اور یہاں مستقل اقامت اختیار کر لیں میں نے کہا جیسے آپ لوگوں کی خوشی۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں ایک مالدار یتیم لڑکی ہے۔ ہمارے خیال میں اس کے لیے آپ سے بہتر شوہر ملنا مشکل ہے۔ اگر آپ

رضامند ہوں تو اس سے آپ کا نکاح کر دیں۔ میں نے رضامندی کا اظہار کیا اور میرا اس لڑکی سے نکاح ہو گیا۔ جب میں نے خلوت میں اپنی بیوی کو دیکھا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہی تھیلی والا ہار اس کے گلے میں پڑا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ لڑکی اسی حاجی کی تھی جسے میں نے محض اللہ کے لیے ہار واپس کر دیا تھا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ جب اس لڑکی کا باپ حج سے یہاں واپس آیا تھا تو اپنے قیمتی ہار کے گم ہونے اور پھر اس کے مل جانے کا واقعہ اکثر بیان کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جس شخص نے یہ ہار مجھے واپس دیا ایسا بے نفس آدمی میں نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ پھر وہ یہ دعا کیا کرتا تھا کہ کاش اس کی مجھ سے یہاں ملاقات ہوتی تو میں اپنی لڑکی کا عقد اس سے کر دیتا۔ شیخ محمد بن الباقی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرحوم حاجی کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اس لڑکی کا میرے ساتھ عقد ہو گیا۔ اس بیوی سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد بھی عطا فرمائی۔ وہ اپنے والد کی تمام جائیداد کی تنہا وارث تھی۔ چند سال بعد وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی اور اس ہار اور دوسری جائیداد کے وارث میرے بچے ہوئے۔ خدا کی قدرت یہ بچے بھی کچھ عرصے کے بعد انتقال کر گئے اور اس ہار اور جائیداد کا مالک میں بنا۔ اس ہار کو میں نے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس رقم میں اتنی برکت دی کہ میرے پاس مال و دولت کا کوئی حساب ہی نہ رہا۔

۱۱۔ تقاضاءِ فقر

حضرت حبیب عجمی جو حسن بصریؒ کے شاگردوں میں خاص امتیازی حیثیت کے حامل گزرے ہیں۔ فقر و ولایت میں نوجوانی کے عالم سے ہی یگانہ روزگار تھے۔ ایک زمانہ آپؒ کی زندگی میں ایسا بھی آیا۔ جب گھر میں کوئی سامان خورد و نوش باقی نہ رہا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے ایک روز آپ سے فرمایا کہ ہمیں کھانے اور پہننے کے لیے کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی چاہیے۔ ورنہ

کیسے گذرے گی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اچھا میں مزدوری کرنے جا رہا ہوں۔ آپ گھر سے تشریف لے گئے اور تمام دن ایک خاموش جگہ پر بیٹھ کر عبادت خداوندی میں گذار دیا۔ جب رات کو گھر واپس آئے تو اہلیہ محترمہ نے پوچھا کہ آپ کچھ لائے نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے جس شخص کی مزدوری کی ہے۔ وہ نہایت کریم ہے۔ ایسے کرم والے سے مجھے مزدوری مانگتے ہوئے شرم آتی تھی۔ وہ وقت آنے پر خود ہی دے دے گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں ہر ایک کو دس روز میں مزدوری دیا کرتا ہوں۔

چنانچہ ہر روز آپ آخرت کی آپ مزدوری کے لیے نکل آتے اور تمام دن عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ اسی طرح دس دن گذر گئے دسویں روز آپ کی فکر ہوئی کہ آج رات میں گھر میں کیا لے کر جاؤں گا۔ اسی خیال میں مستغرق ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے ایک مزدور کو ایک بوری آٹا اور دوسرے مزدور کے ساتھ ایک مذبوحہ بکری، اور تیسرے مزدور کے ساتھ شہد اور گھی دے کر حضرت کے گھر روانہ کیا۔ ان کے ساتھ ہی ایک نوجوان ان تینوں مزدوروں کے ہمراہ تین سو درہم کی تھیلی لیے ہوئے حضرت کے مکان پر آیا اور تمام اشیاء اور رقم اہلیہ محترمہ کے حوالے کرتے ہوئے بولا۔ کہ یہ تمام اشیاء اس نے بھیجی ہیں۔ حضرت حبیبؒ جس کا کام کرتے ہیں۔ انہیں کہیے گا کہ اپنے کام میں ترقی کریں۔ تاکہ مزدوری میں بھی ترقی کر دی جائے یہ کہہ کر وہ نوجوان اور دوسرے مزدور رخصت ہو گئے۔

جب رات ہوئی تو حضرتؒ شرمسار گھر واپس آئے۔ دروازے پر ہی پہنچے تھے۔ کہ گھر کے اندر سے لذیذ کھانوں کی خوشبو محسوس کی۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی اہلیہ محترمہ نے فرمایا کہ آپ کس کی مزدوری کرتے ہیں وہ تو نہایت کریم النفس اور سخی دل معلوم ہوتا ہے۔ اس نے آج یہ تمام چیزیں ہمارے ہاں بھیجی ہیں اور آپ کو کام میں ترقی کرنے کے لیے کہا ہے۔ تاکہ آپ کی مزدوری میں بھی ترقی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ میں نے اس کی صرف دس دن خدمت کی۔ اور اس نے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اگر اس سے زیادہ

محنت کروں تو نہ جانے وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ پھر آپؒ دنیا سے بے پرواہ ہو گئے اور اللہ کی عبادت کو سب سے مقدم تصور کرتے لگے۔

۱۲۔ حاجت مندوں کی مدد

حضرت معروف کرخی کے زمانے میں ایک شریف زادے پر بے بسی وقت آپڑا اور وہ دانے دانے کا محتاج ہو گیا۔ اسی عسرت کی حالت میں اس کے گھر میں ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔ بیوی پہلے ہی فاقوں سے لاغر ہو رہی تھی زچگی نے اور بھی مصیبت ڈھائی جب تک کچھ کھائے نہیں بچنا محال تھا۔ وہ بے چارہ روزی کی تلاش کے لیے اسی وقت گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ ایک دو بقالوں سے جان پہچان تھی ان کو اپنی بپتا سنائی اور کچھ چیزیں بطور قرض طلب کیں۔ غریب پر کون اعتبار کرتا ہے۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب تو اس کی مایوسی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا، وہاں ایک ملاح اپنی کشتی لیے بغداد کے مختلف محلوں کے نام پکار رہا تھا کہ کسی کو ان محلوں میں سے کسی میں جانا ہو تو کشتی میں آ جائے۔ شریف زادے نے خودی کے عالم میں ملاح کو آواز دی۔ اس نے اپنی کشتی کنارے کے ساتھ لگا دی اور اس سے پوچھا کہ کس محلہ میں جانے کا ارادہ ہے۔ وہ بے چارہ کیا جواب دیتا ٹکٹکی ملاح کا منہ دیکھنے لگا۔ ملاح نے جھلا کر کہا عجیب آدمی ہو۔ مجھے بلایا ہے تو میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ملاح کی بات سن کر بے چارے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اور اس نے اپنی داستان مصیبت بلا کم و کاست کہہ ڈالی۔ ملاح کو رحم آ گیا۔ اس نے شریف زادے کو کشتی پر بٹھا لیا اور کہا کہ میں تم کو محلہ اصحاب الساج میں پہنچائے دیتا ہوں۔ وہاں کی ایک مسجد میں شیخ معروف کرخی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا امید ہے تمہاری مشکل کا کوئی حل نکل آئے گا شریف زادہ ملاح کی بتائی ہوئی مسجد میں پہنچا اور وضو کر کے مسجد میں داخل ہو گیا۔ حسب

تو شیخ معروف کرخی وہاں تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس مصیبت زدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے اپنے حالات بتائے۔ آپ نہایت توجہ سے سنتے رہے۔ جب وہ خاموش ہوا تو آپ پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثنا میں آسمان پر سیاہ گھٹا چھا گئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے وہ غریب بڑا پریشان ہوا کہ بیوی کو ایڑیاں رگڑتے چھوڑ آیا ہوں۔ یہاں آکر بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ اب اس تاریک رات اور موسلا دھار بارش میں خالی ہاتھ گھر کیسے جاؤں۔ وہ انہی خیالات میں غلطاں و پیچاں تھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک سواری آکر رکی اور ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے شیخ معروف کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے فلاں شخص نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ مجھے آج اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم نعمت سے نوازا ہے اس کے شکرانہ میں پانچ سو دینار بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں تو زہے قسمت۔ حضرت معروف کرخی نے اس شخص سے کہا کہ دیناروں کی تھیلی میرے مسجد کے ساتھی کو دے دو۔ اس نے یہ تھیلی شریف زادے کے ہاتھ میں دے دی۔ حضرت معروف نے اس سے فرمایا کہ بھائی اس تھیلی کو اپنے کام میں لا۔ اس نے خوش ہو کر تھیلی کمر سے باندھی اور شیخ معروف کو دعائیں دیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا راستے سے ضرورت کی تمام چیزیں خریدیں اور سیدھا گھر پہنچا۔ یہاں بیوی انتظار کرتے کرتے مری جا رہی تھی۔ خاوند کو دیکھ کر کوسنے لگی۔ لیکن جب اس نے پورا واقعہ بیان کیا تو سجدہ شکر بجالائی۔ شریف زادے نے ان دیناروں سے ایک جائیداد خریدی اور نہایت فارغ البالی سے بسر اوقات کرنے لگا۔ دونوں میاں بیوی کو جب بھی یہ واقعہ یاد آتا تو وہ بے اختیار حضرت معروف کرخیؒ کو دعائیں دینے لگتے۔

۱۴۔ شراب اور گانے سے توبہ

حضرت شیخ ابو ہاشم نے ایک دفعہ بصرہ تشریف لے جانے کا قصد فرمایا۔ اس ارادے

سے آپ سمندر پر پہنچے۔ وہاں ایک کرائے کی کشتی دیکھی۔ لیکن کشتی کے مالک نے، جس کے ساتھ ایک لونڈی کشتی میں سوار تھی، آپ کو کشتی میں بٹھانے سے انکار کر دیا۔ مگر لونڈی نے اپنے مالک سے آپ کی سفارش کرتے ہوئے کہا کر آپ کو ساتھ لے لے۔ وہ اس پر راضی ہوگیا اور آپ کو کشتی پر سوار ہونے کی اجازت دے دی۔

جب کشتی روانہ ہوئی اور سفر شروع ہوا تو ایک مقام پر مرد نے لونڈی کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ لونڈی نے فی الفور تعمیل کی اور دستر خوان بچھا کر اس کے اوپر کھانا چن دیا۔ اس کے بعد آپؒ سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھالو۔ چنانچہ آپ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگئے۔

جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے لونڈی کو حکم دیا کہ اب شراب لائے خود بھی پیئے اور اپنے مالک کو بھی پلائے اور آپ کو بھی پیش کرے۔ لیکن آپ نے انکار فرمایا۔ اور اس انکار پر اس شخص نے مزید اصرار نہیں کیا۔

تھوڑی دیر بعد جب خمار نے اس کے اعضا پر غلبہ پانا شروع کیا تو اس شخص نے اپنی لونڈی کو ساز لانے کا حکم دیا۔ اور جب وہ اس کی تعمیل میں ساز لے کر آئی تو اس نے گانے کی فرمائش کی۔ جب لونڈی بہت دیر تک ساز کے ساتھ گاتی رہی اور وہ شخص اسے سنکر سیر ہو چکا تو اس نے آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا اور کہا کیا تم اس طرح دل کو خوش کر سکتے ہو۔

آپ نے جواب دیا۔ ہاں اس سے بہتر طریقے سے کر سکتا ہوں۔ اس شخص نے متعجب ہو کر دریافت کیا بھلا کیسے۔

آپ نے اس پر نہایت بلاغت کے ساتھ سورہ "التکویر" کی تلاوت فرمائی۔ وہ شخص سن کر رونے لگا۔ جب آپ اذا الصحف نشرت تک پہنچے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔ آج سے تو خدا کی راہ میں آزاد ہے۔ اس نے اسی وقت ساز و شراب سمندر میں

پھینک دیئے اور پوچھا اے بھائی! کیا میں توبہ کروں تو خدا تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرما لے گا؟۔

آپ نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور گناہ سے پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ وہ شخص چالیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا حتیٰ کہ وفات پائی۔

آپ نے ایک رات اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔ مجھ کو بہشت عطا ہوئی۔

آپ نے فرمایا۔ کس صلے میں۔

اس نے جواب دیا۔ اس عمل کی بدولت کہ تم نے اذا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سنائی۔

۱۴۔ اللہ کے کرم کا عجیب انداز

پرانے زمانے میں شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ نام کے ایک صاحب کمال بزرگ ہوئے ہیں لیکن وہ اپنے کمال کو کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ اسے چھپانے کی کوشش کرتے ان کی یہ عادت عجیب تھی کہ دولت مندوں سے سیکڑوں، ہزاروں کی رقمیں قرض لیتے اور دل کھول کر فقراء اور مساکین پر صرف کرتے۔ اسی قرض کی رقم سے شیخ احمد خضرویہ نے ایک بڑی خانقاہ بنوائی جس میں اہل عشق آکر ٹھہرتے اور شیخ ان کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے۔ یہ بات بجا حیرت خیز ہے کہ حق تعالیٰ انہیں ہر جگہ اور ہر شخص سے قرض دلوا دیتا تھا۔ جس دولت مند سے قرض مانگتے تھے وہ کبھی انکار نہ کرتا اور نہ یہ پوچھتا کہ اے شیخ، میری رقم کب واپس کرو گے؟۔

غرض حضرت شیخ نے ایک عرصہ دراز اسی طرح گزار دیا۔ اِدھر قرض لیا۔ اُدھر سب ضرورت مندوں میں بانٹ دیا۔ اپنے پاس ایک حبہ بھی نہ رکھا۔ نوبت بایں جا رسید کہ پیغام اجل آن پہنچا، مرض الموت کے آثار نمودار ہوئے۔ شیخ کے مریدوں نے رونا پیٹنا شروع کیا

خدا کی قدرت، ان تمام لوگوں کو بھی شیخ احمد خضرویہ کے بیمار ہونے کی خبر ملی جن سے انہوں نے بڑی بڑی رقمیں ادھار لی تھیں۔ ایک ایک کر کے وہ بھی بالیں پر آ گئے اور لگے تقاضا کرنے ادھر شیخ خضرویہ موم کی شمع کی مانند آہستہ آہستہ پگھل رہے تھے۔ ادھر قرض خواہوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر شیخ نے کہا۔

" گھبراتے کیوں ہو۔ خدا پر بھروسا رکھو۔ وہ کوئی نہ کوئی انتظام ضرور فرمادے گا"

شیخ کا یہ ارشاد سنکر قرض خواہوں نے منہ بنا کر کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ شیخ کے حواس رخصت ہوئے۔ بھلا ایسے موقع پر خدا قرض ادا کرنے کے لیے فرشتے کے ہاتھ چار سو اشرفیاں روانہ کرے گا؟ قرض خواہوں کی تمام رقم ملا جلا کر کوئی چار سو اشرفیاں ہی تھیں۔ وہ سب مایوس ہو چکے تھے کہ شیخ کے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ بھلا چار سو اشرفیاں کہاں سے دیں گے! شیخ نے فرمایا۔

صد افسوس ہے ان دولت مندوں کے ذہنی افلاس پر۔ انہیں خدا کی ذات پر ذرا بھر وسا نہیں۔ کہتے ہیں، بھلا خدا کہاں سے چار سو اشرفیاں فرشتے کے ہاتھ روانہ کرے گا ارے بدبختو خدا ہر فعل پر قادر ہے۔

ابھی شیخ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ باہر گلی میں ایک حلوا فروش لڑکے نے آواز لگائی "تازہ حلوا۔ شیریں حلوا۔ گرم گرم حلوا۔ شیخ خضرویہ نے یہ آواز سن کر اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس حلوا فروش لڑکے سے تمام حلوا خرید کر ان قرض خواہوں کو کھلاؤ۔ یہ بہر حال ہمارے مہمان ہیں اور ان کی ضیافت ہمارا فرض ہے۔

شیخ کا حکم پا کر خادم باہر گلی میں گیا اور لڑکے سے پوچھا کہ حلوے کا سارا تھال کتنے میں دو گے؟ لڑکے نے کہا، نصف دینار اور پانچ درہم ہیں۔ خادم کہنے لگا۔ ہم فقیروں اور درویشوں سے زیادہ قیمت نہ لو۔ نصف دینار قیمت میں سارا حلوا دے دو۔ حلوا فروش نے کہا۔ بہت بہتر۔ لے لیجئے"، خادم نے وہ تھال اس سے لیا اور شیخ کے سامنے دھر دیا۔ شیخ نے

فرمایا۔ سارا حلوا اس فقیر کی طرف سے مہمانوں میں تقسیم کردو۔ حلوا گرم اور تازہ تھا۔ سب کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اجازت ملتے ہی حلقہ بناکر بیٹھ گئے۔ تھال درمیان میں رکھ دیا اور چند لمحوں کے اندر اندر چاٹ پونچھ کر صاف کر دیا۔ تھال خالی ہوتے ہی حلوا فروش لڑکے نے اٹھایا اور شیخ سے کہا۔ حضرت لائیے۔ نصف دینار حلوے کی قیمت ادا کیجئے۔ شیخ نے کہا، اے فرزند قیمت میرے پاس کہاں۔ ساری زندگی قرض لے لے کر گزر بسر کرتا رہا ہوں اب آخری وقت آیا ہے۔ یہ دیکھ تمام قرض خواہ تقاضے کے لیے ہی بیٹھے ہیں۔ تو بھی ان میں بیٹھ جا۔

شیخ کا یہ ارشاد سن کر لڑکے نے مارے رنج اور غصے کے تھال زمین پہ پٹخا اور بری طرح رونے لگا رونے کے ساتھ ساتھ دہائی بھی دیتا جاتا کہ ہائے! مجھے ٹھگ لیا۔ لوٹ لیا۔ کیا منحوس وقت تھا جب میں اس خانقاہ کے دروازے پہ آیا اور آواز لگائی۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اس شیخ کے بھیس میں کوئی ڈاکو ہے۔ اب میں اپنے استاد کے پاس خالی ہاتھ کیسے جاؤں گا وہ مار مار کر میری چمڑی ادھیڑ دے گا۔

لڑکے کے بین سنکر بہت سے لوگ وہاں جمع ہوگئے۔ قرض خواہوں نے بھی شیخ خضرویہ پر بڑی لعنت و ملامت کی کہ یہ کیا بیہودہ حرکت مرتے مرتے کی ہے؛ ذرا شرم نہ آئی!۔ خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے؟۔

شیخ یہ سب کڑوی کسیلی سنتے رہے اور بادل میں چھپے ہوئے چاند کی طرح اپنے کمبل میں منہ دیے چپکے پڑے رہے۔ ظہر کے وقت تک حلوا فروش لڑکا آنسو بہاتا رہا۔ لیکن شیخ نے ایک بار بھی اس کی طرف دیکھا نہ کوئی بات کی۔ آخر تماشائیوں نے آپس میں فیصلہ کیا کہ سب لوگ تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے اس لڑکے کو دے دیں۔ شیخ نے کمبل میں سے منہ نکال کر فرمایا۔

کوئی شخص اس لڑکے کو کچھ نہ دے۔ یہ میرا حکم ہے۔

شیخ خضرویہ کا لب و لہجہ ایسا پر رعب تھا کہ کسی کو اس حکم کی خلاف ورزی کرنے

کی مجال نہ ہوتی۔ ظہر کی نماز کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بڑا سا خوان سر پہ دھرے چلا آتا ہے۔ اس نے آتے ہی یہ خوان شیخ خضرویہؒ کے سامنے رکھ دیا اور سلام کر کے عرض کی کہ میرے آقا نے یہ نذر آپ کی خدمت میں بھیجی ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ اسے قبول فرمائیں تو بڑا احسان ہو۔ شیخ نے اپنے خادم کو اشارہ کیا۔ اس نے سرپوش ہٹایا اور حاضرین مجلس نے شیخ کی کرامت دیکھی۔ سب ایک دم روتے ہوئے شیخ کے قدموں میں گر گئے اور ہر شخص اپنی گستاخی کی معافی چاہنے لگا۔

خوان میں چار سو دینار ایک طرف اور نصف دینار دوسری طرف رکھا تھا۔

شیخ خضرویہؒ نے فرمایا، میں نے ہر شخص کی بدزبانی اور گستاخی کو صدق دل سے معاف کیا۔ تم لوگوں کو اتنی دیر تک روکے رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس موقع پر تو ہی مدد فرمائے تو بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خدا نے اس حلوا فروش بچے کو یہاں بھیج کر راستہ نکال دیا۔ اس لڑکے کا نصف دینار اگرچہ مالیت میں حقیر ہے لیکن اسی پر لڑکے کا اضطراب اور رونا تڑپنا موقوف تھا۔ حق تعالیٰ نے فرما دیا تھا کہ جب تک طفل حلوا فروش آنسو نہ بہائے گا، ہماری سخاوت کا دریا جوش میں نہ آئے گا۔

اے عزیز۔ اس کہانی پر غور کر۔ وہ طفل حلوا فروش کون ہے؟ وہ تیری چشم گریاں ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا مقصد بر آئے۔ تب یہ چشم گریاں سے کام لے۔ جب تک نہ روئے گا کامیابی و کامرانی محال ہے۔

۱۵۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا حسن سلوک

کہتے ہیں، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مکان کے بالکل پاس ایک موچی رہتا تھا۔ اس موچی کی عادتیں بہت بری تھیں۔ سارا دن محنت مزدوری کرنے کے بعد اپنے گھر آتا تو نشہ کرنے والی گندی چیزیں خرید کر ساتھ لے آتا اور نشے کی حالت میں ساری رات واہی تباہی بکتا رہتا

وہ عربی زبان کا ایک شعر خاص طور سے پڑھا کرتا تھا جس کا مطلب یہ ہے۔

لوگوں نے مجھے ہاتھوں سے کھو دیا اور کیسے شان والے جوان کو ہاتھوں سے کھو دیا۔ مشکل کے دنوں میں میں ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتا۔

آپ جانتے ہیں جو لوگ برے کام کرتے ہیں انہیں ایک نہ ایک دن سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ یہ موچی راتوں کو شور مچا کر اپنے پڑوسیوں کو بے آرام کرتا تھا۔ خاص طور سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو تو بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔ آپ اللہ پاک کی عبادت کرتے تھے تو اس کے شور مچانے سے بار بار بھول جاتے تھے۔ اس تکلیف کے باوجود آپ تو خیر کسی سے کیا شکایت کرتے، کسی اور پڑوسی نے ایک دن پولیس کے تھانے جا کر موچی کی شکایت کر دی کہ وہ روزانہ نشے والی گندی چیزیں استعمال کرتا ہے اور پھر نشے میں خوب غل مچاتا ہے۔ جس سے ہم لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

یہ دونوں باتیں ہی قانون کے خلاف تھیں۔ پولیس کے افسر نے اسی وقت رپٹ درج کر لی۔ اور اسی دن موچی کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ دیکھا جائے تو ایک طرح سے یہ بہت اچھا ہوا۔ لیکن حضرت امام نے رات کے وقت موچی کی آواز نہ سنی تو آپ کو اس کی طرف سے بے حد فکر ہوئی۔ صبح ہوتے ہی دوسرے ہمسایوں سے اس کے بارے میں پوچھا ایک آدمی نے خوش ہو کر ساری بات سنائی کہ کس طرح پولیس والے اسے گرفتار کر کے لے گئے۔ اور اب وہ حوالات کے اندر کیسی تکلیف اٹھا رہا ہے اس ہمسائے کا خیال ہوگا حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی یہ بات سنکر خوش ہوں گے۔ لیکن اس کے اندازے کے خلاف آپ کو اس خبر سے افسوس ہوا ہے۔ آپ اسی وقت قاضی کی کچہری کی طرف روانہ ہو گئے۔

آپ کے علم اور نیکیوں کی وجہ سے آپ کو شہر کا بچہ بچہ جانتا تھا۔ قاضی کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ تشریف لائے ہیں تو مقدمہ چھوڑ کر فوراً اپنے کمرے سے باہر

نکل آیا۔ اور سلام دعا کے بعد کچہری آنے کی وجہ پوچھی۔ جواب میں آپ نے سارا واقعہ سنا دیا اور اخیر میں سفارش کی کہ میرے اس ہمسائے کو اسی وقت چھوڑ دیا جائے۔ قاضی کیسے انکار کر سکتا تھا۔ اس نے اسی وقت موچی کو آزاد کر دیا اور حضرت امام کے پاس لاکر کہا لیجئے اب اسے اپنے ساتھ ہی لے جائیے۔

امام صاحب نے ایک سچے ہمدرد کی طرح اس کا ہاتھ تھام لیا اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں آپ نے اس سے فرمایا۔

کیوں بھائی، ہم نے تجھے ضائع تو نہیں ہونے دیا۔

آپ کے اس اچھے سلوک کا موچی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے نشے والی گندی چیزیں استعمال کرنے سے توبہ کر لی اور آپ کے درس میں آنے لگا۔ کہتے ہیں تھوڑی سی مدت میں وہ جاہل موچی ایک بہت بڑا عالم بن گیا۔

۱۶۔ علم و عقل کی دولت

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ نے کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو بلوایا۔ جس وقت آپ گورنر کے دربار میں تشریف لے گئے تو وہ ایک نہایت قیمتی نگینہ سامنے رکھے کچھ سوچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے سوال کیا، "کیوں کیا بات ہے اس وقت آپ کیا سوچ رہے ہیں۔

گورنر نے جواب دیا، "بات یہ ہے کہ یہ قیمتی نگینہ مجھے پسند آگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے استعمال کروں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس کے اوپر ایک اور آدمی کا نام کھدا ہوا ہے۔ اگر یہ نام مٹایا جائے تو نگینے کی خوبصورتی کم ہو جائے گی۔ اور اس حالت میں میں اسے استعمال نہیں کر سکتا۔

گورنر کی یہ بات سنکر آپ نے فرمایا، "ذرا مجھے تو دکھایئے اس کے اوپر کیا لکھا ہے

نگینہ فوراً آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ دیکھا تو اس کے اوپر عطا ابن عبداللہ لکھا ہوا تھا۔ یہ نام پڑھ کر حضرت امام تھوڑی دیر سوچتے رہے۔ پھر ابن ہبیرہ سے فرمایا۔ "آپ ذرا فکر نہ کیجئے۔ یہ نگینہ ابھی آپ کے استعمال کے قابل ہو جائے گا۔ یوں کیجئے کہ اپنے ایک آدمی کے ہاتھ اسے ہیرے تراشنے والے کے پاس بھیج دیجئے۔ وہ یوں کرے کہ لفظ بن کی بے کا نقطہ مٹا کر میم کا سر بنا دے۔ یعنی اس لفظ کو بن کی جگہ من بنا دے اور لفظ عبداللہ میں جو بے ہے، اس کا نقطہ مٹا کر اوپر کی طرف ایک نقطہ لگا دے۔ جس سے یہ حرف بے کی جگہ نون بن جائے گا۔

گورنر نے فوراً آپ کے مشورے پر عمل کیا۔ اپنے ایک ہوشیار آدمی کے ہاتھ وہ نگینہ حکاک کے پاس بھیج دیا۔ اور خود نہایت بے تابی سے اس کے لوٹنے کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ آدمی لوٹ کر آیا تو اس ذرا اس تبدیلی سے عطا ابن عبداللہ کی جگہ نگینے کی عبارت عطا من عنداللہ بن گئی تھی۔ جس کا مطلب ہے "خدا کی طرف سے دی ہوئی چیز"

آپ کی یہ قابلیت دیکھ کر ابن ہبیرہ حد سے زیادہ خوش ہوا اس نے یہ نگینہ اسی وقت سنار کے پاس بھجوا دیا اور حکم دیا کہ فوراً انگوٹھی میں جڑ دے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے دربار میں ضرور تشریف لایا کیجئے۔ ہمیں آپ کے قیمتی مشوروں سے بے حد فائدہ ہوگا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر کسی کے پاس علم و عقل کی دولت ہو تو بڑے سے بڑا حاکم بھی اس کے سامنے سر جھکاتا ہے اور اس کی بڑائی کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ انصاف کے لیے صداقت کی ضرورت

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ بہت بڑے فقیہ تھے۔
فقیہ اس عالم کو کہتے ہیں جو اسلام کے قانون کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور اس قانون کے مطابق لوگوں کے مقدموں کا فیصلہ کر سکتا ہو۔ آپ کی اس اچھائی اور قابلیت کو دیکھ کر اس زمانے کے بادشاہ ابو جعفر منصور نے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ ملک کے سب سے بڑے قاضی (جج) بن جائیں۔ یہ ایک بہت ہی اچھا کام تھا۔ امام صاحب اسے ضرور منظور کر لیتے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اس زمانے کے بادشاہ ہر بات میں اپنی مرضی چلاتے تھے۔ ایسی صورت ہو تو لوگوں کے ساتھ پورا پورا انصاف کس طرح ہو سکتا ہے! چنانچہ یہ ساری باتیں سوچ کر امام صاحب نے یہ عزت والا بڑا عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

بادشاہ کو جو یہ بات معلوم ہوئی تو اسے بہت غصہ آیا۔ فوراً امام صاحب کو اپنے دربار میں بلوایا اور سوال کیا۔ آپ نے یہ عہدہ کیوں نہیں قبول کیا۔

بادشاہ کا یہ سوال سنکر حضرت امام صاحب نے جواب دیا، اے بادشاہ میں نے یہ عہدہ اس لیے قبول نہیں کیا کہ میں قاضی بن کر لوگوں کے مقدموں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے کے لائق نہیں ہوں"۔

بادشاہ بولا۔" یہ بات آپ بالکل جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہی ہوں کہ آپ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کی بہت اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔

امام صاحب نے فوراً جواب دیا۔ آپ کے کہنے کے مطابق میں جھوٹ بول رہا ہوں تو پھر ایک جھوٹے آدمی کو قاضی کس طرح مقرر کیا جا سکتا ہے۔

یہ ایسی قابلیت کا جواب تھا کہ بادشاہ چپ کا چپ رہ گیا۔ لیکن بادشاہوں کی ضد مشہور ہے۔ امام صاحب کی قابلیت اور نیک نیتی کی تعریف کرنے کی جگہ وہ غصے میں بھر گیا

اور حکم دیا۔ اگر یہ قاضی کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کریں تو انہیں قید کر دیا جائے اور کوڑوں کی سزا دی جائے۔ آپ بادشاہ کا یہ حکم سنکر ذرا نہ گھبرائے۔ خوشی سے جیل خانے چلے گئے اور انصاف کی خاطر اتنی سخت تکلیف برداشت کرتے رہے۔

۱۸۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی راہنمائی

حضرت ابراہیم ادھمؒ درویشی سے پہلے ایک بڑی سلطنت کے بادشاہ تھے۔ لیکن بادشاہت کے دنوں میں بھی دن رات اس فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے کہ خدا سے ملاقات کیسے ہو سکتی ہے۔ ایک رات وہ اپنی شاہی خواب گاہ میں نرم و نازک اور آرام دہ بستر پر استراحت فرما رہے تھے اور چاروں طرف مسلح سپاہیوں کا پہرا تھا کہ یکایک ان کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے سنا کہ خواب گاہ کی چھت پر کوئی چل پھر رہا ہے اور آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز بھی آتی ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم سوچنے لگے کہ شاہی محل میں آدھی رات کے وقت یوں چوری چھپے گھسنے کی جرأت کس میں ہے۔ آخر اٹھ کر چھت کی طرف گئے۔ وہاں نورانی شکلوں والے آدمیوں کی ایک جماعت دیکھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟۔

انہوں نے عاجزی سے گردنیں خم کر کے کہا کہ "اے بادشاہ، ہم رات کے ابتدائی حصے سے اپنا گم شدہ مال ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن اس کا کہیں نشان نہیں ملتا۔

بادشاہ نے پوچھا۔ آخر کیا کھو گیا ہے جو تم ڈھونڈ رہے ہو۔

انہوں نے کہا، ہم اپنا اونٹ تلاش کر رہے ہیں۔

"بادشاہ نے حیرت سے کہا اونٹ؟ بھلا اونٹ شاہی محل کی اس بلند چھت پر کیسے چڑھ سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا" اگر اونٹ اس محل کی چھت پر نہیں چڑھ سکتا۔ تو

تو تخت شاہی پر رونق افروز ہو کر خدا کو کیسے ڈھونڈ سکتا ہے۔ آپ نے سلطنت چھوڑ کر فقر اختیار کر لیا۔

۱۹۔ بلا اجازت آنے کی سزا

ایک ہوشیار باغبان نے دیکھا کہ اس کے زیر نگرانی باغ میں تین آدمی بغیر اجازت گھس آئے ہیں۔ ان میں ایک صوفی، دوسرا فقیہ اور تیسرا علوی ہے۔ باغبان نے اپنے جی میں کہا کہ ان تینوں کو اگر سزا نہ دی تو کچھ نہ کیا لیکن یہ تین ہیں اور میں اکیلا۔ اگر یک وقت ان تینوں سے تکرار کروں گا تو مار مار کر میری چمڑی ادھیڑ دیں گے۔ اس لیے پہلے کسی تدبیر سے ان تینوں کو الگ الگ کروں۔ یہ سوچ کر اس نے صوفی سے کہا۔

حضرت، آپ کو زحمت تو ہو گی، ذرا میرے غریب خانے تک تشریف لے جائیے اور اپنے ان ساتھیوں کے لیے ایک ایک کمبل لے آئیے۔ میری بیوی کمبل آپ کو دے دے گی۔

یہ سنکر صوفی خوشی خوشی باغبان کے گھر کی طرف چلا گیا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو باغبان نے فقیہ اور علوی کی جانب دیکھ کر کہا۔

جناب، زہے نصیب کہ آپ تشریف لائے۔ آپ ماشاء اللہ فقیہ ہیں اور آپ سادات کرام میں سے ہیں۔ آپ کا فتویٰ چلتا ہے تو ہمیں روٹی ملتی ہے اور آپ کی عقل کے بھروسے پر ہم لوگ پرواز کرتے ہیں۔ اور آپ ہمارے بادشاہ ہیں کہ سید اور خاندان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ لیکن سرکار اس پیٹ بھرے صوفی میں کون سے لعل و گہر جڑے ہیں جو آپ اسے ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہیں اور اپنی شان و شوکت میں فرق ڈالتے ہیں کہاں وہ، کہاں آپ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ جونہی وہ بدمعاش واپس آئے، روئی کی طرح دھنک دیجئے۔ خود ہی بھاگ جائے گا۔ ذرا چیں چیڑ کرے گا

تو میں چپیڑ غٹو بناؤں گا۔ اس کے بعد جب تک مزاج مبارک میں آئے۔ اس باغ میں رونق افروز رہیے۔ یہ باغ بھی آپ کا اور مجھے بھی اپنا غلام جان نثار سمجھیے۔ ایسے ایسے ہزاروں باغ آپ پر صدقے۔

غرض اس بد بخت باغبان نے ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ فقیہ اور سید علوی دونوں خوش ہو گئے اور اجازت دے دی کہ تو جو چاہے۔ صوفی سے سلوک کر۔ ہم نہ بولیں گے یہ سنتے ہی باغبان نے موٹا سا ڈنڈا سنبھالا اور صوفی کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ابھی وہ باغبان کے گھر تک نہ پہنچا تھا کہ اس موذی نے اُسے جا لیا اور گریبان پر ہاتھ ڈال کر ساتھ پھنکارا۔

اے بے حیا صوفی، تو بغیر اجازت پرائے گھر میں درآنہ گھسا چلا آیا۔ اس طریق کی تلقین تجھے جنید ؒ نے کی ہے یا بایزیدؒ نے؟ آخر کس پیر اور کس شیخ نے ایسی اجازت تجھے دے دی۔

صوفی غریب حق دق رہ گیا۔ کچھ جواب نہ دے سکا اور باغبان نے اسے مار مار کر ادھ موا کر ڈالا۔ صوفی نے پٹ پٹا کر جی میں کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہی تمہیں بھی دیکھنا ہے۔ اے میرے ساتھیو۔ اس لیے کہ تم نے مجھے غیر سمجھا۔ حالانکہ میں اس بے حیا باغبان سے زیادہ بے حمیت نہ تھا۔

صوفی کو باغ سے نکال کر باغبان پھر علوی اور فقیہ کے پاس آیا اور علوی سے مودبانہ لہجے میں درخواست کی کہ اے شریف النسب شہزادے میرے غریب خانے پر تشریف لے جائیے۔ میں نے آپ کے لیے نہایت عمدہ اور لذیذ کھانا تیار کروانے کا حکم دے دیا ہے۔ گھر کے دروازے پر جا کر لونڈی کو بلا تکلف آواز دیجئے۔ وہ فوراً آپ کو مہمان خانے میں لے جا کر مسند عالی پر بٹھائے گی اور بھنا ہوا گوشت، مرغ پلاؤ اور حلوا لا کر سامنے رکھ دے گی۔ خوب جی بھر کر تناول فرمایئے گا۔ آپ کو قسم ہے جو

کچھ تکلف فرمائیں۔

سید صاحب خوشی خوشی باغبان کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی باغبان نے فقیہ سے کہا۔ مولانا، آپ بایں علم وفضل ایسے ایسے لوگوں کو اپنے ہمراہ لیے پھرتے ہیں جن کے نام ونسب کا کچھ پتا نہیں۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ آخر اس علوی کے پاس کون سی دلیل اپنی سیادت کی ہے؟ غرض اس بے گناہ علوی کی خوب غیبت کی اور جو منہ میں آیا، بکا۔ فقیہ چپ بیٹھا سنتا رہا۔ آخر باغبان اسے وہیں بیٹھا رہنے کی تلقین کر کے علوی کے پیچھے گیا اور راستے ہی میں اسے روک کر کہنے لگا۔

ارے او بدمعاش، اس باغ میں آنے کی دعوت تجھے کس نے دی تھی؟ کیا بغیر اجازت کسی کی ملک میں گھس جانا پیغمبر کی میراث ہے؟ تیرا کا پچھ تبسیر ہوا کرتا ہے۔ اب بول کہ پیغمبر کے مقابلے میں تیری حیثیت کیا ہے۔ چل نکل یہاں سے۔

اس کمینے نے علوی کو خوب صلواتیں سنائیں یہاں تک کہ اس ذلت وخواری پر بے چارے سید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور خاموشی سے چلا گیا۔ باغ سے نکل کر اپنے جی میں کہا کہ میاں فقیہ۔ اب تم تنہا رہ گئے ہو تمہاری دستار اور جبے اور علمے کی وہ دھجیاں اڑیں گی کہ رب بے نام سائیں کا۔ اگر میں سید نہیں اور تیری رفاقت کے لائق نہ تھا تو اس ظالم باغبان سے تو بدتر نہیں ہوں۔

سید سے نمٹ کر وہ سنگ دل اور خوف خدا سے عاری باغبان فقیہ کے پاس آیا اور آتے ہی ایک دھول اس کے سر پہ مارتے ہوئے بولا۔

بڑا فقیہ بنا پھرتا ہے۔ اپنے آپ کو عالم فاضل سمجھتا ہے۔ ارے تو ہی سب بدذاتوں کا باوا ہے۔ خدا تجھے لنگڑا لولا کرے۔ آخر کس فتوے کی رو سے دوسروں کے باغ میں بغیر اجازت کے گھس آیا۔ یہ فتوے تجھے ابو حنیفہؒ نے دیا یا شافعیؒ نے؟ کیا تو نے ایسی اجازت وسیط (فقیہ کی ایک کتاب) میں دیکھی یا یہ مسئلہ محیط (یہ بھی فقہ کی کتاب ہے)

میں درج ہے۔

ابھی فقیہ کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ باغبان نے اس کی دھنائی شروع کر دی اور چار چوٹ کی وہ مار ماری کی کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ آخر میں اس نے باغبان سے صرف اتنا کہا کہ بھائی، تو نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے۔ بجا اور برحق تھا۔ ہم اسی لائق تھے کیونکہ ہم بلا اجازت تیرے باغ میں آ گئے، اس کی سزا یہی ہے۔

۲۰۔ ہمسائے کا حق

ایک یہودی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پڑوس میں رہتا تھا اور اس کے گھر کی نالی امام صاحب کے مکان کے صحن میں سے گزرتی تھی۔ اس نالی سے یہودی کے گھر کا کوڑا کرکٹ ملا غلیظ، گندہ اور بدبودار پانی بہہ بہہ کر آیا کرتا تھا۔ امام صاحب کے مکان کے صحن کی نالی اس گندگی سے اٹ جاتی اور سارے مکان میں سخت بدبو پھیل جاتی۔ امام صاحب پورے دس سال تک خود تکلیف اٹھاتے رہے لیکن اپنے پڑوسی یہودی سے اس کی شکایت تک نہ کی۔ امام صاحب نالی کو ہر روز صاف کرا دیتے۔ یہودی نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی امام صاحب کی تکلیف کی پرواہ نہ کی۔

دس سال کے بعد ایک دن یہودی کو اپنی اس بے پروائی کا خیال آیا۔ دل ہی دل میں سخت شرمندہ ہوا اور اسی وقت امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس زیادتی اور بے پروائی کی معافی مانگی۔

امام صاحب نے فرمایا۔

بھائی۔ معافی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ تم کیوں شرمندہ ہوتے ہو، ہمارے مذہب اسلام میں پڑوسی کے اس سے بھی زیادہ حقوق ہیں میں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے پر عمل کیا ہے۔ تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔

یہودی کے دل پر امام صاحب کی بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کا پورا خیال رکھیں۔ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیں۔ ان کی زیادتیوں کے بدلے میں ہمیشہ اچھا برتاؤ کریں۔ ضرورت پڑنے پر ان کے کام آئیں اور دکھ درد کے ساجھی بنیں۔

۲۱۔ جانور پر رحم کا اجر

الپتگین سلطنت سلمانیہ کا بانی ہوا ہے وہ اپنے زمانے کا بڑا مشہور بادشاہ گزرا ہے اس کا ایک ملازم تھا جس کا نام سبکتگین تھا وہ ملازمت کے ابتدائی دور میں بڑا تنگ رہتا تھا۔ اس کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اس پر چڑھ کر وہ جنگل کا رخ کرتا۔ اگر کوئی شکار ہاتھ آجاتا۔ تو اسی پر گزارا کر لیتا۔ ایک دفعہ اس نے ایک ہرنی دیکھی جو اپنے بچے کے ساتھ چر رہی تھی۔ سبکتگین نے اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ ہرنی تو پکڑی نہ جا سکی۔ مگر اس کا بچہ جو ماں کے ساتھ بھاگ نہ سکا ہاتھ آگیا۔ سبکتگین نے اسے باندھ کر زین کے آگے رکھ لیا اور شہر کی جانب چل پڑا۔ ہرنی بچے کو گرفتار دیکھ کر مڑی اور سبکتگین کے پیچھے دوڑنے اور فریاد کرنے لگی۔ اسے اس کی حالت پر رحم آیا اور سہر نوٹے (ہرن بچے) کو کھول کر چھوڑ دیا۔ ہرنی نے دوڑ کر بچہ لے لیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعائیں دینے لگی بے زبانوں کی زبانیں جاننے والے (خدا) کو سبکتگین کا یہ رحمدلانہ کام بہت پسند آیا۔ رات اسے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے جو بے زبان پر شفقت کی ہے۔ اس پر ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہی کا شرف عطا کرے گا چاہیے کہ جس طرح تو نے اس جانور پر مہربانی کی ہے۔ اسی طرح بندگان خدا پر بھی کرنا اور رعیت پر نظر کرم رکھنا۔ داناؤں نے کہا ہے کہ بادشاہوں کی رعیت پر ایسا ہی مہربان

ہونا چاہیے۔ جیسا کہ باپ کا اپنی اولاد پر ہوتا ہے جو انہیں اپنے لیے پسند نہ ہو۔ وہ رعایا کے لیے بھی پسند نہ کریں۔ تاکہ وہ بھی جان و مال فدا کرنے میں دریغ نہ کرے۔ بادشاہ جتنی شفقت و رحم مخلوق پر کرے گا۔ اسی قدر خالق کو نظر رحمت اس پر ہوگی۔ جانور کو شکار کرنے سے کہیں بہتر دلوں کو مسخر کرنا ہے۔

۲۲۔ غریب کی حوصلہ افزائی

مامون بڑا جلیل القدر خلیفہ تھا۔ جس کا دارالخلافہ برلب دریائے دجلہ واقع (بغداد شہر) تھا۔ وہ ایک دن دورے پر تھا۔ کہ اسے ایک اعرابی (بدو) ملا جس کی زندگی صحرا میں گزری تھی اور صاف اور میٹھا پانی دیکھنا اور چکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ وہ خلیفہ مامون کی سخاوت اور شہرت سنکر بغداد کی جانب چلا۔ راستے میں اسے ایک جوہڑ میں بارش کا صاف پانی دکھائی دیا اس نے اسے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور کہا۔ کہ خلیفہ کے حضور خالی ہاتھ جانا ٹھیک نہیں اس صاف اور میٹھے پانی سے بڑھ کر اور کیا عمدہ تحفہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اسے مشکیزہ میں بھر لیا۔ اور منزل مقصود کی طرف چلا۔ اتفاق سے مامون اسے راستہ ہی میں مل گیا اور اسلام علیکم یا امیرالمومنین کہہ کر بڑے فخر سے یہ تحفہ پیش کیا اور کہا۔ کہ قسمت سے یہ آپ کو تر ہاتھ آگیا ہے۔ اور میں اسے آپ کے لیے اٹھا لایا ہوں۔ خلیفہ نے کہا۔ بھائی اعرابی لاؤ پئیں۔ چنانچہ تھوڑا سا پانی پیالے میں ڈال کر پی لیا۔ مشکیزہ میں کئی دن رہنے سے یہ جوہڑ کا گدلا پانی متعفن ہوگیا تھا۔ مگر خلیفہ نے اس بھولے بھالے اعرابی کو شرمندہ نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم نے تمہارا مشکیزہ خالی کر دیا ہے۔ اور پانی خاص اپنے استعمال کے لیے رکھ لیا ہے تم نے بڑی محنت اٹھائی ہے۔ لو یہ ہزار دینار انعام اور یہیں سے گھر پلٹ جاؤ۔ اعرابی خوش خوش واپس ہوا۔ اس کے جانے کے بعد پانی پھنکوا دیا۔ اور امیروں، وزیروں کے پوچھنے پر بتایا۔ کہ اگر میں تمہیں یہ پانی دکھاتا تو تم اس غریب اعرابی پر برس پڑتے اور وہ مایوس اور شرمسار ہوتا۔

میں نے اسے یہیں سے لوٹا دیا۔ تاکہ آگے پہنچ کر اور میٹھے پانی کا دریا (دجلہ) بہتا دیکھ کر شرم سے غرق نہ ہو جائے۔

۲۳۔ جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہے

ایک شخص اپنے وطن سے عراق کی جانب گیا۔ کچھ مدت بعد وہاں سے اس حال میں واپس آیا کہ لباس بوسیدہ، چہرے پر فاقوں کے نشان، برا حال یاروں نے پوچھا سناؤ۔ سفر میں کیا گزری؟ کہنے لگا، سفر بہت مبارک رہا۔ بے شک دوستوں یاروں سے تو کچھ عرصہ دوری رہی، لیکن خلیفہ بغداد کی عنایتوں اور کرم فرمائیوں نے دل باغ باغ کر دیا۔ اللہ اسے سلامت رکھے۔ اس نے مجھے دس بہترین اور قیمتی خلعت عطا فرمائے۔

غرض اس شخص نے خلیفہ بغداد کی اس قدر مدح و توصیف کی کہ بیان سے باہر دوستوں نے کہا کہ یار، کیوں جھوٹ بولتا ہے۔ جس بوسیدہ اور ذلیل حالت میں تو واپس آیا ہے وہی تیرے اس بیان کی قلعی کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ ذرا آئینے میں اپنا حلیہ تو دیکھ۔ خلیفہ کی مدح سرائی جو تو کر رہا ہے، وہ یا تو چرائی ہوئی ہے یا کسی نے تجھے سکھائی ہے۔ بے شک تیری زبان مکڑی کی طرح خلیفہ کی تعریف کا جال بن رہی ہے۔ لیکن تیری ظاہری حالت اور ہاتھ پاؤں اور بوسیدہ کپڑے اس کی شکایت کر رہے ہیں تو کہتا ہے خلیفہ نے تجھے دس خلعت قیمتی عطا کیے تھے۔ کیا ان خلعتوں میں نئی جوتیوں اور نئے کپڑے شامل نہ تھے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ یارو، خلیفہ نے تو اپنی داد و دہش میں کمی نہ کی تھی لیکن میں نے وہ سارا مال غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ دنیا کی الفت میرے قلب میں نہیں۔ اس لیے سب مال و متاع راہ خدا میں لٹا دیا اور اس کے عوض درازی عمر حاصل کی۔

دوستوں نے کہا۔ واہ واہ! کیا بات کہی ہے۔ چلو خیر، مال محتاجوں میں بانٹ دیا، اچھا کیا، لیکن تیرے سینے سے دھواں جو ابل رہا ہے یہ کیا ہے؛ اور تیرے چہرے پر روحانی اذیت کے ایسے آثار ہیں جیسے دل میں کانٹے چبھ جانے سے پیدا ہوتے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ تیرے ستے ہوئے چہرے پر صفائی اور پاک بازی کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ جو شخص قربانی اور ایثار کی راہ پر چلتا ہے۔ اس کی سینکڑوں پوشیدہ اور کھلی علامتیں ہوتی ہیں۔ خدا کی راہ میں مال صرف ہو تو باطن میں سو سو طرح کی زندگیاں اس مال کی جانشین بن جاتی ہیں۔ تو کہتا ہے کہ میں نے گل قند کھایا ہے، لیکن تیرے منہ سے لہسن کی بو کے بھبکے آرہے ہیں۔ خواہ مخواہ جھوٹ بول کر گناہ اپنے ذمے مت لے جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہوتا ہے۔

۲۴- وفا کی عجب تعبیر

ایک بادشاہ اپنے مصاحب کی کسی بات پر ایسا ناراض ہوا کہ نیام سے تلوار کھینچ لی اور چاہا کہ اس کا سر قلم کرے۔ دربار میں کسی کی مجال نہ تھی کہ دم مارے اور بادشاہ کو تلوار اٹھانے سے روکے، یا کوئی رحم کی سفارش کر سکے۔ اسی وقت عماد الملک مصاحب بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ حضور اپنے کرم سے اس گستاخ مصاحب کی جان بخشی جائے یہ آپ کا غلام اور خیر خواہ ہے۔

بادشاہ نے عماد الملک کو اپنے قدموں میں گرا دیکھ کر تلوار نیام میں ڈال لی اور فرمایا کہ اے عماد الملک، جب تیرا قدم بیچ میں آگیا تو میں نے اس گستاخ کو معاف کر دیا۔ خواہ جرم کیسا ہی قبیح ہو۔ میں اس سے راضی ہوں۔

وہ مصاحب، جو محض عماد الملک کی سفارش کے باعث موت سے بچا۔ اپنے سفارشی سے ناراض ہو کر دیوار کی جانب منہ کیے بیٹھ گیا تاکہ اس کی صورت دیکھے نہ اس سے سلام و کلام

کی نوبت آنے پائے۔ یہ نہایت حیرت انگیز بات تھی کہ عماد الملک کا احسان ماننے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے وہ مصاحب الٹا اس سے خفا ہو گیا۔ درباریوں نے آپس میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ پاگل ہو گیا ہے ورنہ عماد الملک کے احسان کا یہ بدلہ نہ دیتا۔ محض اس کی سفارش سے اس کی جان بچی ہے اور آج اس نے دوبارہ زندگی پائی ہے۔ اسے چاہیے تھا کہ عماد الملک کے تلووں کی خاک چاٹتا، لیکن یہ احسان فراموش اور کمینہ ثابت ہوا کہ ایسے مہربان اور شفیق سرپرست سے منہ پھیر لیا۔

جب اس مصاحب پر خوب لعن طعن ہوئی تو اس نے بھی مجبور ہو کر زبان کھولی اور کہا "صاحبو، اپنے بادشاہ پر سے میری جان نثار ہے۔ مجھے بادشاہ کے سوا کسی اور کا رحم یا ہمدردی نہیں چاہیے اور نہ میں کسی غیر کی پناہ لینے والا ہوں۔ میرے اور بادشاہ کے درمیان عماد الملک آخر کیوں سفارشی بن کر آیا؛ میں نے تو غیر کی نفی کر رکھی ہے۔ بلا سے بادشاہ میری گردن اڑا دیتا۔ میں اسی میں راضی ہوں۔ اگر وہ ایک مرتبہ گردن کاٹے گا تو ایسی ایسی سینکڑوں جانیں عطا بھی فرما دے گا۔ میرا فرض بادشاہ کا وفادار رہنا، اپنا سر دینا اور بے غرضی سے اس کی خدمت بجا لانا ہے اور بادشاہ کا فریضہ سر بخشنا ہے، مبارک ہے وہ گردن جو بادشاہ کے دست خاص سے کاٹی جائے اور ہزار لعنت ہے اس سر جو غیر کے سامنے اپنی ضرورت کے تحت خم ہو۔

۲۵۔ غربت اور امارت اللہ کے ہاتھ میں ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے، کسی عرب بدو نے اپنے اونٹ پر اناج کی ایک گونی بھری اور دوسری گونی میں ریت بھر کر لاد دی۔ خود ان دونوں گونیوں کے اوپر جا بیٹھا۔ راستے میں ایک دانش مند سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اس نے بدو سے پوچھا کہ بھائی۔ ان دونوں گونیوں میں تو نے کیا بھرا ہے؟ بدو نے جواب دیا کہ ایک گونی میں اناج ہے، دوسری میں ریت

بھری ہے، دانش مند نے حیرت سے کہا کہ دوسری گونی میں ریت بھری ہے؟ آخر یہ کس لیے؟ بدو کہنے لگا اس لیے کہ دونوں طرف وزن برابر ہے۔ کسی ایک طرف اونٹ جھکنے نہ پائے اور اسے تھکن نہ ہو۔ دانش مند نے کہا کہ اے احمق کہیں کے۔ ایک گونی میں سے آدھا اناج نکال کر دوسری گونی میں ڈال دے۔ پاسنگ برابر ہو جائے گا اور اونٹ پر زیادہ بوجھ بھی نہ رہے گا۔ بدو نے تعجب سے دانتوں میں انگلی دے کر کہا۔

کمال ہے اور آفرین ہے تجھ پر اے دانش مند، کہ ایسی بہترین سوجھ بوجھ رکھنے کے باوجود تو اس صحرا میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے، بے سروسامان پیدل سفر کر رہا ہے۔ آ، میرے ساتھ اس اونٹ پر سوار ہو جا۔ دانش مند اونٹ پر سوار ہو گیا۔

بدو نے کہا، اے عقل و حکمت سے بھرے ہوئے حکیم، سچ سچ بتا تو کون ہے اور اس بوسیدہ لباس میں کیوں ہے؟ ایسی دانائی اور خوش تدبیری جیسی تجھ میں ہے، وہ میں نے سنا ہے کہ حاکموں اور وزیروں ہی میں ہوتی ہے۔

دانش مند نے جواب دیا، "نہیں بھائی، تیرا قیاس غلط ہے۔ میں حاکم ہوں نہ وزیر نہ امیر، بلکہ ایک مسکین اور بے آسرا شخص ہوں۔ میری ظاہری حالت اس حقیقت کی گواہ ہے۔

بدو نے دریافت کیا، "اچھا، یہ بتا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی بھیڑ بکریاں ہیں؟"

اس نے کہا، "ان میں سے ایک جانور بھی میرے قبضے میں نہیں"

بدو نے پوچھا، "پھر تیرا دھندا کیا ہے؟ خرچ کیسے چلتا ہے؟ کوئی دکان وکان ہے کیا؟"

دانش مند نے کہا، "نہیں بھائی، دکان میرے پاس کہاں۔ دکان تو ایک طرف رہنے کا کوئی مستقل ٹھیا ٹھکانا بھی اپنے قبضے میں نہیں۔

بدو نے کہا "آخر ایسی بھی کیا بے سرو سامانی، کچھ نقدی و قدی ضرور تمہارے پاس ہو گی۔ میں نے سنا ہے تمام دنیا تانبا ہے اور تانبے کو سونا کر دینے والی کیمیا تمہارے قبضے میں ہے۔ کیا عقل و دانش کے ان گنت موتی تمہارے پاس نہیں ہیں؟

دانش مند نے آہ بھر کر کہا "واللہ! اے امیر عرب، میری ملکیت میں تو ایک شب کا کھانا بھی نہیں، تو دیکھ رہا ہے کہ ننگے پاؤں، ننگے سر آوارہ پھر رہا ہوں اور امید یہ ہے کہ جو بھے روٹی کے دو ٹکڑے دے، اسی کا ہو جاؤں جو حکمت و دانش تو نے میرے پاس دیکھی یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اس کا غربت اور امارت سے کوئی تعلق نہیں اللہ جسے چاہے جتنا مال و دولت عطا کرے۔

۲۶۔ توکل کا انعام قبولیت دعا ہے

ایک بے آب و گیاہ صحرا میں حاجیوں کا قافلہ سفر کرتا ہوا پہنچا۔ وہاں انہوں نے خدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا کہ میدان میں تپتی ریت پر، جس کی حدت سے دیگ کا پانی جوش مارنے لگے۔ نماز کی نیت باندھے اس طرح کھڑا ہے، جیسے کوئی صحن گلستان میں پہنچ کر مست و بے خود ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے گرد و پیش کی کچھ خبر نہ تھی اور وہ نماز میں اپنے پروردگار سے راز و نیاز کرتا ہوا گہری فکر میں غرق تھا۔

حاجیوں کی جماعت یہ عجیب و غریب اور تھرا دینے والا کرشمہ دیکھ کر اس زاہد کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرتی رہی۔ بہت دیر بعد جب وہ مرد خدا بحر معرفت کی گہرائی میں سے ابھر کر آیا تو حاجیوں نے دیکھا کہ اس کے بازوؤں اور چہرے سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ابھی ابھی تازہ پانی سے وضو کیا ہے اس سے پوچھا گیا کہ حضرت، یہ پانی کہاں سے آیا؟ زاہد نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر جواب دیا۔ اوپر سے لوگوں نے پھر عرض کیا کہ یہ پانی جب آپ کی خواہش ہوتی ہے تب ملتا ہے

یا کبھی یہ خواہش قبول نہیں ہوئی ؟ اے سلطان دین، ہمیں اس معاملے سے باخبر کرتا کہ تیرے حال سے ہمارا یقین اور توکل بڑھے اور ہم جو ظاہری اسباب پر فریفتہ ہیں اور دیوانہ وار اس کی پرستش کرتے ہیں، اس بت پرستی سے نجات پائیں۔

مرد فقیر نے آسمان کی جانب نگاہ کی اور کہا، اے میرے خالق، ان حاجیوں کی سن، ان کے سینے کھول دے اور حق ان پر واضح کر۔ تو نے چونکہ اپنے رحم وکرم سے مجھ پر اس بلندی سے دروازہ کھولا ہے اس لیے میں بلندی سے اپنا رزق مانگنے کا عادی ہو گیا ہوں۔

زاہد ابھی اپنے رب سے یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ یکایک ایک جانب سے کالی گھٹا اٹھی اور دیکھتے دیکھتے چھاجوں مینہ برسنے لگا۔ پیاسے حاجیوں کے لیے توعید ہو گئی۔ انہوں نے جھٹ پٹ اپنے اپنے مشکیزے بھر لیے۔ اس مرد درویش کی یہ کرامت دیکھ کر حاجیوں کے ایک گروہ نے اپنے دلوں میں جو بت خلاف سجا رکھے تھے وہ ڈھا دیے۔ دوسرے گروہ کو خدا کے قدیر ہونے اور اللہ والوں کی قوت پہ یقین کامل ہوا تیسرا گروہ منکروں کا تھا۔ یہ بد نصیب کچے پھل کی مانند ترش کے ترش ہی رہے اور ان کا نقص ہمیشہ قائم رہا۔

۲۷۔ علم وادب دولت سے بہتر ہے

پرانے وقتوں کی بات ہے کہ مصر کا بادشاہ خود مختار تھا۔ اور اس نے بادشاہ روم کو اپنی لڑکی دے کر اور اس سے لے کر شہزادوں کا باہم رشتہ کیا تھا۔ یہ عقد کرنے کے بعد وہ ہر کام مشورہ سے کرتے تھے ایک دن شاہ مصر نے قیصر کو لکھا کہ آدمی کا نام بیٹے سے زندہ رہتا ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ان کی آسائش کے لیے مال و دولت جمع رکھی جائے۔ اسی لیے میں نے شہزادے کے لیے طرح طرح کے نفیس پارچات گھوڑے مع ساز وسامان

محلات اور باغات وغیرہ فراہم کر سکے ہیں۔ امید ہے آپ نے بھی اپنے شہزادے کے لیے ایسا ہی انتظام کیا ہوگا

بادشاہ روم یہ تحریر پڑھ کر مسکرایا اور جوابًا لکھا۔ کہ مال یار بے دفا ہے۔ اور محبوب ناپائیدار ہے اس کی طرف خیال نہیں کرنا چاہیے اور کمینی فنا ہونے والی دنیا کی متاع پہ فریفتہ ہونا فضول بات ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کو علم وادب کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور اس کے لیے حسن اخلاق کے ذخیرے جمع کیے ہیں۔ مائل زائل اور فنا ہونے والی چیز ہے۔ اور علم وادب لازوال ہے۔ جب فقیر کی بات عرب میں پہنچی تو وہاں الادب صغیرٌ من الذھب (ادب سونے سے بہتر ہے) ضرب المثل بن گئی۔

۲۸ - ہمدردی اور دیانت

امیر بلخ کا بیٹا ایک باغ کے پاس سے گزرا۔ دیکھا کہ انگور لگے ہوئے ہیں اور بوڑھا باغبان اور درخت لگا رہا ہے امیر زادہ نے کہا۔ اے بوڑھے تو قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہے۔ یہ پودے لگانا تیرے کس کام آئے گا؟ بوڑھا بولا۔ اے جوان دوسروں نے درخت لگائے تو ہم نے پھل کھائے۔ ہم لگائیں گے تو دوسرے کھائیں گے۔ اور شاید ہم بھی کھائیں مغرور امیرزادے نے کہا۔ کہ تم اس باغ کا پھل نہیں کھا سکتے۔ اگر کھاؤ تو میری عورت کو طلاق ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ باغبان نے پوچھا۔ یہ کون تھا۔ امیر بلخ کا فرزند

کچھ عرصہ بعد یہ امیرزادہ اس باغ کے پاس سے باخیل وحشم گزرا اور اسے شاداب اور دل کشا دیکھ کر اندر آ گیا۔ باغبان نے اسے پہچانا نہ۔ امیرزادے کو تاہم باغباں نے اچھے اچھے میوے طبق میں لگا کر پیش کیے وہ کھانے لگا اور کچھ اٹھا کر باغبان کو بھی دیئے۔ اس نے وہ ملازمان امیر کو بانٹ دیے اور پوچھنے پر عرض کیا۔ کہ ایک امیرزادہ آیا تھا۔ وہ زن طلاق کی قسم کھا گیا ہے۔ اگر میں کھاؤں تو اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی

ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ مجھے گوارا نہیں۔ امیر زادہ نے اس کی دیانت اور ہمدردی دیکھ کر اسے عہدہ وزارت پیش کیا۔ کہ تجھ سا خیر اندیش اور دیانت دار مشیر کار ہونا چاہیے۔ بعد تامل اس نے عہدہ قبول کر لیا۔ اور کہا کہ میں مسلمان نہیں، دو تو کا ایک مذہب ہونا ضروری ہے لہٰذا میں مسلمان ہوتا ہوں۔ ناظرین دیکھیں کہ باغبان کو دیانت کی بدولت شرف وزارت و اسلام حاصل ہوا۔

۲۹۔ انصاف کی قدر و قیمت

ایک بادشاہ کو ثواب حج حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ ارکان حکومت نے عرض کیا۔ کہ آپ کا ملک اور رعایا کی اصلاح کے لیے دار الخلافہ میں موجود رہنا ضروری ہے۔ بادشاہ نے فرمایا۔ کہ سفر کیے بغیر میں یہ سعادت کس طرح حاصل کروں؟ ایک وزیر نے عرض کیا کہ یہاں ایک بڑے بزرگ درویش ہیں جو مدتوں حرم میں رہے ہیں اور ساٹھ حج کر کے اب گوشہ نشین ہو گئے ہیں۔ اور کسی سے ملتے جلتے نہیں۔ اگر آپ ان سے ملیں تو ان سے ایک حج کا ثواب خرید لیں۔

یہ بات بادشاہ کو پسند آئی۔ چنانچہ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطلب عرض کیا۔ انہوں نے کہا۔ ایک حج کیا میں سب حجوں کا ثواب دینے کو تیار ہوں۔ مگر اس شرط پر کہ میں نے جتنے قدم حج کے لیے اٹھائے ہیں۔ سلطان ہر قدم کے بدلے تمام دنیا اور اس کی متاع میرے حوالے کر دے۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ تمام دنیا تو میرے قبضے میں نہیں میں کس طرح یہ شرط پوری کر سکتا ہوں۔ فرمایا۔ اچھا۔ ایک اور بات کا اقرار کرو۔ تو میں ساٹھوں حجوں کا ثواب تمہیں دے سکتا ہوں۔ پوچھا وہ کیا بات ہے؟ فرمایا کہ جب کوئی داد خواہ مظلوم تمہارے پاس آئے تو اس کی فریاد سنو اور اس سے انصاف کرو اور ثواب مجھے پہنچاؤ یہ میرے تمام حجوں کا ثواب تمہارا ہے۔

۳۰۔ عاجزانہ دعا کا اثر

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک سال بغداد میں بارش نہیں ہوئی اور لوگ انتہائی پریشان و نیم جان ہو گئے، اہل بغداد پاک وصاف ہو کر جنگل کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بارگاہ خداوند میں دعا کریں کہ انہیں بارش سے نوازے۔ لیکن اس کے باوجود بارش نہیں ہوئی اسی وقت ایک شخص جنگل سے نکلا۔ اس کے بال پریشان اور گرد آلود تھے۔ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس کے ساتھ تین کنواری لڑکیاں تھیں۔ جو نہایت خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔ وہ شخص آکر لوگوں کے سامنے کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا اے لوگو! کیا بات ہے تم سب کیوں جمع ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا اے شیخ! ہم نے اللہ سے دعا کی ہے کہ ہم پر بارش برسادے۔ لیکن بارش نہیں ہوئی۔ شیخ نے کہا۔ اے لوگو! کیا اللہ تعالیٰ شہر سے غائب ہے جو تم لوگ جنگل میں آئے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر نہیں ہے، کیا حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں تم ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل دیکھتا ہے۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر ملی۔ اس نے کہا یہ کلام ایسے شخص کا ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی راز ہے۔ پھر کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب لوگ شیخ کو لے کر خلیفہ کے دربار میں پہنچے تو ہارون الرشید نے شیخ سے معانقہ کیا اور اپنے آگے بٹھایا اور کہا، اے شیخ! اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہم پر اپنا کرم فرمائے۔ شاید آپ کا اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ رتبہ ہو۔ یہ سنکر شیخ مسکرایا اور کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے واسطے دعا کروں۔ ہارون الرشید نے کہا۔ ہاں شیخ نے کہا تو سب لوگ ہمارے ساتھ آؤ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو لوگ شیخ کے ہمراہ محل سے باہر آئے۔ سب نے توبہ کی اور پھر اللہ کی طرف رجوع کیا۔ پھر شیخ نے دو رکعت نماز خفیف پڑھائی اور سلام پھیر کر اپنی لڑکیوں کو دائیں بائیں کھڑا کیا اور ہاتھ پھیلائے اور آنسو جاری کیے۔ ابھی دعا ختم

نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان پر ابر گھر آیا اور بادل گرجنے لگے۔ بجلی چمکنے لگی اور ایسی بارش ہوئی کہ تمام رعایا خوش ہوگئی۔ ارکان دولت ہارون الرشید کی خدمت میں پہنچ کر مبارک باد دینے لگے۔ ہارون الرشید نے کہا، اس شیخ صالح کو میرے پاس لے آؤ جن کی بدولت اللہ نے اپنا فضل فرمایا ہے۔ شیخ کو ڈھونڈا تو وہ اسی مقام پر کیچڑ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں پڑے تھے۔ لوگوں نے لڑکیوں سے پوچھا کہ تمہارے والد کو کیا ہوا ہے کہ وہ سجدے سے سر نہیں اٹھاتے۔ لڑکیوں نے کہا ان کی یہی عادت ہے کہ جب وہ سجدہ کرتے ہیں تو تین دن تک سجدے سے سر نہیں اٹھاتے۔ اس واقعہ کی ہارون الرشید کو خبر دی گئی۔ یہ سن کر ہارون الرشید بہت روئے اور کہا اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تجھے صالحین کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہمیں صالحین عطا کر اور ان کی برکتیں اپنے فضل سے ہم پر برسا۔

۳۱۔ دنیوی محلات کی حقیقت

خلیفہ مہدی بڑی شان اور بڑے جلال کا خلیفہ تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اپنے قیام کے واسطے ایک مستحکم اور پائیدار محل تعمیر کرائے بڑے بڑے معماروں اور مہندسوں کو جمع کیا۔ مہینے تو لگ گئے محض عمارت کا نقشہ بنوانے میں۔ پھر سامان تعمیر اکٹھا کیا جانے لگا ہزاروں مزدوروں کاریگروں اور ماہرین نے بڑی محنت، جانفشانی اور مشقت سے محل کی بنیادیں استوار کیں۔ کام شروع ہوگیا اور برسوں میں نہایت خوبصورت، مستحکم اور عالی شان محل تیار ہوا۔ اب آسائش کا دور آیا۔ اتنے بڑے حکمران کو کس چیز کی کمی تھی۔ محل سجادیا گیا خلیفہ نے اعلان کیا کہ محل کے دروازے چوپٹ کھول دیئے جائیں اور ہر عام وخاص کو اجازت دی کہ اگر محل دیکھنا چاہے تو آکر دیکھے، کیونکہ ناظرین یا تو دوست ہوں گے یا دشمن۔ اگر دوست ہوں گے تو محل کا استحکام اور اس کی شان وشوکت دیکھ کر خوش وخرم ہوں گے اور

دوستوں کی خوشی ہی تو خلیفہ کو مطلوب تھی۔ اور اگر بالفرض دیکھنے والوں میں دشمن اور حاسد ہوئے تو محل کی خوبی کو دیکھ کر کڑھیں گے دل گرفتہ ہوں گے اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دشمن کڑھے جلے۔ ویسے خلیفہ کو اس بات کا بھی خیال تھا کہ دشمن کی نگاہ اچھی سے اچھی چیز میں کوئی نہ کوئی عیب تلاش ہی کر لیتی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ کوئی دشمن اس محل پر حاسدانہ نگاہ ڈالے اور اس کی تعمیر و تزئین میں کوئی عیب نکال دے اس طرح اگر محل میں کوئی خامی ہوئی تو اس کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جس دن محل کے دروازے کھولے گئے۔ آدمیوں کا جم غفیر ٹوٹ پڑا۔ جو آتا محل کی مضبوطی اور اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر مبہوت ہو جاتا۔ حاسدین بھی آئے اور انہوں نے اپنی چشم بد میں سے محل کے گوشے گوشے کا جائزہ لیا۔ لیکن ان کی نظروں کو مایوس ہی لوٹنا پڑا اس لیے کہ خلیفہ نے اپنے پر شکوہ محل کو ہر قسم کے نقص سے بچانے کا پورا پورا اہتمام کر رکھا تھا۔ دن بھر آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہا یہاں تک کہ شام کا دھندلکا چھانے لگا۔ اب دفتہ رفتہ لوگ بھی وہاں سے سرکنے لگے۔ نہایت فخریہ انداز میں خلیفہ مہدی محل کے سامنے کھڑا اپنے خوبصورت محل کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے قریب ایک کمبل پوش فقیر آکر کھڑا ہوا۔ اور امیر المومنین کو سلام کیا۔ امیر المومنین خلیفہ مہدی جب اس گلیم پوش کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا خلیفہ آپ نے بہت مضبوط اور خوبصورت محل تیار کرایا ہے مگر اس میں دو عیب ہیں۔ فقیر کی بات سنکر مہدی چونک پڑا۔ اور غضب آلود نگاہوں سے فقیر کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا کون سے دو عیب؟ فقیر نے نہایت سنجیدگی اور جرأت سے جواب دیا کہ ایک تو یہ کہ آپ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بلکہ ایک نہ ایک دن اسے چھوڑ کر کنج مزار میں جانا ہوگا اور دوسرا یہ کہ یہ محل ہمیشہ نہ رہے گا۔ خلیفہ کو ایسا لگا جیسے وہ طویل خواب سے جاگ اٹھا دنیا اور حقیقت دنیا اس کی آنکھوں پر منکشف ہوگئی اور وہ اتنا متاثر ہوا کہ اس محل کو غربا پر وقف کر دیا۔

۳۲۔ ایک مرد خدا کا خون ناحق

سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں سیدی مولہ نام ایک درویش دہلی میں وارد ہوئے اور اپنی جود و سخا اور فیض عام کی بدولت دیکھتے ہی دیکھتے مرجع خلائق بن گئے۔ اپنی قیام گاہ کے دروازہ کے سامنے میدان میں انہوں نے ایک وسیع خانقاہ تعمیر کرائی جو شاہی مہمان خانے پر بھی سبقت لے گئی۔ ہزارہا مسافر اور حاجت مند روزانہ اس خانقاہ میں آتے اور سیدی مولہ کے لنگر سے سیر ہو کر کھاتے۔ مسافروں کو آرام و آسائش کا ہر طرح کا سامان مہیا کیا جاتا اور ان کو دونوں وقت ایسا کھانا دیا جاتا جو بڑے بڑے امراء کو میسر نہ تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی میں لکھتے ہیں کہ سیدی مولہ کی خانقاہ میں ہزاروں من میدہ خرچ ہوتا تھا۔ پانچ سو جانور ذبح کیئے جاتے تھے۔ دو تین سو من شکر دو سو من مصری اور کئی من گھی صرف ہوتا تھا وہ پر تکلف کھانا کھلانے کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں چاندی یا سونے کے ٹنکے بخشش دیتے تھے اور خانقاہ کے سامنے آدمیوں کا اژدہام رہتا تھا۔ سیدی مولہ جب کوئی چیز خریدتے یا کسی حاجت مند کو کچھ دینا چاہتے تو کہہ دیتے کہ جاؤ فلاں طاق سے یا اینٹ پتھر کے پیچھے سے اتنی رقم لے لو۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق رقم نہ ملی ہو۔ آپ کے عطا کردہ ٹنکے بالکل نئے ہوتے تھے اور جیسے ابھی ٹکسال سے ڈھل کر آئے ہوں۔ لوگ آپ کا خرچ اور داد و دہش دیکھ کر حیران تھے اور ان میں مشہور ہو گیا تھا کہ سید مولہ علم کیمیا کے ماہر ہیں۔ کیونکہ بظاہر ان کی آمدنی کی کوئی صورت نہ تھی۔ نہ ان کے پاس کوئی جاگیر تھی اور نہ وہ کسی سے فتوح قبول کرتے تھے ان کا لباس صرف ایک چادر اور جامہ پر مشتمل ہوتا تھا کوئی خادم یا خادمہ ان کے پاس نہ تھی اور نہ وہ کسی نفسانی خواہش میں مبتلا تھے۔ مجاہدہ و ریاضت بے انتہا کرتے تھے خوراک صرف چاول کی روٹی اور معمولی سالن ہوتا تھا۔ وہ صوم و صلوٰۃ کے پورے پابند تھے۔ لیکن عجیب بات

تھی کہ لوگوں کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے تھے اور سب عبادات تنہا ہی بجالاتے تھے خاندان غلاماں کے بعد جب خلجیوں کا دور اقتدار شروع ہوا تو سیدی مولہ کی خانقاہ کا خرچ پہلے سے بھی بڑھ گیا۔ اکثر امرا و حکام ان کے عقیدت مند ہو گئے۔ حتیٰ کہ سلطان جلال الدین کا بڑا لڑکا خانخاناں بھی ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا وہ اپنے آپ کو سیدی مولہ کا فرزند کہلانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ غرض سیدی مولہ کی خانقاہ میں ہر وقت امرائے ذی اقتدار کا ہجوم رہنے لگا۔ ان کے علاوہ ایسے لوگوں کی آمد و رفت بھی خانقاہ میں بڑھ گئی جو بلبن کے عہد میں بڑے جاہ و حشم کے مالک تھے لیکن انقلاب حکومت کی وجہ سے بے سروسامان اور تہی دست ہو گئے تھے۔ یہ لوگ سیدی مولہ کی داد و دہش سے فیض اٹھاتے اور اکثر رات کو ان کی خانقاہ ہی میں پڑ رہتے۔ سلطان جلال الدین خلجی کا قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین کاشانی تھا۔ وہ ایک چرب زبان اور فتنہ انگیز شخص تھا۔ اس نے سلطان سے نمک حرامی کی اور عہد بلبنی کے امراء کے ساتھ مل کر سیدی مولہ کو ترغیب دینی شروع کی کہ بادشاہ ظالم ہے کیا ہی خوب ہو اگر آپ سلطنت کو اس کے پنجہ سے نکال کر خلق خدا کو عدل و انصاف سے شاد کریں اور شریعت کی حکومت قائم کریں۔ سیدی مولہ کو بادشاہت کی آرزو کیا ہوتی لوگ تو بادشاہ سے بڑھ کر ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے انہوں نے بادشاہت کا دعویدار بننے سے انکار کر دیا۔ تاہم یہ لوگ ان کی خانقاہ میں بیٹھ کر بادشاہ کے خلاف پخت و پز کرتے رہے۔ ان میں سے چند نے سلطان کے قتل کی سازش کی لیکن اس کا راز قبل از وقت فاش ہو گیا۔ سلطان نے غضبناک ہو کر سیدی مولہ قاضی جلال الدین کاشانی اور سیدی مولہ کے معتقدین خاص کو دربار میں طلب کیا اور ان سے حقیقت حال دریافت کی۔ سب نے سازش سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ سیدی مولہ فی الحقیقت اس سازش سے بالکل بے خبر تھے کیونکہ مفسدوں نے سارا منصوبہ ان سے درپردہ تیار کیا تھا۔ بادشاہ ان کے جواب سے مطمئن نہ ہوا اور حکم دیا کہ آگ کا ایک الاؤ

تیار کی جائے اور یہ لوگ بھڑکتی ہوئی آگ میں سے گزریں۔ اگر سچے ہوئے تو آگ ان کا بال بیکا نہ کرے گی۔ جب الاؤ تیار ہو گیا تو سیدی مولا فوراً اس میں کودنے کے لیے تیار ہو گئے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے آگ کی طرف بڑھے۔ اس وقت بادشاہ کا دل پسیج گیا اور اس نے علماء سے استفسار کیا کہ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے تمام علماء نے بالاتفاق کہا کہ آگ کے ذریعہ سچ اور جھوٹ کی تمیز نہیں سازش کی خبر صرف ایک شخص نے دی ہے اور ایسے جرم میں صرف ایک شخص کی شہادت قابل اعتماد نہیں ہے چنانچہ بادشاہ نے اپنا حکم منسوخ کر دیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو بدایون تبدیل کر دیا اور دوسرے مبینہ سازشیوں کو جلاوطن کر دیا۔ اس کے بعد سیدی مولہ کو باندھ کر بادشاہ کے سامنے لائے بادشاہ نے ان سے متعدد سوالات کیے۔ سیدی مولہ نے ہر سوال کا معقول جواب دیا۔ جب بادشاہ سیدی مولہ کو مجرم ثابت کرنے میں ناکام رہا تو اس نے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو جو اپنی حیدری جماعت کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ قریب بلایا اور کہا۔ اے درویشان انصاف من ازیں مولہ بستانید، یہ سن کر سنجری یا بحری نامی ایک حیدری درویش نے آگے بڑھ کر سیدی مولہ کو استرے سے مجروح کر دیا۔ سویاں چبھوئیں اور زبردستی ڈاڑھی مونڈھ ڈالی۔ اتنے میں بادشاہ کے منجھلے بیٹے ارکلی خان نے جو اپنے بڑے بھائی خاں خاناں کی عداوت کی وجہ سے سیدی مولہ سے بھی عناد رکھتا تھا ایک فیل بان کو اشارہ کیا۔ اس نے اپنا ہاتھی مظلوم سیدی مولہ پر دھکیل دیا۔ اور وہ ہاتھی کے پاؤں کے نیچے کچلے گئے۔ شہادت سے کچھ مدت پہلے اکثر یہ رباعی پڑھا کرتے تھے۔

در مطبخ عشق جز نکو را نکشند
لاغر صفتان زشت خو را نکشند

در عاشق صادق ز کشتن مگریز
مردار بود ہر آں کہ او را نکشند

مولانا ضیاء الدین برنی اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جس روز سیدی مولہ کا

قتل ہوا اس دن ایسی سیاہ آندھی آئی کہ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ اس سال دہلی اور اس کے گردونواح میں بارش کی کمی کی وجہ سے ہولناک قحط پڑا۔ ہزاروں آدمیوں نے بھوک سے تنگ آکر دریائے جمنا میں کود کر خودکشی کر لی اور پھر پے درپے ایسے حادثات پیش آئے کہ پانچ ہی برس بعد بادشاہ کا خاتمہ دردناک طریقے سے ہو گیا۔

صاحب اخبار الاخیار کا بیان ہے کہ جس دن سیدی مولہ کا واقعہ شہادت پیش آیا۔ بے اندازگرد غبار فضا میں اٹھا جس سے سخت تاریکی چھا گئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قیامت آگئی ہے،، کہتے ہیں کہ سیدی مولہ کو قتل کرانے کے بعد بادشاہ بہت پچھتایا۔ لیکن اب اس کا پچھتانا بے سود تھا۔ ایک مردخدا کا قتل اسے اور اس کی حکومت کو لے ڈوبا۔ حالات کی عجیب ستم ظریفی ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی جیسا بادشاہ جو نہایت رحم دل اور فقراء کا عقیدت مند تھا۔ سیدی مولہ جیسے سخی اور معدن فیض درویش کے ظالمانہ قتل کا باعث ہوا۔

۴۳۔ دل آزاری کرنے والی بیوی سے گزارہ کرنے کا اجر

کہتے ہیں، شہر طالقان سے ایک خدا رسیدہ شخص خرقان کی طرف گیا تاکہ قطب زمانہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کے روئے انور کی زیارت سے دل شاد کرے۔ راستہ کٹھن اور دشوار گزار تھا، لیکن وہ ہمت کا پکا جنگلوں اور پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا آخرکار منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ شہر خرقان میں آن کر اس نے شیخ ابوالحسن کے گھر کا پتا دریافت کیا اور وہاں جاکر نہایت ادب سے زنجیر در ہلائی۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت نے کھڑکی سے گردن باہر نکالی اور کرخت آواز میں بولی۔

اے شخص، کون ہے تو اور کس لیے کنڈی کھٹکھٹا تا ہے

اس نے جواب دیا، میں حضرت شیخ ابوالحسن کی قدم بوسی کے لیے شہر طالقان سے

پیدل حاضر ہوا ہوں۔ ان سے کہیے کہ ایک غلام سلام کو آیا ہے۔

یہ سنکر عورت نے زوردار قہقہہ لگایا اور کہنے لگی "ارے احمق، تجھ پر اور تیرے شیخ دونوں پر تھو ہے۔ بے وقوفی کی بھی انتہا ہے کہ محض اتنی سی بات کے لیے اتنا بڑا سفر کیا اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ کیا تجھے اپنے وطن میں کوئی کام دھندا نہ تھا، معلوم ہوتا ہے تو خبطی ہے یا تجھے شیطان نے انگلی دکھائی ہے۔

غرض اس عورت نے خوب صلواتیں سنائیں اور وہ وہ باتیں کہیں کہ کوئی شریف آدمی سنے تو دانتوں میں انگلیاں دے لے۔ مگر وہ چونکہ عقیدت کا ہاتھ تھام کر ہی آیا تھا۔ اس لیے بے چارے نے زبان سے تو کچھ نہ کہا۔ البتہ آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔

محترم خاتون، جو آپ فرماتی ہیں، بجا ہے، لیکن اتنا بتا دیجئے کہ حضرت شاہ صاحب ہیں کہاں؟ میں ان کی زیارت کا از حد مشتاق ہوں۔

عورت نے چلا کر کہا "ارے! وہ کہاں کا شیخ اور شاہ بن گیا؟ نرا بہروپیا، فریبی دھوکے باز اور متعفن شخص ہے۔ تجھ جیسے احمقوں کو اپنی ولایت کے جال میں پھانستا ہے اور چار طرف گمراہی و دجل کی کمند پھینکتا ہے۔ اب بھی وقت ہے جہاں سے آیا ہے، وہیں واپس چلا جا۔ ورنہ اس دغا باز کے چکر میں پھنس کر تباہ و برباد ہو جائے گا دین کا رہے گا نہ دنیا کا۔ جسے تو حضرت اور شیخ سمجھے ہوئے ہے۔ وہ بڑا حضرت ہے اس کی زبان میں ایسا جادو اور آنکھ میں ایسی کشش ہے کہ اچھا خاصا عقل مند اس کے دام میں آجاتا ہے، اسی وجہ سے ملک ملک اور شہر شہر اس کا چرچا ہے۔ مگر میں اس کی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔ خدا جانے ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی گائے کو پوجتے ہیں۔ صد افسوس کہ موسیٰؑ کے امتی تو گئو پوجنے والوں کو اب تک قتل کریں اور مسلمانوں کا حال ان کے برعکس ہو۔ بھلا نبی اُمیؐ اور آپ کے اصحاب کا یہی طریقہ تھا۔ ان بد بختوں نے

مشیخت کا ڈھونگ رچایا، شریعت اور خوف الٰہی کو پس پشت ڈال دیا۔ نہ ہوئے حضرت عمرؓ اس زمانے میں اپنے درّے سے امر بالمعروف کرتے اور اُن کی کھال اُدھیڑتے
اب تو حضرت شیخ کے معتقد کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ طیش میں آن کر بدزبان عورت کو خوب ڈانٹا ڈپٹا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ پھر گلی گلی کوچے کوچے شیخ ابوالحسن کے بارے میں پوچھتا پھرا کہ کہاں ہیں گے۔ آخر ایک شخص نے بتایا کہ وہ جنگل کی طرف گئے ہیں تاکہ گھر میں جلانے کے لیے لکڑی لے کر آئیں۔ یہ سنتے ہی وہ مسافر دیوانہ وار شیخ کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوا۔
ابھی راستے میں ہی تھا کہ شیطان نے دل میں وسوسے ڈالنے شروع کیے۔ دل میں کہنے لگا: سمجھ میں نہیں آتا آخر حضرت شیخ نے ایسی بے ہودہ، بدتمیز اور زبان دراز عورت کو اپنے گھر میں کیوں رکھا ہے! عجیب معاملہ ہے! اگر یہ ان کی بیوی ہے تو پھر ان میں نبتی کیوں کر ہو گی؟ ایک آگ ہے دوسرا پانی۔ ان مجموعہ اضداد میں محبت کیسے ہو سکتی ہے۔ یا الٰہی۔ ایسے ولی اللہ کے ساتھ بھی یہ شیطان لگا ہوا ہے۔
ایسا وسوسہ آتے ہی بے چارہ گھبرا کر لاحول پڑھتا اور کانوں کو ہاتھ لگا کر اپنے آپ سے کہتا "خدا پناہ میں رکھے۔ شیخ کے بارے میں ایسے خیالات کو دل میں جاگزین کرنا نادانی ہے۔" انہی سوچوں کا تانا بانا بنتا چلا جا رہا تھا کہ یکایک نگاہ اٹھی۔ دیکھا کہ ایک شخص شیر نر کی پیٹھ پر اس شان سے سوار ہے کہ شیر پر لکڑیوں کا گٹھا لدا ہوا ہے اور گٹھے پر خود بیٹھا ہے۔ دائیں ہاتھ میں سیاہ سانپ کا کوڑا ہے۔ عقیدت مند سمجھ گیا کہ یہی حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ کچھ عرض کرتا۔ شیخ نے دور ہی سے ہنس کر فرمایا "اے نادان، اپنے فریبی نفس کی بات نہ مان" اس کے بعد انہوں نے تمام واقعات ترتیب کے ساتھ بیان فرما دیے کہ یہ یہ باتیں اس عورت نے کہیں اور یہ یہ ڈانٹ ڈپٹ تو نے اسے کی۔ پھر یہ وسوسے شیطان نے تیرے دل میں ڈالے

آخر میں فرمایا۔

اے عزیزہ! وہ عورت میری بیوی ہے۔ اب تو اتنا سوچ کہ اگر میں ایک عورت کی بدزبانی پر بھی صبر و ضبط نہ کر سکتا تو یہ شیرِ نر میری بیگار میں کیوں آتا؟

۴۴۔ سلطان محمود غزنوی کی رعایا پروری

کہتے ہیں ایک شب سلطان محمود (غزنوی) حسب عادت رعایا کا حال معلوم کرنے کے لیے، بھیس بدل کر محل سے نکلا۔ پھرتا پھراتا ایسے مقام پر پہنچا جہاں چند آدمی بیٹھے چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے۔ سلطان بھی ان کے قریب جا بیٹھا اور دعا سلام کے بعد پوچھا تم لوگ کون ہو اور رات گئے یہاں کیا کر رہے ہو۔

انہوں نے جواب میں کہا۔ سن بھائی، ہم سب چور اُچکے ہیں اور آج کی شب قسمت آزمائی کے لیے نکلے ہیں۔ اب یہ بتا تو کون ہے۔

سلطان نے کہا "میں بھی تمہی میں سے ہوں۔"

یہ سنکر وہ خوش ہوئے اور کہا "خوش آمدید" اتنے میں ایک چور نے کہا "یارو ذرا اپنا اپنا ہنر اور کمال تو بیان کرتے چلو کہ کون کس وصف میں کامل ہے۔

پہلے نے کہا سنو، میرے کانوں میں یہ کمال ہے کہ رات کو جب کتا بھونکتا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ کیا کہہ رہا ہے۔

سب نے سن کر کہا "بھئی واہ! یہ تو بڑے کمال کی بات ہے۔

دوسرا بولا " بھائیو! میری آنکھوں میں یہ خوبی ہے کہ کیسا ہی گھپ اندھیرا ہو، میں جس کسی کو اس اندھیرے میں ایک مرتبہ دیکھ لوں، دن کی روشنی میں دیکھتے ہی فوراً پہچان لیتا ہوں"۔

سب نے اس کمال پہ بھی داد دی۔

تیسرے نے کہا، "میرے بازو میں یہ قوت ہے کہ صرف اسی کی مدد سے مضبوط سے مضبوط دیوار میں نقب لگا لیتا ہوں۔"

چوتھے نے کہا، "میری ناک میں یہ کمال ہے کہ زمین سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ خزانہ کس جگہ دبا ہوا ہے۔"

پانچواں کہنے لگا، "میرے پنجے میں وہ زور ہے کہ اونچی سے اونچی جگہ پر کمند پھینک سکتا ہوں اور وہ وہیں چپک جاتی ہے۔"

جب پانچوں چور اپنا اپنا ہنر بیان کر چکے تب انہوں نے سلطان محمود کی طرف دیکھا اور کہنے لگے، "ہاں بھائی، اب تو بھی بتا، تجھ میں کیا کمال ہے تاکہ ہم فیصلہ کریں کہ تجھے اپنے ساتھ رکھیں یا نہ رکھیں۔"

سلطان نے جواب دیا، "یارو، میرا کیا پوچھتے ہو، بس اتنا سن لو کہ میری ڈاڑھی میں ایک خاص وصف ہے۔ جب مجرموں کو قتل کرنے کے لیے جلاد کے حوالے کرتے ہیں۔ اس وقت اگر میں اپنی ڈاڑھی کو ذرا سی حرکت دوں تو سب مجرم رہا ہو جاتے ہیں۔"

یہ سن کر چور خوش ہو کر پکار اٹھے، "سبحان اللہ! یہ کمال تو سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بس آج سے تو ہمارا سردار اور آقا ٹھہرا۔ مصیبت کے دن ہم تیری ہی وجہ سے چھٹکارا پائیں گے۔"

ان باتوں کے بعد طے پایا کہ چلو، کہیں قسمت آزمائی کریں۔ پھرتے پھراتے بادشاہ کے محل کی جانب جا نکلے۔ یکایک کتے کے بھونکنے کی آواز آئی۔ سب چوکنے ہو گئے۔ وہ چور جو کتوں کی بولی سمجھنے کا دعویٰ کرتا تھا، ہراساں ہو کر دبی زبان میں بولا، "غضب ہو گیا یہ کتا کہہ رہا ہے کہ بادشاہ تمہارے دائیں بائیں ہی موجود ہے۔" یہ سن کر دوسرے چور ہنس پڑے اور بولے، "ابے کچھ واہی ہوا ہے یا گھاس کھا گیا ہے بادشاہ کا یہاں کیا کام۔"

وہ اس وقت محل میں اپنے آرام دہ بستر پر پڑا خراٹے لے رہا ہوگا۔ پہلے چور نے پھر کہا، نہیں۔ کتا یہی بات کہہ رہا ہے کہ بادشاہ تمہارے ساتھ ہے۔ بادشاہ تمہارے ساتھ ہے اتنے میں دوسرے چور نے ناک زمین سے لگائی اور کہا۔ بس ذرا سی ہمت درکار ہے شاہی خزانہ قریب ہی موجود ہے۔

کمند پھینکنے والے نے محل کی چھت پر کمند پھینکی جو فوراً ایک کنگورے میں اٹک گئی اور وہ سب کمند کے ذریعے محل کی چھت پر جا پہنچے۔ نقب زن نے نقب لگائی اور اس کمرے میں ساتھیوں کو لے گیا جہاں شاہی خزانہ تھا۔ جس کے جو ہاتھ لگا۔ جی بھر کر سمیٹا۔ اشرفیاں، ہیرے، جواہر، قیمتی کپڑوں کے تھان اور سونے چاندی کے برتن۔ پھر وہاں سے نکلے اور سارا مال ایک محفوظ مقام پر چھپا دیا تاکہ اگلے روز دن کی روشنی میں حصے بخرے کریں۔ سلطان نے ان کی جائے پناہ اچھی طرح دیکھ لی اور ایک ایک کا نام اور حلیہ بھی ذہن نشین کر لیا۔ اس کے بعد ان کی نگاہوں سے چھپ کر محل میں واپس چلا آیا۔

دوسرے دن دربار میں آتے ہی سلطان نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جائیں اور اس اس نام اور اس اس حلیے کے پانچ آدمیوں کو پکڑ لائیں۔ سپاہی ہاتھوں میں ننگی تلواریں لیے دوڑے دوڑے گئے اور چوری کے مال سمیت تمام مجرموں کو دربار میں حاضر کر دیا۔ سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔ چہرے موت کے خوف سے زرد تھے اور بدن خشک تنکے کی طرح کانپ رہے تھے۔ جب انہیں تخت شاہی کے روبرو کھڑا کیا گیا تو انہوں نے نگاہیں اٹھا کر بادشاہ کی طرف دیکھا۔ جو رات کی تاریکی میں کسی کو دیکھ کر، دن میں پہچان لینے کا دعویٰ رکھتا تھا۔ اس نے بادشاہ کا چہرہ دیکھتے ہی کہا:

اے بھیس بدل کر راتوں کو گشت کرنے والے بادشاہ ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا

کمال دکھا چکا۔ اب تیری باری ہے۔ جلدی سے اپنی ڈاڑھی کو حرکت دے تاکہ ہم جلاد سے رہائی پائیں بے شک ہمارا ہر کمال بدبختی اور آفت ہی ڈھا تا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ اور پاؤں بندھ گئے۔ جلاد ہماری گردنیں اڑا دینے کے لیے تیار کھڑا ہے۔ ہمارے ہنر ہمیں موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے کیونکہ وہ تو کمجور کی بٹی ہوئی رسیاں ثابت ہوئے۔ ہاں، ایسے نازک اور جان لیوا مرحلے پر کوئی کام آیا تو وہ آنکھ جس نے بادشاہ کو پہچان لیا۔

چوروں کی یہ التجا سن کر سلطان محمود ہنس پڑا، کمال لطف و کرم سے اپنی ڈاڑھی کو جنبش دی اور جلاد نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

۳۵- اطاعت کی قدر و قیمت

ایک روز سلطان محمود (غزنوی) دربار میں آیا۔ تمام امرا، وزرا اور مصاحب حاضر خدمت تھے۔ تخت پر رونق افروز ہونے کے بعد بادشاہ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بیش قیمت موتی نکالا اور وزیر اعظم کو دکھا کر کہا "آپ کے خیال میں اس موتی کی کیا قیمت ہوگی۔

وزیر اعظم نے اچھی طرح دیکھ بھال کر عرض کیا "حضور، نہایت قیمتی چیز ہے اور فدوی کی رائے میں ایک من سونے کے برابر اس کی مالیت ہوگی۔

"بہت خوب" سلطان نے کہا "ہمارا اندازہ بھی یہی تھا۔ اچھا ہم حکم دیتے ہیں کہ اس موتی کو توڑ ڈالیے۔

وزیر اعظم نے حیرت سے سلطان کی طرف دیکھا اور ہاتھ باندھ کر بولا۔ "جہاں پناہ یہ کیا فرماتے ہیں؟ اس قیمتی موتی کو کیسے توڑ دوں میں تو حضور کے مال و منال کا نگراں اور خیر خواہ ہوں۔

ہم آپ کی اس خیر خواہی سے خوش ہوئے "، سلطان نے کہا اور وزیر اعظم کو خلعت سے سرفراز فرما کر موتی لے لیا۔ تھوڑی دیر بعد۔ اِدھر اُدھر کی گفتگو کرکے وہی موتی سلطان نے نائب وزیر کو دیا اور فرمایا "اگر یہ موتی کوئی خریدنے کی خواہش مند ہو تو کیا قیمت ادا کرے گا؟ نائب وزیر نے عرض کیا "حضور میں عاجز ہوں اس کی قیمت کا اندازہ کرنے سے حکم دیا "اچھا، اسے توڑ دو" وہ عرض کرنے لگا قبلہ عالم، ایسے بیش قیمت موتی کو کیوں توڑ دالتے ہیں جس کا ثانی ملنا محال ہے۔ ذرا اس کی آب و تاب اور چمک دمک تو ملاحظہ فرمائیے۔ سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ رہی ہے میرا ہاتھ اسے توڑنے کی نیت سے حرکت کر ہی نہیں سکتا۔ یوں بھی میں شاہی خزانے کا نگہبان ہوں۔ اس کا دشمن نہیں۔ اللہ آپ کی دولت زیادہ کرے۔

سلطان نے نائب وزیر کو بھی خلعت سے سرفراز کرکے منصب میں اضافہ کیا اور اس کی فہم و فراست کی تعریف فرمائی۔ پھر چند لمحوں بعد وہی موتی امیر الامراء کو دیا اور کہا کہ اسے توڑ دیے۔ اس نے بھی عذر پیش کرکے خلعت و انعام پایا۔ بادشاہ جوں جوں درباریوں کی تعریف کرکے ان کا مرتبہ و منصب بڑھاتا گیا، توں توں وہ مادی درجے کے لوگ صراط مستقیم سے بھٹک کر اندھے کنوئیں میں گرتے گئے۔ وزیر اعظم کی دیکھا دیکھی سبھی امیروں اور وزیروں نے ظاہر کیا کہ وہ دولت شاہی کے وفادار اور نگران ہیں موتی پاش پاش کرکے بادشاہ کا نقصان گوارا نہیں کر سکتے، بے شک تقلید اس دنیا کا ایک ستون ہے لیکن آزمائش اور امتحان کے لمحوں میں تقلید کرنے والا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

رفتہ رفتہ سلطان نے تمام درباریوں اور خیر خواہان دولت کی آزمائش کرلی اور سب نے بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو بادشاہ کے مال کا محافظ اور دعا گو ثابت کرکے انعام و اکرام پایا۔ آخر میں سلطان نے وہ موتی ایاز کو دیا اور فرمایا۔

اے نگہ باز، اب تیری باری ہے بتا اس موتی کی قیمت کیا ہوگی۔

ایاز نے عرض کیا، اے آقا میرے ہزقیاس سے اس کی قیمت زیادہ ہے۔

اچھا ہمارا حکم ہے تو اسے توڑ دے۔

ایاز کی لمبی آستین میں شاید پہلے ہی سے پتھر موجود تھا۔ نکال کر موتی پر دے مارا۔ موتی کی اوقات ہی کیا تھی۔ پتھر کی ایک ہی ضرب سے چور چور ہو گیا۔ وہ غلام اپنے آقا کے طریق امتحان سے آگاہ تھا۔ اس لیے کسی دھوکے میں نہ آیا۔ خلعت شاہی اور عہدہ و منصب میں اضافے کے لالچ نے اسے بے راہ نہ کیا۔ اپنے آقا کا حکم پاتے ہی بے تامل موتی پاش پاش کر ڈالا۔

موتی کا ٹوٹنا تھا کہ سب درباری، کیا امیر، کیا وزیر اور کیا ندیم و مصاحب بری طرح چلا اٹھے کہ ارے بے وقوف، تیری یہ جرات کہ ایسا نادر و نایاب موتی توڑ ڈالا اور ذرا خیال نہ کیا کہ کس قدر نقصان کیا ہے۔ ان کا واویلا سن کر ایاز نے کہا۔

" اے صاحبو، ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ موتی کی قیمت زیادہ ہے یا حکم شاہی کی؟ تمہاری نگاہ میں سلطانی فرمان زیادہ وقعت رکھتا ہے یا یہ حقیر موتی؟ افسوس کہ تمہاری نظر موتی پر ہے۔ فرمان شاہی پر نہیں۔ تم فرع پر جاتے ہو، اصل پر نہیں پس معلوم ہوا کہ تمہارا قبلہ و کعبہ شیطان ہے اور تم صحیح راہ سے بھٹک گئے ہو۔ میری نگاہیں ہمیشہ بادشاہ کے اشارہ چشم و ابرو پر جمی رہتی ہیں اور میں مشرکوں کی طرح پتھروں کو مڑ مڑ کر کبھی نہیں دیکھتا۔ وہ روح ناپاک اور بدخصلت ہے جو ایک حقیر پتھر کو نگاہ میں رکھے اور فرمان شاہی کو نظر انداز کر دے۔

جب ایاز نے یہ بھید سر عام کھولا، تب تمام ارکان دولت و منصب کی آنکھیں کھلیں ندامت اور ذلت کا یہ حال تھا کہ کسی کی گردن اوپر نہ اٹھتی تھی۔ آخر ایک ایک کر کے سب نے سلطان کے سامنے یہ عذر پیش کرنا چاہا کہ وہ غفلت میں تھے اور خیر خواہی مال میں شاہی فرمان کی اہمیت کو بھول گئے تھے۔ سلطان نے کسی کا کوئی عذر سماعت نہ فرمایا اور

غضب ناک ہو کر کہا تم سب ناپاک اور ذلیل ہو۔ اور تم میں سے ایک شخص بھی اس دربار کے لائق نہیں۔ معمولی پتھر کے مقابلے میں تم میرا حکم توڑنا زیادہ ضروری سمجھتے ہو۔

یہ کہہ کر شاہی جلاد کو حکم دیا کہ ان سب نافرمانوں اور اہل فساد کی گردنیں اڑا دو۔ یہ حکم سنتے ہی جلاد اپنی تلوار چمکاتا ہوا آگے بڑھا ارکان دولت خوف سے تھر تھر کانپنے لگے اور سب کو اپنی جانیں جاتی دکھائی دینے لگیں۔ اس وقت ایاز کو ان امیروں اور وزیروں کی ابتر حالت دیکھ کر رحم آیا۔ ہاتھ باندھ کر سلطان محمود سے عرض کرنے لگا کہ اے آقا اور اے معاف کر دینے والے، ان بدبختوں کی غفلت اور نادانی کا سبب محض تیرا کرم اور صفت عفو کی زیادتی ہے۔ تیری مہربانیاں ہم پر غالب ہیں اور ہم ان کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں میری کیا حیثیت اور کیا حقیقت کہ تجھے مشورہ دوں یا تیری مہربانیاں یاد دلاؤں۔ مگر اتنا عرض کرتا ہوں کہ ان مجرموں کے سر بھی تیری ہی دیوار سے لگے ہیں بے شک یہ بازی ہار گئے۔ مگر اتنا تو ہوا کہ اپنی خطا اور اپنے جرم سے آگاہ ہو گئے ہیں اب اس گمراہی سے پلٹ کر تیرے راستے پر آئے ہیں۔ اس لیے انہیں معاف کر دے کیونکہ تیرے کرم ہی کے بھروسے پر یہ ادھر آئے ہیں۔

بادشاہ نے ایاز کی سفارش قبول کی اور سب خطاکاروں کو معاف کر دیا

۳۶۔ سخاوت کا نرالا انداز

کہتے ہیں۔ شہر بخارا میں صدر جہاں کی سخاوت اور داد و دہش بہت مشہور تھی صبح سے شام تک دریائے فیض و سخاوت رواں رہتا اور محتاجوں پر اشرفیاں بارش کی طرح برسا کرتی تھیں۔ صدر جہاں کا طریقہ یہ تھا کہ کاغذ کے پرزوں میں بے شمار اشرفیاں لپیٹ کر اپنی مسند کے پاس رکھ لیتے تھے اور جب تک وہ ختم نہ ہو جاتیں۔ بلا ضرورت مندوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے۔ ان کی مثال سورج اور چاند کی سی تھی کہ روشنی کی جس قدر چمک دمک

انہیں ملتی ہے، وہ ساری کی ساری دنیا میں بانٹ دیتے ہیں۔ مٹی کو سونا بخشنے والا کون ہے سورج ہی تو ہے۔ کان میں سونا اسی کے نور سے دمکتا ہے اور زمین میں خزانہ اگر گڑا ہوا ہو تو اسی سے سیاہ پڑ جاتا ہے۔

صدر جہاں کی سخاوت کے انداز بھی دنیا سے نرالے تھے۔ ضرورت مندوں کے لیے دن مقرر تھے اور کوئی شخص اپنی باری کے بغیر صدر جہاں سے خیرات وصول نہیں کر سکتا تھا یہ قاعدہ اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ کوئی جماعت ان کی داد و دہش سے محروم نہ رہے۔ ایک دن مصیبت زدوں کے لیے مقرر تھا۔ دوسرا دن بیواؤں کے لیے تھا۔ تیسرا مفلس فقیروں اور گوشہ نشینوں کے لیے۔ چوتھا محتاج ملاؤں کے لیے۔ پانچواں عام مسکینوں کے لیے۔ ساتواں یتیم بچوں کے لیے۔ آٹھواں قیدیوں کے لیے، نواں مسافروں کے لیے اور دسواں دن غلاموں کے لیے مقرر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ شرط بھی تھی کہ کوئی ضرورت مند بھی اپنی زبان سے سوال نہ کرے گا۔ طریقہ یہ تھا کہ ضرورت مند اور محتاج اپنی باری کے دن صدر جہاں کی گزرگاہ کے دونوں جانب قطاریں باندھے کھڑے ہو جاتے تھے اور وہ انہیں اشرفیاں دیتا ہوا آگے نکل جاتا تھا۔ جو کوئی بے صبر اتفاق سے سوال کر دیتا۔ اس جرم میں صدر جہاں اسے کچھ نہ دیتا۔

ایک دن کسی بوڑھے سائل نے کہا "کئی روز سے بھوکا ہوں۔ کچھ مال زکوٰۃ میں سے عنایت ہو۔"

لوگوں نے ہر چند اس بڈھے کو روکا اور سمجھایا کہ صدر جہاں سوال کرنے سے چڑتے اور ناراض ہوتے ہیں، لیکن اس نے ایک نہ سنی اور برابر دست سوال دراز کیے گیا صدر جہاں نے بڈھے سے کہا۔

تو معلوم ہوتا ہے، نہایت بے شرم اور بے حیا شخص ہے۔

بڈھے نے ترکی بہ ترکی جواب دیا "اے صدر جہاں، مجھ سے زیادہ بے حیا اور

بے شرم تو خود ہے۔ پہلے تو نے اس دنیا میں خوب کھایا کمایا اور بے اندازہ دولت جمع کی۔ اس کے بعد لالچ کر رہا ہے کہ دوسرے جہان کی نعمتیں بھی ہتھیائے افسوس ہے تیری اس حرص و ہوس پر۔ کچھ خوف خدا کر۔ الٹا مجھے بے حیا کہتا ہے۔

اس جواب پر صدر جہان کو بہت ہنسی آئی، کہنے لگا، بڑے میاں، سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد غلاموں کو حکم دیا کہ جس قدر مال و دولت یہ بڈھا طلب کرے۔ اسے دے دو۔ چنانچہ وہ بوڑھا جس قدر مال لے جا سکتا تھا، لے گیا۔ کہتے ہیں اس بڈھے کے سوا صدر جہاں نے کسی اور سائل کو کچھ نہ دیا۔

جس دن ملاؤں کی باری تھی۔ اس دن ایک ملا جذبہ حرص سے مجبور ہو کر چلا اٹھا کہ صدر جہاں میں نہایت غریب اور مفلس ہوں۔ مجھے کچھ دے۔ صدر جہاں نے حسب عادت اسے کچھ نہ دیا۔ ہر چند وہ ملا خوب رویا گڑگڑایا، اپنی مفلسی اور محتاجی کی عبرت خیز کہانیاں سنائیں۔ لیکن صدر جہاں کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے باقی سب ملاؤں کو داد و دہش سے نوازا۔ مگر اسے ایک کوڑی نہ دی۔

دوسرے دن وہی ملا اپنے دونوں پیروں پر دھجیاں اور پٹیاں لپیٹ کر بیماروں کی صف میں جا بیٹھا۔ پنڈلیوں پر بھی کھپچیاں باندھ رکھی تھیں تاکہ دیکھنے والے ترس کھائیں کہ بے چارہ معذور ہے۔ دونوں پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں۔ صدر جہاں مریضوں میں مال تقسیم کرنے آیا تو اس نے فوراً اس ملا کو پہچان لیا۔ سب مریضوں کو کچھ نہ کچھ عطا کیا اور اسے یونہی چھوڑ کر چلا گیا۔

تیسرے دن ملا نے اپنے چہرے پر کالا کپڑا لپیٹا اور اندھا بن کر اندھوں کی قطار میں لگ گیا۔ صدر جہاں نے اسے وہاں بھی پہچان لیا اور کچھ عطا نہ کیا۔ جب یہ سارے حیلے آزما لیے اور صدر جہاں سے کچھ پانے میں ناکام رہا، تب ملا نے عورتوں کی طرح ایک چادر سر پر ڈال لی اور بیواؤں کے درمیان میں جا کر بیٹھ گیا۔ گردن جھکا لی اور دونوں

ہاتھ چادر میں چھپا لیے۔ صدر جہاں کی نگاہ بڑی تیز تھی۔ ایک ہی نظر میں اس نے بھانپ لیا کہ بیوہ عورت کے بھیس میں وہی شخص ہے۔ اس نے سب بیواؤں کو توڑے اور اشرفیاں دیں۔ لیکن اس بیوہ کے قریب سے ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جب یہ وار بھی خالی گیا تو ملا کے دل میں غم و غصے کی آگ بھڑک اٹھی۔ اگلے روز منہ اندھیرے ایک کفن چور کے پاس پہنچا اور درخواست کی کہ مجھے ایک نمدے میں لپیٹ کر سر راہ جنازہ بنا کر رکھ دو۔ کوئی کچھ پوچھے تو جواب نہ دینا۔ استقلال سے میرے جنازے کے قریب بیٹھے رہنا۔ صدر جہاں ادھر سے گزرے گا اور مردہ لاوارث جان کر تدفین کے لیے چند اشرفیاں ضرور دے گا۔ وہ جو کچھ عطا کرے گا، اس میں سے نصف تمہارا ہو گا۔

کفن چور یہ تجویز سن کر راضی ہو گیا۔ ملا کا جنازہ بنایا اور اس راہ ڈال دیا جدھر سے صدر جہاں کی سواری گزرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد معمول کے مطابق صدر جہاں ادھر آیا۔ دیکھا کہ ایک لاشہ نمدے میں لپٹا ہوا سر راہ پڑا ہے اور قریب ایک شخص غمگین صورت بنائے بیٹھا ہے۔ صدر جہاں نے اشرفیوں کا ایک توڑا اس نمدے پر پھینک دیا۔ ملا نے فوراً کفن سے ہاتھ باہر نکالے اور اشرفیوں کا توڑا اپنے قبضے میں کیا۔ اسے خوف تھا کہ کہیں ساری اشرفیاں کفن چور ہی ہضم نہ کر جائے۔ یہ تماشا دیکھ کر صدر جہاں رک گیا۔ اسی وقت ملا نے کفن سے منہ باہر نکالا اور صدر جہاں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے جود و سخا کا دروازہ بند کرنے والے دیکھا! آخر ہم نے تجھ سے لے کر ہی چھوڑا۔ صدر جہاں نے جواب دیا۔ ارے احمق، جب تک تو نہ مرا، ہماری سرکار سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکا۔"

۲۷- صاحب حیثیت ہونے پر غربت کو مت بھولو

ایاز نے اپنی پرانی پوستین اور پھٹے پرانے جوتوں کو ایک کوٹھڑی میں چھپا رکھا تھا۔ روزانہ ایک مقررہ وقت پہ دوسروں کی آنکھ بچا کر۔ اس کوٹھڑی میں جاتا اور بوسیدہ پوستین اور پرانے جوتوں کو دیکھ کر کہتا "اے ایاز، قدر خود بشناس" (اے ایاز، اپنی قدر پہچان) بادشاہ کی خدمت میں آنے سے پہلے تیری یہ اوقات تھی کہ پیوند پہ پیوند لگی یہ سڑی ہوئی پوستین پہنا کرتا اور یہ پھٹے پرانے جوتے گھسیٹتا پھرتا تھا۔ خبردار شیطان کے بہکاوے میں مت آئیو اور کبر و غرور کے جال میں مت پھنسیو ورنہ تیرا برا حشر ہوگا۔

غرض بلاناغہ اپنے آپ کو وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا لیکن حاسدوں کی دور بین نگاہ سے اس کا روزانہ اس کوٹھڑی میں جانا بھلا کب تک پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ انہوں نے سوچا۔ ضرور ایاز نے اس کوٹھڑی میں مال و دولت چھپا رکھا ہے۔ جس کی دیکھ بھال کے لیے یہ مقررہ وقت پہ کوٹھڑی میں جاتا ہے اور زر و جواہر دیکھ دیکھ کر جی بہلاتا ہے۔

ایک دن ایاز کی غیبت میں حاسدوں اور دشمنوں نے بادشاہ کے کان میں کہا۔ حضور غلام ایاز نے ایک کوٹھڑی بنائی ہے۔ اس میں بے انتہا سونا چاندی جمع کیا ہے۔ شراب کا ایک گھڑا بھی بھرا ہوا وہاں موجود ہے۔ اس کوٹھڑی میں کسی کو جانے نہیں دیتا۔ ہمیشہ دروازے پر قفل لگائے رکھتا ہے۔ سلطان محمود نے یہ بات سنکر کہا۔ ہمیں ایاز پہ تعجب ہے کہ اس نے ایسا کام کیا اس کی کوئی بات ہم سے چھپی نہیں۔ بہرحال ہم حکم دیتے ہیں کہ آدھی رات کو اس کوٹھڑی کا قفل توڑ کر زبردستی اندر گھس جاؤ۔ جتنا مال و دولت اس نے ذخیرہ کیا ہے۔ سب لوٹ لو اور بعد ازاں واپس آکر ہمیں بتاؤ کہ اس کوٹھڑی میں سے کتنا زر و جواہر برآمد ہوا ہے۔ یہ تو بہت بری بات ہے کہ ہمارے کرم کی انتہا کے باوجود یہ بدفطرت اتنا مال چھپا کر رکھتا ہے۔ بادشاہ نے ان بدباطنوں اور حاسدوں کا

منہ بند کرنے کے لیے یہ اجازت دی تھی۔ ورنہ اسے ایاز کی دیانت داری اور پاک بازی پر پورا یقین تھا۔

بادشاہ کا حکم پاتے ہی تمام امیر بغلیں بجاتے ہوئے آدھی رات کو اس کوٹھڑی پر دھاوا بول دیئے گئے۔ جاتے ہی قفل توڑ ڈالا اور یوں اندر گھسے جیسے چھاچھ سے بھرے ہوئے گہرے برتن میں مکھی مچھر گھس جاتے ہیں۔ ان کیڑوں کو چھاچھ کا عشق بڑے زور و شور سے اس برتن کے نزدیک کھینچ لے جاتا ہے۔ لیکن نہ تو چھاچھ پی سکتے ہیں نہ اس برتن میں سے باہر نکلنے کا دم باقی رہتا ہے لہٰذا اسی میں پڑے پڑے سڑ جاتے ہیں۔ یہی حال ان بدگمان اور ٹیڑھی فطرت رکھنے والے حاسدوں کا تھا۔

انہوں نے کوٹھڑی کا گوشہ گوشہ، چپہ چپہ چھان مارا، لیکن سوائے بوسیدہ پوستین اور پھٹے جوتوں کے کچھ دکھائی نہ دیا۔ آپس میں کہنے لگے۔ ایاز بہت چالاک اور مکار ہے، یہ سڑی ہوئی پوستین اور بدبودار جوتے تو محض دکھاوے کے لیے ہیں۔ ضرور اس نے زر و جواہر دفن کر رکھے ہوں گے۔ انہوں نے کدالیں اور پھاوڑے لے کر تمام کوٹھڑی کا فرش ادھیڑ دیا۔ جگہ جگہ گہرے گڑھے اور خندقیں کھود دیں۔ مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پھر جھنجھلا کر کوٹھڑی کی دیواریں توڑنے لگے کہ شاید وہ خزانہ اینٹوں کے اندر چھپا ہوا ہو۔ مگر ہر اینٹ میں سے لاحول کی آواز آنے لگی۔ آخر ندامت اور پشیمانی کا پسینا ان کی پیشانیوں سے بہہ بہہ کر چہرے پر آنے لگا۔ ان کی گمراہیوں اور بے ہودگیوں کا ثبوت وہ گڑھے اور ٹوٹی ہوئی دیواریں تھیں جنہیں ان حاسدوں نے حسد کی آگ میں اندھے ہو کر گرایا تھا۔

اس بے ہودہ کارروائی کے بعد انہیں یہ خوف دامن گیر ہوا کہ بادشاہ کو کیا جواب دیں گے؟ وہ تو غضبناک ہو کر زن، بچہ کولہو میں پلوا دے گا کہ ناحق ایاز پر تہمت تراشی۔ آخرکار اپنی جان سے مایوس ہو کر سروں اور سینوں کو عورتوں کی طرح پیٹتے روتے اور چہروں پر راہ کا گرد و غبار ملتے۔ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حالت یہ تھی کہ کثر کا

منہ اپنے ہی طمانچوں اور دوہتڑیوں سے لال انگارا ہو رہا تھا۔

بادشاہ نے نائب وزیر کی طرف دیکھ کر کہا ”سناؤ، کامیابی نصیب ہوئی؟ ایاز کی کوٹھڑی سے مال ومتاع کا کتنا انبار برآمد ہوا؟ لیکن میں تعجب سے دیکھتا ہوں کہ تمہاری بغلیں زر وجواہر کی تھیلیوں سے خالی ہیں۔ اگر وہ بیش بہا دولت تم نے آپس میں بانٹ لی ہے تو خیر۔ مگر تمہاری صورتوں پر وحشت کیوں برس رہی ہے اور تمہارے رخساروں کا خون کون چرا کر لے گیا ہے۔

بادشاہ کے ان کلمات کی تاب نہ لاکر سب کے سب حاسد ان کے قدموں میں گر پڑے اور زمین چاٹنے لگے۔ ان میں جرأت نہ تھی کہ بادشاہ کے روبرو کھڑے ہی ہو سکتے۔ ہر امیر کہہ رہا تھا کہ اے سلطان عالی قدر۔ اگر آپ ہمیں سولیوں پر لٹکائیں یا جلاد سے کہیں کہ وہ ہماری گردنیں اڑا دے۔ تب بھی وہ خون آپ پر حلال ہے۔ اگر آپ ہمیں معاف فرما دیں تو یہ بھی آپ کا اکرام واحسان ہوگا۔

سلطان نے ارشاد فرمایا۔ میں نہ تمہیں چھوڑوں گا نہ سزا دوں گا۔ یہ معاملہ ایاز کی صوابدید پر ہے۔ کیونکہ اس کی آبرو سے تم نے کھیلنے کی کوشش کی ہے اور گہرے گھاؤ اسی نیک نہاد کی روح پر لگے ہیں۔

یہ کہہ کر سلطان محمود نے ایاز کو طلب کر کے فرمایا۔ اے ایاز، یہ مجرم تیرے ہیں۔ اور تجھے پورا اختیار ہے کہ انہیں جو سزا چاہے، دے اس کی توثیق ہماری جانب سے ہو گی۔

ایاز نے اپنے آقا کے قدم چوم کر عرض کیا ”اے بادشاہ، اختیار تو تجھی کو حاصل ہے۔ جب آفتاب جہاں تاب رخ روشن دکھاتا ہے۔ تب ستارے نابود ہو جاتے ہیں۔ زہرہ۔ عطارد یا زحل کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے اپنا وجود ثابت کریں۔

سلطان نے یہ بات سنکر کہا۔ اے ایاز۔ ہمیں پتا چلا کہ تو نے اپنی کوٹھڑی میں ایک بوسیدہ

پوستین اور پرانے جوتے بڑی حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔ اور تو روز ان چیزوں کے دیدار کے لیے کوٹھڑی میں جاتا ہے۔ اس بھید سے ہمیں بھی آگاہ کر۔ تجھے اس پوستین اور ان جوتوں سے عشق ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیا یہ شرک میں داخل نہیں؟ ان دو بے کار اور فرسودہ چیزوں سے جان کے برابر عشق قائم کر کے تو نے انہیں اس کوٹھڑی میں چھپا رکھا ہے یہ بتا کہ کیا وہ پوستین ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا پیراہن؟ اور وہ جوتے کس عظیم ہستی کے ہیں جنہیں تو چھاتی سے لگاتا اور چومتا چاٹتا ہے۔

ایاز نے آنکھوں میں آنسو لا کر کہا، اے آقا، کیا عرض کروں، اور کیا نہ کروں۔ اتنا جانتا ہوں کہ سب کچھ تیری بخشش اور عطا ہے۔ ورنہ میری حقیقت تو وہی سڑی ہوئی پوستین اور پھٹے ہوئے جوتے ہیں۔ میں ان کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ اپنی اصل ذات کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہوں۔

۴۸۔ لالچ کی مذمت

ایک غریب آدمی کا کوئی مال دار رشتے دار مر گیا۔ اس کا اس غریب کے علاوہ کوئی اور وارث نہ تھا۔ چنانچہ مرنے والے کی تمام دولت اس کے قبضے میں آ گئی چونکہ اس شخص کو بالکل غیر متوقع طور پر اتنی کثیر دولت کسی محنت مشقت کے بغیر مل گئی۔ لہٰذا اس نے خوب اللے تللے کیے۔ یہاں تک کہ تمام دولت فضول کاموں میں برباد کر کے پھر بھوکے کا بھوکا اور ننگے کا ننگا رہ گیا سچ ہے، میراث کا مال رہا نہیں کرتا جس طرح وہ مرنے والے سے الگ ہوا۔ اسی طرح یہاں سے بھی نکل گیا۔ خود میراث پانے والے کو بھی ایسے مال کی قدر نہیں ہوتی جو بے محنت ہاتھ آ جاتا ہے۔ اے عزیز، تجھے بھی جان کی قدر اس لیے نہیں کہ حق تعالیٰ نے مفت بخشی ہے۔

قصہ مختصر اس شخص کے ہاتھ سے سب مال، جائیداد اور جنس نکل گئی۔ الو دن کی

کی طرح ویرانوں میں ڈیرا لگایا۔ ایک دن بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی کہ اے اللہ، تو نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا تھا، وہ باقی نہیں رہا۔ میرا جو حال ہے وہ تجھ پر خوب روشن ہے۔ لہٰذا اب مجھے زندگی بسر کرنے کے لیے سروسامان عطا کر ورنہ موت کے فرشتے کو روانہ کر کہ وہ آئے اور میری روح قبض کرکے اس جھنجھٹ سے ہمیشہ کے لیے نجات دے اس گریہ وزاری کے دوران میں اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے، سینہ کوبی کی۔ حقیقت میں اس محبِ مال کو ایسے زر کی طلب تھی جو بے محنت حاصل ہو، لیکن خدا کا دروازہ کھٹکھٹانے والا کبھی مایوس نہیں جاتا۔ اس شخص نے رات کو خواب میں ایک فرشتہ دیکھا کہ کہتا ہے اے خوش نصیب، یہاں پڑا کیا کرتا ہے؛ خدا نے تیری آہ وفغاں سن لی ہے۔ مصر میں ایک بڑا بھاری خزانہ تیرا انتظار کر رہا ہے۔ فلاں بستی کے فلاں محلے کے ایک مکان میں وہ بیش قیمت خزانہ دفن ہے۔ تو بغداد سے ہوتا ہوا فوراً مصر میں پہنچ۔ بس تیرا کام بن گیا۔

یہ خواب دیکھ کر اس مفلس کی جان میں جان آئی۔ کمر ہمت باندھی اور اس امید کے سہارے کہ فرشتے نے خزانے کا پتا نشان دیا ہے، بغداد سے مارا مار منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا آخرکار مصر میں داخل ہوا۔ لیکن وہاں پہنچتے پہنچتے جو پیسہ دھیلا پاس تھا، وہ بھی خرچ ہو گیا اور بھوک نے بے تاب کیا۔ کچھ دیر تو ضبط سے کام لیا، مگر جب بھوک کے ہاتھوں صبر و ضبط بھی رخصت ہوا تو بھیک مانگنے کا ارادہ کیا۔ ہر چند شرم و حیا نے دامن پکڑا مگر بھوک نے بدحواس کر ڈالا۔ دل میں کہا، یہ بہتر ہے کہ رات کے اندھیرے میں منہ چھپا کر بازار میں نکلوں تاکہ بھیک مانگتے شرم نہ آئے۔ چیخنے چلانے والے گداگر کی طرح دور سے صدا دوں تاکہ کسی کو ترس آئے اور وہ اپنے مکان پر سے کچھ میرے لیے پھینک دے۔

اسی سوچ بچار میں باہر نکلا اور اِدھر اُدھر ہچکچاتا، جھجکتا پھرنے لگا کئی مرتبہ ایسا

موقع آیا کہ کسی سے سوال کر سکتا تھا، لیکن پھر شرم اور جھجک ہاتھ پکڑ لیتی تھی۔ غرض ایک پہر رات تک یہی کیفیت رہی۔ قدم کبھی آگے بڑھاتا۔ کبھی پیچھے ہٹاتا پھر اپنے دل سے پوچھتا بول کیا کہتا ہے! ہاتھ پھیلاؤں یا فاقے ہی سے سو رہوں؟ اتفاق سے اس زمانے میں شہر کے لوگ چوروں کے ہاتھوں نہایت پریشان اور نالاں تھے۔ اندھیری راتوں میں ایک طرف چوروں کی سرگرمیاں بڑھ جاتیں تو دوسری طرف شہر کا کوتوال بھی سپاہیوں کو لے کر گشت کرنے نکل آتا۔ خلیفہ وقت نے حکم دے رکھا تھا کہ جو مشکوک آدمی رات کی تاریکی میں بلا وجہ گلی کوچوں میں پھرتا دکھائی دے، اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو، خواہ وہ میرا عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ خلیفہ کے امرا اور وزرا نے بھی شکایتیں کی تھیں کہ کوتوال کا انتظام ناقص ہے اس سبب سے چور، اچکے اور اٹھائی گیرے ہوائی دیدہ ہو گئے ہیں۔

یہ شکایتیں سن سن کر خلیفہ نے کوتوال پر عتاب کیا کہ چند دن کے اندر اندر ان سب بدمعاشوں کو گرفتار کرو ورنہ شہر میں چوری چکاری کی جس قدر وارداتیں ہوں گی۔ ان سب کی سزا تمہیں دی جائے گی۔ کوتوال نے عرض کیا کہ آیندہ ایسی کوئی شکایت خلیفہ کے سننے میں نہ آئے گی۔

غرض کوتوال نے سپاہیوں کی نفری بڑھا دی اور ساری ساری رات شہر کے گلی کوچوں میں گشت کرنے لگا۔ چوروں نے یہ حال دیکھا تو اپنی اپنی جگہ دبک گئے۔ کسی کو باہر نکلنے اور واردات کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ یہ بے چارہ خزانے کی فکر میں بغداد سے چل کر مصر آنے والا، ان حالات سے بالکل بے خبر رات کے اندھیرے میں گھوم پھر رہا تھا کہ کسی طرح پیٹ کے دوزخ کی آگ بجھائے کہ اتنے میں کوتوال نے آن کر دبوچ لیا۔ اتنا مارا کہ ہڈی پسلی ایک کر دی جب کھال خوب ادھیڑ چکا تو ڈپٹ کر پوچھا۔

۔ سچ بتا کون ہے تو، کہاں سے آیا ہے اور کیوں اس وقت شہر میں گھوم رہا ہے اس بھوکے پیاسے شخص نے روتے ہوئے جواب دیا۔ خدا کے واسطے مجھے مت مارو

اصل حقیقت ابھی بتاتا ہوں۔

کوتوال نے کہا۔ جلد بتا ورنہ ابھی تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے تو اس شہر کا رہنے والا نہیں کسی اور علاقے کا بدمعاش ہے۔

اس نے خدا رسول کی قسمیں کھاتے ہوئے کہا میں چور ہوں نہ جیب کترا۔ اُچکا نہ اٹھائی گیرا۔ ڈاکو نہ قاتل۔ میں تو اس شہر میں ایک مسافر کی حیثیت سے آیا ہوں اور بغداد میں میرا گھر ہے۔ پھر اس نے اپنا خواب اور خزانے کا ذکر کیا۔

کوتوال کو اس کی باتوں میں سچائی کی بو آئی۔ تب اس نے حیران ہو کر کہا۔ ہمارے نادان، مان لیا کہ تو چور ہے نہ ڈاکو، لیکن محض ایک خواب پر اپنی حرص و ہوس کے باعث تو نے اپنے آپ کو جوکھوں میں ڈالا اور اتنی صعوبتیں اٹھاتا ہوا بغداد سے چل کر یہاں آیا۔ اب میری بات غور سے سن۔ تجھے تو بغداد میں مصر کا خزانہ دکھائی دیا اور میں نے اس شہر مصر میں کئی مرتبہ یہ خواب دیکھا کہ بغداد کے فلاں محلے اور فلاں مکان میں بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔ بلکہ خواب میں مجھے یہاں تک بتایا گیا کہ خزانہ اس مکان کے فلاں حصے میں دبا ہے۔ جا اور نکال لے۔ لیکن میں نے آج تک بغداد جانے کی زحمت گوارا نہ کی۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ مجھے آخر اس خزانے کے لیے بغداد جانے کی ضرورت ہی کیا ہے خزانہ تو میرے ہی گھر میں موجود ہے یہاں مجھے کس چیز کی کمی ہے۔ میں اپنے خزانے پر آرام سے بیٹھا ہوا ہوں۔

مسافر نے جب کوتوال کی یہ باتیں سنیں تو خوشی کے مارے دیوانہ ہو گیا۔ سارا رنج اور تکلیف جاتی رہی۔ جی میں کہا کہ اس قدر تھا۔ کھانے کے بعد نعمت کا ملنا موقوف تھا۔ وہ خزانہ تو خود میرے مکان میں موجود ہے۔ کوتوال نے اسے بغداد کے جس محلے اور اس محلے کے جس مکان کا پتا بتایا تھا، وہ خود اس شخص کا مکان تھا۔ وہ کوتوال سے کہنے لگا۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی بدولت عجیب و غریب دولت ہاتھ آئی۔ وہ سب میرے وہم اور بدعقلی کا اندھاپن تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مفلس اور محتاج جانا ہے اب خواہ آپ مجھے بے وقوف کہیں یا عقل مند، جو میں چاہتا تھا، وہ مجھے یہیں ملا۔

اس کے بعد وہ شخص سجود و رکوع کرتا اور حمد و ثنا کے گیت گاتا، مصر سے بغداد کو واپس چلا۔ تمام راستے اس حیرت سے مست اور بے خود رہا۔ کہ اللہ میری طلب اور خواہش کی راہ کون سی تھی اور رزق مجھے کیا عطا ہوا۔ مجھے امیدوار کدھر کا بنایا اور انعام کدھر سے دیا گیا۔ اس فعل میں کیا حکمت تھی کہ کان مراد نے مجھے اپنے مکان سے بقصد مسرت غلط راہ پر نکلوایا۔ میں کس سرعت سے گمراہی کی طرف بھاگ رہا تھا اور ہر لحظہ مقصد حقیقی سے دور ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس گمراہی کو حق تعالیٰ نے اپنے الطاف و کرم سے ہدایت اور مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دیا۔

۳۹۔ ایاز کی دانشمندی پر حسد کی مذمت

کہتے ہیں، آدمی کی خوبیاں ہی اکثر اوقات اس کی دشمن بن جاتی ہیں۔ ایاز کی ذہانت فطانت، دیانت و امانت اور اپنے آقا کے ساتھ اس کی کامل فرمانبرداری ایسے خصائص تھے جنہوں نے تمام ارکان دولت کو اس کا دشمن بنا دیا تھا۔ ایاز کے خلاف ان کے دلوں میں کدورت، بغض اور حسد کا مادہ روز بروز بڑھتا ہی جاتا تھا۔ ادھر سلطان کا لطف و کرم اور جود و سخا ایاز کے حق میں روز افزوں تھا۔

ایک دن موقع پا کر ان حاسد اور بدباطن امرا میں سے ایک نے جرأت کر کے سلطان محمود سے کہا، "جہاں پناہ، آپ نے ایک معمولی غلام کو تیس امیروں کے برابر اعزاز مراتب عطا فرمائے ہیں۔ ہم غلاموں کی ناقص عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ اکیلے ایاز میں تیس آدمیوں کی عقل و بصیرت کیسے آ گئی۔

سلطان نے اس وقت اس گلے کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔ چند روز بعد دربار کے تیس امیروں کو ہمراہ لے کر شکار کے ارادے سے جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکلا۔ ایک پہاڑی کی چوٹی سے دیکھا کہ کوسوں میلوں دور ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ کچھ دیر بعد سلطان نے ایک امیر کو حکم دیا کہ گھوڑے پر تیزی سے جاؤ اور قافلے والوں سے پوچھو کہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ وہ امیر سلطان کے حکم کی تعمیل میں گیا اور کچھ دیر بعد واپس آن کر بتایا کہ قافلہ شہر رے سے آ رہا ہے۔ سلطان نے پوچھا۔ قافلے والوں کی منزل مقصود کیا ہے؟ اس کا جواب امیر نہ دے سکا۔ کیونکہ یہ بات اس نے قافلے والوں سے پوچھی ہی نہ تھی۔

سلطان نے دوسرے امیر سے کہا، "اب تم جاؤ اور پوچھو کہ کارواں کدھر جائے گا؟ دوسرا امیر جواب لایا کہ ان کا ارادہ یمن جانے کا ہے۔ سلطان نے پوچھا قافلے والوں کے پاس سامان سفر کیا کیا ہے؟" اس بات کا جواب وہ نہ دے سکا کیونکہ اس نے قافلے والوں سے پوچھا ہی نہ تھا کہ کس قدر سامان ان کے پاس ہے۔

سلطان نے تیسرے امیر کو بھیجا کہ جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ کس قدر سامان قافلے والوں کے پاس ہے۔ وہ گیا اور واپس آن کر بتایا کہ ان کے پاس ضرورت کی ہر شے موجود ہے۔ سلطان نے دریافت کیا، "یہ قافلہ شہر رے سے کب روانہ ہوا تھا؟ وہ امیر اس سوال کا جواب دینے سے عاجز ہوا۔ کیوں کہ یہ بات اس نے قافلے والوں سے معلوم ہی نہ کی تھی۔

سلطان نے چوتھے امیر سے کہا، "جاؤ اور یہ بات معلوم کر کے آؤ" اس نے واپس آ کر عرض کیا، "قافلے والے اس ماہ کی ساتویں تاریخ کو رے سے نکلے تھے۔ سلطان نے پوچھا، "شہر رے میں چیزوں کے دام کیا کیا ہیں؟ وہ امیر اس سوال پر دم بخود رہ گیا۔ کیونکہ یہ بات اس نے قافلے والوں سے پوچھی ہی نہ تھی۔ غرض سب امیر

ناقص العقل اور پریشان ذہن ثابت ہوئے، ہر شخص ایک ہی سوال کا جواب لے کر آیا اور قافلے والوں کا پورا حال کسی نے جاننے کی زحمت گوارا نہ کی۔

اس مشاہدے کے بعد سلطان نے ان تینوں امیروں سے کہا "تم لوگ ایاز پر یہ اعتراض کرتے ہو کہ اسے تم سب کے برابر اعزاز اور مرتبہ کیوں عطا کیا گیا۔ اس کا جواب میں نے اس وقت نہ دیا تھا اب سن لو۔ ان قافلے والوں کے سفر کی تحقیق کے لیے میں نے سب سے پہلے تم لوگوں کی لاعلمی میں ایاز کو روانہ کیا تھا جتنے سوالوں کے جواب تم تیس مرتبہ لے کر آئے ایاز ان تمام سوالوں کے جواب ایک ہی دفعہ لے آیا تھا اب تمہیں پتا چل گیا کہ میں اس کی اتنی قدر و منزلت کیوں کرتا ہوں!

یہ سنکر سب امیروں کے چہرے شرم سے پانی پانی ہو گئے اور انہوں نے اپنی گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے کہا "بے شک ایاز کی برابری ہم نہیں کر سکتے اس کی ذہانت اور قابلیت خداداد ہے، یہ صفات وہبی ہیں، کسبی نہیں۔ اللہ نے چاند کو حسین و جمیل چہرہ عطا کیا ہے اور مٹی کو سوندھی سوندھی خوشبو بخشی ہے۔

۴۰۔ حقیقی سوچ سے حقیقی فائدہ

ایک واعظ کی یہ نرالی عادت تھی کہ جب وعظ کے لیے منبر پر جاتا۔ گمراہوں، سیاہ کاروں، بدفطرتوں، بدکاروں، ظالموں اور بت پرستوں، سب کے لیے خشوع و خضوع سے دامن پھیلا کر دعائیں کرتا کہ یاالٰہی ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ ان لوگوں کے علاوہ وہ خدا کے پاک اور نیک بندوں کا ذکر اپنی دعا میں لاتا ہی نہ تھا۔

جب لوگ عرصے تک واعظ کے منہ سے یہ دعائیں برے آدمیوں کے حق میں سنتے رہے تو ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور انہوں نے واعظ سے پوچھا "مولانا یہ کیا تماشا ہے؟ آپ کی دعائیں صرف بدکاروں اور ظالموں کے لیے ہیں۔

واعظ نے جواب دیا: "ان دعاؤں کی حقیقت سمجھو تو یہ اعتراض نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے ان بدفطرتوں، سیاہ کاروں اور ظالموں سے بہت فائدہ پہنچا ہے اس لیے ان کے حق میں ہمیشہ دعا کرنا اپنے اوپر فرض جانتا ہوں۔ ان لوگوں نے اللہ کی زمین پر اس قدر ظلم و ستم، ناپاکی اور برائی پھیلائی کہ میرا نفس متوحش ہو گیا۔ اور میں نے حتی الامکان اپنی اصلاح کر کے برائیاں دور کیں اور بھلائیاں چن لیں۔ جب کبھی میں ہوائے نفس سے مجبور ہو کر دنیا کی طرف لپکتا تھا۔ یہی مفسد، سیاہ کار اور ظالم مجھے اذیتیں پہنچانے کے لیے سامنے آ جاتے تھے یہاں تک کہ دنیا کی حرص و ہوس میرے اندر سے نکل گئی اور میں سیدھے راستے پر آ گیا۔

اے عزیز، ذرا انصاف کی نگاہ سے دیکھ۔ کیا ایسا ہر دشمن تیرے حق میں اکسیر نہیں ہے؟ تو اس کی دشمنی اور فتنہ پردازی سے بھاگ کر کنج تنہائی میں جا بیٹھا ہے اور خدا کے فضل اور اس کی رحمت کا طالب بنتا ہے۔ اس کے برعکس وہ دوست تیرے اصلی دشمن ہیں جو تجھے خدا اور اس کی محبت سے دور کر کے اپنی ملاقات کے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔

۱۴۰۔ حصولِ بینائی کا واقعہ

حضرت نوشہ گنج بخش کے تصرف کے بارے میں حضرت شیخ نور محمد سیالکوٹی سے منقول ہے کہ ایک روز حضور جنگل کی طرف سیر کو نکلے میں بھی ہمراہ تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہو گئی۔ ہم ایک موضع میں ٹھہر گئے میں آپ کے پاؤں دبانے لگا۔ آپ استراحت فرما گئے۔ مجھے پیاس لگی میں ایک کنوئیں پر پانی پینے چلا گیا۔ وہاں ایک مرد و عورت شتر سوار بھی پانی پینے کے لیے اترے۔ میں نے ان سے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے؟ کہنے لگے کہ ہم خوشاب سے آئے ہیں اور چک ساہنپال میں حضرت نوشہ صاحب کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ یہ مکان شریف پر جا کر پریشان ہوں گے

اس واسطے ان کو بتا دیا کہ حضور اسی جگہ استراحت فرما رہے ہیں۔ وہ نہایت خوش ہوئے اور وہیں ٹھہر گئے۔ جب حضور بیدار ہوئے تو وہ مرد دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قوم بلوچ سے معلوم ہوتا ہے پھر آپ نے پوچھا کہ کیا مطلب رکھتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا حضرت! یہ میری عورت ہے اور میری اس کے ساتھ کمال محبت ہے اور میرے گھر کی آبادی اسی سے ہے۔ یہ دونوں آنکھوں سے نابینی ہو گئی ہے۔ ہر چند فقیروں اور طبیبوں کے پاس لے گیا ہوں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اب حضور کا نام مبارک سن کر یہاں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا یہاں گوشہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو لا کر ہمارے روبرو بیٹھا دو، وہ بلوچ عورت کا ہاتھ پکڑ کر سامنے لے آیا۔ آپ ہمارے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوئے اور اس عورت کو فرمایا کہ ہماری طرف دیکھتی رہو۔ جب اس نے دیکھا تو آپ نے پوچھا کہ کچھ دکھائی دیتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ قدرے نظر آتا ہے، پھر ایک ساعت کے بعد پوچھا کہ اب کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اب حضور کی صورت اچھی طرح نظر آتی ہے۔ پھر ذرا دیر کے بعد پوچھا تو کہنے لگا کہ اب پہلے کی طرح بالکل تندرست ہوں اور میری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ چنانچہ وہ بالکل تندرست ہو گئی اور وہ رخصت ہوئے۔

۴۱۔ قبولیتِ دعا کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نوشہ گنج اپنے پیر شیخ عالیجاہ حضرت سخی بادشاہ کے ہمراہ بار گوندلاں کا سیر فرماتے ہوئے موضع دیووال میں پہنچے۔ وہاں کا نمبردار ان کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک ہی فرزند ہے اور عرصہ سے بیمار ہے۔ چالیس روز گزر چکے ہیں کہ اس نے منہ میں کوئی بھی چیز نہیں ڈالی۔ صرف چمچہ سے پانی اس کے منہ میں ڈالتے ہیں، اکثر بیہوش رہتا ہے۔ پانچ چھ گھڑی کے بعد آنکھ کھولتا ہے صرف دم باقی ہے زندگی کی کچھ امید نہیں اگر حضور کچھ دعا فرما دیں تو شاید قبول ہو جائے۔ حضرت سخی بادشاہ نے کہا وہ لڑکا تندرست ہو جائے گا ہمارے درویش کو لے جاؤ۔ یہ علاج کریگا۔ اور آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا میاں حاجی محمد! جاؤ بزرگ کام بزرگوں سے ہی ہوتے ہیں آپ تسلیمات بجا لا کر ان کے گھر چلے گئے اور بیمار کی چارپائی کے قریب بیٹھ گئے اور پوچھا کہ کلام بھی کر سکتا ہے یا نہیں اس کی والدہ نے کہا یا حضرت! اس پر بوجہ کمزوری آنکھ کھولنا بھی مشکل ہے کلام کیسی؟ آپ نے

فرمایا اس کو بلاؤ تو سہی۔ والد نے بتلایا کہ بیٹا! شاہ حاجی محمد آئے ہیں، آنکھیں کھول کر ان کے چہرہ مبارک کو دیکھو۔ بیمار نے آنکھیں کھولیں اور بمجرد دیدار پُرانوار کے اس کی رگوں میں کچھ طاقت پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کچھ کھاؤ گے؟ اس نے عرض کی اگر کھچڑی ہو تو شاید کھا سکوں۔ اس کے کہنے پر فی الفور کھچڑی تیار کرائی گئی، پھر آپ نے فرمایا اس کو اٹھا کر بٹھاؤ۔ چنانچہ اس نے بیٹھ کر چند لقمے کھائے پھر آپ نے فرمایا بھائی تمہارے گاؤں میں حضرت سخی بادشاہ آئے ہوئے ہیں ان کی زیارت کے واسطے چلو اس نے کہا اگر کوئی پکڑ کر لے چلے تو شاید جا سکوں۔ آپ نے اس کے والد کو فرمایا کہ اس کو بغلوں سے پکڑ کر اٹھاؤ اور آہستہ آہستہ اپنے سہارے چلا کر لے چلو۔ جب اسی طریق سے حویلی سے باہر نکلے تو آپ نے فرمایا کہ اب اس کو چھوڑ دو، خود بخود چلے گا۔ والد نے چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ بغیر کسی سہارے کے حضرت سخی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب کمال خوش ہوئے اور آپ کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ آؤ بابا آ گئے ہو۔ واقعی مرد اسی طرح کرتے ہیں، تم میرے پہلوان ہو۔ اسی روز سے حضور کو پہلوانِ سخی کا خطاب ملا اور وہ شخص بالکل تندرست ہو گیا۔

۴۲۔ مرید کو سانپ سے بچانے کا واقعہ

حضرت کرم الٰہی عرف کانواں والی سرکار (گجرات) بڑے صاحب کرامت ولی اللہ ہوئے ہیں ان کے ایک مرید چراغ شاہ کا واقعہ ہے کہ وہ روزانہ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر کھیتوں سے ہوتا ہوا آپ کے ڈیرہ پر حاضر ہوا کرتا تھا جہاں عبادت کیا کرتا تھا اس زمانے میں آپ کی جھگی کے ارد گرد کھیت ہی کھیت تھے۔ ایک رات وہ اپنے معمول سے قبل ہی اٹھ کر آپ کے ڈیرہ کی طرف چل دیا۔ جب آبادی سے گزر کر کھیتوں میں پہنچا اور راستے میں ایک پیپل کا درخت بھی پڑتا تھا اس کے قریب پہنچا تو آپ کی آواز سنائی دی "بچ جاؤ!" وہ حیرانی میں پڑ گیا کہ یہ آواز کہاں سے آئی ہے اس نے ادھر ادھر دیکھا تو قریب کوئی نہ تھا ذرا سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے حضرت سائیں سرکار آپ کو کہتے ہیں کہ بچ جاؤ! آخر پھر وہ اسی راستے پر آگے چل دیا۔ قدم آگے ہی بڑھا تھا کہ اسے پھر حضرت کی آواز آئی کہ بچ جاؤ! وہ بیان کرتا ہے کہ میں مزید حیران ہوا اور مجھ پر خوف طاری ہوا کہ اے اللہ! یہ کیا ماجرا ہے کچھ دیر بعد پھر کچھ قدم آگے بڑھا تو تیسری مرتبہ آواز آئی کہ بچ جاؤ! میں آواز سننے کے بعد آگے چل دیا

دیکھتا گیا ہوں کہ ایک بہت بڑا کالا ناگ راستے میں پھن لہرائے بیٹھا تھا اسے دیکھتے ہی مجھ پر خوف اور دحشت طاری ہوگئی کہ اب کیسے بچوں اور کہاں بھاگ کر جاؤں۔ چنانچہ میں نے وہ راستہ چھوڑ کر کھیتوں میں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ شخص بیان کرتا ہے کہ خدا جانے میرے بھاگنے میں اتنی تیزی کہاں سے آگئی اور میری رفتار اتنی تیز ہوگئی جو بیان سے باہر ہے اور سانپ پیچھا کر رہا تھا لیکن تیز بھاگنے کی وجہ سے وہ شخص چند لمحوں میں سانپ کی گرفت سے بچ گیا اور حضرت کے ڈیرے پر پہنچ گیا۔ سرکار نے فرمایا کہ تم نے دو جانداروں کو بڑی تکلیف دی ہے۔ ایک سانپ کو اور دوسری مجھے، تم اپنے وقت پر آیا کرو۔ اسے بچانے کے لیے فقیر کو کشف کرامات کے سلسلے میں اللہ سے خاص مدد طلب کرنا پڑی۔ (تذکرہ کرم الہٰی از علامہ عالم فقری)

۴۳۔ غیبی رزق کا واقعہ

حضرت کرم الہٰی عرف کانواں والی سرکار کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سائیں سرکار پولیس گراؤنڈ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تین نوجوان جو سائیں صاحب کے واقف کار تھے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے تھے شام کا وقت تھا ان میں رحیم بخش بھی تھا ان تینوں نوجوانوں نے مشورہ کیا کہ سرکار سائیں صاحب سے کہتے ہیں کہ ہمیں اس وقت گوشت روٹی کھلاؤ۔ یہ مشورہ کر کے آپ کے پاس اس جگہ پر چلے گئے جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس اس وقت کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ انھوں نے جا کر کہا کہ سائیں صاحب! ہمیں گوشت روٹی کھلاؤ۔ سائیں صاحب نے توجہ نہ دی۔ آخر وہ بار بار اصرار کرنے لگے کہ ہم نے تو کھا کر ہی جانا ہے۔ سائیں صاحب نے دیکھا کہ یہ تو بضد ہو گئے ہیں تو وہ وہاں سے اٹھے اور منہ دوسری طرف کیا اور چند قدم آگے بڑھے تو یکدم ایک سفید پوش نامعلوم آدمی ظاہر ہوا اور اس نے حضرت کو گوشت کی ایک پلیٹ اور چار روٹیاں دے دیں اور وہ سفید پوش فوراً غائب ہو گیا۔ سائیں صاحب نے ان کو بلایا اور کہا، یہ لو جو مانگتے تھے۔ چنانچہ وہ تینوں اور چوتھے سائیں صاحب بذاتِ خود نیچے بیٹھ گئے اور ایک ایک روٹی ان کو دے دی اور سب کھانے لگے۔ رحیم بخش فوراً اپنی روٹی کھا کر سرکار سے کہنے لگا مجھے اور دو۔ سرکار نے اپنی اس روٹی سے جو خود کھا رہے تھا چوتھائی حصہ روٹی اور دے دی۔ آخر کار وہ تینوں کھانا کھانے کے بعد اپنی مراد پا کر واپس لوٹے

اور سائیں صاحب یادِ الٰہی میں مستغرق ہو گئے۔ (تذکرہ کرم الٰہی عرف کانواں والی سرکار از عالم فقری)

۴۴۔ خدمت کی برکت

ایک دفعہ میاں صاحب قصور تشریف لے گئے وہاں آپ کو آپ کے عقیدتمندوں نے بتایا کہ ایک حاجی جلال الدین موضع جوڑا، جو یہاں سے قریب ہی ہے حال ہی میں حج سے واپس لوٹے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جب وہ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضری دے رہے تھے تو ان پر اس وقت عجیب سی کیفیات اور واردات نازل ہوئیں۔ اب حاجی صاحب جب یہ کیفیت کسی سے بیان کرتے ہیں تو سننے والا بھی اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے۔ میاں صاحب نے فوراً ان حاجی صاحب سے ملنے کا ارادہ کیا اور جب آپ حاجی جلال دین کے گھر پہنچے تو انھیں عقیدت مندوں میں گھرا ہوا پایا مگر انھوں نے آپ کی بڑی پذیرائی کی اور آپ کی تشریف آوری کے شکر گزار ہوئے۔ اس کے بعد میاں صاحب نے ان سے مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس والی کیفیات بیان کرنے کے لیے کہا۔ جب حاجی جلال دین نے اپنا بیان شروع کیا تو گھر کے چاروں طرف انوار کی بارش ہونے لگی۔ میاں صاحب اور حاجی صاحب کے علاوہ دیگر اہل مجلس کی حالت غیر ہو گئی اور وہ تڑپنے لگے۔ یہ کیفیت کافی دیر تک طاری اور برقرار رہی۔ جب سب لوگ سلوک میں آئے تو حاجی صاحب کو میاں شیر محمد صاحب کی مہمان نوازی کی فکر ہوئی۔ وہ فوراً اپنے گھر آئے اور بیوی سے کہا نیک بخت! آج بھینسوں کے دودھ میں سے مکھن مت نکال بلکہ آدھا دودھ میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو پلا دیا جائے اور آدھے کا دہی جما لیا جائے تاکہ اگلی صبح ناشتہ میں لسی بنائی جائے۔ مگر حاجی جلال دین کی بیوی نے حاجی صاحب کے حکم کے برخلاف دودھ سے مکھن نکال لیا اور باقی دودھ میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو پلایا اور دوسرے کی دہی جما دی۔ اب حیران کن صورتحال یہ پیدا ہو گئی کہ جو مکھن نکالا گیا تھا وہ روزانہ کے نکالے گئے مکھن سے کئی گنا زیادہ تھا۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب کی بیوی کو بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے دوڑتے دوڑتے حاجی صاحب سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حاجی صاحب پہلے تو حکم عدولی پر سخت برہم ہوئے مگر بعد میں انھوں نے بھی روزانہ والے مکھن اور اس دن کے مکھن میں موازنہ کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر باقاعدہ باٹ منگوا کر وزن کیا تو صورتِ حال واقعی حیران کن تھی۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب نے جذباتی آواز میں کہا۔ یہ سب کامل ولی میاں

شیر محمد کی برکت سے ہوا ہے

۴۵۔ ایک سکھ کے مسلمان ہونے کا واقعہ

اللہ تعالیٰ نے میاں شیر محمد کی نظروں میں بڑی تاثیر رکھی تھی۔ ایک مرتبہ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ لوہاری دروازے (واقع لاہور) کے باہر سے گزر رہے تھے، ان دنوں سکھوں کا کوئی میلہ تھا، بہت سے سکھ لاہور آئے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے دیکھا کہ سکھوں کا ایک گروہ انار کلی سے نکل رہا ہے اس موقع پر میاں صاحب اور ان کے ساتھیوں کا سکھوں سے آمنا سامنا ہو گیا سکھوں میں ایک نوجوان سکھ بڑا ہی خوبصورت اور قدآور جوان تھا اس کی طرف میاں صاحب نے نظر بھر کر دیکھا اور خدا سے دعا کی "اے مولا پاک اتنا خوبصورت آدمی جہنم میں جائے میرا دل نہیں چاہتا۔ اللہ میاں اس کو مسلمان بنا دے اور جنت کا حقدار ٹھہرا دے۔ یہ دعا ابھی آپ کے لبوں پر اور نظر سکھ نوجوان کے چہرے پر تھی کہ وہ نوجوان سکھ آپ سے گویا ہوا" حضرت! آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے یا مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں" میاں صاحب نے فرمایا "جوان! کہنا تو جسے تھا اسے کہہ دیا، تمہیں کیا کہنا ہے"، سکھ نوجوان بولا کہ مجھے بھی تو کچھ پتہ چلے کہ کس کو کیا کہا ہے آپ نے؟ میاں صاحب نے فرمایا کہ کہا تو اللہ سے ہے اور بات تمہاری کی ہے کہ اتنا خوبصورت شکل اور قدو قامت والا نوجوان جہنم میں نہیں جانا چاہیئے اب اس کی مرضی ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ سکھ نوجوان نے جب یہ بات سنی تو فوراً آپ کے قدموں پر گر گیا اور کلمہ پڑھانے کی درخواست کی۔ اس کے ساتھی سکھوں نے اس کو بہت سمجھایا اور اصرار کیا کہ واپس چلو، مگر اس نے کہا کہ اب جب میں منزل پر پہنچ چکا ہوں تو واپس کہاں جاؤں اور کس لیے جاؤں۔ اس کے بعد وہ نوجوان میاں صاحب کے خاص مریدوں میں شامل ہو گیا۔

۴۶۔ برائیوں سے اجتناب کا درس

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی نے اپنے کسی بزرگ کے لیے ایصالِ ثواب کی محفل کروائی اور حضرت میاں صاحب کو بھی تشریف لانے کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس ختم سے کیا فائدہ، اس بزرگ کی روح تو تم سے سخت ناراض ہے اس لیے یہ ختم تمہارے منہ پر مارا جائے گا۔ اگر اپنے بزرگ کی روح کو ثواب

پہنچانا اور خدا کو خوش کرنا چاہتے ہو تو دشمنیاں چھوڑ دو، مقدمہ بازیاں چھوڑ دو۔ جھوٹ، دغابازی، حرام کاری، بے ایمانی چھوڑ دو۔ نیکی اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ آپس میں صلح صفائی اور رحم دلی سے رہو۔ دوسروں کا مال کھانے اور چوریاں کرنے سے پرہیز کرو اور درحقیقت نیک پاکباز، صالح اور شریف انسان بن جاؤ۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کرو۔ گالی گلوچ سے پرہیز کرو۔ مارپیٹ اور جھگڑا فساد نہ کرو۔ یہ باتیں ختم سے ہزار درجہ بہتر، افضل اور عمدہ ہیں۔ جاؤ اگر تم میں عقل، سمجھ اور خداترسی ہے تو میری باتوں پر عمل کرو ورنہ خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور اپنی اولاد کو بھی برباد کرو گے۔

اس موقع پر آپ نے اس شخص سے یہ بھی فرمایا کہ اپنے جھگڑے اور مقدمے خود اپنے گھر میں فیصلہ کرنے کی بجائے جو شخص انگریز کی عدالت میں جاتا ہے اس میں ایمان کا ذرا سا بھی حصہ نہیں ہے۔ اکثر لوگ اپنے نجی جھگڑے، ذاتی معاملات، زمینوں اور جائدادوں کے مقدمات آپ کے پاس لاتے تو آپ نہایت انصاف اور نہایت خوبی کے ساتھ اور نہایت ہمدردی سے ان کی آپس میں صلح صفائی کرا دیتے ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ آپ دونوں فریقوں کو سمجھاتے تھے اور آپ کے فرمانے پر ہر شخص بخوشی اپنا حق چھوڑتے اور اپنے بھائی سے صلح کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا۔

۷۴۔ ایک بزرگ کا حلم

نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا۔ وہاں پہنچ کر کہا کہ اب جائیے، تھوڑی دیر میں تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہوا۔ وہ لوٹ آئے۔ اسی وقت دوڑا آیا کہ چلیئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جب اس کے گھر آئے تو کہا ذرا دیر کے بعد آنا۔ غرض اسی طرح ان بزرگوار کو سات بار دوڑایا اور ان اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا۔ ہر بار خندہ پیشانی سے آتے اور جاتے رہے اور حرف شکایت زبان پر نہ لائے اس کے بعد اس شخص نے بہت معذرت کی خطا معاف کرائی اور کہا کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے آزمائش اور آپ کے حلم دریافت کرنے کو کی ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا یہ کیا بڑی بات ہے، اسی کتے میں یہ خصلت موجود ہے کہ جب اس کو کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آئے گا اور جب جھڑک دو گے چلا جائے گا۔

۴۸ - اصلاح کا مؤثر انداز

قوم بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے دل میں کہا کہ آج رات چپکے سے صدقہ کروں گا تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ چنانچہ رات کو چپکے سے ایک آدمی کے ہاتھ میں مال دے کر چلا آیا۔ صبح کو لوگوں کا آپس میں چرچا ہوا کہ رات کوئی شخص ایک چور کو صدقہ دے گیا۔ اس صدقہ کرنے والے نے کہا یا اللہ! چور پر صدقہ کرنے میں بھی تیرے ہی لیے تعریف ہے (کہ اس سے بھی زیادہ بدحال کو دیا جاتا تو بھی بتا میں کیا کر سکتا تھا) پھر اس نے دوبارہ ٹھانی کہ آج رات کو پھر صدقہ کروں گا (کہ پہلا تو ضائع گیا) چنانچہ رات کو صدقہ کا مال لے کر نکلا اور اسے ایک عورت کو دے آیا (یہ خیال کیا ہوگا کہ یہ تو چوری کیا کرے گی) صبح کو چرچا ہوا کہ رات کو کوئی شخص فلاں بدکار عورت کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا یا اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے زنا کرنے والی عورت پر بھی (کہ میرا مال تو اس سے بھی کم درجہ کے قابل تھا) پھر تیسری مرتبہ ارادہ کیا کہ آج رات کو پھر صدقہ کروں گا۔ چنانچہ رات کو صدقہ لے کر گیا اور اسے ایک ایسے شخص کو دیا جو مالدار تھا۔ صبح کو چرچا ہوا کہ رات ایک مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس صدقہ دینے والے نے کہا یا اللہ تیرے ہی لیے تعریف ہے چور پر بھی، زنا کرنے والی عورت پر بھی اور غنی پر بھی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ تیرا صدقہ قبول ہوگیا ہے (تیرا صدقہ چور پر (اس لیے کرایا گیا) کہ شاید وہ اپنی چوری کی عادت سے توبہ کرلے۔ اور زانیہ پر اس لیے کرایا گیا کہ وہ شاید زنا سے توبہ کرلے (جب یہ دیکھے گی کہ منہ کالا کرائے بغیر بھی اللہ جل شانہ عطا فرماتے ہیں تو اس کو غیرت آئے گی) اور غنی پر اس لیے کرایا گیا تاکہ اس کو عبرت حاصل ہو کہ اللہ کے بندے کس طرح چھپ کر صدقہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے شاید وہ بھی اس مال میں سے جو اس کو اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا ہے صدقہ کرنے لگے۔

۴۹ - خدمتِ خلق کا واقعہ

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جب ہرات میں تھے تو ان پر سخت افلاس اور تنگی کا شدید عالم تھا۔ ان کے پاس صرف ایک قبا تھی جو جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ اسی طرح ان کی دستار کی دھجیاں لٹکتی رہتی تھیں مگر حضرت اپنا وقت نہایت صبر و شکر سے گزارتے تھے۔ کبھی کبھی وہ حضرت قاسم تبریزیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جو ہرات میں ہی مقیم تھے۔ اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ وہ خواجہ احرار پر بڑی شفقت فرماتے کہ اے عبیداللہ انشاءاللہ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب تیرا افلاس دور ہو جائے گا اور دنیا تیری مطیع و فرمانبردار ہو گی۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ احرار تاشقند تشریف لے گئے اور ایک زمیندار سے شرکت کر کے زراعت کا کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام میں اتنی برکت دی کہ ان کے مزارعین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور ان کی زمین کی پیداوار کا عشر ہزاروں من غلہ تک پہنچ گیا۔

اسی زمانہ میں مولانا عبدالرحمٰن جامی (صاحب نفحات الانس) ان کی زیارت کے لیے تاشقند آئے۔ انھوں نے شہر کے قریب دیکھا کہ ہزاروں من غلہ باہر جا رہا تھا۔ لوگوں سے پوچھا کہ اس غلہ کا مالک کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ خواجہ عبیداللہ احرار۔ یہ سن کر ان کے دل میں خواجہ صاحب سے بدظنی پیدا ہو گئی کہ میں تو ان کے فقر کا شہرہ سن کر آیا ہوں لیکن وہ تو دولت میں کھیل رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر خیال آیا کہ اتنی دور سے آیا ہوں ان سے مل لینے میں کیا حرج ہے۔ اسی خیال سے خواجہ صاحب کی خانقاہ میں پہنچے۔ آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ مولانا جامی بہت تھکے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب کے انتظار میں لیٹ گئے اور بہت جلد نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حشر کے میدان میں ہیں اور ایک شخص ان سے اپنا قرض طلب کر رہا ہے لیکن ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ان کو دوزخ کی طرف گھسیٹنے لگا ہے۔ اسی اثنا میں خواجہ عبیداللہ احرار تشریف لاتے ہیں اور ان کا قرض اپنی گرہ سے ادا کر کے رہائی دلاتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا جامی کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو خواجہ احرارؒ ان کے پاس بیٹھے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مال اسی لیے ہے کہ تجھ جیسوں کو قرض سے نجات دلاؤں۔ مولانا جامی ششدر رہ گئے اور اسی وقت آپ کی بیعت کر لی۔